بسم اللہ الرحمن الرحیم

لَاحَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْم
اَلَا اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ

حیاتِ حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ

مؤلفہ

حضرت مولانا علامہ محمد نذیر احمد نظر نعیمی مرادآبادی
علیہ الرحمہ غفرلہ ذوالایادی

ناشر

خانقاہ شاہ عالم احمد آباد ۲۲ گجرات

جملہ حقوق بحق مؤلف وآستانہ عالیہ محفوظ ہیں

نام کتاب :- حضرت حیات شاہ عالم

مؤلف :- حضرت مولانا محمد نذیر احمد نظر نعیمی مرادآبادی

تاریخ اشاعت :- باراوّل ۱۹۷۹ء

تاریخ اشاعت :- باردوم ۱۹۸۴ء

تاریخ اشاعت :- بارسوم ۲۰۰۱ء

نیوایڈیشن ۲۰۰۹ء

کمپوزنگ :- رضوی کمپیوٹر پوائنٹ

پروف ریڈنگ :- مولانا اشرف عالم رضوی

تعداد اشاعت :- ۱۱۰۰

مطبوعہ :- ....

قیمت :-

دینی وعلمی کتابیں رعایتی شرح کے ساتھ لینی ہوں، کسی کتاب ورسالہ کی کمپوزنگ کرانی ہو، کوئی کتاب، رسالہ، کیلنڈر چھپوانا ہو۔ مدارس ومساجد کی رسیدیں یا جلسہ وجلوس کے اشتہارات چھپوانے ہوں۔ ہر صورت میں آپ رضوی کتاب گھر سے رابطہ کیجئے۔ انشاء اللہ آپ کا مطلوبہ کام حسن وخوبی کے ساتھ انجام پذیر ہوگا۔ ہم آپ کی ہر خدمت کے لئے ہمہ وقت مستعد اور سرگرم عمل ہیں۔

رابطہ کا پتہ

رضوی کتاب گھر

۴۲۵، اُردو مارکیٹ، مٹیا محل، جامع مسجد، دہلی ۶ فون: 3264524

فہرست

☆☆☆☆

☆☆☆

☆☆

☆

مختصر حالات مؤلف حیات شاہ عالم

آپ کا نام نامی اسم گرامی	:	حضرت غوث محمد فاروقی ہے
آپ کی عرفیت	:	حضرت مولانا صوفی نذیر احمد نیازی ہے
آپ کا خطاب	:	طوطی گجرات ہے۔ نظرؔ آپ کا تخلص ہے
آپ کے والد ماجد کا نام	:	حضرت نور محمد تھا
آپ کی والدہ ماجدہ کا نام	:	حضرت عطیع النساء تھا
آپ کی پیدائش	:	بریلی شریف محلہ خواجہ قطب میں ہوئی

لیکن کچھ وقت گزرنے کے بعد آپ کے والدین مراد آباد تشریف لے آئے اسی لیے آپ مراد آبادی مشہور ہیں۔ بچپن ہی سے آپ کو عبادت اور ریاضتوں کا شوق تھا۔

آپ کے دادا صاحب اپنے زمانے کے بہت بڑے پائے کے صوفی اور عالم گزرے ہیں۔ ان کا ہم مکمل ذکر حیات نظرؔ میں کریں گے۔ انشاء اللہ

آپ کو علم تصوف، علم منطق، فلسفہ اور علم روحانی پہ عبور حاصل تھا۔

آپ نے تعلیم کی ابتداء دار العلوم جامع نعیمیہ مراد آباد سے شروع کی اور آپ نے مولانا سید نعیم الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے تعلیم حاصل کرنے کی سعادت حاصل کی۔ اس کے بعد پھر آپ میرٹھ آئے اور دار العلوم میرٹھ میں بھی تعلیم حاصل کی۔

اور پھر آپ احمد آباد آئے یہاں پر دار العلوم شاہ عالم سے آپ کو دستارِ فضیلت بتاریخ ۶ رشعبان المعظم ۱۳۸۶ھ کو حاصل ہوئی۔

آپ نے تین سال جامع مسجد احمد آباد کی امامت بھی فرمائی اور اس کے بعد پھر حضرت شاہ عالم محبوب باری رحمۃ اللہ علیہ کی جامع مسجد کی امامت و خطابت کا شرف حاصل کیا اور مسلسل ۳۵ رسال کچھ مہینے آپ نے امامت فرمائی۔ اسی دوران آپ نے حضرت شاہ عالم محبوب باری اور آپ کے آباء و اجداد کے حالات کی تحقیق شروع کی۔ مسلسل روز و شب کی دس سال کی محنت کے بعد جو حاصل ہوا اُسے دنیا کے سامنے حیات شاہ عالم کے نام سے پیش کر دیا۔

اللہ تعالیٰ آپ کی اس تالیف کو اپنے محبوب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں قبول فرماتے ہوئے آپ کے درجات کو بلند فرمائے۔ آمین

حضرت آقائی و مولائی صوفی ملت پیر طریقت پیر حقیقت پیر شریعت و پیر معرفت الحاج مولانا صوفی غوث محمد عرف صوفی نذیر احمد نیاز قادری چشتی نظامی سہروردی نقشبندی صابری نعیمی جیلانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مکمل سوانح عمری ہم حیات نظر کے نام سے پیش کریں گے۔ انشاء اللہ

اور آپ کے دیوان مبارک کو بھی فردوسِ نظر کے نام سے جلد سے جلد آپ لوگوں کے سامنے پیش کریں گے۔ انشاء اللہ

محمد پرویز نظیر نیازی

تقریظ جلیل

منبع انوار سیادت حامل فیضان رسالت حضرت مولانا مولوی الشاہ

سید محمد کلیم اشرفی جیلانی

مبسلا و حامدا و مصلیا.......... دنیا عالم اسباب ہے اور بے شبہ یہ اسباب وہ کائناتی طاقتیں ہیں جو نظام عالم پر حاوی ہیں۔ چنانچہ ایک طبقۂ علم وعمل کی نگاہ انھیں ظاہری اسباب اور ان کی تاثیروں پر مرکوز ہو کر رہ گئی۔ اسباب وعلل کے دام پُر پیچ میں گم ہو گئی۔ اس کی فکر ونظر کی تمام تر صلاحیتیں، شعور ودانش کی ساری قوتیں اشیاء کے خواص اور اسباب کی تاثیروں کی دریافت پر صرف ہونے لگیں۔ ان اسباب وعلل کے پس پردہ کسی عظیم غیبی طاقت کی کارفرمائیوں تک نظر رسانہ ہو سکی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ ابتداء میں انہیں اسباب ظاہری کو معبود سمجھ بیٹھا اور مراحل ارتقاء طے کرتا ہوا جب وہ آج سائنس و مادہ کے نقطۂ عروج پر پہونچا اسباب کی تسخیر شروع کردی اور کچھ کامیابی ملی تو خود کو خدا سمجھ بیٹھا یا اس کی ضرورت کا منکر ہو گیا۔ حالانکہ یہ تسخیر اسباب اسے تباہی کے دہانے کی طرف لے جا رہی ہے اس کے برعکس ایک دوسرا حقیقت آشنا طبقہ اسباب کے پس پردہ اس غیبی قوت کا مشاہدہ کرنے لگا۔ اسباب مؤثر ضرور ہیں مگر اسباب میں تاثیر بھرنے والی بھی کوئی بالاتر ہستی ہے۔ اسباب ومسببات میں تعلق سے انکار نہیں مگر انہیں وہ قادر مطلق ان دونوں کے درمیان حائل نظر آیا۔ انہوں نے سمجھا کہ اسباب ومسببات میں وہی ربط ووابستگی اس کے ارادہ کی پابند ہے۔ مسببات اسباب کے تابع اور دونوں اس قادر مطلق کی حکمت بالغہ کے پابند۔ اس عقیدے نے اس طبقہ کا اعتماد ویقین ظاہری اسباب سے زیادہ معنوی اسباب اور روحانی محرکات میں پیدا کردیا اور وہ ہیں ایمان، عمل صالح، اخلاق فاضلہ، خدا اور رسول کی

اطاعت ورحم ومحبت، عدل وانصاف، نیکی وپارسائی، اخوت ومساوات، نتیجہ یہ ہوا کہ ایک طرف تو جب یہ اسباب سے خالق اسباب کی طرف مائل ہوئے اسباب ان کے لئے مسخر کردیئے گئے اور خارق عادت امور کا ظہور ان سے ہونے لگا۔ دوسری طرف اعلیٰ انسانی اوصاف و خصائل کا سرچشمہ ابلنے لگا۔ یہی حقیقت نگر طبقہ، اولیائے کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا ہے جن کے اخلاق اور مقامات رفیعہ کی ستائش خود رب کائنات نے فرمائی۔ ان حضرات کی زندگی بجائے خود ایک متحرک مشن تھی اس سائنسی اور مادی دور میں ان کے سوانح کی اشاعت زبردست اصلاحی کارنامہ ہے۔ برادر گرامی مولانا صوفی الحاج نذیر احمد صاحب نعیمی نیازی لائق صد ستائش ہیں کہ دور جدید کے اس اہم تقاضہ کو انہوں نے محسوس کیا اور گجرات کے مرکز عقیدت جلالۃ الاولیاء حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے حالات زندگی کو مرتب فرمایا جو سلسلۂ ولایت جلالیہ کی ایک اہم اور مایۂ ناز کڑی ہیں۔

پیش نظر ایڈیشن اس کا پہلا حصہ ہے جس میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے اجداد کرام کا تذکرۂ جمیلہ ہے۔ برادر جلیل حضرت صوفی صاحب کی نظر ان اولیاء کرام کے روحانی مشن کی روح کے ساتھ ہی ساتھ تاریخی حقائق پر گہری ہے جس نے اس کتاب کو بلند پائیگی بخشی ہے اور اسے مستند بنا دیا ہے۔ رب کریم حضور مخدوم اشرف اشرفی سمنانی کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ کے طفیل حضرت موصوف کو دارین میں بہتر سے بہتر صلہ عطا فرمائے اور لوگوں کے لئے اس مؤقر کتاب کو مشعل راہ بنائے۔ آمین و صلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقه محمد و اٰله و اصحابه اجمعین و اولیاء امته الکاملین

محمد کلیم اشرفی جیلانی (ایم اے)

ولی عہد سجادہ نشین خانقاہ عالیہ اشرفیہ۔ جائس رائے۔ بریلی یوپی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

آغاز سخن

اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ آج گلستان آرزو پُر ثمر نظر آرہا ہے۔ برسوں کی کوشش کے بعد مرقع حیات شاہ عالم تسکین بخش دل و جان ہے۔ خادم کمترین ۱۷/۱ اکتوبر ۶۵ء بروز دوشنبہ سے خانقاہ عالیہ حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی جامع مسجد کی امامت وخطابت کے منصب پر فائز ہے۔ اسی تاریخ سے دل میں یہ بات چٹکیاں لیتی رہی کہ حضرت خواجۂ خواجگان خواجہ ابوالبرکات حضور سید محمد سراج الدین المشہور بہ شاہ عالم محبوب باری بخاری رحمۃ اللہ علیہ (التوفی ۸۸۰ھ) جیسی عظیم المرتبت ومرجع خلائق ہستی کی کوئی ایسی سوانح حیات نہیں ہے جس سے آپ کی سیرت طیبہ کے مختلف گوشے نمایاں ہوں اور ان کی تجلیوں سے اہل عقیدت اپنے دلوں کو منور بنا سکیں۔ میں نے باوجود اپنی علمی بے بضاعتی اور کوتاہ دامنی کے کمر ہمت باندھ لی اور آپ کے حالات زندگی جمع کرنے کا مکمل ارادہ کرلیا۔ حضرت شاہ عالم محبوب باری رحمۃ اللہ علیہ کی حیات پاک کے درشہوار جن جن کتابوں کے اوراق پر بکھرے ہوئے تھے وہ یا تو کمیاب تھیں یا نایاب اس لئے بڑی مایوس کن منزلوں سے گزرنا پڑا تاہم حضرت شاہ عالم محبوب باری رحمۃ اللہ علیہ کی روحانیت کٹھن سے کٹھن مرحلوں میں دستگیری کرتی رہی۔ اکثر ہوش ربا تاریک منزلوں میں کامیابیوں کے چراغ جھلملانے لگے۔ قدم بڑھتے گئے، فاصلے گھٹتے گئے اور آٹھ سال کی عرق ریزیوں اور انتھک کوششوں کے بعد قطرہ قطرہ دریا می شود کی مثال صادق آئی اور تذکرۂ اجداد شاہ عالم وحیات شاہ عالم دو جلدوں میں مرتب ہوگئی۔ یہ بات حقیقت ہے اگر ریحانۃ الابرار اور صد حکایت شاھیہ کتابیں دستیاب نہ ہوتیں تو شاید "حیاۃ شاہ عالم" عالم ظہور میں نہ آتی۔ ان کتابوں کے ملنے پر ناچیز نے ان کی فارسی عبارات کو اردو کا جامہ پہنایا۔ خدائے تعالیٰ نے تاجدار مدینہ حضور احمد مجتبیٰ

محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے صدقے میں اس مقدس کتاب کو بایں طور مزید تقدس عطا فرمایا کہ ۱۹۷۴ء میں حج بیت اللہ شریف کے سلسلہ میں حجاز مقدس کا سفر درپیش آیا۔ میں نے اس موقع کو غنیمت جانا اور صد حکایت شاہیہ کو اس مبارک سفر میں اپنے ساتھ لے گیا۔ اور حرمین طیبین میں اس کے ترجمے کا شرف حاصل کیا۔ الحمد للہ اس میں بعض واقعات تو وہ ہیں جن کا ترجمہ آب زمزم سے وضو کر کے سرزمین حطیم میں بیت اللہ شریف کے سائے میں بیٹھ کر کیا ہے اور مقام ابراہیم میں دوگانہ شکر ادا کیا۔ اور بعض حکایات وہ ہیں جن کا ترجمہ مدینہ منورہ مسجد نبوی شریف میں زیر سایہ گنبد خضریٰ منبر و مزار طاہرہ حضور سید الابرار صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان بیٹھ کر کیا اور اسی مقام پر سجدہ شکر ادا کیا۔ خوبی قسمت سے ان دنوں سیدی و مخدومی امام التارکین سراج العارفین حضور مجاہد ملت حضرت علامہ مولانا الحاج الشاہ محمد حبیب الرحمٰن صاحب قبلہ اڑیسوی حامدی رضوی قادری رحمۃ اللہ علیہ بھی مدینہ طیبہ میں تشریف رکھتے تھے۔ اگر ترجمہ کرنے میں کوئی مشکل یا دقت پیش آتی آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاتا اور آپ بعد ادائے نماز اشراق حرم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں اصحاب صفہ کے مبارک چبوترے پر تشریف فرما ہو کر خادم کو بصد ہزار شفقت و رحمت اس عبارت کا ترجمہ کرا دیتے اور مشکور و مسرور فرماتے۔ اللہ تعالیٰ تا قیام قیامت آپ کے مزار پُر انوار پر بے شمار رحمتیں نازل فرمائے اور آپ کی شمیم ولایت و کرامت سے ہمیشہ قصر سنیت کو مشک ریز و تابندہ رکھے۔ آمین ثم آمین بجاہ حضور خاتم النبیین سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

یہ بات بھی کچھ کم اہمیت کی حامل نہیں ہے کہ دسمبر ۱۹۷۴ء کے آخری عشرہ میں سفر ناگپور سے واپسی میں تاجدار سنیت شہریار بزم شریعت و طریقت حضرت مولانا علامہ الحاج الشاہ محمد مصطفیٰ رضا خاں صاحب قبلہ نوری رضوی علیہ الرحمہ نے سرزمین احمد آباد میں نزول اجلال فرمایا اور حضور سیدنا شاہ عالم محبوب باری رحمۃ اللہ علیہ کے مزار فیض انوار پر حاضر ہو کر فاتحہ خوانی کی نیز اپنے مبارک قدموں سے ناچیز کے کمرے کو بھی زینت بخشی اور حیات شاہ عالم کے مختلف بابوں سے چیدہ چیدہ واقعات پڑھوا کر سنے اور اظہار مسرت کے بعد داد و تحسین سے کمترین کی حوصلہ افزائی کی اور ہاتھ اٹھا کر دعائے قبولیت و برکت سے نوازا۔ اور یہ ان دعاؤں کا ہی ثمرہ تھا کہ شہزادۂ عالی مرتبت، سراپا شفقت و رحمت پیکر لطف و عنایت، غنچۂ گلستان سیادت، حضرت قبلہ سید محمد موسیٰ میاں صاحب قبلہ رضوی زینت بخش سجادۂ شاہی دامت برکاتہم العالیہ نے کمترین نظر کو عطائے زر کے ساتھ ساتھ دعائے پر اثر و تالیف قلب و جگر سے فائز المرام کیا۔

حیات شاہ عالم کا پہلا حصہ الموسوم "بتذکرۂ اجداد شاہ عالم" ۳۱ اکتوبر ۱۹۷۵ء مطابق

۲۵ رشوال المکرم ۱۳۹۵ھ میں اور حیات شاہ عالم کا حصہ دوم ۲ راگست ۱۹۷۹ء مطابق ۹ رشوال المکرم ۱۳۹۹ھ زیور طبع سے آراستہ ہوکر منظر عام پر جلوہ گر ہوئی۔ اور ایسی مقبول ہر خاص و عام ہوئی کہ ہاتھوں ہاتھ "حیات شاہ عالم" کی ساری کا پیاں ختم ہوگئیں اور شائقین کی مانگ برابر جاری رہی لیکن کاتبوں کی وعدہ خلافیوں کی بناء پر ہم کافی عرصہ تک شائقین حیات شاہ عالم کا مطالبہ پورا نہ کر سکے تھے۔ الحمد للہ رب العالمین کہ اب حیات شاہ عالم کا دوسرا ایڈیشن اپنی پوری آب و تاب اور جدید اضافوں کے ساتھ ایک بار پھر آپ کے ہاتھوں کی زینت بن کر آنکھوں کو نور، دل کو سرور بخش رہا ہے۔

تمام ناظرین کرام سے دست بستہ گذارش ہے کہ دعا فرمائیں مولائے کریم اپنے حبیب پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے میں میری ان کاوشوں کو قبول فرمائے اور حیات شاہ عالم کو قبول عامہ کے ساتھ ساتھ میرے والدین کریمین نیز میری نجات و مغفرت کا ذریعہ بنائے۔ ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد۔

دعاؤں کا طالب سگ بارگاہ نیاز جاروب کش آستانہ شاہیہ

ابو الظفر **محمد نذیر احمد نظر نیازی** مرادآبادی غفرلہ ذوالایادی

وارد کنج عافیت، زینت البلاد و مدینۃ الاولیاء احمد آباد (گجرات)

مورخہ ۱۲ رجولائی ۱۹۸۴ء مطابق ۱۲ رشوال المکرم ۱۴۰۴ھ بروز پنجشنبہ

المختصر

عرصہ گذرا حیات شاہ عالم کو چھپے ہوئے عاشقان شاہ عالم کی جستجو کو مدنظر رکھتے ہوئے حضرت مولانا صاحب کی وفات کے بعد میں اس کتاب کو چھپوانے کی سعادت حاصل کر رہی ہوں۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کے صدقے میں قبول فرمائے۔ آمین

اہلیہ صاحب نصیب مولانا صاحب

ریحانہ بتول

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انتساب

میں اپنی اس کتاب کو گلبستان مصطفوی
سر و چمنستان مرتضوی عزت مآب
معلّٰی القاب حضرت قبلہ
سید محمد موسیٰ میاں صاحب رضوی
البخاری الشاہی مدظلہ العالی سجادہ نشین
خانقاہ حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ کے
نام نامی اسم گرامی سے معنون کرتا ہوں۔

جن کے حسن انتظام سے خانقاہ شاہیہ رشک جنت بنی ہوئی ہے

گر قبول افتد زہے عز و شرف

خادم بارگاہ شاھیہ فقیر سراپا تقصیر

محمد نذیر احمد نظر نعیمی نیازی مرادآبادی غفرلہ ذوالایادی

مورخہ ۹ رشوال المکرم ۱۳۹۹ھ   مطابق ۲ راگست ۱۹۷۹ء

بروز یکشنبہ

للہ الحمد ہر آں چیز کہ خاطر می خواست
آخر آمدز پسِ پردۂ تحریر پدید

باب اوّل

حضرت سید محمد سراج الدین شاہ عالم

کی پیدائش کے بیان میں

آپ کا نام نامی اسم گرامی:- ''محمد'' ہے۔
کنیت:- ''ابوالبرکات'' لقب:- ''سراج الدین''
اور خطاب:- ''شاہ عالم محبوب باری'' ہے۔
(مرأت احمدی، صفحہ ۲۴)

آپ کے والد کا نام:-

حضرت سید ابو محمد برہان الدین عبداللہ المشہور قطب عالم بخاری ابن سید خواجہ ناصر الدین محمود نوشہ ابن خواجہ سید جلال الدین حسین مخدوم جہانیاں جہاں گشت بخاری ہے۔ (مرأت احمدی، فارسی، صفحہ ۲۴)

آپ کی والدہ ماجدہ کا نام:-

حضرت مخدومہ بی بی آمنہ سلطانہ خاتون بنت کریم خان بن عمادالدین خداوند خاں صدیقی ہے۔ جو اُمرائے گجرات میں سے تھے۔ (مرأت احمدی فارسی، صفحہ ۲۴)

آپ کی والدہ ماجدہ کے اوصاف حمیدہ:-

حضرت مخدومہ بی بی سلطانہ خاتون بنت کریم رحمۃ اللہ علیہا زبردست زاہدہ عابدہ، عارفہ، عفیفۂ روزگار خاتون تھیں، آپ اکثر دن کو روزہ رکھتیں اور شب میں آپ حضرت قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ کے دوش بدوش قیام میں سحر کر دیتیں، آپ فرائض پنجگانہ کے ساتھ ساتھ نماز تہجد کی سختی سے پابند تھیں۔ آپ کی جبین نیاز اپنے خالق کے سامنے سجدہ ریزیاں کر کے عجیب سرور محسوس

کرتی۔ تلاوت قرآن پاک آپ کا محبوب مشغلہ تھا۔ آپ بڑی سخی اور فیاض طبع تھیں آپ کے دروازے سے کبھی کوئی سائل خالی ہاتھ نہ جاتا۔ خالق کائنات نے آپ کو حسن سیرت، کے ساتھ ساتھ حسنِ صورت سے بھی نوازا تھا۔ علم وفضل کے اعتبار سے بھی آپ اپنے دور کی خواتین میں ممتاز تھیں۔ (تذکرۃ الابرار، ص ۱۴۰)

بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم اور نورانی خُرما

حضرت خواجہ سید محمد سراج الدین شاہ عالم محبوب ربانی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت شریف سے ایک سال پہلے ایک نورانی رات کا واقعہ ہے کہ مجلس روحانیت منعقد تھی اور روئے زمین کے اقطاب زمانہ بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں شرف یاب دیدار جمال جہاں آرا تھے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ازراہِ عنایت اس مجمع اقطاب پر نگاہِ کرامت ڈالی تو معائنہ فرمایا کہ اکثر اقطاب کے ساتھ ان کے فرزندان ذی مرتبہ بھی موجود ہیں لیکن حضرت سید برہان الدین قطب عالم بخاری علیہ الرحمۃ تنہا ہیں۔ نیز دریافت فرمایا اے فرزند تمہارے ہمراہ کوئی نہیں ہے؟ اس کے بعد دستِ پُرنور سے ایک نورانی خُرما مرحمت ہوا اور ساتھ ہی ساتھ حکم ہوا کہ اس کو کھالو۔ حضرت قطب عالم بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بہ تعمیل حکم رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم خرما تناول فرما لیا۔ منقول ہے اسی مبارک شب میں آپ کی اہلیہ محترمہ مخدومہ آمنہ سلطانہ حاملہ ہوئیں اور بعد مدت معینہ حضرت خواجہ سید ابوالبرکات سراج الدین شاہ عالم محبوب باری بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت سے سرزمین گجرات روشن ومنور ہوئی۔ (تذکرۂ سادات، صفحہ ۴۲)

ولادت باسعادت

حضرت خواجہ سید محمد سراج الدین شاہ عالم محبوب باری رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت شریف ۱۷/ ذی القعدہ ۸۱۷ھ مطابق ۱۴۱۴ء دوشنبہ یعنی پیر کی شب میں حضرت[1] سلطان احمد شاہ خلد آشیانی بانیٔ احمد آباد کے دورِ حکومت میں سرزمین شہر نہروالا یعنی پٹن گجرات کی پرانی راجدھانی میں ہوئی۔ چنانچہ "وارث علی" سے آپ کی تاریخ ولادت نکلتی ہے۔ نیز بشارت نبوی کے مطابق آپ کا نام محمد رکھا گیا (مرأت احمدی فارسی، صفحہ ۲۴، تاریخ اولیائے گجرات، صفحہ ۵۵)

---

[1] ناصر الدنیا والدین سلطان احمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ بانی شہر احمد آباد نے اپنے دادا سلطان مظفر شاہ بانی سلطنت گجرات کے انتقال کے بعد ناصر الدین احمد شاہ کا لقب احمد اختیار کرکے چودھویں رمضان المبارک ۸۱۳ھ مطابق ۱۴۱۰ء کو سریر آرائے تختِ گجرات ہوئے۔ اس وقت حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ کے ولادت کے صرف چار

سال ۲ ماہ تین دن باقی تھے۔

سلطان کی مدت حکومت

سلطان احمد شاہ علیہ الرحمہ نے بتیس برس چھ ماہ از ۸۱۳ھ تا ۸۴۵ھ مطابق ۱۴۱۰ء تا ۱۴۴۲ء حکومت کی۔

اوصاف سلطان

سلطان احمد شاہ علیہ الرحمہ نے جب اور جس غنیم پر فوج کشی کی۔ فتح مندی حاصل ہوئی شکست کا منہ نہیں دیکھا۔ غالباً یہ بھی اسی عادل سلطان کا حصہ تھا کہ اکثر اوقات اپنے عہد سلطنت میں پائے تخت سے دور رہنا پڑا۔ اس کے باوجود بھی ملک کے انتظام میں کوئی فرق نہ آیا۔ حسن تدبیر اور عدل و انصاف ایسا تھا کہ ساڑھے بتیس سال دور حکومت میں رعایا میں خون ناحق کے باہم دگر صرف دو ہی واقعات ہوئے۔ ان دونوں واقعات سے متعلق سلطان کے عدل سے معمور فیصلے تاریخ کے اوراق کی پیشانی پر صبح قیامت تک جگمگاتے رہیں گے۔ ہم ناظرین حیات شاہ عالم کی معلومات میں اضافہ کی غرض سے دونوں واقعات تاریخ سے نقل کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔

اساول، ایڈر، مالوہ، میواڑ، بوندی، کوٹہ، برہان پور کی مہمات میں یکے بعد دیگرے سلطان احمد شاہ کی کامیابیوں نے رعایا کے حوصلے بلند کر دیے تھے۔ ملک میں ہر طرف خوشحالی کا دور دورہ تھا۔ سلطان کے دور حکومت کو رعایا اپنے حق میں نعمت غیر مترقبہ سمجھے ہوئے تھی۔ ۸۰۰ھ کا آغاز سلطان مظفر شاہ بانی سلطنت گجرات کے دور حکومت میں ہوا تھا۔

تخت گجرات پر رونق افروز ہوئے جب سلطان احمد شاہ خلد آشیانی کو ۸ رسال پورے ہوئے تو ان دونوں باتوں میں ایک خاص مناسبت پیدا ہو گئی تھی۔ اراکین دربار نے بارگاہ سلطانی میں عرض کیا اس سال ظل سبحانی کی سالگرہ کے موقع پر ایک عظیم الشان جشن منانے کی اجازت مرحمت فرمائی جائے۔ حضور ظل سبحانی کی سلطنت قائم ہوئے ۸ رسال پورے ہونے والے ہیں۔ اس میں یہ نیک فال پائی جاتی ہے کہ انشاء اللہ حضور والا کے خاندان میں بھی سلطنت آٹھ سو سال تک قائم رہے گی۔ سلطان کو نام و نمود تو پسند نہ تھا لیکن وزراء امراء کی مخلصانہ استدعا پر بطور تالیف قلوب ایک خاص حد تک جشن منانے کی اجازت دے دی گئی۔ سلطنت میں چراغاں کی رسم بڑے پیمانہ پر کی گئی۔ اور اس مسرت ریز موقع پر رعایا کے ہر فرد و بشر نے بخوشی حصہ لیا۔ سلطان کا داماد ایک وجیہ اور خوبصورت نوجوان اور نہایت بااخلاق ہونے کے علاوہ شاہی خاندان کا رکن اعظم بھی تھا۔ اتفاق سے ایک غریب مزدور اس کے ہاتھ سے مارا گیا۔ جب سلطان احمد شاہ کو خبر پہونچی تو فرمایا۔ قانون شریعت میں غریب و امیر کا امتیاز نہیں میرا داماد ہونا اس کو عدالت سے نہیں بچا سکتا اس کو گرفتار کر کے عدالت کے سپرد کر دیا گیا اور باقاعدہ مقدمہ چلایا گیا۔ گواہوں سے ثابت ہو گیا کہ واقعی یہ قاتل ہے۔ قاضی نے مقتول کے وارثوں کو بلا کر خوں

بہا کے عوض راضی کرلیا۔ ۲۲ اشرفی خوں بہا قرار پائیں وارثین نے راضی نامہ پر دستخط کردیئے جب مسل مکمل ہوگئی تو آخری فیصلہ کے واسطے سلطان کی بارگاہ میں پیش کی گئی جس پر قاضی کا فیصلہ بالفاظ ذیل تھا۔

حضور والا! میں مقدمہ کی تحقیق نیز گواہوں کے بیانات سے اس امر کی تصدیق کرتا ہوں کہ ملزم واقعی عمداً قتل کا مرتکب ہوا ہے اور اس پر قصاص از روئے شریعت جاری ہونا ضروری ہے لیکن مقتول کے ورثا جواب مدعی کی حیثیت سے ہیں برضا و رغبت خود خوں بہا لینے پر راضی ہیں۔ میں نے ورثاء کے مشورے سے ۲۲ اشرفیاں خوں بہا تجویز کی ہیں۔ برائے حصول حکم آخری مسل اجلاس معلّٰی میں پیش کرنے کی عزت حاصل کرتا ہوں۔

جب حضرت سلطان احمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ روداد پڑھی تو فرمایا، اس میں شک نہیں کہ ورثا راضی ہوگئے ہیں لیکن حقیقتاً یہ فیصلہ بہت کمزور ہے۔ اور مجھے یقین کامل ہے کہ اس میں میرا داماد ہونے کی وجہ بھی اثر کررہی ہے۔ وارثوں کا خیال ہوگا کہ ہماری اس درگذشت سے بادشاہ ممنون ہوگا۔ اور دوسرے اس فیصلے کا یہ نتیجہ نکلے گا کہ شاہی خاندان کے افراد ہر ایک کمزور اور غریب رعیت کو اس طرح مار ڈالا کریں گے۔ میں انتظاماً سیاستاً شرعاً اخلاقاً اس فیصلہ کے خلاف ہوں۔ گو مجھے معلوم ہے کہ میری عزیز پیاری بیٹی کا قلب اس فیصلہ سے مجروح ہوگا اور اس کو داغ بیوگی برداشت کرنا ہوگا لیکن میں خاندان کی اور اولاد کی خوشی کو رعایا کے ساتھ عدل وانصاف اور خدا اور اس کے رسول کی خوشی پر قربان کرتا ہوں۔

ملزم نے جو اس طرح بے باکانہ ایک غریب کا خون بہایا ہے اس میں ضرور یہ گھمنڈ پوشیدہ تھا کہ میں بادشاہ کا چہیتا داماد ہوں جو کسی طرح اولاد سے کم نہیں ہوتا۔ اسی طرح راضی نامہ اور فیصلہ میں بھی قاضی صاحب نے شاہی رعایت کا لحاظ رکھا ہے۔ ان تمام حالات وواقعات پر نظر کرتے ہوئے میں کسی طرح مناسب نہیں سمجھتا کہ میری عدالت اس فیصلہ کو بحال رکھے۔ اس فیصلے سے دولت مندوں کو بڑی ڈھیل ملے گی۔ ایک شاہی خاندان کے رکن کے لئے ۲۲ اشرفیاں کوئی اہمیت نہیں رکھتیں۔ ایک جان بہت قیمتی ہوتی ہے خواہ وہ غریب ہی کیوں نہ ہو اس لئے میں قاضی صاحب کے فیصلہ کو منسوخ کرتا ہوں۔ اور حکم دیتا ہوں کہ قاتل کو قصاص کے طریقہ پر دار چڑھایا جائے۔ نیز یہ حکم بھی دیتا ہوں کہ عبرت کے واسطے ایک شبانہ روز وسط شہر میں قاتل کی لاش کو لٹکایا جائے تاکہ پھر کسی دولت مند کو کسی غریب کا خون بہانے کی جرأت نہ ہو۔ ہر چند محل کے اندر وباہر دربار میں بادشاہ سے سفارش کی گئی۔ مگر سلطان نے اپنا آخری حکم واپس نہ لیا۔ اور بالآخر قاتل تختۂ دار پر لٹکا دیا گیا۔

قتل ناحق کا دوسرا واقعہ

ایک دن موسم برسات میں سلطان احمد شاہ سابرمتی ندی کے کنارے اپنے محل کے جھروکہ سے ندی کے سیلاب کا نظارہ کررہے تھے کہ اچانک دور سے کالی کالی ایک چیز پانی میں بہتی ہوئی دکھائی دی۔ فوراً حکم فرمایا۔

پیر اک جا کر بہتی ہوئی چیز کو نکال لائیں۔ حسب الحکم چند پیراک ندی میں کود پڑے اور کچھ دیر بعد ایک سربستہ مٹکا لا کر حاضر کیا۔ جب کھولا گیا تو ایک مقتول کا لاشہ نکلا۔ بادشاہ دیکھ کر حیرت زدہ ہوا۔ اور فوراً سارے شہر کے کمہاروں کو دربار میں حاضر ہونے کا حکم دیا۔ جب شہر کے تمام کمہار حاضر ہو گئے تو سلطان نے دریافت فرمایا۔ یہ مٹکا کس کمہار کے یہاں کا تیار کیا ہوا ہے۔ اور کس کے ہاتھ فروخت کیا گیا ہے۔ ہیبت سلطانی ایسی غالب ہوئی کہ بحالت مجبوری ایک کمہار نے لرزتے کانپتے اقرار کیا کہ یہ مٹکا میرے یہاں کا بنا ہوا ہے اور فلاں موضع کے فلاں مہاجن کے ہاتھ فروخت کیا تھا۔ سلطان نے فوراً حکم صادر کیا کہ اس مہاجن کو سلطان کے روبرو فوراً پیش کیا جائے۔ جب مہاجن حاضر دربار سلطانی ہوا۔ سلطان نے اس کے متعلق تحقیقات کی تو اس نے بھی اقبال جرم کر لیا کہ میں نے فلاں بقال کو مال کے لالچ میں قتل کر کے دریا میں بہا دیا تھا۔ جرم ثابت ہونے پر فوراً اس کو دار القضا پہونچا دیا گیا۔ قاضی صاحب نے اس پر حد شرعی جاری کی یعنی قتل کے جرم میں اسے بھی قتل کر دیا گیا۔ یہ تھے وہ دو قتل جو حضرت سلطان احمد شاہ علیہ الرحمہ کے ساڑھے بتیس سالہ دور حکومت میں ہوئے۔ کاش آج کی حکومتیں اور حکومتوں کے فرمانروا ان واقعات سے درس عبرت حاصل کرتے۔ کہ آج انسان کو قتل کر دینا معمولی بات ہو کر رہ گئی ہے آئے دن قتل ہوتے رہتے ہیں۔

(آئینۂ گجرات، صفحہ ۳۴، مرأت محمدی، صفحہ ۵۷ تا ۷۰)

سلطان احمد شاہ علیہ الرحمہ جملہ اوصاف حمیدہ کے حامل تھے۔ ان کی سب سے بڑی خوبی یہ تھی کہ وہ خدا ترس اور دیندار تھے۔ سلطان احمد شاہ کے دادا ظفر خاں جو بعد میں سلطان مظفر کے نام سے گجرات کی اسلامی حکومت کے پہلے حکمراں ہیں۔ سلطان مظفر کے والد اسلام قبول کرنے سے پہلے مذہباً ہندو تھے۔ ان کا نام سدھارن تھا۔ ان کا تعلق کھتریوں کے قبیلہ کی ایک شاخ قوم ٹانک سے تھا۔ ان کا نسب رام چندر سے منسلک ہے۔ اہل ہنود رام چندر کو اوتار مانتے ہیں ان کے مسلمان ہونے کی کیفیت تاریخ مرأت سکندری میں مرقوم ہے۔ دہلی کے شاہی دربار سے اسلام قبول کرنے کے بعد وجیہ الملک خطاب عطا ہوا۔ سلطان محمد ابن فیروز شاہ تغلق ۷۹۰ھ میں تخت نشین ہوا۔ ۷۹۲ھ میں سلطان محمد شاہ تغلق نے ظفر خاں کو اعظم ہمایوں کا خطاب مرحمت فرما کے گجرات کی صوبہ داری سپرد کی اور خیمۂ سرخ جو مخصوص بادشاہ کے واسطے تھا عطا کیا۔ سلطان حوض خاص تک ظفر خاں کے ہمراہ بہ نفس نفیس خود آیا۔ اس مبارک سفر کا آغاز ربیع الاوّل شریف کے مبارک مہینے میں ہوا۔ ظفر خاں ابھی دہلی سے چند منزل آئے تھے کہ ایک خوشخبری سنی کہ ان کے بیٹے تاتار خاں کے یہاں فرزند کی ولادت ہوئی ہے۔ یہ پیدا ہونے والے فرزند سلطان احمد شاہ تھے۔ ظفر خاں اس سفر کو مبارک تصور کر کے رکا نہیں پے در پے کوچ کرتا منزل مقصود کی طرف بڑھتا رہا۔ نیز اپنی خداداد صلاحیتوں اور خوبیوں سے سرزمین گجرات کو رشک فردوس بنا دیا۔ ان کا قلبی میلان اس طرف تھا کہ گجرات میں اسلام کو فروغ ہو اور دین مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم خوب پھلے پھولے۔ گجرات کی رعایا کے ساتھ ایسا برتاؤ کیا کہ گجرات بھر میں خان اعظم ظفر کی نیکیاں مشہور

ہو گئیں۔ خان اعظم کو پتہ چلا کہ سومناتھ کا بتکدہ ابھی تک آباد ہے۔ لشکر جرار لے کر بتکدہ مسمار کرا دیا۔ ۷۹۶ھ میں سلطان محمد شاہ تغلق کا انتقال ہوا اس کے بعد اس کا بیٹا ناصر الدین محمود شاہ تخت نشین ہوا۔ اقبال ملو کو عہدۂ وزارت ملا جس کی نااہلیوں کی بنا پر نظام بگڑ گیا۔ ملک کے اکثر صوبہ خود مختار ہو گئے۔ لہٰذا گجرات کے ارکان دولت نے متفق ہو کر عرض کیا کہ دہلی برباد ہو چکی ہے۔ اب گجرات کی باری ہے۔ اگر حضور توجہ نہ فرمائیں گے تو خدا معلوم کیا انجام ہوگا کتنی مشقتوں سے آباد کیا ہوا ملک برباد ہو جائے گا۔ بجز آپ کی ذات والا صفات سے کسی دوسرے میں ملک سنبھالنے کی اہلیت نہیں ہے۔ موقعہ اور وقت اسی بات کا مقتضی ہے کہ بسم اللہ کہہ کر گجرات کے تخت سلطنت کو رونق بخشیں۔ اراکین کے اسرار سے فیروز تغلق کے انتقال کے تین برس کے بعد ۸۱۰ھ میں بمقام شیر پور تخت حکومت پر جلوس کیا۔ سلطان مظفر شاہ لقب مقرر کیا اور اپنے نام کا خطبہ جاری کیا۔ مظفر خاں نے اپنے پوتے کو ولی عہدی سپرد کی۔ اس بادشاہ کا تمام دارومدار سلطنت پیروی دین مبین و رواج شرع متین پر رکھا گیا۔ اٹھارہ سال نظام گجرات تین برس ۹ رمہینے ۱۶ ردن سلطنت گجرات سنبھالی۔ کل مدت حکومت ۲۱ رسال ۹ رماہ ۱۶ ر دن ہوئی۔ بعدہٗ ماہ میں ۸۱۳ھ راہیٔ ملک بقا ہوئے۔ اور پٹن میں سپرد خاک ہوئے۔ سلطان احمد شاہ علیہ الرحمہ کا دور اُن کے دادا کے خوابوں کی تعبیر تھا۔ سلطان احمد شاہ نے گجرات کے ظلمت کدۂ کفر کو بفضل ایزدی اسلام کے انوار سے روشن کر دیا۔ بدر المحققین سراج الصدیقین شیخ الاسلام والمسلمین حضرت شیخ احمد گنج گیر گنج بخش سرخیزی رحمۃ اللہ علیہ کے مشورہ سے جمعرات کے دن ۳ ر ذی القعدہ ۸۱۳ھ کو شہر احمد آباد کی بنیاد رکھی۔ جس کی عمارتوں سے آج بھی اسلامی جاہ و جلال ٹپک رہا ہے اور انشاء اللہ قیام قیامت تک ٹپکتا رہے گا۔ اس لئے کہ سلطان احمد شاہ علیہ الرحمہ کی درخواست سے حضرت ابو محمد برہان الدین قطب عالم بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے شہر احمد آباد کے لئے دعا فرمائی تھی۔ احمد آباد، زینت البلاد لآباد، انشاء اللہ الرؤف بالعباد اس شہر کا سنگ بنیاد ایسی عظیم الشان ہستیوں نے رکھا ہے جو زہد وورع، فضل و کمال کے آفتاب تھے اور حسن اتفاق کے چاروں کے اسمائے گرامی بھی احمد ہی تھے یعنی (۱) بدر المحققین، سراج الصدیقین، شیخ الاسلام والمسلمین حضرت شیخ احمد گنج گیر گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ (۲) غازی ملت ناصر الدین والدنیا حضرت سلطان احمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ (۳) سید الاولیاء سند الاصفیاء حضرت قاضی احمد رحمۃ اللہ علیہ مدفن در پٹن (۴) ناشر انوار شریعت حامل فیضان طریقت حضرت ملک احمد رحمۃ اللہ علیہ جن کا مزار مبارک کالوپور ٹوپی والوں کی پول پٹھان واڑھ کے سامنے ہے۔

زین البلاد احمد آباد مشتری کی طرف منسوب ہے۔ اس کا طول البلد ۱۰۸ درجہ پالیس دقیقہ ہے اور عرض البلد ۲۳ درجہ ۱۵ دقیقہ ہے۔ انتہا طول نہاری ۳۳ گھڑی اور آٹھ پل ہے۔ اور آخری حد ۲۶ گھڑی ۲۲ پل ہوتا ہے۔ (مرآۃ احمدی فارسی جلد ثانی طبع شدہ ۱۳۰۶ھ، در مطبع فتح الکریم واقع ممبئی، آئینۂ گجرات، صفحہ ۳۳)

تین سال کامل کے بعد ۸۱۵ھ میں پختہ اینٹ اور چونے سے اس کی دیوار سابرمتی کے کنارے جس کی بنیاد کمر تک سنگ خارا کی تھی۔ تیار ہوئی اس میں بارہ دروازے ایک سو انتالیس برج نو کنج اور چھ ہزار سات سو

ترسٹھ شرفے (کنگرے) تھے۔ دو کوس ایک جریب مربع میل میں یہ فصیل مع قلعہ اور جامع مسجد قدیم کے تھی۔ اس کی بلندی سات آٹھ ہاتھ سے زیادہ نہیں ہے سوائے گذر کھڑکی کے نزدیک جو سیف خاں کا بہ عہد شاہجہاں بنایا ہوا ہے ۱۵؍ ہاتھ ہے اس کے شمال میں دہلی دروازہ ہے اور جنوب میں جمال پور دروازہ ہے۔ ایک دروازے سے دوسرے دروازے تک فاصلہ تین ہزار ایک سو پچیس گز ہے۔ جانب مغرب جھروکہ بھدر سے سارنگ پور دروازے تک دو ہزار گز کا فاصلہ ہے۔

شہر پناہ کی فصیل کے اردگرد یہ کل بارہ دروازے ہیں۔ ان کے نام حسب ذیل ہیں۔

• سارنگ پور دروازہ • کالو پور دروازہ • آستوریہ دروازہ • رائے پور دروازہ • خان پور دروازہ • رائے کھڑ دروازہ • خاں جہاں دروازہ • درمیان خان پور اور رائے پور • شاہ پور دروازہ • پریم دروازہ • جمال پور دروازہ • بند دروازہ، جس کو (ہیبدیہ) بھی کہتے ہیں، جو بند رہتا ہے۔ • دہلی دروازہ کے علاوہ ۳ کھڑکیاں تھیں (۱) دریچہ باغ (۲) دریچہ گذر (۳) حلیم کی کھڑکی۔ اس عظیم الشان شہر کے اندر ستر شاہراہ اور راستی راستے بازار کے ہیں۔

گلیاں اور بند راستے اس کے علاوہ ہیں۔ اس شہر کی آبادی کو اس کثرت سے فروغ ہوا اور وزرا نے فصیل شہر کے باہر بھی اپنے اپنے نام سے محلات آباد کئے اور باغات لگائے۔ جیسے عیش پور، مسیتی پور، اسماروہ، آس پور، سمیع پور، غیاث پور، شیخ پور وغیرہ کہ ان میں سے ہر ایک جگہ عالیشان پتھر کی مضبوط مسجدیں موجود ہیں۔

سید علی بلگرامی نے تمدن عرب میں تحریر کیا ہے۔ احمد آباد کی آبادی اتنی بڑھ گئی کہ ۲۰؍ لاکھ تک ہوگئی تھی۔ آبادی کا سلسلہ سرخیز سے لے کر محمود آباد تک گیا تھا۔ بیرون شہر پناہ تین سو اسی (۳۸۰) محلّے ایسے تھے جن کو امرائے گجرات نے اپنے نام پر آباد کیا تھا۔ اور بڑے حشم وخدم کے ساتھ اس میں سکونت پذیر تھے۔ سلطان احمد شاہ علیہ الرحمہ کے بعد ان کے بیٹے سلطان محمد شاہ زر بخش اور پوتے سلطان قطب الدین احمد، سلطان محمود بیگڑے نے اس میں عظیم الشان خوبصورت شہر کے اطراف، محلات، باغات، مدرسہ، خانقاہیں، مسافر خانے، تالاب، نہریں بنا کر اس شہر کو رشک ارم بنا دیا۔ سلطان محمود بیگڑے نے احمد آباد سے بارہ کوس کے فاصلے پر ۸۸۳ھ میں ایک نیا شہر آباد کیا جس کا نام محمود آباد رکھا۔ علاوہ عظیم الشان محلوں کے ایک باولی اس شہر میں تعمیر کی جس کا طول چوہتر فٹ اور عرض چوبیس فٹ ہے۔ یہ باولی ایک ایسی عجیب وعمدہ ساخت کی ہے جس کو دور دور سے لوگ دیکھنے کو آتے ہیں۔ اس میں سطح آب سے اوپر تک سیڑھیاں ہیں آب کے متصل چار مختصر چار وسیع حجرے ہیں جن میں موسم گرما کا اثر تک نہیں پہونچتا۔ موسم گرما میں اکثر سلطان جا کر ان حجروں میں تفریحاً بیٹھتا اور لطف اٹھاتا۔ سلطان محمود بیگڑے نے محمود آباد کو احمد آباد سے دورویا عظیم الشان خوشنما بازار تعمیر کر کے ملا دیا جس کا طول بارہ کوس تھا۔ علاوہ عمارات کے جا بجا باغات لگائے۔ منجملہ ان باغات کے ایک باغ باغ فردوس کے نام سے لگایا تھا۔ جو شہر سے متصل موضع کترار میں تھا جس کے چاروں طرف دیوار اور برج بھی تیار کرائے تھے۔ اس کا طول پانچ

کوس تھا اور عرض ایک کوس تھا۔ اس میں نو لاکھ درخت آم کھرنی آنولہ کے لگائے تھے۔ اسی سبب سے لوگ اس کو نو لکھا باغ کہتے۔ نیز شہر پناہ کو برجوں سے مزین و آراستہ کیا۔ شہر پناہ کی تاریخ کا مادہ قرآن عظیم کی آیت مَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا سے نکالا۔ (پچیس سالہ سلور جبلی میگزین سنی مسلم وقف کمیٹی، صفحہ ۳، ۹۲ء تا ۹۸ء)

جامع مسجد احمد آباد

نیک دل نیک سیرت سلطان احمد شاہ نوراللہ مرقدہٗ نے اپنی ساڑھے بتیس سالہ دور حکومت میں رعیت اور دین کی خدمت کے لئے بے شمار کارہائے نمایاں انجام دیتے ہیں۔ لیکن ایک ایسا انمول تحفہ اپنے خالق کی رضا کے لئے دین مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عظمت و جلالت کے اظہار کے لئے چھوڑ گئے ہیں کہ جب تک وہ دھرتی کے سینہ پر موجود رہے گا اسلام کی سطوت و حشمت کے پھریرے آسمانی فضاؤں میں لہرا کر حلقہ بگوشان اسلام سے خراج عقیدت و محبت وصول کرتا رہے گا اور وہ ہے زین البلاد احمد آباد کی شاہی جامع مسجد، ہندوستان کی خوشنما دلکش وسیع و عریض مساجد میں سے احمد آباد کی جامع مسجد بھی ہے۔ جس کو بانی احمد آباد ناصرالدین والدنیا سلطان احمد شاہ بن محمد شاہ بن مظفر شاہ نے بنوا کر بے شمار فرزندان توحید کو دعوت رکوع و سجود ہی نہیں دی ہے بلکہ سیکڑوں سیاح اور مورخین کو صدائے حیرت و استعجاب بھی دی ہے جس کا سلسلہ ۸۰۵ھ مطابق ۱۴۱۴ء سے آج تک جاری ہے۔ شاہ دین پناہ نے شہر بھر میں سب سے زیادہ قیمتی زمین کا حصہ مانک چوک میں ایک ہموار اور ممتاز ۱۰۷۵۲ مربع زمین پر ۸۰۵ھ مطابق ۱۴۱۴ء میں جامع مسجد احمد آباد کا سنگ بنیاد رکھا۔ اس پر شوکت اور متبرک عمارت کا کام ۱۲ سال تک جاری رہ کر ماہ صفر ۸۲۷ھ مطابق ۴ رجنوری ۱۴۲۴ء میں اختتام کو پہونچا جو جامع مسجد کی بیچ والی محراب کے کتبہ سے ظاہر ہے۔ کہنے کو تو یہ ایک مسجد ہی ہے لیکن محاسن اور خوبیوں کو دیکھنے والے مورخین، سیاح اور واقعہ نگاروں کے اقوال اگر ایک جگہ کر دیئے جائیں تو یہ بات پیدا ہوگی جو ان کے قلوب کی گہرائیوں سے نکل کر الفاظ کا لباس پہن چکی ہے۔ مسجد ہے یا ستونوں کا لہلہاتا چمن، پتھروں پر منقش گلکاری اور دیدہ زیب نقش و نگار بالائی منزل کی عجیب و غریب صفت کے لحاظ سے مجموعی طور پر یہ عمارت خوبیوں کا ایک گلدستہ ہے۔ مانک چوک کی اس مقدس عمارت کو مسجد کہئے یا سجی سجائی دلہن وغیرہ وغیرہ۔ غرض

فرق تا بقدم ہر کجا کہ می نگرم   کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا ایں جا ست

جب ۸۲۷ھ میں ستونوں کے اس چمن نے خوبیوں کے اس گلدستہ نے اپنی دلکش رعنائیوں کے ساتھ تیار ہو کر توحید پرستوں کو وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ کی دعوت دی ہوگی۔ وہ وقت اپنے اندر کسی نظارگی کے لئے ہوگا۔ جب کہ بانی مسجد شاہ دین پناہ کی موجودگی میں شاہانہ تزک و احتشام کے ساتھ لاکھوں فرزندان توحید کے انبوہ در انبوہ جم غفیر نے مسجد اور اس کے آس پاس کے کشادہ راستوں پر رب کارساز کے سامنے اپنا سر نیاز جھکانے کے لئے پہلی مرتبہ نعرۂ تکبیر (اللہ اکبر) کی صدا کو فضا میں گونجتا ہوا سنا ہوگا۔ اتنا پتہ چلتا ہے کہ جب نمازیوں نے سلام

پھیر کر اس دلکش عمارت کے سر بفلک میناروں کو دیکھا تو ایسا معلوم ہوا گویا یہ مقدس عمارت آسمانوں پر اپنے بانی کی نیکیاں فرشتہ حسنات بن کر اڑائے لئے جا رہی ہیں۔

اس مسجد کا جماعت خانہ بہت ہی کشادہ ہے۔ فرش میں سنگ مرمر مغربی دیوار میں منقش گلکاریوں کی محرابیں اور سارے جماعت خانے میں ستونوں کا دلفریب سلسلہ یہی ستون ہیں جو نظارگی کو فوراً اپنی طرف کھینچ بلاتے ہیں۔ اگر آپ ستونوں کی قطار میں کھڑے ہو کر دیکھیں گے تو سارے ستون مسلسل ایک ہی لائن میں نظر آئیں گے۔ اور اگر آپ ذرا ٹیڑھے ہو کر دیکھنے لگیں تو ایسا معلوم ہوگا۔ گویا آپ ستونوں کے ایسے باغ میں کھڑے ہیں جن کی لمبائی سرو کو طعنہ دے رہی ہے۔ ان ستونوں کی مجموعی تعداد محکمۂ آثار قدیمہ کی رو سے ۳۶۷ ہے ان میں سے ۲۳۸ غلام گردش میں اور ۴۹۸ جماعت خانے میں جن کی تفصیل یہ ہے ۳۵۶ نیچے اور ۴۲ ستون عبادت خانہ میں۔ جس کو زنانہ عبادت خانہ بھی کہتے ہیں۔ نیز ۷۰۰ ستون پہلی منزل پر اور ۳۰ دوسری منزل پر جماعت خانہ ہی میں دائیں جانب ایک حجرہ ہے۔ جو شاہ دین پناہ حضرت سلطان احمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی مخصوص عبادت گاہ ہے۔ اس میں ایک سنگ مرمر کا مصلیٰ موجود ہے۔ جس پر سجدہ میں پیشانی اور گھٹنوں کی جگہ نشان پڑ گئے ہیں۔

جماعت خانے کے ستونوں پر ۴۲ چھوٹے چھوٹے خوشنما گنبد ہیں اور جماعت خانہ کے صدر دروازہ پر ایک شاندار بڑے گنبد نے مسجد کے ایک ایسے بالائی منزل کی کیفیت پیدا کر دی ہے۔ جو پر شوکت ہونے کے ساتھ ہی انتہائی ہوادار ہے۔ ایسے بے نظیر گنبدوں کی ساخت شاہان گجرات ہی کی خصوصیت ہے جو دوسری جگہ نہیں ملتی۔ یہیں سے مسجد کا چہرہ شروع ہوتا ہے۔ جس پر منقش گلکاریوں نے خط وخال کا کام دیا ہے اور اس بڑے گنبد کے دونوں جانب دو مینار تھے۔ جن کا شمار احمد آباد کی سب سے اونچی عمارت میں ہوتا ہے۔ اوپر چڑھنے کے لئے سیڑھیاں بنی ہوئی تھیں۔ ان کے اوپر چڑھنے کے بعد مشہور ہے پاواگڑھ (چانپانیر) نظر آیا کرتا تھا۔ مگر افسوس ہے کہ ۱۸۱۹ء کے زلزلہ میں ان کا بالائی حصہ زلزلہ کی بھینٹ چڑھ گیا۔ ان عظیم میناروں میں سے اگر ایک کو ہلاؤ تو دوسرا ہلتا تھا۔ ان میناروں کی ساخت شاہان گجرات کی جدت ہے۔ ان کی نظیر ہندوستان میں دوسری جگہ نہیں ملتی۔ (۲۵ رسالہ سلور جبلی میگزین، سنی مسلم وقف کمیٹی، صفحہ ۵۷ تا ۵۹)

کرنل مارین ویلیمس نے لکھا ہے:۔

جامع مسجد کا ایک مینارہ ہلانے سے دوسرا مینارہ ہلتا ہے۔ دوسری مساجد کے مینار بھی ہلانے سے ہلتے ہیں۔ جیسا جامع مسجد کے مینارے ہلانے سے ہلتے ہیں۔ مجھے شبہ ہو گیا کہ شاید دونوں میناروں کے درمیان حصہ میں کوئی لاگ ہو۔ میں اس کے درمیانی حصہ میں لیٹ گیا۔ اور اپنے ہمراہیوں کو مینارے ہلانے کے لئے کہا، لیکن مجھے کوئی لاگ معلوم نہ ہوا۔ اکثر غیر ملکی سیاح اس شہر مقدس کی مساجد، مقابر، خانقاہوں، نیز مکانات کی

عمارت دیکھ کر محو حیرت اور رطب اللسان ہوئے ہیں۔ ایک انگریز بیورلیج پاری جو شاہان مغلیہ کے دور حکومت میں ہندوستان آیا اور احمد آباد کی عمارات دیکھ کر لکھتا ہے۔

عجیب و غریب عمارتوں والا، اور خوشنما برجوں کی شہر پناہ والا شہر احمد آباد بہت ہی خوب صورت ہے۔ جو ایشیا اور افریقہ کے بڑے شہر سے مقابلہ کرنے کے قابل ہے۔

واشنگٹن لکھتے ہیں:۔

احمد آباد گجرات کا بڑا شہر ہے اور تقریباً لندن کے مقابلہ کا ہے قلعہ بہت مضبوط ہے۔

ایڈورڈ ٹیری لکھتے ہیں:۔

مکانات اونچے اور گاسیوں والے ہیں۔ یہ دولتمند وسیع و عریض اور خوشنما شہر ہے۔ اس کے سبزہ زار نے شہر کو فرحت بخش بنا رکھا ہے۔

(۲۵ رسالہ سلور جبلی میگزین، سنی مسلم وقف کمیٹی، صفحہ ۳ تا ۴)

لہٰذا جب یہ مبارک شہر ماہ صفر ۸۲۷ھ مطابق ۴ رجنوری ۱۴۲۴ء میں پایۂ تکمیل کو پہونچا تو حلوائی شیرازی ایران کے مشہور شاعر نے سلطان احمد شاہ علیہ الرحمہ کے دربار میں حاضر ہو کر احمد آباد کی تعریف و توصیف میں ایک شاندار قصیدہ پیش کیا اور دربار سلطانی سے کثیر انعامات پیش کئے گئے۔ ناظرین حیات شاہ عالم کی خدمت میں ہم اس قصیدہ کے چند اشعار پیش کرتے ہیں۔ حسب ذیل ملاحظہ فرمائیں۔

چنیں گفت حلوائی شیریں سخن — کہ افشاند صد درج در در سخن
کہ چوں چند کہ شاہ کردن خرام — شدش بر لب رود ساہر مقام
زمیں بغایت فرح ناک دید — زگرد محن خاک او پاک دید
ہوائے کہ می کرد دل را ہوس — نشیمن چو شک حظا خوش نفس
مکان نزد دید وجائے لطیف — محلی خوش آب و ہوائے لطیف
بالہام غیبی و حکم الہٰ — چنیں آمدہ در دل بادشاہ
ہماں لحظہ بانی طلب کرد شاہ — بفرمود تا ہمہ راں جائے گاہ
بسازد یکے شہر عالی اساس — کہ گویند سکان خاکش سپاہ
سر خاک بر اوج خضرا برد! — سرے را بر اوج ثریا برد!
یکے مصر جامع کند آشکار — کہ خاکش برد آب چین و تتار
غبارے کہ خیزد بر آہش عیاں — کشد سرمہ در دیدۂ اصفہاں
مہ ذوالقدر رفت از ہجریہ — ثلث عشر بانمان مائۂ

چوں بانی بنا بر کشید از زمیں | برو خواندہ ہر دم فلک آفریں
چوں بیکا خشتی بخشی نہاد | ملک گفت مسعود فرخندہ باد
چوں شد آں اساس معلیٰ تمام | گذشت از سر چرخ فیروز فام
چوں آں شہر آباد و معمور بگشت | جہاں ہفت اقلیم بد گشت ہست
نو آباد شہرے شدہ نازنیں | سوادش چوں خالی بروئے زمیں
چوں ترتیب آں شہر عالی مقام | شد از ناصرالدین احمد تمام
در آنام ہم احمد آباد گشت | دراں ملت احمد آباد گشت
شدہ تازہ شہرے عمارت پذیر | کہ گردوں ندیدش بدوراں نظیر
الٰہی تو ایں شہر عالی بنام | مدہ تا بحشرش زوال و فنا

(از مرآۃ احمدی فارسی جلد ثانی، صفحہ ۲، تا ۳)

سلطان دین پناہ حضرت ناصرالدین احمد شاہ علیہ الرحمہ کی ولادت ۷۹۳ھ ماہ ذی الحجہ کی انیسویں شب کو دہلی میں ہوئی۔ بتیس برس کی عمر میں تخت نشین ہوئے۔ ۴ ربیع الثانی ۸۴۵ھ کو سفر آخرت اختیار کیا۔ رعیت جملہ ارکان دولت وافسران لشکر نے اپنے نیک دل، نیک سیرت بادشاہ کو مانک چوک کے مقبرے تک پہونچا کر گوہر گنجینۂ سلطنت کو خاک میں پوشیدہ کر دیا۔

سلطان احمد شاہ علیہ الرحمہ کو حضرت قطب الاقطاب خواجہ شیخ رکن الدین کان شکر چشتی علیہ الرحمہ سے بیعت کا شرف حاصل تھا۔ مرشد کے جذبۂ باطنی نے بادشاہ کو ہمہ صفت موصوف بنا دیا تھا۔ زہد وتقویٰ عدل و انصاف اور سخاوت میں سلطان اپنی نظیر نہیں رکھتا تھا۔ (آئینۂ گجرات، صفحہ ۲۳۔ مرآۃ محمدی، مطبوعہ مصطفائی پریس ممبئی، صفحہ ۶۸)

بادشاہ کا روضہ

جامع مسجد کے مشرقی دروازے سے نکلتے ہی بانی شہر احمد آباد کی آخری آرام گاہ ہے جسے بادشاہ کا روضہ کہتے ہیں اس روضہ کی عمارت خوشنما اور سنگین ہے۔ جو ۱۴۴۰ء میں تیار ہوئی ہے، عمارت کے وسط میں ایک شاندار گنبد ہے اور گنبد کے چاروں طرف محفوظ گیلری ہے۔ تمام فرش سنگ مرمر اور سنگ موسیٰ کا ہے۔ عمارت کی چار دیواری پتھر کی جالیوں سے مزین ہے۔ گنبد میں آس پاس باپ بیٹا اور پوتے کے تین مزارات ہیں۔ ان میں سے ایک بیچ والا مزار سلطان دین پناہ عارف حق آگاہ ناصرالدین احمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ اور دوسرا مزار سلطان ابوالفتح محمد شاہ زربخش متوفی ۸۵۵ھ مطابق ۱۴۵۹ء کا ہے۔ یہ سلطان احمد شاہ علیہ الرحمہ کے بیٹے اور جانشین تھے اور ان میں تیسرا مزار سلطان محمد شاہ علیہ الرحمہ کے بیٹے۔ سلطان قطب الدین احمد متوفی ۸۶۳ھ مطابق ۱۴۵۹ء کا ہے۔ ان تینوں مزارات کے تعویذات بہت اونچے اور سنگ مرمر کے ہیں۔ سلطان احمد شاہ علیہ

الرحمہ کی تاریخ وفات مرأۃ سکندری میں ۸۴۵ھ درج ہے اور طبقات اکبری میں ۴ر ربیع الثانی ۸۴۶ھ لکھی ہے۔ نیز تاریخ فرشتہ میں ۴ر ربیع الاول ۸۴۷ھ بتلائی ہے۔ سلاطین گجرات کے دور حکومت ۸۳۸ھ میں بہ عہد سلطان محمد شاہ ثالث فرحت الملک اہتمام سے اس روضہ کی مرمت ہوئی جس کا روضہ میں کتبہ لگا ہے اسلامی دور حکومت میں یہ روضہ سلاطین اسلام کی سرپرستی میں رہا۔

اسلامی دور حکومت ختم ہونے کے بعد ۱۹۱۸ء میں احمد آباد کے روشن خیال کلکٹر مسٹر اے، اے بار یڈول، جن کو آثار قدیمہ اور اسلامی اوقاف سے خاص دلچسپی تھی۔ مولانا غلام محی الدین صاحب نیز رائے صاحب گوپال راؤ ہری جج سال کا زکوٹ اور شہر احمد آباد کے مسلمانوں میں معزز اور ذی اثر حضرات کی کوشش اور مشورے سے ایک کمیٹی بنائی گئی جس کا نام مسلم وقف کمیٹی ہے۔ اس وقت سے اس وقت تک یہ کمیٹی ہی اس روضہ کے انتظامات اور دیکھ بھال کے فرائض انجام دیتی ہے۔

(مرأۃ محمدی، صفحہ ۶۸ تا ۷۳۔ سلور جبلی میگزین سنی مسلم وقف کمیٹی، صفحہ ۳۸)

روضہ کے معمولات

مانک چوک سے جب آپ سلطان احمد شاہ علیہ الرحمہ کے روضہ میں آئیں گے تو ایک بڑا گیٹ ملے گا جس کے بالائی حصہ پر نوبت خانہ ہے جس میں روزانہ شام کو نوبت بجتی رہتی ہے۔ صبح فجر کی نماز سے رات کو عشاء بعد روضہ کے دروازے بند ہونے تک زائرین کا اژدھام رہتا ہے۔ فاتحہ خوانی اور قرآن عظیم کی تلاوت کرنے والوں کا تانتا لگا رہتا ہے۔ روضہ کمیٹی کی طرف سے مجاورین کا انتظام ہے جن کی ہفتہ وار باریاں بدلتی رہتی ہیں۔ جو روضہ میں صاف صفائی کا انتظام اور گل پاشی عود رانی کی خدمت انجام دیتے رہتے ہیں۔ روضہ میں برقی روشنی اور برقی پنکھوں کا بھی انتظام ہے۔ زائرین کے واسطے فاتحہ خوانی اور قرآن خوانی کے لئے کمیٹی کی جانب سے بیش قیمت اور خوبصورت قالینوں کا انتظام ہے جو زائرین کو آرام پہونچانے کے ساتھ ساتھ روضہ کی شان وشوکت اور حسن کو دوبالا کرتے ہیں۔ دیکھنے میں یہ آیا ہے کہ آج بھی مسلمانوں کے بچہ بچہ کے دل میں سلطان احمد شاہ علیہ الرحمہ کی بڑی محبت وعقیدت اور عظمت ہے۔ مسلمان تو مسلمان بادشاہ کے ہندو بھی بڑے عقیدت مند ہیں۔ مانک چوک کے صراف اور دوسرے ہندو دوکانداروں کو دیکھا ہے کہ صبح کو اپنی اپنی دوکانیں کھولنے سے پہلے بادشاہ کو آکر سلامی پیش کرتے ہیں اور برکت حاصل کرنے کے لئے بادشاہ کے روضہ کی ڈیوڑھی یا سیڑیوں سے دوکان کی چابیاں چھوا کر پھر دوکانیں کھولتے ہیں صدیاں گزر جانے کے بعد بھی ایسی عقیدت واحترام کی باتیں بادشاہ کے ہردلعزیز مقبول خلائق بلکہ مقبول بارگاہ الٰہی ہونے کی علامت ہے۔ ہر سال سلطان احمد شاہ علیہ الرحمہ کا عرس مبارک بھی ۳ر ربیع الثانی کو اہل احمد آباد اور کمیٹی والے بڑی دھوم دھام سے مناتے ہیں۔ صندل کے روز اہل شہر نیز خوش گلو، خوش الحان قاری صاحبان نیز جامع مسجد کے خطیب و امام حضرت مولانا محمد نظام الدین صاحب اشرفی بھاگلپوری مدظلہ اس کے علاوہ دار العلوم شاہ عالم احمد آباد کے اراکین واساتذہ ومتعلمین اور بے شمار

اہل عقیدت حضرات بادشاہ کے مزار مبارک کے ارد گرد بیٹھ کر قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہیں۔ بعدہٗ صلوٰۃ و سلام بحضور خیر الانام حضور احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پیش کیا جاتا ہے۔ بعد دعا کمیٹی کی طرف سے تبرک زائرین کو تقسیم ہوتا ہے۔ بادشاہ کے عرس پر ہر سال کمپنی ایک معقول رقم خرچ کرتی ہے۔ علاوہ عرس شریف کے روزانہ ۴ ربجے آدھا من کھچڑی بادشاہ کے لنگر خانے سے غربا و مساکین پر تقسیم ہوتی ہے خدا کرے یہ مبارک سلسلہ تا قیام قیامت جاری و ساری رہے۔ آمین ثم آمین بجاہ حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

ڈیڑھ سو سال تک تو موبائی شہر کی نسل میں زین البلاد احمد آباد روز بروز شان و رعنائی کاروبار کے اعتبار سے ترقی کرتا رہا جس کا اجمالی خاکہ پیش خدمت کیا جا چکا ہے۔ ہر کمالے را زوال مشہور ہے یہاں تک کہ گجرات کی اس عظیم الشان سلطنت کو زوال سلطان بہادر شاہ کی ایک ولی کی شان میں سوئے ادبی کرنے سے ہوا جس نے اس عظیم الشان سلطنت کا نام صفحۂ ہستی سے مٹا کر رکھ دیا۔ اللہ تعالیٰ اہل اللہ کی بارگاہ میں سوئے ادبی سے محفوظ و مامون رکھے۔ آمین ثم آمین۔

شاہان مغلیہ اور احمد آباد

مغلیہ دور حکومت میں بھی سلاطین مغلیہ نے احمد آباد کی آب و تاب میں فرق نہ آنے دیا۔ ہمایوں کا ورود احمد آباد میں ۱۳۳۵ھ میں ہوا۔ اس زمانہ میں بھی احمد آباد خوبصورتی، آبادی، دولت میں ترقی کرتا رہا۔ ہمایوں بادشاہ نے اس خیال سے احمد آباد کی رعنائی میں کسی قسم کا فرق نہ آئے۔ اپنی فوج کا کیمپ سرخیز میں قائم کیا اور اپنے بھائی شہزادہ عسکری کو احمد آباد کی صوبہ داری سپرد کی۔ ہمایوں کا دخل ۹ رمہینے رہا۔ اس کے بعد امرائے گجرات نے گجرات کے چھوٹے بڑے حصے بخرے کرکے گجرات میں طوائف الملوکی کا دور چلایا۔

جولائی ۱۵۷۳ء کو شہنشاہ اکبر نے فتح پور سیکری سے احمد آباد کی طرف یلغار کی شہنشاہ جلال الدین اکبر کی احمد آباد میں داخلہ کی تاریخ ۹۸۰ھ ہے۔ مرزا کا صوبہ دار مقرر کیا گیا۔ لیکن جب مرزا کا کو پر مصائب کی یورش ہوئی تو ہندوستان کا یہ اولوالعزم بہادر اور عالی ہمت شہنشاہ صرف ۹ ردن کے قلیل عرصہ میں اونٹوں پر سوار ہو کر احمد آباد ۶۰۰ میل کی مسافت یلغار کرتا ہوا طے کر کے باغیوں پر ٹوٹ پڑا۔ تقریباً تمام مغل شہنشاہوں نے احمد آباد کی صوبہ داری کی ہے۔ شہنشاہ نورالدین جہانگیر کے عہد حکومت سترہویں صدی عیسویں میں انگریز تاجر بھی احمد آباد آئے۔ ان میں سے انگلینڈ کے ایلچی سر ٹامس رو نے شہنشاہ نورالدین جہانگیر کے دربار میں حاضر ہو کر بیوپار کی اجازت طلب کی اور لندن کے بادشاہ کے ساتھ انگریزوں کے لئے ہندوستان میں تجارت کا مسئلہ طے کرنے کے سلسلہ میں ۲۰ رفروری ۱۶۱۸ء میں پہلی مراسلت احمد آباد میں ہوئی۔ مغلوں کو عہد ۱۷۰۷ء یعنی شہنشاہ غازی حضرت محی الدین اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کے وقت احمد آباد کی خوشحالی اور کاروبار کا وہی عالم تھا۔ اس کے بعد مغلوں کی کمزوری اور مرہٹوں کی متواتر حملہ آوریوں سے شہر اجڑ کر رہ گیا۔ ۱۷۵۳ء میں احمد آباد پر مرہٹوں کا قبضہ ہوگیا۔ اور ۱۷۸۳ء سے احمد آباد پر پیشوا عملداری کا تسلط ہوگیا پیشوا نے گائکواڑ کو پٹے

سے احمد آباد دینا شروع کیا۔ اس پٹہ داری کی مدت ختم ہونے تک انگریزوں کا بھی زور ہو چلا تھا۔ چنانچہ ان کے اشارہ پر ۱۸۱۷ء میں پیشوا نے سالانہ ساڑھے چار لاکھ روپیہ کے بالعوض گائکواڑ کو احمد آباد دوامی پٹے سے دینا منظور کرلیا۔ رقم کی ادائیگی میں انگریزوں کی مداخلت شرط رہی اس کے نتیجے میں بہت جلد اسی سال کھیڑے کے کلکٹر مسٹر ڈنلوپ نے گائکواڑ کی حویلی باقی رکھ کر ۱۸۱۷ھ میں احمد آباد پر تسلط کیا۔ ۱۸۱۷ء سے لے کر ۱۹۴۷ء تک احمد آباد برٹش عملداری میں رہا۔ ۱۵ راگست ۱۹۴۷ء کو ہندوستان آزاد ہوا۔

۱۹ء میں سردار ولبھ بھائی پٹیل کے ہاتھوں شہر احمد آباد کی خوشنما شہر پناہ کی عظیم الشان فصیل کوٹ کی دیواریں دیواروں کے ایک سو انتالیس برج نو کنج اور چھ ہزار سات سو تر سیٹھ کنگرے اور چند دروازے جو کہ دو کوس ایک جریب مربع میل میں پھیلے ہوئے تھے۔ انہدام کی منزل سے گذر کر فرش زمین بنا دیئے۔ چند دروازے آج تک کھڑے سلطان دین پناہ ناصر الدین احمد نور اللہ مرقدہٗ نیز احمد آباد کی عظمت وجلال کا خطبہ پڑھ رہے ہیں۔ اور جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا انشاء اللہ قائم رہیں گے اتنے تغیرات ہونے کے بعد آج بھی احمد آباد میں دیکھئے وہی ہماہمی وہی چہل پہل وہی خوشنمائی رونق ہے۔

نکالیں سیکڑوں نہریں کہ پانی کچھ تو کم ہوگا
مگر پھر بھی میرے دریا کی طغیانی نہیں جاتی

(شعر علامہ سید مظفر حسین صاحب کچھوچھوی)

(حاشیہ ختم ہوا)

ہماری پیدائش ایک ماہ بعد ہوگی

بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت سیدنا شاہ عالم محبوب باری علیہ الرحمہ کی ولادت سے پہلے جب کہ حضرت بی بی آمنہ خاتون کو آٹھ ماہ حمل تھا۔ آپ کی والدہ ماجدہ کو شدید درد ہوا۔ گھر کی عورتوں نے سمجھا شاید درد زیادہ ہے۔ دائی کو بلایا۔ دائی نے آکر والدہ ماجدہ کے جسم کو ابھی ہاتھ ہی لگایا تھا کہ حضرت سیدنا شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے باآواز بلند شکم مادر سے فرمایا۔ دور ہوا بھی وقت نہیں آیا ہے۔ ہماری پیدائش ایک ماہ بعد ہوگی۔ یہ آواز سن کر دائی دہشت زدہ ہوکر دور ہٹ گئی اور آپ کی والدہ کا درد شکم ختم ہوگیا۔

(صد حکایت فارسی، صفحہ۹، کتب خانہ درگاہ حضرت شیخ احمد سرخیز)

شب ولادت اور حضرت سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت

بیان کیا جاتا ہے کہ سید برہان الدین قطب عالم بخاری علیہ الرحمہ کا معمول تھا کہ روزانہ شب میں آبادی سے دور ایک گنبد میں رونق افروز ہوکر عبادت الٰہی میں مصروف ہوتے گئے جس شب حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ کی ولادت ہونے والی تھی اس شب کو بھی آپ حسب معمول آبادی سے باہر اسی گنبد میں مشغول عبادت تھے۔ کہ یکبارگی حضور سرکار دو عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی جلوہ گری ہوئی۔ آپ کی تشریف آوری سے گنبد، تجلیات رسالت صلی اللہ علیہ وسلم سے جگمگا اٹھا۔ نیز سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت قطب عالم بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے مخاطب ہوکر فرمایا۔ اے برہان اپنے گھر جاؤ تمہارے گھر ایک فرزند پیدا ہوا ہے جو محمدی المشرب ہوگا۔ اس کا نام ہمارے نام پر محمد رکھنا۔ اور یہ خرقہ لو اسے پہنا دینا اور اس کی تعظیم وتکریم کو ہمیشہ ملحوظ خاطر رکھنا اس لئے کہ وہ درگاہ خداوندی میں مرتبہ محبوبیت رکھتا ہے۔ یہی بشارت دینے میں تمہارے پاس آیا ہوں۔ حضرت قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ نے مراقبے سے سر اٹھایا تو ابھی تک در ودیوار سے انوار رسالت صلی اللہ علیہ وسلم آشکارا ہورہے تھے۔ اور تمام فضا آپ کی زلف مشک بو کی خوشبو سے معطر ہوگئی۔ اور آپ کا عطا کردہ خرقہ بھی موجود تھا۔ حضرت قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ بحسب حکم سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دولت خانہ پر تشریف لائے تو خوشخبری ملی کہ فرزند کی ولادت ہوئی ہے آپ نے غسل دیئے جانے کے بعد سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا عطا کردہ خرقہ پہنایا۔ اور سیدھے کان میں اذان اور الٹے کان میں اقامت کہی اور آپ کا نام نامی اسم گرامی محمد رکھا۔

(از حکایت فارسی، صفحہ ۱۰۱۸)

حضرت خواجہ رکن الدین کان شکر رحمۃ اللہ علیہ کی بشارت

صاحب صد حکایت بیان فرماتے ہیں، حضرت خواجہ شاہ رکن الدین کان شکر چشتی متوفی ۸۴۲ھ بن خواجہ علم الدین بن خواجہ محمد علاؤالدین یوسف گنج رواں بن خواجہ بدرالدین سلیمان بن خواجہ شیخ فریدالدین مسعود گنج شکر چشتی رحمۃ اللہ علیہ اجمعین حضرت خواجہ سید محمد سراج الدین شاہ عالم محبوب باری رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت شریف سے پہلے ایک مرتبہ سخت علیل ہوئے۔ اور نہایت نحیف و کمزور ہو گئے۔ یہاں تک کہ ان کے ہمنشین احباب نے خیال کیا کہ شاید اب جانبر نہ ہو سکیں گے حضرت خواجہ رکن الدین کان شکر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے احباب کے اس خطرۂ قلب کو اپنے کشف سے جان لیا۔ اور ملاقات ہونے پر فرمایا۔ آپ حضرات کا خیال ہے کہ میں اس مرض میں فوت ہو جاؤں گا۔ یہ آپ حضرات کا خیال خام ہے ابھی میری موت بہت دور ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے ایک سیدزادے کی امانت مجھے سونپی ہے۔ مجھ سے میرے رب نے وعدہ فرمایا ہے کہ جب تک وہ ان تک نہ پہونچے میں مر نہیں سکتا۔ بلکہ وہ جب اپنے والد ماجد کے صلب طاہر سے منتقل ہو کر ماں کے رحم پاک میں آئیں گے تو البتہ مجھے صحت حاصل ہو جائے گی۔ چنانچہ حسب ارشاد خواجہ رکن الدین کان شکر رحمۃ اللہ علیہ ایسا ہی ہوا۔ کہ جس رات حضرت شاہ عالم محبوب باری رحمۃ اللہ علیہ اپنی والدہ ماجدہ کے رحم پاک میں جلوہ افروز ہوئے۔ حضرت کان شکر رحمۃ اللہ علیہ کو صحت تامہ حاصل ہوئی اور آپ نے اپنے احباب سے فرمایا کہ آج وہ سید زادے رحم مادر میں تشریف لے آئے ہیں۔ صبح ہوتے ہی آپ نے حضرت خواجہ برہان الدین قطب عالم بخاری کے پاس پیغام مبارکباد بھیجا۔ اور اس امر کی ہدایت فرمائی۔ کہ جب وہ صاحب کرامت فرزند تولد ہوں تو مجھے ضرور اطلاع فرمائیں۔ لہٰذا دونوں حضرات ولادت حضرت شاہ عالم کے منتظر تھے۔ جب حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے خورشید جمال سے صحن عالم کو منور فرمایا۔ آپ نے دونوں ہاتھ کی انگلیوں کو پنجوں کو ایک دوسرے میں ڈال کر بند کر رکھا تھا۔ چنانچہ ہر ایک نے چاہا کہ دونوں ہاتھ کے پنجے ایک دوسرے سے علیحدہ ہو جائیں۔ لیکن علیحدہ نہ ہوئے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کوئی چیز اپنے دست مبارک میں لئے ہوئے ہیں اور اسے آپ دوسروں سے چھپائے ہوئے ہیں۔

حضرت قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی ولادت کی خبر سے فوراً حضرت کان شکر چشتی

رحمۃ اللہ علیہ کو مطلع کروایا۔ حضرت کان شکر چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو پہلے ہی اشارۂ غیبی سے اس بات کا علم ہو چکا تھا لہٰذا فوراً حضرت قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ کے دولت کدہ کی طرف چل پڑے۔ حضرت قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ کے دولت کدہ کی طرف تشریف لاتے ہوئے لوگوں نے دیکھا کہ حضرت خواجہ رکن الدین کان شکر رحمۃ اللہ علیہ کا ہر قدم چلتے وقت زمین سے ایک بالشت اونچا رہتا ہے۔

یہاں تک کہ آپ منزل مقصود پر پہنچے۔ حضرت قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کا استقبال کیا اور مکان کے اندر چلے گئے۔ جب حضرت شاہ علیہ الرحمہ کے نزدیک پہونچے حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ دونوں بزرگوں پر نظر پڑتے ہی تخت پر ایستادہ ہو گئے اور دونوں بزرگوں کی بارگاہ میں تعظیم بجالائے۔ حضرت خواجہ رکن الدین کان شکر رحمۃ اللہ علیہ آپ کے روبرو پہونچے تو حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دونوں ہاتھ کی انگلیاں جو ایک دوسرے میں ڈال کر بند کر رکھی تھیں کھولیں اور دایاں ہاتھ اپنے والد ماجد حضرت قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ کے اور بایاں ہاتھ حضرت خواجہ شیخ رکن الدین کان شکر کی جانب بڑھایا۔ حضرت خواجہ رکن الدین رحمۃ اللہ علیہ کی زبان مبارک سے بے ساختہ نکلا۔ ''الحمد للہ'' اور دعاؤں سے سرفراز فرمایا۔ جب آپ اپنے مکان تشریف لے گئے آپ کے احباب نے دریافت کیا کہ جاتے وقت حضور آپ کے پاؤں زمین سے ایک بالشت اونچے کیوں تھے۔ آپ نے جواب میں فرمایا۔ جنات اور فرشتے اس کثرت سے آپ کے دیدار کے لئے حاضر ہو رہے تھے کہ اگر میں اپنا پاؤں زمین پر رکھتا تو ان کے پر پامال ہو جاتے۔ اولیائے کاملین کے حالات تلاش کرنے والوں اور صراط مستقیم پر چلنے والوں کی اتباع کرنے والوں کے لئے حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کا صرف یہ ایک واقعہ ہی آپ کے عظیم خوارق عادات و مناقب و کرامات کا مظہر ہے۔ (صد حکایت فارسی، صفحہ ۱۱۰ تا ۱۱۱)

ناظرین حیات شاہ عالم علیہ الرحمہ

کی فرحت طبع نیز معلومات میں اضافہ کے لئے ہم حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ کی حیرت انگیز کرامتیں پیش کر رہے ہیں جو کہ آپ کی ولادت شریف سے پہلے ماں کے شکم مبارک میں ظاہر ہوئیں اسی سے اس بات کا ثبوت ملتا ہے کہ آپ ولی مادرزاد ہونے کے ساتھ ساتھ کیسے عالی تصرفات تھے۔ ملاحظہ فرمائیں اور اپنے سینوں میں عرفانی جلا پیدا کریں۔

غلطی کی اصلاح

حضرت خواجہ سید صفی الدین جعفر بدر عالم رحمۃ اللہ علیہ نے صد حکایات میں تحریر فرمایا ہے کہ جب حضرت خواجہ سید محمد سراج الدین شاہ عالم اپنی والدہ ماجدہ کے شکم مبارک میں تھے آپ کی والدہ حضرت بی بی آمنہ خاتون رحمۃ اللہ علیہا بیان فرماتی ہیں کہ ایک رات کا واقعہ ہے کہ حضرت خواجہ سید برہان الدین قطب عالم بخاری رحمۃ اللہ علیہ تخت پر استراحت فرما تھے اور آپ بھی اسی تخت پر خاندانی اوراد و وظائف میں مشغول تھیں۔ اتفاقاً ایک دعا کی عبارت کے اعراب یعنی زیر زبر میں آپ سے غلطی ہوگئی۔ حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی والدہ کے شکم مبارک سے اس عبارت کے اعراب کی درستگی کے لئے ٹوکا۔ حضرت آمنہ خاتون رحمۃ اللہ علیہا فرماتی ہیں کہ میں نے سہو پر آگاہ ہوکر فوراً عبارت کے اعراب کو درست کرلیا اور وظیفہ خوانی سے فارغ ہوکر میں نے حضرت قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا کہ یہ آواز آپ کی تو تھی نہیں اس لئے کہ آپ کی آواز کو میں پہچانتی ہوں۔ حیرت ہے کہ جب آپ کی آواز نہیں تھی تو پھر یہ آواز کس کی تھی اور وہ کون تھا جس نے مجھے میری غلطی پر ٹوکا۔ حضرت سید برہان الدین قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ نے تبسم فرما کر ارشاد فرمایا یہ آواز اس بچہ کی تھی جو تمہارے شکم میں موجود ہے حق تعالیٰ نے اس بچہ کو علوم اولین و آخرین بطور کرامت عطا فرمائے ہیں۔ پھر ارشاد فرمایا

لخت دل من بمکتب نرفت و خط ننوشت
بغمز مسئلہ آموخت صدر مدرس را

(صد حکایت فارسی، صفحہ ۸)

نماز تراویح میں اصلاح

۸۱۷ھ میں رمضان المبارک کا واقعہ ہے۔ آپ کی والدہ ماجدہ حضرت بی بی آمنہ خاتون رحمۃ اللہ علیہا فرماتی ہیں حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ میرے شکم میں تھے۔ حمل کا ساتواں مہینہ چل رہا تھا۔ ایک شب میں نماز تراویح میں مصروف تھی۔ ایک رکعت میں سورہ قل یا ایھا الکافرون پڑھی۔ ایک جگہ اعراب میں سہواً مجھ سے غلطی ہوگئی۔ اسی وقت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے باآواز بلند مجھے ٹوکا اور صحیح اعراب پڑھنے کی ہدایت فرمائی۔ سبحان اللہ کیا شان ہے اولیائے کرام کے علم و فضل کی۔ جب ان حضرات کے علم و فضل کا یہ عالم ہے تو حضور فخر موجودات

سرورِ کائنات احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم و فضل کا کیا عالم ہوگا۔

(صد حکایت فارسی، صفحہ ۹)

دعائے شفا کی تلقین

حضرت بی بی آمنہ خاتون فرماتی ہیں کہ میں ہمیشہ اپنے خاندان کی روایت کے مطابق کھانا کھانے سے پہلے دعائے شفا پڑھا کرتی تھیں ایک مرتبہ پڑھنا بھول گئی۔ حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ نے اسی وقت باآوازِ بلند شکم سے دعائے شفا شریف تلقین کی سننے کے بعد میں نے دعائے شفا کو پڑھا۔ (صد حکایت فارسی، صفحہ ۹)

تلاوت قرآن کریم کرتے پیدا ہوئے

حضرت مولانا شیر محمد صاحب صدیقی علیہ الرحمہ امام و خطیب جامع مسجد رسول آباد بیان فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے پیر و مرشد حضرت کریم محمد رحمۃ اللہ علیہ سے اور انہوں نے اپنے پیر و مرشد حضرت شیخ فضل اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے اور انہوں نے اپنے پیر حضرت شاہ میراں جیو رحمۃ اللہ علیہ سے اور انہوں نے اپنے پیر حضرت خواجہ شاہ سید سلطان ابن حضرت خواجہ سید محمد سراج الدین المشہور شاہ عالم محبوب باری بخاری رحمۃ اللہ علیہم اجمعین سے سنا کہ حضرت سیدنا شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ اپنی والدہ ماجدہ بی بی آمنہ خاتون رحمۃ اللہ علیہا کے شکم مبارک سے حافظ کلام ربانی تیز تلاوت قرآن کرتے ہوئے پیدا ہوئے۔

(صد حکایت فارسی، صفحہ ۱۱، تا ۱۲)

۹ ماہ ۱۳ دن کی عمر شریف میں روزہ

صاحب صد حکایت علیہ الرحمہ نے نقل فرمایا ہے کہ حضرت سیدنا شاہ عالم محبوب باری رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ۱۷ ذیقعدہ ۸۱۷ھ کو بروز دوشنبہ ہوئی۔ ۸۱۸ھ میں جب آپ کی عمر میں پہلی مرتبہ رمضان المبارک آئے اس وقت آپ کی عمر ۹ ماہ ۱۳ دن کی تھی۔ رمضان المبارک کا چاند دیکھنے کے بعد آپ نے ۲ دن تک دن کے وقت اپنی والدہ ماجدہ کا دودھ نہ پیا بظاہر کوئی بیماری کے آثار بھی نہ تھے آپ کی والدہ ماجدہ نے اس بات کا تذکرہ حضرت قطب عالم علیہ الرحمہ سے کیا۔ یہ سن کر حضرت قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ کے پاس تشریف لائے

اور گود میں لے کر آپ کے کان میں فرمایا۔ بابا ہنوز شما مکلف شرعی نیستی و روزہ گرفتن شما بسبب شہرت مامی شود حالا بطرز اطفال بروز بخورید کہ ما مستور باشیم۔ (ترجمہ) بابا تم شرعی اعتبار سے روزہ رکھنے کے مکلف نہیں ہو تمہارا روزہ رکھنا میری شہرت کا باعث ہوگا۔ لہٰذا ابھی تم بچوں کی طرح کھاؤ پیو تا کہ میں پوشیدہ رہوں۔

اس کے بعد آپ نے حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ کی دایہ حلیمہ بی بی کو حکم فرمایا کہ انہیں دودھ پلاؤ دایہ حلیمہ نے آپ کو دودھ دیا تو آپ نے نوش جان فرمایا۔

(صد حکایت فارسی، صفحہ ۱۳۔ حکایت نہم)

خوشبو کے خوان اور ملائکہ

ایک مرتبہ ایام طفلی میں حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ پالنے میں لیٹے ہوئے تھے۔ آپ نے دونوں ہاتھوں کے لپ بنا کر اس طرح اوپر اچھالے جیسے کسی پر کوئی چیز نچھاور کی جاتی ہے۔ گھر میں جو لوگ حاضر تھے وہ یہ ادا دیکھ کر حیرت زدہ ہوئے۔ حضرت قطب عالم بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اس عجیب واقعہ کا اظہار کیا اور دریافت کیا کہ آخر بچہ کی اس ادا کے کیا معنیٰ ہیں۔ حضرت سید برہان الدین قطب عالم بخاری علیہ الرحمہ بہ نفس نفیس خود رونق افروز ہوئے اور آپ کی حالت کا مشاہدہ فرمایا۔ نیز شکر الٰہی بجالائے۔ اور بعض محرم اسرار حضرات سے فرمایا کہ درگاہ الٰہی سے چند خوان خوشبوئے ولایت کے ملائکہ لے کر آئے تھے اور انہوں نے التماس کی کہ اس میں سے ہمارے نصیب کا جو حصہ ہے عطا فرمائیں لہٰذا آپ نے چند لپ خوشبو ان پر نچھاور کیئے۔ یہ ہاتھ کا اچھالنا اسی لئے تھا۔ (از صد حکایت، صفحہ ۱۳ تا ۱۴، حکایت دہم)

بچپن میں اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت سیدنا شاہ عالم محبوب باری بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی دایہ بی بی حلیمہ کا بیان ہے۔ میرے ایک لڑکا تھا جو حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ کا ہم عمر تھا۔ حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت میں ہمیشہ میرے ایک ہی پستان سے دودھ نوش فرماتے تھے اور دوسرے پستان کو چھوتے تک نہ تھے اسے اپنے دودھ شریک بھائی کے لئے چھوڑ دیتے تھے۔ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ میرے اس پستان کا دودھ خشک ہو گیا جس سے میرا اپنا بچہ دودھ پیتا تھا۔

اس کے بعد حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ نے یہ دستور بنالیا کہ اپنے والے پستان سے آدھا دودھ نوش جان فرماتے تھے اور آدھا دودھ اپنے دودھ شریک بھائی کے لئے چھوڑ دیتے تھے۔ یہاں تک کہ حق تعالیٰ کی لطف وعطا سے میرے دوسرے پستان میں بھی دودھ اتر آیا۔

(صد حکایت، صفحہ ۱۴ تا ۱۵ حکایت یازدہم)

عرس حضرت مخدوم جہانیاں گشت پر عجیب کرامت

حضرت سید برہان الدین قطب عالم بخاری رحمۃ اللہ علیہ ہر سال اپنے جد بزرگوار حضرت خواجہ سید جلال الدین حسین المشیو مخدوم جہانیاں جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ کا عرس مبارک بڑے احتشام سے اپنے یہاں کرتے تھے جس سال حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ کی ولادت ہوئی۔ اسباب ظاہری کی رو سے حضرت قطب عالم علیہ الرحمہ کے پاس اپنے جد امجد حضرت مخدوم جہانیاں علیہ الرحمہ کے عرس مبارک کے موقعہ پر حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ کی عمر شریف صرف ۱۳/دن کی تھی اس لئے کہ آپ کی پیدائش ۱۷/ذی قعدہ ۸۱۷ھ کو دوشنبہ کے دن بوقت سحر ہوئی۔ اور حضرت مخدوم علیہ الرحمہ کا عرس مبارک عیدالاضحیٰ کے دوسرے دن تھا۔ یہ واقعہ عیدالاضحیٰ ۸۱۷ھ کا ہے۔ حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت کے بعد یہ پہلا عرس تھا۔ حضرت قطب عالم علیہ الرحمہ حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ کے پاس تشریف لائے اس وقت شاہ عالم علیہ الرحمہ کو آپ کی دایہ بی بی حلیمہ نے دیوار سے تکیہ لگا کر بٹھا دیا تھا۔ حضرت قطب عالم علیہ الرحمہ نے آپ سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ بابا تمہارے جد بزرگوار کا عرس مبارک ابھی تک میں کرتا تھا۔ اب تمہاری قیادت میں دیا۔ اب تم پیدا ہو گئے ہو۔ اپنے جد بزرگوار کا عرس کرو۔ یہ سن کر آپ نے اپنا پائے مبارک دراز کیا۔ یہاں تک کہ پائے مبارک دیوار سے لگا اور دیوار آسمان کی طرف بلند ہوئی۔ دیوار کے بلند ہونے سے دیوار کی بنیاد کے پاس شگاف پڑا۔ اس شگاف سے بیس گنڈی یعنی بیس من گندم برآمد ہوئے۔ جس سے عرس حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ کی تقریبات ادا کی گئیں۔

(از صد حکایت فارسی، صفحہ ۱۲ تا ۱۳۔ حکایت ہشتم۔ تذکرہ سادات، صفحہ ۴۲)

باب دوم

آپ کے بچپن کے حالات اور تعلیم و تربیت کے بیان میں

جشن تسمیہ خوانی

۲۱ ربیع الاول ۸۲۱ھ مطابق ۱۴۱۸ء کو جب حضرت خواجہ سید محمد سراج الدین شاہ عالم محبوب باری بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی عمر شریف چار سال چار ماہ چار دن کی ہوئی۔

حضرت سید برہان الدین قطب عالم بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی بسم اللہ خوانی کی محفل منعقد کی اپنے دست مبارک سے چاندی کی تختی پر بسم اللہ شریف لکھ کر بسم اللہ خوانی کی رسم ادا فرمائی نیز ایک خرمہ اپنا لعاب دہن لگا کر حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ کو عطا فرمایا۔ جو آپ نے تناول فرمایا بسم اللہ خوانی کے دن بسم اللہ خوانی سے پہلے کا واقعہ ہے۔ خاندان کے سبھی چھوٹے بڑے افراد جمع تھے۔ حضرت قطب عالم کی نظر اس مسرت خیز مجمع پر پڑی دیکھا کہ خاندان کے عورت و مرد بھی جمع ہیں لیکن آپ کی نور نظر لخت جگر حضرت بی بی فاطمہ نہیں ہیں۔ حضرت قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ میاں منجھن دیکھو تمہاری پھوپھی ابھی تک نہیں آئیں آخر کیا بات ہے جاؤ جلدی بلا لاؤ۔ آپ پھوپھی جان کے گھر تشریف لے گئے دیکھا کہ پریشان ہیں تلاش کرنے کے بعد بھی پاؤں کی پازیب نہیں ملتی۔

حضرت بی بی فاطمہ رحمۃ اللہ علیہا نے شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھ کر تبسم فرمایا۔ اور کہا فرزند یاد رکھو اگر میری پازیب نہ ملی تو میں تمہاری رسم مکتب میں نہ آؤں گی۔ حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے بچپن ہی سے ایسا کشف عطا فرمایا تھا کہ آپ نے فوراً فرمایا۔ قبلہ پھوپھی جان

آپ پریشان نہ ہوں خادم ابھی آپ کی پازیب تلاش کئے دیتا ہے۔ آپ مطمئن رہیں۔ آپ نے پھوپھی جان کا دست مبارک ننھے ہاتھ میں تھاما اور عرض کیا یہاں تشریف لائیں۔ پھوپھی کا ہاتھ پکڑ کر مکان کی ایک پرانی دیوار کے پاس لے آئے کہا کہ اس دیوار کے شگاف سے ہاتھ ڈال کر نکال لیں یہ فلاں عورت کی حرکت ہے۔ اس نے میری ولادت کے دن جب کہ آپ مصروف تھیں موقع پا کر چرا کر یہاں پازیب چھپادی تھی۔ آپ کی پھوپھی صاحبہ نے شگاف میں ہاتھ ڈالا تو واقعی پازیب کو موجود پایا۔ بی بی فاطمہ رحمۃ اللہ علیہا کو بڑی حیرت ہوئی۔ پوچھا۔ بیٹا آخر تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ میری پازیب چرا کر یہاں چھپادی گئی ہے۔ آپ نے جواب دیا مجھے حق تعالیٰ نے اسی وقت اس بات سے آگاہ فرمادیا تھا۔ جس دن یہ چرائی گئی ہے۔ میں نے چاہا کہ آپ کو اس کی اطلاع دوں لیکن اس بوڑھی عورت کا عیب کھولتے ہوئے شرم آئی جس نے یہ حرکت کی ہے۔ اس عورت نے بعد میں آکر اس شگاف دیوار کو تلاش کیا لیکن نہ مل سکا اس لئے کہ میں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کی تھی۔ اللہ تعالیٰ اس کی نگاہوں سے اس شگاف کو پوشیدہ فرمادے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے میری دعا کو شرف قبولیت عطا کی کہ اس کو محفوظ کردیا۔ اسی وقت سے منتظر تھا کہ کوئی تقریب آئے۔ اور اس کے متعلق دریافت کریں۔ تو عرض کردوں تاکہ پہل میری طرف سے نہ ہو۔

(از تذکرہ سادات، ص ۴۲۔ صد حکایت فارسی، حکایت چہاردہم ص ۱۷۔ تذکرہ صالحات، ص ۸۴)

آپ کے اساتذہ و اشیاخ کرام

(۱) آپ نے ابتداء سے لے کر انتہا تک علوم ظاہری و باطنی کی تکمیل و تحصیل اپنے والد گرامی نیز پیر و مرشد برہان الاقطاب حضرت خواجہ سید برہان الدین قطب عالم بخاری متوفی ۸۵۸ھ سے کی ہے۔ اس کے علاوہ اپنے والد گرامی کے حکم سے اس زمانہ کے معروف و مشہور علماء مشائخ سے شرف تلمذ حاصل کیا۔ جن کے اسمائے گرامی حسب ذیل تحریر ہیں۔

(۲) شیخ الاقطاب حضرت خواجہ شیخ رکن الدین کان شکر بن حضرت خواجہ شیخ علم الدین بن حضرت خواجہ شیخ علاؤ الدین یوسف بن حضرت خواجہ بدرالدین سلیمان بن حضرت خواجہ شیخ کبیر فریدالدین مسعود گنج شکر فاروقی چشتی مرید و خلیفہ حضرت شیخ خواجہ زاہد چشتی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین (متوفی ۲ رشوال ۸۴۲ھ)۔

(۳) بدر المحققین، سراج الصدیقین، حضرت مخدوم شیخ احمد گنج گیر و گنج بخش کھٹو مغربی

سرخیزی متوفی ۱۴ر شوال ۸۴۹ھ خلیفہ اجل سید الاقطاب حضرت خواجہ سید جلال الدین حسین المشہور جہانیاں جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ۔

(۴) حضرت خواجہ شاہ بارک اللہ چشتی رحمۃ اللہ علیہ مرید حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ، متوفی ۱۸ر ربیع الثانی چہار شنبہ ۷۲۵ھ خلیفہ حضرت مخدوم خواجہ نصر الدین روشن چراغ دہلی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۸ر رمضان المبارک ۷۵۷ھ مرأۃ احمد صفحہ ۴۷ر پر آپ کو خواجہ نظام الدین اولیاء کا خلیفہ لکھا ہے۔ لیکن صاحب ریحانۃ الابرار نے آپ کی بیعت خواجہ نظام الدین اولیاء اور خلافت خواجہ نصیر الدین روشن چراغ دہلوی سے تحریر کی ہے۔ آپ کی ولادت ۸۱۵ھ اور وصال شریف ۸۳۷ھ میں تحریر کیا ہے اس حساب سے آپ کی عمر ایک سو باسٹھ سال کی ہوئی جس وقت حضرت شاہ عالم کو آپ کی بارگاہ سے شاہ عالم کا خطاب اور تاج ولایت گجرات عطا ہوا آپ کی عمر ایک سو انسٹھ تھی لیکن قوائے جسمانی کی صحت وطاقت کا یہ عالم تھا کہ گھر کی دیوار بارش میں گر جانے پر آپ اپنے دست مبارک سے خود چن رہے تھے۔ اس کے تین سال بعد بروز دوشنبہ ۸۳۷ھ میں وصال فرمایا۔

(۵) حضرت خواجہ مولانا سید کمال الدین حنفی چشتی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۸۵۱ھ خلیفہ حضرت خواجہ سید محمد گیسو دراز بندہ نواز المتوفی ۸۲۵ھ کے اجل خلفا اور حضرت قطب عالم بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے ہم جلیس و ہمنشین ہیں۔ پہلے آپ نہروالا پٹن میں اقامت پذیر تھے۔ بعدہٗ سلطان احمد شاہ کے اصرار سے زین البلاد احمد آباد کے محلہ کھاڑیہ میں اقامت گزیں ہوئے۔ اس وقت اس محلہ کی کل آبادی ہنود کی ہے۔ ایک گھر بھی کسی مسلم کا نہیں البتہ آپ کا مزار مبارک ایک بند جگہ پر محفوظ ہے۔ مزار شریف سے کچھ فاصلہ پر ایک مسجد تھی جو ۱۹۶۹ء کے بلوے میں شہید کردی گئی۔ صرف دیوار قبلہ سڑک سے ملی ہوئی محفوظ ہے۔ یہ مسجد بھی آپ کی طرف منسوب ہے۔ راقم نے چند مرتبہ آپ کے مزار فیض آثار پر حاضر ہوکر فاتحہ خوانی کا شرف حاصل کیا بڑا روحانی سکون اور طمانیت قلب حاصل ہوتی ہے۔

صاحب ریحانۃ الابرار نے تحریر کیا ہے کہ حضرت سید محمد سراج الدین شاہ عالم محبوب باری بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر مدارک، مشارق الانوار اور ہدایہ کے اسباق آپ سے پڑھے ہیں نیز حضرت خواجہ سید کمال الدین سنفی چشتی کو سادات شیراز سے لکھا ہے آپ کا سلسلہ نسب امام ششم حضرت امام جعفر صادق علی جدہ وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے ملتا ہے آپ کے وصال کی تاریخ ۱۶ر رجب المرجب ۸۵۱ھ لکھی ہے۔

(۶) سید المحققین حضرت علامہ مولانا علی جینکی رحمۃ اللہ علیہ سے آپ نے قرأت ونحو و

صرف کی تعلیم لی۔ حضرت علامہ مولانا علی جینکی رحمۃ اللہ علیہ کا جائے مدفن اور تاریخ وصال نہ معلوم ہو سکی۔ اگر کسی صاحب کو مستند طریقہ پر معلوم ہو تو برائے کرم مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ طباعت میں شامل کر دیا جائے۔

(نورالاصفیاء، صفحہ ۳۲۴، مرأۃ احمدی فارسی، صفحہ ۴۷ تا ۵۷ تکملہ سیرۃ الاولیاء فارسی، صفحہ ۲۳۔ ریحانۃ الابرار، صفحہ ۵۵)

استاد کی خدمت میں گرما گرم حلوہ

ایک مرتبہ حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ اپنے استاذ علامہ مولانا قاری علی جینکی رحمۃ اللہ علیہ سے ملنے گئے وہ قرآن کریم کے دور میں مصروف تھے کہ مولانا موصوف نے فرمایا۔ دل چاہتا ہے کہ اس وقت گرما گرم روٹی اور حلوہ ہوتا تو کھاتے۔ آپ نے یہ سنتے ہی فوراً اپنی تختی کے نیچے ہاتھ ڈال کر حلوہ اور روٹی استاد گرامی کی خدمت میں پیش کر دی۔ مولانا کو اس پر بیحد حیرت ہوئی۔ دل میں سوچا اگر پہلے ہی اپنے ساتھ گھر سے لائے ہوتے تو اس کو ایسا گرما گرم نہ ہونا چاہئے تھا۔ پھر بطور امتحان مولانا صاحب علیہ الرحمہ نے فرمایا حضرت آپ نے نہایت نفیس و شیریں گرما گرم حلوہ کھلایا۔ لیکن میرے گھر والوں کے لئے تو کچھ تبرک عنایت فرمائیں۔ آپ نے دوبارہ برجستہ اپنے ہاتھ کو تختی کے نیچے ڈال کر نکالا تو حسب سابق ہاتھوں میں گرما گرم روٹی اور حلوہ موجود تھا۔ استاد گرامی کی خدمت میں پیش کر دیا۔ مولانا موصوف نے سمجھ لیا یہ آپ نے اپنی وہبی طاقت سے غیبی حلوہ روٹی عطا کی ہے نیز اپنے قلبی حصرہ پر منفعل ہوئے۔

(از صد حکایت فارسی حکایت نود و ششم، صفحہ ۱۶۸۔ ریحانۃ الابرار فارسی، صفحہ ۲۰)

تازہ بتازہ دودھ حاضر

اسی طرح ایک دن کا واقعہ ہے کہ آپ نے اپنے استاد گرامی حضرت علامہ مولانا سید علی جینکی رحمۃ اللہ علیہ سے میزان الصرف کی تعلیم حاصل کر رہے تھے۔ مولانا علیہ الرحمہ نے فرمائش کی کہ مجھے چاندی کے سکّے اور گائے کا دودھ عنایت فرمائیں۔ آپ نے فوراً دونوں آستینیں استاد کے آگے بڑھا کر ایک سے تازہ بتازہ دودھ کی دھار سے گلاس بھر کر استاد کی خدمت میں پیش کیا اور دوسری آستین سے کھنکھناتے ہوئے چاندی کے سکّے استاد گرامی کے آگے گرا دیئے، مولانا کو آپ کی اس کرامت پر بڑی حیرت ہوئی۔

(صد حکایت فارسی، حکایت پانزدھم، صفحہ ۱۸)

غرض یہ ہے کہ ولادت شریف کے دن بلکہ استقرار حمل سے ہی حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ

علیہ کی کرامتوں کا صدور ہونا شروع ہو گیا تھا۔ حضرت قطب عالم بخاری رحمۃ اللہ علیہ کرامتوں کے ظہور کو پسند نہ فرماتے تھے۔ آپ اکثر و بیشتر حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کو ہدایت فرماتے ...... کہ کرامت ظاہر نہ ہونے پائے۔ تمہاری کرامتوں کی شہرت ہوئی۔ ایک مرتبہ حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ سے سکر و مستی کے عالم میں کسی کرامت کا ظہور ہوا۔ تو حضرت قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ نے سندھی زبان میں فرمایا۔ اسال وڈن کون کینی خم پورا نہیں اور نہ ہم کیتی تو سی کون ایک قطرہ ہضم نہتا۔

ترجمہ :- میں نے حضرت محمود[1] کو شراب معرفت کے گھڑے کے گھڑے پلا دیئے ہیں انہوں نے سب کے سب ہضم کر لئے۔ آخر تم سے ایک قطرہ بھی ہضم نہیں ہوتا۔ حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ ذہین و عقلمند ہونے کے ساتھ ساتھ بڑے مؤدب بھی تھے آپ نے والد گرامی حضرت قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں جواباً عرض کیا کہ آپ ہی نے ایک دن فرمایا تھا کہ میں ہضم نہ کر سکوں گا۔ اسی کا یہ اثر معلوم ہوتا ہے۔

(مناقب برہانی فارسی قلمی، صفحہ ۶۹)

---

[1] حضرت مخدوم سید محمود المخاطب بہ دریا نوش رحمۃ اللہ علیہ حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے برادر بزرگ ہیں۔ حضرت شاہ عالم سے عمر میں آپ ۸ سال بڑے ہیں۔ آپ کی ولادت شریف ۸۹ھ میں بمقام پٹن گجرات میں ہوئی۔ حضرت قطب عالم آپ کو وڈن یعنی بڑے میاں فرمایا کرتے تھے۔ آپ حضرت قطب عالم کے مرید و خلیفہ ہیں۔ پچھتر سال کی عمر میں وصال فرمایا۔ ۸۸۴ھ ہے۔ آپ اپنے والد پیر و مرشد حضرت قطب عالم کے پہلو میں قبلہ جانب مدفون ہیں۔ حضرت قطب عالم کا روضہ قطب آباد بٹوہ احمد آباد میں مرجع خلائق ہے۔

نورانی قطرہ

ایک رات کا ذکر ہے کہ حضرت خواجہ سید برہان الدین قطب عالم غریب اللہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ یا حی یا قیوم کے ذکر میں مشغول تھے۔ حالت ذکر میں آپ پر وجد وشوق کا عالم طاری ہو گیا یہاں تک کہ آپ بیخود ہو گئے۔ آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ کثرت اشکباری سے آپ کی داڑھی تر ہو گئی۔ اس وقت آپ کی خدمت میں بڑے فرزند حضرت میر مخدوم سید محمود المخاطب بہ دریا نوش بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اجل بدر العارفین حضرت شاہ عبداللطیف رحمۃ اللہ علیہ حاضر تھے۔ حضرت قطب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ داڑھی سے ٹپکنے والے آنسو کے قطرے زمین پر نہ گرنے پائیں۔ حضرت محمود اور حضرت عبداللطیف رحمۃ اللہ علیہما دونوں ٹپکنے والے آنسو کے قطروں کو ہاتھ میں لے کر پی جاتے اور اپنی آنکھوں پر مل لیتے جیسے ہی یہ قطرات حلق سے اتر کر دل تک پہنچے سارے ظلماتی حجاب اٹھ گئے۔ نورانی ملکوتی نظارے ہویدا ہونے لگے تجلیوں کے قرب سے سرفراز ہوئے۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت شاہ عبداللطیف رحمۃ اللہ علیہ کو یہ مرتبہ عظمٰی اسی دن ملا۔ دوسرے دن بھی یہی حال ہوا۔ چنانچہ آپ حجرہ کے اندر گریہ د زاری میں مشغول تھے۔ یہاں تک کہ آپ کی داڑھی سے اشک ٹپکنے لگے۔ اسی اثناء میں ہم شبیہ سرکار دو عالم حضرت خواجہ سید سراج الدین شاہ عالم محبوب باری رحمۃ اللہ علیہ تشریف لے آئے حضرت قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی شفقت ومحبت ومرحمت سے فرمایا۔ بابا میاں منجھلے جو مانگنا ہو مانگو۔ آپ نے عرض کی محبت الٰہی کی خرمن سے یا عشق ربانی کے سمندر سے جو آپ کو عطا ہوا ہے ایک آدھ قطرہ عنایت فرما دیجئے۔ حضرت قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دست مبارک سے شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کو پکڑ کر اپنی داڑھی سے ایک قطرہ حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے دہن مبارک میں نچوڑ دیا۔ صاحب لولو محمدی کا کہنا ہے کہ حضرت خواجہ سید محمد سراج الدین شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے۔ وہ قطرے درخشندہ چنگاری کی طرح میرے قلب میں جگہ کر گئے ہیں اور بچپن سے لے کر اب تک ماسویٰ اللہ کے خلائق دنیا اور دنیا کے بندھنوں کو جلا دیا ہے قطرے کے اثر سے ہمیشہ نور وسرور محسوس کرتا ہوں۔

(از ہدایۃ الطالبین فارسی، صفحہ ۵۴۔ مؤلفہ حضرت سید ماجد بن سید راجو بن سید ابو طالب بخاری القبطی)

یا مصطفےٰ یا مصطفےٰ کی تسبیح

حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ خود ارشاد فرماتے ہیں۔ میرے والد گرامی حضرت سید برہان الدین قطب عالم بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس کمترین سے ایام خرد سالی میں فرمایا کرتے تھے کہ تسبیح ہاتھ میں لے کر یا مصطفےٰ یا مصطفےٰ بکثرت پڑھا کرو اس لئے کہ جو شخص کثرت سے مصطفےٰ مصطفےٰ پڑھتا ہے اس کے قلب میں اللہ تعالیٰ کی محبت پختہ ہو جاتی ہے اور جب وہ مرتا ہے باذوق مرتا ہے۔ (صد حکایت فارسی، صفحہ ۱۵۹ حکایت نود و سوم)

کبوتروں کا شوق

حضرت خواجہ سید محمد سراج الدین شاہ عالم محبوب باری بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے بچپن میں کبوتروں کا بیحد شوق تھا۔ روزانہ کبوتروں کے دانے کے لئے جب ضرورت پڑتی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کرتا۔ اور جس جگہ بھی مکان کے طاقوں میں اپنا ہاتھ ڈالتا دانا برآمد ہوتا تھا جب اس بات کی خبر والا گرامی حضرت سید برہان الدین قطب عالم غریب اللہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو حضور احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار نصیب ہوا۔ میں نے دیکھا کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کے وقت میرا سارا مکان بہترین خوشبو سے معطر ہو گیا۔ میں نے جب اس واقعہ کا ذکر والد گرامی علیہ الرحمہ سے کیا تو آپ نے بطور نصیحت کے فرمایا۔ دیکھا میاں حضور اقدس سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی کیسی طیب و پاکیزہ خوشبو ہے اور جہاں کبوتر ہوا کرتے ہیں وہاں بدبو آیا کرتی ہے میں نے آپ کے ارشاد عالی کو سنتے ہی کبوتر ختم کر ڈالے اور کبوتر خانہ توڑ ڈالا۔ اور اس شوق کو چھوڑ دیا۔ (صد حکایت فارسی، حکایت نوزدہم)

حضرت صدیق و فاروق رضی اللہ عنہما کا دیدار

حضرت خواجہ سید محمد نظام الدین المخاطب بہ مقبول عالم المتخلص بہ جلالی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۲ رجب المرجب ۱۰۴۵ھ نے جمعات شاہیہ میں تحریر فرمایا ہے کہ ایک مرتبہ بچپن کے زمانہ میں حضور خواجہ سید محمد سراج الدین شاہ عالم محبوب باری رحمۃ اللہ...... عالم واقعہ میں حضور جان نور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار سے مشرف ہوئے۔ حضرت رسول کریم صلی

اللہ علیہ وسلم نے آپ کو نہایت شفقت سے اپنے زانوئے مبارک پر بٹھایا اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے تعارف کرایا۔

(جمعات شاہیہ، صفحہ ۳۱)

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایمان مفصل تلقین فرمانا

ایک مرتبہ حضور سیدنا خواجہ محمد سراج الدین شاہ عالم محبوب باری رحمۃ اللہ علیہ ایام صغرسنی میں سلطان الانبیاء محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار سے عالم واقعہ میں مشرف ہوئے۔ نیز آپ نے صفت ایمان مفصل کی تعلیم سے مشرف و سرفراز کیا۔ حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مجھ کمترین سے بہ لطف عنایت سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح خطاب فرمایا قل اٰمنت باللہ وملائکتہ و کتبہ و رسلہ و الیوم الآخر و القدر خیرہ و شرہ من اللہ تعالیٰ و البعث بعد الموت اور جب خطاب فرماتے انت اخی کہہ کر خطاب فرماتے۔ نیز بصد ہزار شفقت و محبت فرمایا۔ خدائے بزرگ و برتر اور مجھ پر ایمان لاؤ۔

(صد حکایت فارسی، صفحہ ۲۶ تا ۲۷ حکایت بست و یکم)

آپ بچپن کے زمانہ میں ایسی عقلمندی و دانائی کی باتیں کرتے تھے بڑے بڑے علمائے کرام عرفائے عظام سن کر حیران و ششدر رہ جاتے۔

حضرت خواجہ سید کمال الدین جعفری حنفی چشتی اور آپ

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ حضرت سید سادات خواجہ سید کمال الدین جعفری حنفی چشتی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۸۵۸ھ خلیفہ و صاحب راز خاتم خواجگان چشت حضرت خواجہ سید محمد گیسودراز بندہ نواز چشتی گلبرگوی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۸۲۵ھ حضرت خواجہ سید ابو محمد برہان الدین قطب عالم غریب اللہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے دولت سرائے اقدس پر مہمان تھے۔ حضرت سید محمد سراج الدین شاہ عالم محبوب باری اپنے ہمعصر بچوں میں کھیل کود رہے تھے کہ ایک مصیبت زدہ بوڑھی عورت کے رونے کی کان میں آواز آگئی جو کسی مصیبت میں مبتلا ہو جانے پر اس مصیبت کو بیان کر کے رو رہی تھی آپ اس کے پاس تشریف لائے اور اس کے بے صبرے انداز کو دیکھ کر متعجب ہو کر فرمایا۔ اماں کیا تم خدائے تعالیٰ سے رنجیدہ ہو۔ اس طرح بین و گریہ نہ کرو بندے کو ہر حال میں صابر و

شاکر رہنا چاہئے۔ کسی مصیبت میں مبتلا ہونے پر بے صبرے پن کا اظہار کرنا، گلا شکوہ کرکے رونا صبر والوں کا نہیں ناشکروں کا طریقہ ہے۔ بچپن میں ایسی عارفانہ نصیحت اور یہ انداز لب ولہجہ دیکھ کر سید السادات حضرت خواجہ کمال الدین جعفری حنفی چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے دریافت فرمایا یہ کس کے فرزند ہیں حاضرین نے بتایا کہ یہ حضرت برہان الملت والحق والدین رحمۃ اللہ علیہ کے نور نظر لخت جگر ہیں۔ حضرت سید کمال الدین چشتی اٹھے اور آپ کو گود میں اٹھا کر آپ کی پیشانی مبارک کا بوسہ دیا۔ پھر آپ کے پائے مبارک کو بوسہ دے کر اپنی سفید داڑھی سے پائے مبارک کے گرد و غبار کو جھاڑا۔ اور بطور پیشین گوئی کے ارشاد فرمایا جو رہے گا وہ دیکھے گا وہ یہ ہیں جن کی ذات پر اولین و آخرین نے رشک کیا ہے۔ کہتے ہیں حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے قدم پاک کا سب سے پہلے انہیں سید کمال الدین علیہ الرحمہ نے بوسہ لیا ہے۔ جب حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ آسمان علم وفضل پر ہدایت وولایت کے آفتاب بن کر چمکے اور مرجع خلائق ہوئے۔ اس وقت حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے پائے مبارک کے پائے مبارک کا بوسہ لیا تو آپ فرماتے۔ یہ سب حضرت سید کمال الدین چشتی نور اللہ تعالیٰ مرقدہ کے اس بوسہ کی برکت کا نتیجہ ہے جو انہوں نے بطور شفقت بچپن میں لیا تھا۔ (صد حکایت فارسی، صفحہ ۱۵ تا ۱۶ حکایت دوازدہم)

دیوار گھوڑا ہوگئی

ایک مرتبہ حضرت خواجہ سید برہان الدین قطب عالم غریب اللہ بخاری حضرت شاہ عالم کو ان کے بھائیوں کے ساتھ لے کر حضرت مولانا علی شیر پٹنی رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسہ میں جانے کی تیاری میں مصروف تھے اور بھائی اپنے گھوڑے پر سوار تھے۔ غالباً حضرت قطب عالم آپ کو اپنے گھوڑے پر سوار کرتے آپ کے لئے چھوٹے ہونے کی وجہ سے علیحدہ گھوڑا نہیں تھا۔ کسی بھائی نے آپ کو چھیڑنے کے لئے یہ فقرہ کہہ دیا۔ شما مرکب نمی داری بہ رکاب والد پیادہ دوید (تمہارے پاس گھوڑا تو ہے نہیں تم تو پیدل ہی والد صاحب کے گھوڑے کے ساتھ ساتھ دوڑو گے) آپ نے فوراً جست لگا کر قریب کی دیوار پر سوار ہو کر اس کو ایڑ دے کر تکلّا یا دیوار فوراً گھوڑا بن کر دوڑنے لگی۔ حضرت قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ نے جب یہ ماجرا دیکھا تو فوراً آپ کو اتار لیا۔ اور دیوار سے مخاطب ہوئے۔ اسکن یعنی ساکن ہوجا۔ دیوار فوراً ٹھہر گئی۔ نیز فرمایا الحمد للہ آج اس فرزند کو میرے والد گرامی حضرت خواجہ سید ناصر الدین محمود نوشہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۸۰۱ھ کا مقام مقام مخدومی عطا ہوا۔

(صد حکایت فارسی، صفحہ ۱۷۱، تا ۱۷۲۔ حکایت نود و نہم۔ نظام الانساب قلمی جلد ۱، صفحہ ۳۸۹۔ ریحانۃ الابرار، صفحہ ۴۸)

کمال ذہنیت

ناظرین پڑھ چکے ہیں کہ آپ واہب العطایا کی عطا سے ماں کے پیٹ سے حافظ قرآن عظیم تولد ہوئے تھے۔ جس ذات گرامی کو اللہ تعالیٰ نے قرآن عظیم جو تمام علوم کا جامع ہے کا علم عطا فرما دیا ہو پھر کون سا علم ہے جو آپ کے علم کے دائرہ سے باہر رہ گیا ہوگا اسی لئے اکثر آپ کے اساتذہ کرام کو آپ کی کمال ذہنیت و کمال دانائی پر حیرت ہوا کرتی تھی۔

ایک مرتبہ جب کہ آپ حضرت علامہ مولانا علی جینکی رحمۃ اللہ علیہ سے رسمی طریقہ پر تحصیل علم فرما رہے تھے۔ میزان الصرف پڑھتے ہوئے۔ اثنائے تعلیم میں میزان کے صیغوں کی گردان میں صرفی اعتبار سے ایسے ایسے اعتراض وارد کئے اور سوال کرتے گئے کہ مولانا علی جینکی رحمۃ اللہ علیہ جو عالم ذی وقار فاضل روزگار ہونے کے ساتھ ساتھ اپنے دور کے عمدۃ المحققین بھی تھے۔ حیران و ششدر رہ گئے بلکہ بعض سوالات پر ساکت ہو گئے۔ بالآخر انہوں نے حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ اچھا آپ ہی اپنے پیش کردہ سوالات حل کریں۔ آپ نے بڑی سلیقہ مندی سے مودبانہ انداز میں سوالات کے حل پیش کئے۔ استاد گرامی نے جان لیا کہ یہ علم کسبی نہیں وہبی ہے۔ مولانا علیہ الرحمہ قطب عالم علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور عرض کیا آپ کے فرزند ارجمند کو مجھ سے تعلیم حاصل کرنے کی چنداں ضرورت نہیں ہے۔ اس لئے کہ یہ خود علم لدنی کے حامل ہیں۔ حضرت قطب عالم نے فرمایا۔ آپ ان باتوں کا خیال نہ فرمائیں بلکہ ازراہ عنایت میرے فرزند کو رسمی تعلیم کی تکمیل کرا کر مشکور فرمائیں۔

(صد حکایت فارسی، صفحہ ۱۶۹، حکایت نود و ہشتم۔ ریحانۃ الابرار، صفحہ ۵۵)

بچپن کی دعا کی تاثیر

آپ عقل سلیم ذہن رسا رکھنے کے ساتھ ساتھ بڑے سیف اللسان بھی واقع ہوئے تھے۔ آپ کی زبان مبارک سے جو بھی نکلتا قدرت فوراً ویسا ہی کرتی۔

آپ کے بچپن کے زمانے کا واقعہ ہے کہ ایک مرتبہ حضرت برہان الدین قطب عالم غریب اللہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنے مرید شیخ عبدالملک باری وال کے مکان پر بسلسلۂ دعوت

رونق افروز ہوئے۔ حضرت شاہ عالم محبوب باری کے علاوہ دوسرے فرزند بھی حضرت قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ موجود تھے۔ نیز حضرت شاہ عالم محبوب باری اپنے ساتھ تین ہم سن لڑکوں کو بھی لے گئے تھے۔ (غالباً دوست ہوں گے یا کسی عزیز کے بچے ہوں گے) عبدالملک باری وال نے خوش ہوکر کہا آج ہمارے پیرومرشد اپنے لشکر کے ساتھ رونق افروز ہوئے ہیں۔ انشاء اللہ مجھے دنیا وآخرت کی بھلائی نصیب ہوگی۔ حضرت شاہ عالم محبوب باری رحمۃ اللہ علیہ نے برجستہ ارشاد فرمایا۔ حق تعالیٰ تجھے بھی لشکر عطا فرمائے گا۔ آپ کے ایسا ارشاد فرمانے کی برکت سے اللہ تعالیٰ ان کو دس سال کی مدت میں دس بچے عطا کئے حالانکہ اس سے پہلے وہ دونوں میاں بیوی بانجھ مشہور تھے۔ (صد حکایت فارسی، صفحہ ۲۰ حکایت ہفدہم)

اجروثواب کا مشاہدہ

روایت ہے کہ جب حضرت برہان الدین قطب عالم غریب اللہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ شہر پٹن میں رونق افروز تھے۔ آپ کے ایک مرید نے سورۂ انعام شریف کا ختم رکھا اور اس میں حضرت قطب عالم اور آپ کی اولاد کو بھی مدعو کیا لہٰذا شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ بھی ساتھ تھے۔ سورہ انعام شریف کے جدا جدا پارے لائے گئے تھے اور پڑھنے والوں کو دیئے گئے تھے۔ حضرت قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ سے اس موقع پر کرامت حیدری[1] کا ظہور ہوا۔ آپ نے سورۂ پاک کے پارے کو دست مبارک پر لیا اور بوسہ دے کر رکھ دیا اور فرمایا تمہارا یہ ختم مقبول ہے۔ لاؤ کھانا لاؤ ہمیں بھوک بھی لگی ہے۔ صاحب خانہ متحیر ہوا۔ کہ انہوں نے کچھ پڑھا تو ہے نہیں ویسے ہی فرما رہے ہیں۔ تمہارا ختم مقبول ہے۔ بغیر پڑھے ہوئے بے مطلب فاتحہ کے لئے کیوں کھانا طلب فرما رہے ہیں۔ دل میں یہ خدشہ گذر رہا تھا کہ شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کو یہ خطرۂ قلبی کشف کے ذریعہ معلوم ہوگیا۔ آپ نے فوراً اپنا دست مبارک صاحب خانہ کی آنکھوں پر رکھ دیا۔ اور فرمایا اگر یقین نہیں تو دیکھ لو۔ صاحب خانہ نے بچشم سر دیکھا کہ پر ملائکہ پڑھی ہوئی سورہ انعام لے کر آسمان کی طرف صعود کر رہے ہیں اور دوسرے ملائکہ عالم بالا سے اجروثواب وبرکات لے کر نازل ہو رہے

---

(۱) امیرالمومنین حضرت مولائے کائنات علی مرتضیٰ حیدر کرار رضی اللہ عنہ کی ایک کرامت یہ تھی کہ جب پائے مبارک رکاب میں رکھتے قرآن کریم شروع فرماتے دوسری رکاب میں پاؤں پہونچتے پہونچتے قرآن کریم ختم فرمادیتے حقیقت یہ ہے کہ کرامت کی تعریف ہی یہ ہے کہ عقل انسانی اسے باور نہ کرے۔

ہیں۔صاحب خانہ نے جب مشاہدہ کرلیا کہ جس مقصد کے لئے ختم شریف کیا تھا وہ حاصل ہو گیا ہے تو بصد ہزار عقیدت قطب عالم کی بارگاہ میں طعام لے کر حاضر ہوا۔

(صد حکایت فارسی، صفحہ ۳۹، تا ۴۰۔ حکایت بست و ششم)

باپ سے بے پایاں محبت کا زندہ ثبوت

عمر کا ساتواں سال اور قطب عالم کی علالت

حضرت قاضی کبیر الدین محمد پٹنی المخاطب بہ جمیل الملک بیان فرماتے ہیں کہ ۸۲۴ھ کا واقعہ ہے حضرت شاہ عالم محبوب باری رحمۃ اللہ علیہ کی عمر شریف کا ساتواں سال چل رہا تھا۔ حضرت قطب عالم بخاری رحمۃ اللہ علیہ شہر پٹن میں تشریف رکھتے تھے کہ کثرت مجاہدہ عظیم ریاضت کی بنا پر آپ کا جسم مبارک بہت ہی کمزور ہو گیا تھا۔ جس کی وجہ سے آپ سخت علیل ہو گئے سب لوگوں نے یہ سمجھ لیا کہ اب آپ جانبر نہ ہو سکیں گے۔ وقت رحلت قریب آ گیا ہے تمام فرزند و خلفا آپ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ لیکن حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ والد گرامی کی خدمت میں موجود نہ تھے حاضرین میں سے کسی نے کہا کہ تعجب ہے ایسے وقت میں جب کہ حضرت قطب عالم چند گھڑی کے مہمان ہیں شاہ عالم حاضر نہیں ہیں۔ جب یہ آواز حضرت قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ کے گوش مبارک میں پہونچی چشمان مبارک کھولیں اور فرمایا کہ الٰہی کمزوری کمال کو پہونچ گئی ہے اور وہ میرے کام میں مشغول ہے۔ بات یہ تھی تمام فرزند اور تمام خلفا قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ کا وقت آخر سمجھ کر فیض لینے کو اور آخری دیدار کرنے کو حاضر خدمت تھے۔ لیکن حضرت شاہ عالم محبوب باری رحمۃ اللہ علیہ خلوت میں بارگاہ الٰہی میں سربسجود ہو کر مناجات فرما رہے تھے کہ یارب میرے پیر و مرشد کو شفا عطا فرما دے۔ اگر آپ کی عمر شریف اتنی ہی ہے تو میں اپنی عمر پیش کرتا ہوں تو اپنے فضل و کرم سے میری دعا قبول فرما دے۔ ابھی حضرت شاہ عالم محبوب باری دعا میں مشغول تھے کہ عالم غیب سے پانچ ٹوپیاں اور دو، دوپٹے ظاہر ہوئے۔ حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ ان کو لے کر فوراً والد گرامی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تمام کی تمام چیزیں حضرت قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں پیش کر دیں۔ حضرت قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو دیکھتے ہی فرمایا مجھے تکیہ لگا کر بیٹھا دو۔ نیز آپ نے شاہ عالم سے فرمایا۔ جو کچھ درگاہ الٰہی سے عطا

ہوا ہے مجھے پہنا دو۔ حضرت شاہ عالم نے نہایت ادب کے ساتھ آپ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے ٹوپیاں سر پر اڑھادیں اور دوپٹے آپ کے زانوے مبارک پر ڈال دیئے۔ اور قدموسی کا شرف حاصل کیا اور مودبانہ التماس کی کہ مجھے خداوند قدوس کی طرف سے اشارہ ہوا ہے کہ جب تک میرے پانچ بھائی اور دو بہنیں جو ابھی پیدا نہیں ہوئے ہیں پیدا نہ ہو جائیں آپ وصال نہیں فرما سکتے۔ حضرت قطب عالم غریب اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس عطیہ قدرت وخوبی قسمت پر شکرانہ الٰہی ادا فرمایا وہ پانچ ٹوپیاں گویا پانچ فرزند اور دو دوپٹے گویا دو لڑکیاں جس کی بشارت دی گئی تھی۔ حسب پیشین گوئی بعد میں ۵ لڑکے ۲ لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ اس واقعہ کے بعد ۳۳ سال تک حضرت قطب عالم علیہ الرحمہ بقید حیات رہے اور ان پانچ لڑکوں اور دو لڑکیوں کی پیدائش کے بعد ان کی تعلیم و تربیت نیز ارادت اپنی موجودگی میں حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد فرمائی۔ ان پیدا ہونے والے لڑکوں میں ایک حضرت سید محمد زاہد رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۶ رشعبان ۸۹۲ھ بھی ہیں۔ مزار شریف بٹوہ میں ہے۔

(صد حکایت فارسی، صفحہ ۱۷۰ تا ۱۷۱۔ حکایت صد)

گیارہ سال کی عمر میں ایک تمنا

۸۲۸ھ کا واقعہ ہے جب کہ حضرت خواجہ سید محمد سراج الدین شاہ عالم محبوب باری رحمۃ اللہ علیہ کی عمر شریف کا گیارہواں سال تھا۔ آپ کے قلب مبارک میں یہ تمنا پیدا ہوئی کہ کاش آپ کے جد امجد سید الاقطاب حضرت مخدوم سید جلال الدین حسین المشہور جہانیاں جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۷۸۵ھ آپ کو بہ نفس نفیس عالم واقعہ میں دیدار دکھائیں اور یاولدی یعنی اے میرے بیٹے کہہ کر خطاب فرمائیں جیسا حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مخدوم جہانیان جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ کو آپ کے صحت نسب کی دلیل کے سلسلہ میں یاولدی فرمایا تھا۔ ایسے ہی حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ آپ کو دیدار دکھا کر یاولدی فرمادیں۔ تو آپ کی مطابقت کے ساتھ ساتھ صحت نسب کا ثبوت بھی مل جائے بالآخر ایک دن وہ خوش نصیب گھڑی آئی کہ حضرت مخدوم علیہ الرحمہ نے عالم واقعہ میں اپنے جمال جہاں آرا کے دیدار سے مشرف فرمایا۔ آپ کی پیشانی پر بوسہ دے کر اوچ شریف کی زبان میں اے پتر کہہ کر خطاب فرمایا۔

(صد حکایت فارسی، صفحہ ۲۰ تا ۲۱ حکایت بیستم)

از خود رفتگی کا عالم

حضرت سیدنا شاہ عالم محبوب باری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ کے عہد دولت تک عجیب خود رفتگی و دیوانگی کا عالم طاری تھا۔ اسی خود رفتگی کے عالم میں اللہ تعالیٰ سے جو چاہتے فوراً ہو جاتا۔ اور ہر ایک آنے والے کا حال آپ پر آشکار ہو جاتا اور آپ برجستہ فرما دیتے کہ اس شخص کی اتنی عمر ہے۔ یہ شخص بیٹا ہونے کی وہ بیٹی ہونے کی تمنا رکھتا ہے۔ یہ، یہ چاہتا ہے۔ وہ، وہ چاہتا ہے۔ حضرت قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد خود رفتگی و دیوانگی کی حالت ختم ہونے پر طبیعت کا میلان خود بخود فرض شناسی فرزانگی کی طرف ہوتا چلا گیا۔ یہ سب حضرت قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ کے فیضان اور شفقت بے پایاں کے تحت ہوا۔ آپ فرماتے ہیں ایک رات والد گرامی علیہ الرحمۃ کے وصال کے بعد دیدار سے مشرف ہوا۔

وقت گفتگو قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ نصیحت آمیز انداز میں ان الفاظ سے مخاطب ہوئے۔ اے خوبیوں والے راہ طریقت میں مردان الٰہی کے نزدیک اسے بے ادبی سے تعبیر کیا گیا ہے۔ لہٰذا اب اس خود رفتگی کو چھوڑ دو اس لئے اب تم سجادہ مشیخیت کی زینت ہو ہم بھی تمہاری نگہداشت کرتے رہیں گے۔ اس وقت جو عظیم کام کی ذمہ داری کا بوجھ تمہارے کاندھوں پر رکھا گیا ہے اس کو نہایت ہوشمندی سے ادا کرو۔ فلسفۂ حیات دممات پر غور کرو نیز جادۂ عبدیت پر مستقیم ہو جاؤ۔ حضرت شاہ عالم فرماتے ہیں ان نصیحت کے جملوں نے میری چشم بصیرت کو کھول دیا۔ اب طبیعت کا زیادہ رجحان نفل و فرائض کی ادائیگی اور خلوت گزینی کی طرف مائل ہو گیا۔ اب ساغر دل میں جو ہے جو چھلکتا نہیں نگاہ ولایت قطبیت نے الحمد للہ محفوظ کر دیا۔

(ریحانۃ الابرار فارسی، صفحہ ۶۴۔ مؤلفہ سید محمد ہاشم ابن سید محمد کمال الدین مہر عالم بخاری الشاہی)

بارگاہ رسالت سے ایک مسئلہ کا حل

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ حضرت خواجہ سید محمد سراج الدین شاہ عالم محبوب باری علیہ الرحمہ نے اپنے بچپن کے زمانے میں کسی سے سنا کہ بروز محشر سیدنا آدم علیہ السلام بھی زیر لوائے محمدی ہوں گے۔ آپ کو یہ سن کر بڑی حیرت ہوئی کہ حضرت آدم علیہ السلام تو تمام انسانوں کے باپ ہیں اور

حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم بھی آدمی ہونے کے ناطے حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں پھر حضرت آدم علیہ السلام باوجود اس کے ابوالبشر ہیں اولاد کے لوا کے نیچے کیوں ہوں گے۔ اسی بات کو سوچتے سوچتے محوخواب ہوگئے۔ آنکھیں سوئیں نصیبہ بیدار ہوا۔ آپ حضور جان نور سرکار ابد قرار جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار سے مشرف ہوئے۔ اس سے بہتر موقع بھلا اور کون ہوسکتا تھا۔ جو بات دل و دماغ کو بے چین کئے ہوئے تھی۔ آپ نے مودبانہ بارگاہ نبوی میں پیش کیا آپ کا معروضہ سن کر سید عالم نے فرمایا ہاں حضرت آدم بھی لوائے محمد کے نیچے ہوں گے۔ حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی حیرت سے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابویت انسانیہ کے شرف کے باعث ایسا ہوگا حضور سید ابرار صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم ریز انداز میں ارشاد فرمایا حضرت آدم علیہ السلام کل آدمیوں کے باپ ضرور ہیں مگر جسموں کے اور ہم ابوالارواح ہیں۔ یہ بات ظاہر و باہر ہے کہ جسم سے روح کا مرتبہ افضل و اعلیٰ ہے اس لئے حضرت آدم علیہ السلام بھی تحت لوائے محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوں گے۔

باب سوم

آپ کے علم وفضل کے بیان میں

حضرت خواجہ سید محمد سراج الدین شاہ عالم محبوب باری رحمۃ اللہ علیہ کی ذات گرامی کا شمار ہندوستان کی ان ارفع واعلیٰ ہستیوں میں ہے جن کو دنیا کے دانشوروں نے شریعت وطریقت کا سنگم مانا ہے۔ اگر آپ ماہتاب طریقت ہیں تو آفتاب شریعت بھی ہیں۔ اگر ایک طرف آپ باطنی طریقہ پر عدیم النظیر صوفی فقید المثال عارف ہیں تو دوسری طرف آپ ظاہری اعتبار سے علم وفضل کے تاجدار بھی ہیں۔ حضرت خواجہ سید برہان الدین قطب عالم بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی اعلیٰ تربیت اور قدم قدم پر حضور سرورکائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کی رہنمائی نے آپ کو علم وآگہی کا درشہسوار بنادیا تھا۔ پروردگار عالم جل والا تبارک وتعالیٰ نے آپ کو ایسا دل ودماغ ایسی فہم وفراست ایسا ذہن وحافظہ عطا فرمایا تھا کہ آج عوام تو عوام خواص بھی آپ کے علم وفضل کے حالات پر انگشت بدنداں ہیں۔ ناظرین حیات شاہ عالم کی معلومات میں اضافہ کے ارادے سے ہم ایسے چند واقعات پیش کررہے ہیں جو سیدنا شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے عارف یزدانی ہونے کے ساتھ ساتھ عالم ربانی ہونے کا زندہ ثبوت ہیں۔

۱۶ سال کی عمر شریف میں فارغ التحصیل

صاحب صد حکایت علیہ الرحمہ نے تحریر فرمایا ہے کہ حضرت خواجہ سید محمد سراج الدین شاہ عالم محبوب باری رحمۃ اللہ علیہ ایسے عاقل ودانا ذہین وفہیم تھے کہ ۱۶ سال کی عمر شریف میں جملہ علوم معقول ومنقول، فروع واصول، منطق وفلسفہ حکمت وکلام ومعانی وفقہ وتفسیر وحدیث وتصوف میں فراغت پائی تھی۔ (صد حکایت فارسی، صفحہ ۸۵ حکایت چہل وسوم)

حافظہ کا عالم

حضرت خواجہ صفی الدین جعفر بدر عالم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ سید محمد سراج الدین شاہ عالم محبوب باری رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے ایسا ذہن عطا فرمایا تھا کہ فقہ حنفی کی مشہور و معروف کتاب ہدایہ شریف کو اپنے استاد گرامی سے صرف چار دن میں پڑھ لیا تھا۔ جب کہ ہدایہ اولین ہدایہ آخرین میں فقہ حنفی کے مسائل تقریباً ۲۰۰۰ صفحات پر پھیلے ہوئے ہیں۔
(ریحانۃ الابرار فارسی، صفحہ ۹۱۔ صد حکایت فارسی، صفحہ ۸۵۔ حکایت چہل و سوم)

ایک معتزلی ساکت

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ حضرت خواجہ سید محمد سراج الدین شاہ عالم محبوب باری بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی والدہ ماجدہ کے مزار پاک پر فاتحہ خوانی کے لئے احمد آباد سے پیران پٹن گجرات تشریف لئے جا رہے تھے۔ ایک معتزلی عالم نے اعتراض کیا کہ مرنے کے بعد مردوں کو زندوں کی طرف سے ایصال ثواب کی شرعی اعتبار سے کچھ حقیقت ہے۔ کیا آپ اپنے اس عمل کا مدلل ثبوت پیش کر سکتے ہیں۔ مرنے والوں کے نامۂ اعمال جب کہ لپیٹے جا چکے ہیں تو زندوں کی فاتحہ خوانی اور ان کی طرف سے صدقہ و خیرات کرنا ان کو مفید و کارآمد ہو سکے گا۔ حضرت سیدنا شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے برجستہ جواب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ ہاں ہاں کیوں نہیں ان باتوں کا یعنی فاتحہ خوانی اور ایصال ثواب کا مدلل ثبوت بھی ہے اور ایسا کرنا فوت شدہ حضرات کے حق میں مفید و کارآمد بھی اور ترقی درجات نیز نجات و مغفرت کا باعث بھی دلیل چاہتے ہیں تو لیجئے سنئے صاحب ہدایہ شریف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں اِنَّ الْاِنْسَانَ لَهٗ اَنْ يَّجْعَلَ ثَوَابَ عَمَلِهٖ لِغَيْرِهٖ صَلٰوةً اَوْ صَوْماً اَوْ غَيْرَهَا عِنْدَ اَهْلِ السُّنَّةِ وَ الْجَمَاعَةِ

ترجمہ: ذیل میں ملاحظہ فرمائیں اس میں شک نہیں کہ انسان اپنے عمل کا ثواب کسی دوسرے شخص کو پہنچا سکتا ہے خواہ نماز کا ہو یا روزہ کا یا صدقہ و خیرات وغیرہ کا ہو۔ یہی اہل سنت و جماعت کا مذہب ہے۔ معتزلی عالم صاحب نے کہا یہ تو آپ نے صاحب ہدایہ کا قول اہل سنت و جماعت کا مذہب بیان فرما دیا۔ حدیث یا قرآن سے ثبوت پیش کیجئے۔ حضرت شاہ عالم محبوب باری رحمۃ اللہ علیہ نے جواباً ارشاد فرمایا حدیث پاک اور قرآن عظیم دونوں سے ثبوت پیش کرتا ہوں سنئے ابوداؤد نے کتاب الاضاحی میں روایت بیان کی ہے کہ حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک میڈھا ذبح کر کے فرمایا اَللّٰهُمَّ

تَقَبَّلْ مِنْ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ مِنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ترجمہ:- اے اللہ میری اس قربانی کو میری طرف اور میری آل کی طرف سے اور میری امت کی طرف سے شرف قبولیت عطا فرما۔ اس کے علاوہ اور ثبوت سن لیجئے۔ حضرت ابو جعفر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ اِنَّ الْحَسَنَ وَ الْحُسَيْنَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَانَا يُعْتِقَانِ عَنْ عَلِيٍّ بَعْدَ مَوْتِهٖ حضرت سیدنا امام حسن اور حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہما اپنے والد گرامی حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی شہادت کے بعد ان کے ایصال ثواب کے لئے غلام آزاد کیا کرتے تھے۔

دار قطنی میں ہے کہ حضرت مولائے کائنات حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَنْ مَرَّ عَلَی الْمَقَابِرِ وَ قَرَءَ مَرَّةً قُلْ هُوَ اللّٰهُ اِحْدٰی عَشَرَ مَرَّةً ثُمَّ وَهَبَ اَجْرَهٗ لِلْاَمْوَاتِ اُعْطِيَ مِنَ الْاَجْرِ بِعَدَدِ الْاَمْوَاتِ۔

ترجمہ:- جو قبروں پر گذرا اور سورۂ اخلاص کو گیارہ مرتبہ پڑھ کر اس کا ثواب مردوں کو بخشا تو پڑھنے والے کو اس قبرستان کے مردوں کی تعداد کے برابر اجر و ثواب عطا کیا جائے گا۔

پھر حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یہ ایصال ثواب زندوں کی جانب سے مردوں کے لئے دعا ہے۔ حضرت امام ابوداؤد سلیمان ابن اشعث سجستانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مشہور زمانہ مایہ ناز حدیث کی کتاب ابوداؤد شریف میں روایت بیان کی۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَلدُّعَآءُ هُوَ الْعِبَادَةُ یعنی دعا عبادت ہے۔ نیز دوسری جگہ آیا اَلدُّعَآءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ یعنی دعا عبادت کا مغز ہے۔

احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے تو ثبوت سماعت فرما چکے ہیں اب قرآن عظیم سے بھی سماعت فرمالیں۔ اللہ جل جلالہ و عم نوالہ قرآن عظیم کے پارہ ۲۸، سورہ حشر کے پہلے رکوع کی آخری آیت میں ارشاد فرماتا ہے۔

وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ (ترجمہ) اور وہ جو ان کے بعد آئے عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب ہمیں بخش دے اور ہمارے بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے۔

معتزلی عالم صاحب حضرت خواجہ سید محمد سراج الدین شاہ عالم محبوب باری بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے ٹھوس ثبوت اور ایمانی تقریر سن کر مبہوت و ساکت ہو کر رہ گئے۔

(ریحانۃ الابرار فارسی، صفحہ ۹۵۔ مؤلفہ حضرت محمد ہاشم بن سید کمال الدین متجلی)

نوٹ:- سبحان اللہ یہ ہے ذہن خداداد کا عالم کہ وہ ہدایہ شریف جو صرف چار دن پڑھی

ہے موقع پڑنے پر حافظہ کا یہ حال ہے نہ کتاب لائی جاتی نہ فہرست کی تلاش میں ورق گردانی کی جاتی بلکہ اس کی عبارتیں صفحات تک یاد ہیں۔ اسی پر بس نہیں بلکہ یہ تک معلوم ہے کہ ان مسائل کو قرآن عظیم کی کن آیتوں کن کن احادیث کریمہ سے مستنبط کیا گیا ہے۔ یہ وہبی علم نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے۔

فصول عشرہ زبانی یاد

حضرت خواجہ سید محمد سراج الدین شاہ عالم محبوب باری رحمۃ اللہ علیہ کے کثرت مطالعہ کثرت کتب بینی کا یہ عالم تھا کہ اکثر کتابوں کے متن کی شرحوں کے پورے پورے مضامین ازبر تھے اگر کسی عبارت کے مضمون کو شروع کرتے تو کثرت مطالعہ کثرت کتب بینی کی وجہ سے پوری عبارتیں منہ پر جاری ہو جاتیں اور دیکھنے والے حیرت زدہ رہ جاتے۔ اس ثبوت کے لئے ہم حیات شاہ عالم کے ناظرین کی خدمت میں ایک واقعہ پیش کرتے ہیں۔ آپ کو بھی بخوبی معلوم ہو جائے گا کہ جو کچھ سپرد قلم کیا گیا ہے وہ صرف حمد و ستائش ہی پر نہیں۔ حقیقت پر مبنی ہے تو لیجئے سنئے۔ حضرت سید محمد ہاشم ابن سید محمد جلال الدین ماہ عالم بخاری الشاہی رحمۃ اللہ علیہ ریحانۃ الابرار میں رقمطراز ہیں کہ حضرت سیدنا شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے کے مایہ ناز عالم حضرت مولانا علامہ معین الدین ابن مولانا حسین بن مولانا ہارون رحمۃ اللہ علیہم اجمعین جن کا پورا گھرانہ علم، فضل کا خزینہ تھا۔ جن کو جملہ علوم پر عبور حاصل ہونے کے ساتھ ساتھ خاص طور سے علم منطق میں ید طولیٰ حاصل تھا جن کو شاہی دربار سے ملک العلماء کا خطاب ملا تھا۔ علم منطق میں ایک کتاب تالیف کر کے جس کا نام فصول عشرہ تھا۔ شاہ عالم رحمہ اللہ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوئے۔ کتاب بھی بڑے معرکے کی تھی۔ جیسا اس کے نام سے ظاہر ہے فصول عشرہ یعنی دس فصلوں پر مشتمل تھی۔ اس کتاب کی تالیف کرنے کے بعد ملک العلماء مولانا معین الدین علیہ الرحمہ نے کسی کو ایک نظر بھی نہیں دکھایا تھا۔ صرف اللہ ہی جانتا ہے کہ اس میں کن کن عنوانوں کے تحت بحث کی گئی تھی اور کیا کیا علم کے دریا بہائے گئے تھے۔ حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں پہونچا ملک العلماء حضرت مولانا معین الدین صاحب علیہ الرحمہ نے عرض کیا اس کتاب کو حضور کے ملاحظہ کے لئے لایا ہوں اس کا نام فصول عشرہ رکھا ہے آپ نے تبسم ریز انداز میں تعریف کرتے ہوئے فصول عشرہ کو میرے ہاتھ سے لیا اور ہر ایک مضامین پر سرسری نظر ڈالی اور پھر ابتدا سے انتہا تک پوری کتاب کی اکثر عبارتیں آپ نے مجھے سنا دیں جس نے

دل میں کہا سبحان اللہ کیا شان علم وفضل ہے باوجود اس کے کہ میں اس کتاب کا مصنف ہوں۔ پوری پوری عبارتیں میں از بر پڑھنے سے قاصر ہوں۔لیکن حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی ذات گرامی علم وفضل کا ایک ایسا بحر ناپیدا کنار ہے کہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتاب میں نے نہیں آپ نے تالیف کی ہے۔آپ کے ذہن مبارک سے علم وفضل کی بارش ہوتے دیکھ کر میں آپ کی عقیدت سے ایسا سرشار ہوگیا۔فوراً بیتاب آپ کی بارگاہ میں بیعت کے لئے ہاتھ بڑھا دیا اور شرف ارادت سے مشرف ہوا۔ (ریحانۃ الابرار فارسی، صفحہ ۱۰۱)

صاحب حکایت شاہی نے اسی واقعہ کو اس طرح پر تحریر کیا ہے کہ جب حضرت ملک العلماء مولانا معین الدین علیہ الرحمہ فصول عشرہ کو لے کر حضرت سیدنا شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو ابھی فصول عشرہ کے پیش کرنے کی نوبت بھی نہیں آئی تھی کہ آپ نے پوری کتاب مولانا موصوف کو از بر پڑھ کر سنا دی۔اگر ایسا ہے تو یہ بات آپ کے کشف نیز روشن ضمیری کو آشکار کرتی ہے۔(دیکھئے حکایت شاہی، صفحہ ۶۵)

کشف کا عالم

حضرت خواجہ سید سراج الدین شاہ عالم محبوب باری رحمۃ اللہ علیہ کے کشف کا تو یہ عالم تھا کہ یہی نہیں آپ کے انسان کے قلبی خطرات یا ارادوں پر واقفیت حاصل فرمالیتے بلکہ آپ کی نگاہ ولایت مستقبل کے پردوں میں جھانک کر مشاہدہ کر لیتی تھی کہ آئندہ کیا ہوگا اور کیسے ہوگا اس سلسلہ میں ہم ایک واقعہ پیش کررہے ہیں مطالعہ فرمائیں اور لطف اندوز ہوں۔

صاحب حکایت شاہی نے نقل کیا ہے کہ حضرت قاضی محمد ابن حضرت قطب محمود رحمۃ اللہ حضرت سید برہان الدین قطب عالم غریب اللہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے مرید اور حضرت سید محمد سراج الدین شاہ عالم محبوب باری رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے۔ان کے یہاں کوئی فرزند نہ تھا۔ اپنے اس مقصد میں کامیابی کے لئے وہ ایک مرتبہ حضرت قبلہ قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں دعا کرانے کے لئے حاضر ہوئے اور اپنا مدعائے دلی عرض کیا حضرت قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اس بات کو آپ اپنے پیر ومرشد حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش کیجئے۔قاضی محمد علیہ الرحمہ حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر ہوئے عرض کیا کہ ان کے حال پر خصوصی توجہ فرمائی جائے۔یہ بھی عرض کردیا کہ میں خود نہیں آیا ہوں حضرت قطب عالم علیہ الرحمہ کا فرستادہ ہوں یہ سن کر حضرت شاہ عالم محبوب باری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت قاضی محمد

رحمۃ اللہ علیہ کے چہرہ کو بغور دیکھا اور مسکرا کر فرمایا کہ قاضی صاحب آئندہ جمعہ کی شب آپ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار سے مشرف ہوں تو یہ واقعہ آپ سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش فرمادیں۔ حضرت قاضی محمد علیہ الرحمہ حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی زبان مبارک سے یہ بشارت سن کر بیحد مسرور ہوئے اور بے چینی سے جمعہ کا انتظار کرنے لگے۔ یہاں تک کہ وہ مبارک شب آ گئی۔ قاضی صاحب علیہ الرحمہ جمعہ کی شب میں عشا کی نماز سے فارغ ہو کر باوضو بستر استراحت پر سراپا انتظار بنے ہوئے تشریف لائے۔ درود شریف پڑھتے پڑھتے آقا و مولا تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تصور کئے تھے آنکھ لگی نصیبہ بیدار ہوا۔ دیکھا کہ حضور جان نور صلی اللہ علیہ وسلم کا دربار دُربار آراستہ ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نظروں کے سامنے رونق افروز ہیں۔ آپ کے چہرۂ انور سے شش جہت روشن و منور ہیں۔ قدمبوسی کا شرف حاصل ہوا۔ نیز بارگاہ اقدس میں مدعا پیش کرنے کی سعادت بھی نصیب ہوئی۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے قاضی صاحب علیہ الرحمہ کا معروضہ سن کر قاضی صاحب کے سیدھے ہاتھ کی ہتھیلی پر اپنے دست مبارک کی شہادت کی انگلی سے تین مرتبہ بایں صورت ح ح ح تحریر فرمادیا۔ اس کے بعد قاضی صاحب بیدار ہو گئے طبیعت بیحد مسرور تھی۔ لیکن سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے تین مرتبہ ح ح ح لکھنے کے اشارے کو نہ سمجھ پائے تھے۔ رات اضطراب میں گزاری صبح ہوتے ہی اپنے مرشد گرامی حضرت خواجہ سید محمد سراج الدین شاہ عالم محبوب باری رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ یہاں کچھ عرض کرنے کی حاجت نہ تھی پہلے ہی سب کچھ منکشف ہو چکا تھا۔ آپ نے قاضی صاحب کو دیدار سید کونین صلی اللہ علیہ وسلم پر مبارک باد پیش کی نیز بغل گیر ہو کر سینہ سے لگایا۔ آنکھوں کا بوسہ لیا۔ اور بالہام الٰہی قاضی صاحب کے خواب کی یہ تعبیر ارشاد فرمائی کہ حضور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے تین مرتبہ ح ح ح تحریر فرمانے کا مطلب یہ ہے کہ عنقریب اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے فضل و کرم سے تین صاحب کرامت فرزند عطا فرمائے گا ان میں بڑے فرزند حمید، منجھلے حماد، اور چھوٹے حامد رحمۃ اللہ علیہم اجمعین ہوں گے حسب بشارت تھوڑی مدت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت قاضی محمد علیہ الرحمہ کو یہ تین باکرامت فرزند عطا فرمادیئے۔ جب سن بلوغ کو پہونچے ایک مرتبہ حضرت قاضی محمد علیہ الرحمہ تینوں کو لے کر حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور درخواست کی کہ حضور یہ فرزندان آپ ہی کی دعائے کرامت اثر کا ثمرہ ہیں۔ یہ مراد تو پوری ہو گئی لیکن ابھی ایک آرزو اور ہے اپنی عنایت کریمانہ سے اسے بھی پورا فرمادیں اگر اجازت ہو اپنے دل کا مدعا پیش کروں۔ حضرت شاہ عالم محبوب باری علیہ الرحمہ نے فرمایا ہاں ہاں شوق سے آپ اپنا مدعا بیان کر سکتے ہیں۔ قاضی صاحب علیہ الرحمہ نے عرض کیا حضور تمنا یہ ہے

کہ اب ان تینوں کو شرف ارادت سے مشرف فرما کر اپنی غلامی میں قبول فرمائیں۔ حضرت سیدنا شاہ عالم محبوب باری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یہ تینوں خوش نصیب فرزند تو سلطان الانبیاء حبیب کبریا حضور احمد مجتبےٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے عطا فرمائے ہوئے ہیں نیز اس بارگاہ سے فیضیاب بھی ہیں پھر ان کو نا چیز سے مرید ہونے کی کیا ضرورت ہے۔

حضرت قاضی محمد علیہ الرحمہ نے مودبانہ عرض کیا حضور سب کچھ آپ ہی کی توجہ اور نگاہ عنایت سے ہوا ہے جس طرح حضور نے ان بچوں کے باپ کو ان بچوں کے طلب کرنے کے لئے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ تک پہونچایا تھا اب ان بچوں کو بھی قبول فرما کر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ تک پہونچادیں۔ اس گذارش کے بعد حضرت شاہ عالم محبوب باری رحمۃ اللہ علیہ نے قاضی صاحب کے تینوں بچوں کو مرید کر کے سلسلہ میں داخل فرمالیا۔ نیز تینوں کو لباس وکلاہ وشجر عالیہ عطا فرمایا۔ اور تھوڑی دیر مراقبہ فرمانے کے بعد سر مبارک اٹھایا حضرت قاضی محمد علیہ الرحمہ سے فرمایا قاضی صاحب میں کیا کروں حمید وحماد کے مقدر میں تو ولایت ہے لیکن چھوٹے فرزند حامد کے مقدر میں طریق سلوک اس دنیاوی زندگی میں نہیں ہے لیکن میں نے خدائے تعالیٰ سے دعا کی ہے اللہ تعالیٰ ان کو شہادت نصیب فرمائے گا بعد شہادت یہ بھی اپنے بڑے بھائیوں کے ساتھ مرتبہ عظمیٰ پر ملحق ہو جائے گا۔

(صد حکایت فارسی، صفحہ ۴۹ تا ۵۱۔ حکایت سی ام)

یہ پیشین گوئی بھی حرف بہ حرف صحیح ہوئی

حضرت قاضی محمد علیہ الرحمہ کے ان تینوں فرزندوں کے لئے حضرت شاہ عالم محبوب باری رحمۃ اللہ علیہ نے پیشین گوئی فرمائی تھی حرف بہ حرف صحیح ثابت ہوئی۔ دنیا نے دیکھ لیا کہ حضرت شاہ حمید رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے منجھلے بھائی حضرت شاہ حماد رحمۃ اللہ علیہ آسمان ہدایت وولایت آفتاب و ماہتاب بن کر چمکے حضرت شاہ حمید قاضی چالندہ کے نام سے مشہور ہوئے۔ آپ علم ظاہری کے ساتھ ساتھ میدان سلوک ومعرفت میں بلند پایہ رکھتے تھے۔ چنانچہ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ آپ کے خم خانہ عرفان وسلوک سے سیراب ہو کر ۱۸۲ افراد واصل الی اللہ ہو کر فنا فی اللہ کی منزل پر فائز ہوئے آپ کو حضرت سیدنا شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ سے اجازت وخلافت کا شرف حاصل ہوا۔ آپ کے بیٹے قاضی شیخ الاسلام محمود دریائی بیر پوری رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۹۲۱ھ ہیں جن کا ذکر انشاءاللہ آگے صفحات میں پیش کیا جائے گا۔ حضرت شاہ حمید المعروف قاضی چالندہ رحمۃ اللہ علیہ

۶۳ سال کی عمر شریف میں جام وصال الٰہی نوش فرمایا۔ صاحب ریحانۃ الابرار میں آپ کے وصال کی تاریخ ۱۳ ررجب المرجب ۹۱۲ھ تحریر کی ہے۔ آپ کا مزار فائز الانوار بیر پور شریف میں اپنے نور نظر لخت جگر شیخ الاسلام حضرت قاضی محمود دریائی رحمۃ اللہ علیہ کے پہلو میں ہے۔

حضرت قاضی محمد علیہ الرحمہ کے منجھلے فرزند حضرت شاہ حماد رحمۃ اللہ علیہ بھی فاضل نامدار عارف روزگار ہوئے ہیں۔ آپ بارہ سال کامل تحصیل علم میں مصروف رہے۔ بارگاہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے قاضی العالم کے خطاب سے سرفراز ہوئے نیز بارہ سال کامل سلطان اسلام کی ہمرکابی میں فروغ دین وملت کی خاطر کفار ومشرکین سے سپاہیانہ وردی پہن کر فی سبیل اللہ جہاد میں مشغول رہے پھر بارہ سال دنیا سے بے خبر ہوکر تذکیہ باطنی میں مشغول رہے۔ مکمل حالات انشاء اللہ خلفائے شاہیہ کے احوال میں نذر ناظرین کئے جائیں گے۔ آپ نے ۶۳ رسال کی عمر شریف میں ۲ رشوال المکرم ۹۱۶ھ میں جام وصال نوش فرمایا۔ اور آپ اپنے والد گرامی حضرت قاضی محمد رحمۃ اللہ علیہ کے پہلو میں اندرون روضہ شریف مدفون ہوئے۔ یہ روضہ آج بھی کالوپور چھوٹی لائن کے باہر اسٹیشن سے متصل ہے اور خانقاہ حضرت شاہ حماد کے نام سے مشہور ہے۔

مزار شریف اپنی جگہ سے ہٹ گیا

حضرت قاضی محمد علیہ الرحمہ کا وصال ۱۵ رمضان المبارک ۸۹۹ھ کو ہوا۔ کہتے ہیں آپ کے مزار مبارک پر شاندار گنبد عماد الملک ملک شعبان کی وساطت سے بنایا گیا۔ آپ کا مزار شریف وسط گنبد میں تھا۔ لیکن جب آپ کے فرزند حضرت شاہ حماد قاضی العالم رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ۶ رشوال ۹۱۶ھ کو آپ کے وصال کے ۱۷ رسال ۲۱ ردن بعد ہوا۔ تو آپ کا مزار ایک جانب ہٹ گیا اور اپنے بیٹے شاہ حماد قاضی العالم کے لئے وسط گنبد میں جگہ چھوڑ دی۔ حضرت حامد علیہ الرحمہ نے حسب پیشین گوئی شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ تمام زندگی سپاہیانہ گذاری نہ کبھی سلوک کی طرف میلان طبع ہوا۔ نہ فوجی زندگی نے اتنی فرصت دی کہ آپ خانقاہ میں بیٹھ کر منازل سلوک طے کریں مگر شہادت پاکر اپنے بھائیوں سے مرتبۂ عظمٰی پر ملحق ہونا تھا۔ اس کی صورت اس طرح پیدا ہوئی کہ سلطان محمود بیگڑے نے جانپانیر کے راول جے سنگھ کی سرکشی کو کچلنے کے لئے پاوا گڑھ کے قلعہ پر حملہ کیا اور اس کا محاصرہ کیا ڈیڑھ سال تک رہا۔ اس محاربۂ عظیم میں کفار ومشرکین سے جنگ کرتے ہوئے ۸۸۹ھ مطابق ۱۴۸۴ء مرتبۂ شہادت سے

ہمکنار ہو کر فائز المرام ہوئے۔

(صد حکایت فارسی، صفحہ ۵۱ تا ۵۹ حکایت سی ام) (مقاقب برہانی فارسی، صفحہ ۱۱۰)

(تاریخ اولیائے گجرات، صفحہ ۶۸۔ تاریخ گجرات صفحہ ۲۱۔ مرأت محمدی، صفحہ ۷۹۔ مرأت احمد، صفحہ ۳۲)

سبحان اللہ کیا اعلیٰ کشف اور کیا حیرت انگیز روشن ضمیری ہے یہ واقعات ظہور پذیر ہونے سے ۶۴ سال پہلے حضرت خواجہ سراج عالم شاہ محبوب باری رحمۃ اللہ علیہ نے اس طرح سے ہو بہو بیان کردیئے گویا سب کچھ نظروں کے سامنے ہے اور مشاہدہ کر کے بیان فرماتے جارہے ہیں اس لئے کہ حضرت شاہ حماد قاضی العالم علیہ الرحمہ نے ۸۱۸ھ میں وصال فرمایا۔ اس وقت آپ کی عمر شریف کو ۶۳ تریسٹھواں سال تھا گویا تریسٹھ سال کی عمر پائی اس حساب سے سن پیدائش ۷۵۱ھ ہے اور پیدائش سے ایک سال قبل پیدائش کی بشارت سے ۷۵۰ھ میں یہ سب کچھ ارشاد فرمایا تھا جو کہ حرف بہ حرف صحیح ثابت ہوا۔ اس وقت حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ کی عمر مبارک ۴۶ سال کی تھی۔ آپ کے وصال شریف کے ۱۷ سال باقی رہ گئے تھے آپ کی زندگی کے ایسے سیکڑوں واقعات جو اس بات کی نشاندہی کرتے ہیں کہ آپ عالم یگانہ ہونے کے ساتھ ساتھ سرتاج عارفان زمانہ بھی تھے۔

آپ کے علم و فضل کا شہرہ سن کر سلطان احمد شاہ کو اشتیاق ملاقات

ناظرین کرام یہ پڑھ چکے ہیں حضرت سید سراج الدین شاہ عالم محبوب باری رحمۃ اللہ علیہ ۸۲۳ھ سولہ سال کی عمر میں جمیع علوم و فنون کی تکمیل کر چکے تھے آپ کے علم و فضل کا احمد آباد کے گلی کوچوں سے اڑ کر قلعہ بدر کی بلند و بالا آسمان سے باتیں کرنے والی عظیم دیواروں کو عبور کر کے بانی احمد آباد سلطان دین پناہ حضرت شاہ احمد بادشاہ علیہ الرحمہ متوفی ۸۴۵ھ کے کان تک پہونچا۔ سلطان موصوف بادشاہ وقت ہونے کے علاوہ جید عالم بھی تھے۔ اسی لئے سلطان احمد شاہ بادشاہ علیہ الرحمہ علماء و مشائخ کے بڑے قدرداں تھے۔ نیز علمائے کرام مشائخ عظام نے آپ کو اور آپ کے دور کو بڑی عزت واحترام کی نظر سے دیکھا ہے۔ اس کے ثبوت میں ہم سید العلماء سند الاصفیاء امیر الاتقیاء رئیس الاولیاء حضرت مخدوم علی فقیہ مہائمی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸/ر جمادی الآخر بروز جمعہ ۸۳۵ھ) کی ایک تحریر ان کی مایۂ ناز قرآن کریم کی تفسیر الموسوم بہ تفسیر رحمانی کے مقدمہ سے پیش کرتے ہیں جن میں حضرت مخدوم نے سلطان احمد شاہ علیہ الرحمہ کو ان القاب وآداب سے یاد فرمایا ہے۔ ملاحظہ کیجئے رقم طراز ہیں۔ راس الراسخین، امام المشائخین، زبدۃ

المجتہدین، نور العارفین، قطب الموحدین، سلطان سلاطین عالم، مالک اساطین بنی آدم، ناصر الحق، الحقیقۃ الدنیا والدین، امیر المومنین، ابوالفتح احمد شاہ ابن محمد شاہ السلطان، خَلَّدَ اللّٰہُ مُلْکَہٗ وَاَخْلَدَہٗ فِی الْجِنَانِ وَاسْرَعَ لِمَنْ کَرِھَہٗ ھَلَکَتَہٗ وَاَبَدَہٗ فِی النِّیْرَانِ۔

ایسے جید عالم، علم دوست، علم نواز سلطان کے کان میں جب حضرت شاہ عالم محبوب باری رحمۃ اللہ علیہ کے کمال علم وشہرت کا غلغلہ پہونچا تو بے ساختہ دل میں آپ کی ملاقات کا اشتیاق ہوا۔ لہٰذا ایک دن بادشاہ نے شیخ الاسلام حضرت شیخ احمد گنج گیر مغربی سرخیزی رحمۃ اللہ علیہ سے اس بات کا اظہار کیا کہ میں نے سنا ہے حضرت سید برہان الدین قطب عالم بخاری کے منجھلے فرزندہ حضرت سید محمد (المعروف شاہ عالم) بخاری ۱۷ سال کی عمر میں علم وفضل میں اپنا ثانی نہیں رکھتے مجھے اشتیاق ہے کہ ان سے ملوں شیخ الاسلام حضرت شیخ احمد مغربی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ اگر چہ ان کی عمر ۱۷ سال ہے وہ کہیں آتے جاتے نہیں ہیں نہ زیادہ کسی سے ملتے ہیں خلوت گزینی اختیار کئے ہوئے ہیں۔ سلطان احمد شاہ علیہ الرحمہ نے کہا کہ اسی لئے تو میں نے آپ کی وساطت سے ملاقات چاہی ہے آپ ان کے مرشد گرامی ہیں وہ آپ کے حکم کو ٹال نہیں سکتے میری تمنا ہے کہ ایک ایسی ادبی علمی مجلس منعقد ہو جس میں آپ ہوں حضرت سید محمد معروف عالم شاہ بخاری اور ان کے والد گرامی حضرت سید برہان الدین قطب عالم بخاری بھی موجود ہوں تو بڑا کیف وسرور حاصل ہو۔ القصہ اس سلسلہ میں حضرت شیخ احمد مغربی رحمۃ اللہ علیہ حضرت قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ سے ملے اور سلطان کی تمنائے قلبی بیان کی۔ حضرت قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شیخ الاسلام شیخ احمد مغربی رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ آپ جانتے ہیں میرے دوسرے فرزند اطاعت پر اور میں ان کی رضا پر معمور ہوں پھر بھی مجھے بھروسہ ہے کہ میں اور آپ ان کو جس بات کا حکم دیں گے۔ البتہ وہ اسے ٹالیں گے نہیں۔ بالآخر دونوں بزرگوار اس حجرہ شریف میں تشریف لائے جہاں حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ عبادت الٰہی میں مشغول تھے۔ حضرت شیخ الاسلام شیخ احمد مغربی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ سے بایں انداز آغاز کلام فرمایا۔

نیز آپ کے والد ومرشد حضرت برہان الدین قطب عالم اور مجھ ناچیز کو بھی مدعو کیا گیا ہے میں نے آپ کے والد گرامی کی اتفاق رائے سے اس بات کو قبول کرلیا ہے۔ اس لئے کہ سلطان الاسلام اولی الامر منکم کے زمرے میں ہیں۔ اور میری جانب سے آپ کی خدمت میں بھی درخواست ہے کہ آپ اس دعوت کو قبول فرمالیں۔ حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شیخ احمد مغربی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کیا۔ والد گرامی اور آپ کے حکم سے بندہ کیسے انحراف کرسکتا ہے۔ مودبانہ عرض ہے جیسا کہ آپ دونوں بزرگ جو چاہیں کیجئے مجھے کوئی انکار نہیں

ہے۔ القصہ مختصر تینوں حضرات گھوڑوں پر سوار ہو کر سلطان احمد شاہ کے محل قلعہ بدر کی طرف چلے۔ سلطان نے دیکھا فوراً نہایت تعظیم و تکریم کے ساتھ ان حضرات کے استقبال کے لئے قلعہ کے صدر دروازے پر آئے اور خدام کو حکم دیا کہ ایوان خاص سے تخت شاہی اٹھا دیا جائے اور زمین پر توشک بچھا کر فرش کیا جائے۔ نیز قلعہ کے دروازے سے چل کر بادشاہ تین دروازہ تک استقبال کی غرض سے آئے اور اپنے ہمراہ لے کر قلعہ بدر میں رونق افروز ہوئے۔ سلطان احمد علیہ الرحمہ ان تینوں بزرگوں کے آداب کی وجہ سے تخت پر نہیں زمین پر کئے ہوئے فرش پر پہلو بہ پہلو بیٹھے۔ اور محفل علم و فضل گرم ہوئی۔ سلطان احمد شاہ علیہ الرحمہ نے علمی گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے ایک سوال کیا اللہ تعالیٰ نے سورۂ بنی اسرائیل میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج شریف کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے۔ سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا ۔ یہاں بِعَبْدِهٖ فرمایا ہے۔ اَسْرٰی بِحَبِیْبِهٖ یا بِرَسُوْلِهٖ یا اس کے مثل کسی دوسری صفت محمودہ کے ساتھ ذکر کیوں نہ کیا۔ حالانکہ منجاب الٰہی حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام حمد و تعریف ہے۔ یہاں اسری بعبدہ فرمانے کا کیا سبب ہے۔ حضرت قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شیخ الاسلام شیخ احمد مغربی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف اشارہ کیا کہ آپ سلطان الاسلام کے سوال کا جواب دیں اور شیخ الاسلام شیخ احمد مغربی رحمۃ اللہ علیہ نے قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ آپ سلطان الاسلام کے سوال کا جواب عنایت فرمائیں۔ بالآخر دونوں بزرگوں نے بالاتفاق شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ میاں جو کچھ اللہ تمہاری زبان سے کہلوائے کہو سکوت کیوں ہے۔ آپ نے الامر فوق الادب کے تحت فرمایا۔ مراتب میں بھی دو مرتبے رسالت و نبوت کے ہیں اور ہر ایک مرتبہ کو زوال بھی ہوتا ہے یہاں اس بات سے قطع نظر فرمائیں کہ کوئی رسول یا کوئی نبی نبوت و رسالت پر سرفراز ہونے کے بعد رسالت و نبوت سے معزول ہوا کہ نہیں لیکن امکان ہے۔ منصب رسالت و نبوت کو زوال ہونے کے بعد بھی عبدیت باقی ہے۔ لیکن صفت عبدیت کو زوال ناممکن ہے۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے ایسی صفت کے ساتھ مدح فرمائی جس کو بھی کہیں کسی طرح زوال نہیں ہے نہ عقلاً نہ نقلاً مثال کے طور پر ایک عالم سے صفت علمیت دور کر دی جائے تو اس صفت کے دور ہونے کے بعد بھی عبد باقی رہے گا ایک صفت عبدیت ہی ایسی صفت ہے جو انسان سے جدا نہیں کی جا سکتی اور پھر حضور پر نور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عبدیت کا تو وہ مقام ہے جس میں ہزاروں جبرئیل گم ہیں۔ پھر یہ ارشاد فرمایا:

اے ہر کہ بجز تُو بندۂ تو

پھر فرمایا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے آیت کریمہ میں فرمایا ہے اَنَّ الْکَافِرِیْنَ لَا مَوْلٰی لَھُمْ

وَلَا نَاصِرَ لَهُمْ اگر صفت کفر زائل ہو جائے بندہ ہونے کی صفت اب بھی موجود ہے اور یہ ایسی صفت ہے کہ اس سے علیحدہ نہیں کہ جا سکتی خالق کا بندہ بہر صورت رہے گا۔ اس عامانہ فاضلانہ بیان کو حضرت قطب عالم حضرت شیخ احمد مغربی حضرت سلطان احمد شاہ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین سبھی نے نہایت پسند کیا۔ اور تھوڑی دیر کے لئے ایوان سلطنت تحسین وآفریں کی صداؤں سے گونج اُٹھا۔ (صد حکایت فارسی ص: ۴۰ تا ۴۴، حکایت بست ہشتم)

دنیا کو عقبٰی پر تین باتوں پر فضیلت حاصل ہے

آپ بڑے بڑے پیچیدہ مسائل کو چشم زدن میں حل فرما دیتے تھے، قرآن کریم کی آیات واحادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور اقوال بزرگان دین کو اس حسین انداز سے بیان فرماتے کہ ہر ایک سننے والے کے ذہن نشین ہو کر طبیعت کا میلان اعمال حسنہ کی طرف ہو جاتا۔ اکثر بزرگان دین کے اقوال وآیات واحادیث میں دنیا کی مذمت بیان فرمائی گئی ہے لیکن ایک اعتبار سے دنیا کو عقبٰی پر تین باتوں پر فضیلت وبرتری حاصل ہے وہ کیسے اور کس طرح یہ سنئے۔ حضرت سید محمد سراج الدین شاہ عالم محبوب باری بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی زبان فیض ترجمان سے جامع کنوز محمدی حضرت شیخ فرید الدین دولت شاہ رحمۃ اللہ علیہ جن کو حضرت سیدنا شاہ عالم محبوب باری رحمۃ اللہ علیہ کے مرید وخلیفہ ہونے کا بھی شرف حاصل ہے بیان فرماتے ہیں ایک مرتبہ حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس پاک میں دنیا اور دنیا کی چیزوں سے قباحت اور برائیوں کا لوگ بیان کر رہے تھے یہ سن کر آپ نے فوراً فرمایا۔ اے شیخ فرالدین دنیا کو برا نہ کہو دنیا کو وجود مطلقاً برا نہیں ہے البتہ دنیا کی محبت وطلب جاہ اور مال کا جمع کرنا اور اس کو غیر محل پر صرف کرنے سے اعراض کرنا واجب ہے۔ لیکن دنیا کو تین باتوں میں عقبٰی پر فضیلت حاصل ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے عطا کئے ہوئے مال و دولت میں سے راہ خدا میں خرچ کرنا۔ یہ شرف صرف دنیا میں ہی ہے عقبٰی میں نہیں۔ وہاں مال و دولت تو ہوگا۔ لیکن محتاجی نہ ہوگی آپ دیں گے کسے۔

دوسری بات یہ ہے کہ راہ خدا میں کفار سے جہاد کرنا یہ بات بھی مخصوص ہے دنیا کے ساتھ آخرت میں نہ ہوگی۔

تیسری بات نماز میں تکبیر تحریمہ کا ذوق جو کہ حقیقت میں مومنین کی معراج ہے اور حدیث شریف میں اس کو خود سرکار ابد قرار نے فرمایا ہے کہ نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ اس لئے اس کا مکلف انسان صرف دنیا میں ہی ہے۔ یہ شرف آپ عقبٰی میں حاصل نہیں کر سکتے۔ عقبٰی یا تو

دارانعام واکرام ہے یا پھر دار تکلیف وتعقب۔

(صد حکایت فارسی ص: ۹۴ حکایت پنجاہ وچہارم ۵۴)

اذان میں انگوٹھا چومنا کیسا ہے؟

حضرت سیدنا شاہ عالم محبوب باری رحمۃ اللہ علیہ کبھی کبھی بجائے منقول کے معقول سے یعنی قرآن وحدیث کے دلائل پیش کرنے کی بجائے عقلی دلائل وحقائق کی روشنی میں مسائل سمجھا دیا کرتے تھے۔

حضرت شیخ فریدالدین رحمۃ اللہ جو حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ ہیں۔ بیان فرماتے ہیں کہ مجھ سے حضرت میر سید اخی ابن مخدوم سید یحیٰ رحمۃ اللہ علیہما نے بیان فرمایا کہ میں ایک مرتبہ سلطان محمد شاہ زربخش کے عہد حکومت میں (از ۸۸۶ھ مطابق ۱۴۴۲ء)

پٹن میں حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے دولت سرائے اقدس پر مقیم تھا۔ اس وقت شاہ عالم بھی احمد آباد سے پٹن تشریف لائے ہوئے تھے۔ ایک دن کا ذکر ہے مغرب کی نماز کی اذان میں حاضرین نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی سن کر اپنے اپنے انگوٹھے چوم کر آنکھوں سے لگائے۔ نماز مغرب ادا کرنے کے بعد میں نے حضرت سید برہان الدین قطب عالم بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا۔ اذان میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی سن کر انگوٹھے چوم کر آنکھوں سے لگانے کی از روئے شریعت کوئی سند بھی ہے۔ اتنے میں حضرت سید محمد سراج الدین شاہ عالم محبوب باری رحمۃ اللہ علیہ تشریف لے آئے اور میری بات سن کر قبل اس کے کہ حضرت قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ کچھ ارشاد فرماتے۔ آپ نے فی الفور ارشاد فرمایا۔ حیرت ہے لوگوں کی حالت پر جب سلطان محمد زربخش کا نام سنتے ہیں۔ خَلَّدَ اللّٰہُ مُلْکَہٗ کہتے ہیں سینہ پر ہاتھ رکھ کر سر خم کر کے اپنی عقیدت ومحبت کا اظہار کرتے ہیں اس وقت کیوں نہیں پوچھتے کہ ان کے اس فعل کی از روئے شریعت کوئی سند بھی ہے کہ نہیں لیکن جن کی شان میں حق تعالیٰ نے فرمایا ہے وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وتوقیر کرو۔ ان کی تعظیم کے لئے توقف ہے اور سند تلاش کرتے پھرتے ہیں پھر حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کا یہ شعر ارشاد فرمایا:

لبہا ہمی فرستد بوسد بدست ناخن
تا مردمان ندیدہ بوسند نام اورا

یعنی حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام سن کر لبوں سے مس کر کے انگوٹھے تو چومتے ہی ہو کیا یہ نہیں دیکھا کہ اس سے پہلے ہونٹ ایک دوسرے کا بوسہ لیتے ہیں۔

حضرت سید برہان الدین قطب عالم بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ کی زبان سے یہ گفتگو سن کر اوچ شریف کی زبان میں فرمایا۔ پشہزادو ویش ہنداہی یعنی یہ فرزند درویش ہے پھر شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ سے مخاطب ہو کر فرمایا میاں منجھلے حقیقت میں آپ اپنے جد امجد حضرت مخدوم سید جلال الدین حسین المشہور جہانیان جہاں گشت کے احوال کے وارث ہیں۔

(صد حکایت فارسی، ص:۱۹ تا ۲۰ حکایت شانزدہم ۱۶)

(ریحانۃ الابرار، ص: ۵۰ مولفہ سید محمد ہاشم ابن سید کمال الدین حسن متجلی مہر عالم)

مقام غور

صاحب صد حکایت حضرت سید صفی الدین جعفر بدر عالم رحمۃ اللہ علیہ نے اس واقعہ کو سلطان مظفر کے عہد حکومت میں لکھا ہے اور صاحب ریحانۃ الابرار حضرت سید محمد ہاشم ابن سید محمد کمال الدین حسن متجلی مہر عالم بخاری الشاہی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو سلطان محمد زر بخش نے سلطان مظفر لکھ دیا۔ تاریخی اعتبار سے یہ واقعہ سلطان مظفر کے عہد کا نہیں ہوسکتا اس لئے کہ سلطان مظفر کی وفات ۸۱۳ھ مطابق ۱۴۱۰ء میں ہے اور حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش ۸۱۷ھ مطابق ۱۴۱۴ء میں ہے اس حساب سے حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ سلطان مظفر کی وفات کے چار سال بعد پیدا ہوئے آپ نے سلطان مظفر کا زمانہ پایا ہی نہیں صاحب ریحانۃ الابرار علیہ الرحمہ نے اس واقعہ کو سلطان محمد زر بخش کے عہد حکومت میں لکھا ہے، بلکہ ۸۵۰ھ لکھی ہے یہی صحیح معلوم ہوتا ہے گویا یہ واقعہ حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے شباب کا ہے جب آپ کی عمر ۳۳ سال کی تھی۔

صدر جہاں اور حضرت شاہ عالم

صدر جہاں حضرت قاضی صدر الدین رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق بنبانی خاندان سے ہے آپ بڑے پایہ کے عالم تھے۔ آپ بہت ساری کتابوں کے مصنف بھی ہیں۔ آپ کے بزرگوں کا

قائم کردہ ایک زبردست مدرسہ احمد آباد میں تھا جس میں نحو وصرف، ادب حدیث فن تفسیر جملہ معقولات کی بڑی عمدہ تعلیم ہوتی تھی۔ اس مدرسہ میں بڑے بڑے علماء پیدا کئے صدر جہاں حضرت مولانا قاضی صدرالدین کے بزرگوں کا اصل وطن چاپانیر تھا۔ احمد آباد آ کر سکونت اختیار کر لی تھی۔ آپ ہی سے حضرت مولانا میاں احمد مخدوم خلیفہ حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے تعلیم حاصل کی ہے۔ شروع شروع میں صدر جہاں حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق خوش اعتقاد نہ تھے جب کبھی حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر آپ کی مجلس میں ہوتا تو ذکر بھلائی سے نہ کرتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت میاں احمد مخدوم کی موجودگی میں شاہ عالم کا ذکر نکتہ چینی کے ساتھ ہوا تو آپ کو از حد ناگوار معلوم ہوا اور آپ نے اپنے دل میں پختہ عہد کر لیا کہ آئندہ صدر جہاں کے مدرسہ میں تعلیم حاصل کرنے نہ آؤں گا۔ جب میاں مخدوم علیہ الرحمہ اپنے مرشد گرامی سیدنا شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں آئے تو تبسم فرماتے ہوئے آپ نے پوچھا کہ آج تعلیم حاصل کرنے گئے تھے۔ آپ نے عرض کیا جی ہاں گیا تھا۔ حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے آپ سے فرمایا۔ صدر جہاں قاضی صدرالدین صاحب کی صحبت ہرگز ترک نہ کرنا۔ ان کی ہستی آج زمانے میں غنیمت ہے۔ اب لامحالہ مخدوم صاحب کو پھر صدر جہاں کے یہاں تحصیل علم کے لئے جانا پڑا۔ ایک دن کا تذکرہ ہے کہ صدر جہاں کی مجلس میں حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ کا تذکرہ چھیڑا حسب معمول مولانا صدر جہاں نے ناپسندیدہ الفاظ میں آپ کا ذکر کیا۔ حضرت میاں مخدوم علیہ الرحمہ سے ضبط نہ ہوسکا۔ پیالۂ صبر لبریز ہو گیا۔ آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے صدر جہاں نے آپ کو روتا دیکھ کر سبب گریہ دریافت کیا میاں مخدوم علیہ الرحمہ نے جواب دیا اس لئے کہ آپ صحیح النسب سیدزادے جن کے افعال واقوال اعمال واحوال سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع ہیں۔ آپ کے زمانہ میں آپ کے شہر میں موجود ہیں آپ ان کی صحبت سے ابھی تک محروم ہیں بلکہ ان کے خلاف خیال رکھتے ہیں یہ سن کر تھوڑی دیر صدر جہاں نے تامل کیا پھر فرمایا اگر آپ کے پیر و مرشد میری چار شرائط منظور کر لیں تو میں ان کی ملاقات کے لئے جاسکتا ہوں۔ پہلی شرط یہ ہے کہ ملاقات کے وقت ان کے جسم پر ریشمی لباس نہ ہو بلکہ مطابق سنت لباس ہو۔ دوسری شرط یہ ہے کہ میں نے سنا ہے وہ زربفت کا فرش بچھاتے ہیں۔ جب ہم جائیں تو زربفت کا فرش نہ ہو۔ میاں مخدوم علیہ الرحمہ نے جواب دیا۔ حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کا لباس مبارک فرش وغیرہ سب شریعت کے مطابق ہوتا ہے اور وہ جو لباس گھر میں پہنتے ہیں وہی باہر بھی پہن کر تشریف لاتے ہیں لیکن خدائے تعالیٰ مالک وقادر ہے۔ اگر اسی لباس مسنونہ کو لوگوں کی نظروں میں حریر کا کر دکھائے۔ تو پھر اس میں آپ کا کیا قصور ہے۔ صدر جہاں نے

سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے فرمایا تیسری شرط یہ ہے کہ ملاقات کے وقت وہ مجھ سے کوئی ایسی علمی بحث کریں جو عام طور پر لوگ نہ کرتے ہوں۔ اور چوتھی شرط یہ ہے۔ واپسی کے وقت وہ مجھے کچھ نہ دیں۔ اس لئے کہ بظاہر ان کا کوئی ذریعہ معاش نہیں ہے البتہ جنات تابع ہوں گے جو لوگوں کا مال اٹھالاتے ہوں گے وہی لوگوں کو دیتے ہوں گے ایسا مال از روئے شریعت حرام ہے۔ یہ سن کر میاں مخدوم نے عرض کیا بسم اللہ تشریف لے چلیں صدر جہاں نے فرمایا نہیں پہلے آپ شرائط منظور کرائیں۔ حضرت مخدوم علیہ الرحمہ نے کہا کہ اس بات کی ضرورت نہیں یہاں جو شرائط آپ نے بیان فرمائی ہیں اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے وہ ان سے مطلع ہو چکے ہوں گے یہ سن کر صدر جہاں نے بغور میاں مخدوم علیہ الرحمہ کی طرف دیکھ کر فرمایا۔ اللہ اکبر آپ کو اپنے پیرو مرشد پر اس قدر اعتقاد ہے۔ المختصر یہ کہ صدر جہاں اور میاں مخدوم دونوں گھوڑوں پر سوار ہو کر احمد آباد سے رسول آباد کی طرف روانہ ہوئے۔ رسول آباد پہونچ کر صدر جہاں نے میاں مخدوم سے فرمایا آپ اندر جا کر حضرت شاہ عالم کو ہماری آمد سے باخبر کر دیں میاں مخدوم نے عرض کیا کہ میں جاؤں گا تو آپ کو بدگمانی ہوگی کہ میں نے جا کر سب باتوں سے انہیں باخبر کر دیا ہے مناسب ہے کہ دربان کے ذریعہ حضرت کو اطلاع دے دی جائے۔ اطلاع کرانے پر حکم ہوا کہ دیوان خانہ میں تشریف رکھیں۔

دیوان خانے میں آئے تو دیکھا کھجور کی چٹائی کا فرش ہے۔ صدر جہاں نے مولانا میاں مخدوم علیہ الرحمہ کی طرف دیکھ کر فرمایا ایک شرط تو پوری ہوگئی۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ دیوان خانہ میں تشریف لے آئے اور صدر جہاں سے ملاقات فرمائی صدر جہاں نے دیکھا کہ حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے جسم مبارک پر تہبند ہے اور کرتا کمبل کا زیب تن کر رکھا ہے سر مبارک پر عمامہ شریف اور دوش مبارک پر ایک کمبل ہے۔ صدر جہاں نے چپکے سے میاں مخدوم کے کان میں کہا دو شرطیں تو پوری ہوگئیں۔

حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے گفتگو کی ابتدا کرتے ہوئے صدر جہاں سے دریافت کیا فرشتوں کو بھی خدائے تعالیٰ کا دیدار ہوگا۔ صدر جہاں نے جواب میں کہا نہیں۔ حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا

صدر جہاں نے کہا کہ فرشتے لطیف ہیں اور انسان میں کثافت ہے یہی سبب ہے کہ ہم خدا کو دیکھ سکیں گے۔ آپ نے فرمایا کہ جس میں بذریعہ کثافت دیدار کرنے کی طاقت پیدا کرنے کی قدرت ہے بلاواسطۂ کثافت بھی دیدار کرانے کی قدرت رکھتا ہے۔ مولانا صدر جہاں نے کہا

ہماری گفتگو نقلی ہے عقلی نہیں ہے اور بزرگوں سے کوئی ایسی روایت نظر سے نہیں گزری۔ البتہ حضرت جبریل کے متعلق بعض نے اظہار خیال کیا ہے کہ وہ دیدار باری تعالیٰ سے مشرف ہوں گے حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یہ آپ نے کیا فرمایا کہ بزرگوں نے اس کے متعلق کچھ نہیں لکھا ہے۔ حضرت امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ میں تحریر فرمایا ہے۔ حضرت جبرئیل، حضرت میکائیل، حضرت اسرافیل، حضرت عزرائیل اور جملہ حملۃ العرش ملائکہ اور ان کے علاوہ تمام ملائکہ علیہم السلام دیدار الٰہی سے مشرف ہوں گے یہ فرما کر آپ نے حضرت امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ کا وہ رسالہ منگایا اور صدر جہاں کو دکھایا۔ صدر جہاں نے رسالہ دیکھ کر فرمایا یہ رسالہ آج تک میری نظر سے نہیں گزرا۔ اس کے بعد حضرت شاہ عالم محبوب باری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دوسرا سوال صدر جہاں حضرت مولانا قاضی صدر الدین صاحب علیہ الرحمہ سے کیا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے لو بسط اللہ الرزق لعبادہ لبغوا فی الارض۔ اگر اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے رزق میں کشادگی عطا کرے تو زمین میں فساد برپا کرنے لگیں۔

حالانکہ حضرت سلیمان حضرت یوسف اور حضرت ذوالقرنین علیہم الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے وسعت رزق عطا فرمائی مگر یہ سب کے سب عبادت گزار بندے تھے۔ اس کے جواب میں صدر جہاں نے جو جواب دیا اس کو تفسیر کے حوالہ سے شاہ عالم نے رد فرما دیا یہاں تک کہ صدر جہاں نے یکے بعد دیگرے دس جواب دئے۔ حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے دسوں کے دس جوابات تفسیروں کے حوالے دے دے کر رد فرما دیئے۔ بالآخر مجبور ہو کر صدر جہاں نے کہا پھر اس کا حل آپ ہی ارشاد فرمائیں حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا قواعد عرب کے رو سے جب کسی فعل کا تعلق فاعل سے ظاہر کریں تو فعل فاعل کے لائق ہونا چاہئے جیسے کہا جائے۔ بادشاہ نے شہر بسایا۔ شہر کا آباد کرنا، بسانا بادشاہ کے لائق کام ہے پس خدائے تعالیٰ اس آیت کریمہ میں فاعل مضمر نہیں لایا ہے بلکہ فاعل ظاہر ہے اس لئے اب اس کے یہ معنی ہوئے کہ جس طرح رزق کی وسعت خدائے تعالیٰ کے شایان شان اور اس کی قدرت کے شایان شان ہے اگر وہ اپنے بندوں کو عنایت کردے تو فساد برپا ہو جائے مگر اپنی قدرت کے شایان شان اس نے آج تک دنیا میں کسی کو وسعت رزق دی ہی نہیں۔ اس لئے آیت بالا سے لزوم بغاوت لازم نہیں ہے۔ صدر جہاں اس نورانی وعرفانی تقریر کو سن کر پھڑک اُٹھے اور آفریں کہہ کر فرمایا یہ علمی کمال آپ کو علم لدنی سے حاصل ہوا ہے۔ حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا مولانا آپ نے علم لدنی کہہ کر میری ساری محنت پر پانی پھیر دیا۔ اور اپنی آستین کو الٹ کر دکھلایا تو ٹیک لگا کر کثرت مطالعہ کی

وجہ سے کہنیوں میں گھٹیے پڑ گئے تھے۔ صدر جہاں نے اس کو دیکھ کر فوراً بوسہ دیا اجازت لے کر رخصت ہوئے ابھی دہلیز پر پہونچے تھے۔ تو چادر کا کونہ وزنی محسوس ہوا۔ دیکا تو اس میں کچھ بندھا ہوا تھا صدر جہاں نے فرمایا یہ آخری شرط پوری نہیں ہوئی میاں مخدوم احمد علیہ الرحمہ فرمایا آپ بدگمانی دور کریں اور اس کو لے لیں صدر جہاں نے لینے سے انکار کیا تو مخدوم علیہ الرحمہ اندر جا کر حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ سے دریافت کر کے آئے حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ آپ میری طرف سے صدر جہاں سے کہیں کہ آپ مفتی شہر ہیں آپ سے فتویٰ دریافت کرتا ہوں برائے مہربانی انصاف سے فرمائیں کہ جو رقم آپ کی چادر کے کونے میں بندھی ہے وہ نہ میں نے آپ کو دی ہے نہ وہ آپ نے میرے گھر سے اٹھائی ہے ایسی صورت میں یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ اس کو میں لے لوں یہ تو اس قادر و قیوم کی شان ہے جو سونے چاندی کو کانوں میں پیدا فرماتا ہے آپ کی چادر ہی میں پیدا فرمادیا ہے اگر آپ مجھے اپنی طرف سے عطا کرنا چاہتے ہیں۔ تو یہ دوسری بات ہے۔ یہ بات سن کر صدر جہاں مسکرادیئے اور حضرت میاں احمد مخدوم علیہ الرحمہ سے فرمایا۔ تمہارے پیر و مرشد جس طرح طریقت میں کامل ہیں شریعت میں بھی کامل واکمل ہیں۔ اس کے بعد حضرت صدر جہاں مولانا قاضی صدر الدین صاحب علیہ الرحمہ آپ کے معتقد ہوگئے اور ہمیشہ آپ کی زیارت وقدمبوسی کو آنے لگے۔

(صد حکایت فارسی، ص: ۱۲۰ تا ۱۲۶ حکایت)
(مرآت احمد فارسی، ص: ۶۴ تا ۶۶ ملکیت)
(کتب خانہ روضہ کمیٹی سرخیز شریف احمد آباد)

متبرک تخت

حضرت شاہ عالم محبوب باری بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ میں فاتحہ خوانی کے لئے آنے والے زائرین نے دیکھا ہوگا کہ حضرت کی خانقاہ کی عظیم الشان جامع مسجد کے شمال و غرب میں دو ہشت پہل متبرک تخت آویزاں ہیں جن پر سرخ مخمل کے جھلملاتے ہوئے سفید تاروں سے کڑھے ہوئے غلاف چڑھے ہوئے ہیں ان دونوں تختوں کے ساتھ ایک بڑی تاریخ وابستہ ہے یہ دونوں تخت بڑی برکت والے ہیں۔ اب سے صدیوں پہلے ان دونوں متبرک تختوں پر برسوں قال اللہ وقال الرسول کی صدائیں بلند ہوئی ہیں۔ خانقاہ شاہیہ کے بانی مبانی شمس العارفین، بدر الکاملین، راحت العاشقین، رئیس المحبوبین، گل بستان بتول ہم شبیہ رسول، سید الاولیاء، سند

الاصفیا خواجۂ خواجگان حضرت خواجہ سید ابوالبرکات محمد سراج الدین المشہور شاہ عالم محبوب باری بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے برسوں ان تختوں پر جلوہ افروز ہوکر تشنگان علم شریعت وطریقت کو سیراب کیا ہے اس سے بھی بڑھ کر ان تختوں کو ایک فضیلت اور حاصل ہے وہ یہ کہ ایک مرتبہ ایفائے عہد کرنے کی خاطر سید الرسل، ہادی السبل فخر کل سرور کائنات، نازش موجودات، سیار افلاک، افتخار لولاک حضور احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ان پر رونق افروز ہوئے ہیں۔ صاحب تذکرہ سادات نے تحریر کیا ہے کہ ایک مرتبہ سیدنا شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ حضور جان نور صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار سے مشرف ہوئے بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں التجا پیش کی کہ بہت دنوں سے غلام دیرینہ کی تمنا ہے کبھی حضور اپنے قدموں سے خانقاہ کو زینت بخشیں اور مدرسہ میں تعلیم حاصل کرنے والے طلباء کو اپنے فیضان خصوصی سے مستفیض فرمائیں سرکار ابدقرار صلی اللہ علیہ وسلم نے وعدہ فرمالیا تھا کہ اس وقت نہیں انشاء اللہ مستقبل قریب میں ہم تمہاری اس تمنا کو پوری کر کے تمہیں ضرور شاد و مسرور کریں گے کچھ دنوں بعد اچانک حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی طبیعت ناساز ہوگئی اور آپ بستر علالت پر دراز ہوگئے۔ یہ علالت کا سلسلہ تقریباً ایک عشرہ رہا۔ ایک عشرہ بعد غسل صحت فرماکر آپ زینت بخش مسند ارشاد ہوئے مدرسہ کا وقت ہونے پر جب طلبا درسگاہ میں آئے اور بخاری شریف کھول کر پڑھنے کے لئے بیٹھے تو حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے ٹوکا سبق کیوں نہیں نکالتے تمام جماعت نے بیک زبان کہا حضور سبق ہی نکال کر بیٹھے ہیں آپ نے فرمایا تم لوگوں کا سبق تو کئی سوصفحات پیچھے ہے یہ بات تمہارے سبق سے آگے ہے تمام طلبا نے کہا کیا کل آپ نے ہمیں اس سے پچھلے باب کا دورہ نہیں کرایا ہے۔ یہ دیکھئے فلاں مقام پر یہ حدیث ہم نہیں سمجھ سکے تھے تو آپ نے ہمیں اس حدیث پاک کا یہ مفہوم سمجھایا تھا۔ فلاں حدیث میں ہمیں یہ اشکال ہوا تھا تو آپ نے ہم کو اس طرح پر ذہن نشین کرایا تھا۔ دیکھئے ہم نے آپ کے فرمانے کو نوٹ بھی کرلیا ہے۔ طلبا کی اس گفتگو کو سنکر حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے حیرت انگیز انداز میں فرمایا یہ تم لوگوں کو آج کیا ہوگیا ہے کیا کہتے ہو ہم کل آئے فلاں حدیث کو ہم نے یوں سمجھایا فلاں حدیث میں یہ اشکال تھا تو ہم نے یہ بتایا ارے بھائی میں تو ایک عشرہ سے بیمار تھا میں مدرسہ کب آیا ہوں اور جب میں مدرسہ نہیں آیا تو یہ سب تم لوگوں نے پڑھ کیسے لیا۔ تمام طلبا نے بڑی خود اعتمادی سے عرض کیا۔ نہیں حضرت یہ آپ کیا فرمارہے ہیں ہم سب لوگوں نے ایک عشرہ کامل انہیں کتابوں میں اسی تخت کے نیچے بیٹھ کر آپ سے ہی پڑھا ہے تمام طلبا کی طرف حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے ایک نظر ڈالی ہر ایک کی آنکھوں میں صداقت وخود اعتمادی کی کرنیں جھلک رہی تھیں دل میں سوچا...... یہ پوری جماعت خواہ مخواہ غلط بیانی نہیں کرسکتی ہے اس میں

ضرور بالضرور کوئی رمز ہے یہی سوچتے ہوئے گردن جھکا کر مراقب ہو گئے چند لمحات کے لئے دنیا
ومافیہا سے بالکل بے نیاز ہو کر خاموش ہو رہے طلبا سراپا حیرت بنے ہوئے ہیں آخر آج بات
ہے تو کیا ہے طلبا کی نگاہیں حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے چہرہ زیبا پر جمی ہوئی تھیں۔ طلبا نے
دیکھا یک بیک آپ کے چہرہ کی رنگت متغیر ہوئی پیشانی پر پسینہ چمکنے لگا۔ نیز آپ نے گردن کو
مراقبے سے اٹھایا اور پھرتی سے تخت کے نیچے اُتر آئے اور عجیب وارفتگی کے عالم میں تخت کو بوسہ
دیا۔ آنکھوں کے پیانے چھلکنے لگے کافی دیر تک اپنے جذبات پر قابو نہ پاسکے دست بستہ مودبانہ
انداز میں تخت کے روبرو ایستادہ رہے۔ جب کچھ جذبات پر قابو پایا تو اشکبار آنکھیں کھولیں اور
ارشاد فرمایا فِدَاکَ اُمِیْ وَاَبِیْ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا جَدِیْ یَا
سَیِّدِیْ آپ نے وعدہ وفا فرمادیا لیکن افسوس صد افسوس یہ آپ کا پروردہ آپ کا نام لیوا غلام
آپ کے دیدار کی نعمت عظمیٰ سے محروم رہا۔ طلباء نے سب کچھ اپنے کانوں سے آپ کی زبان
مبارک سے نکلے ہوئے الفاظ سن لئے تھے۔ بات کی گہرائی و گیرائی کو نہیں پہونچ سکے تھے۔
ساری جماعت آپ کی بیقراری آپ کی اضطرابی آپ کی اشکباری کو دیکھ کر خود بھی مضطرب ہو کر
آپ کے قدموں پر گر پڑی۔ گریہ وزاری کرتے ہوئے دست بستہ آپ سے عرض کناں ہوئی۔
یا سیدی یا مخدومی یا سندی یا استاذی یا مرشدی آپ کی آہ وزاری آپ کی اس بیقراری سے ہم
لوگوں کے کلیجے بھی منہ کو آگئے ہیں آخر یہ کیا راز ہے یہ اشکباری کیوں ہے۔ کس بات کی پردہ
داری ہے بولئے نا آخر آپ خاموش کیوں ہیں جب آپ مدرسہ تشریف نہیں لائے آپ علیل
تھے تو آخر وہ ہمیں درس دینے والی ذات کون تھی طلبا نے عالم اضطراب میں ایک سانس میں
بیسیوں سوالات کر ڈالے آپ نے قدموں پر مچلتے طلبا کو بڑی شفقت سے ڈھارس دی ایک
ایک کو اٹھا کر فرداً فرداً سینہ سے لگایا اور ہر ایک کی آنکھوں اور پیشانی کے بوسے لئے نیز اشکباری
فرماتے ہوئے گویا ہوئے بڑی مبارک ہیں یہ خوش نصیب آنکھیں جنھیں میرے جد محترم ہادی
اعظم فخر آدم و بنی آدم حضور احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار نصیب ہوا۔ اے طلبا تم لوگ
اپنی خوش بختی پر جتنا بھی ناز کرو کم ہے۔ اس لئے کہ تمہیں مدینہ کے تاجدار مکہ کے شہر یار، اللہ کے
آخری نبی جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دیدار و درس سے مشرف و سرفراز فرمایا
ہے۔ ایک صاحب کی زبان سے نکلا سبحان اللہ کیا وہ سرور کونین تاجدار دارین صلی اللہ علیہ وسلم
تھے جن نے ہم لوگوں کو درس نصیب ہوا۔ واقعی ہم لوگ کتنے بڑے مقدر کے سکندر ہیں مرحبا
آفریں صد آفریں ہماری خوبی قسمت پر، دوسرا طالب علم بولا کتنی مشابہت ہے سیدی و استاذی کو
دونوں جہان کے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وہی نقشہ وہی چہرے کی تابانی وہی انداز تکلم

وہی نشست و برخواست کا طریقہ کسی بات میں بھی تو فرق نہیں اور ہو بھی تو کیوں ہو آخر ہیں تو انہیں کی آل پاک، ابھی تک تو بزرگوں سے سنا تھا کہ سیدی استاذی ہم شبیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اب عینی مشاہدہ ہو گیا روحی لك الفدایا استاذی۔

(از:۔ تذکرہ سادات ص: ۴۳ تا ۴۴)

سید محمد راجو کو قرآن کریم اور جملہ علوم ازبر

کہتے ہیں کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے شرف تلمذ سے مشرف ہونے والے طلباء کے زمرے میں حضرت سیدنا شاہ عالم محبوب باری رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند اکبر حضرت ابوالفضل سید ناصر الدین محمد راجو ستار عالم رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۰۴ھ) بھی شامل تھے۔ آپ کی زبان میں لکنت تھی روانگی سے پڑھ نہیں سکتے تھے۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو اور آپ کے چھوٹے بھائی حضرت ابوالجود نصیر الدین محمد رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے پاس بلایا اپنے دست مبارک کی انگشت شہادت لعاب آلود کر کے دونوں بھائیوں کو چٹا دی جس کے فیضان سے دونوں بھائیوں کو قرآن کریم اور جملہ علوم ازبر ہو گئے نیز حضرت سید ناصر الدین محمد راجو رحمۃ اللہ علیہ کی لکنت بھی باقی رہی۔ صاحب تذکرہ سادات نے بیان کیا ہے کہ حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے دونوں بھائیوں کو بلا کر مختلف علوم وفنون پر مختلف سوالات فرمائے تو دونوں نے بڑی روانگی کے ساتھ فرفر قرآن کریم بھی پڑھا۔ اور مختلف علوم وفنون پر کئے گئے سوالات کے جواب بھی دیئے۔ حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے اس نعمت عظمیٰ کے ملنے پر سجدۂ شکر الٰہی ادا فرمایا۔

(تذکرہ سادات، صفحہ ۴۴)

نشست گاہ رسول کا ادب

جس تخت کو نشستگاہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کا شرف حاصل ہوا تھا حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ تمام زندگی ادباً اس پر نہیں بیٹھے طلباء کے درس کے لئے دوسرا تخت تیار کیا گیا۔ بعد وصال حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ دونوں تخت رسول آباد میں خانقاہ شاہ عالم کی جامع مسجد کے شمال ومغربی گوشہ میں آویزاں کر دیئے گئے۔ صاحب دل، اہل صفا حضرات کا کہنا ہے جس تخت پر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی جلوہ افروزی ہوئی ہے اگر کوئی شخص دو رکعت نفل بخلوص نیت ادا کرے پھر بارگاہ الٰہی میں دعا مانگے وہ خدا کے فضل وکرم سے ضرور قبول ہوتی ہے لیکن یہ یقین

سے نہیں کہا جا سکتا کہ وہ تخت کونسا ہے جس پر سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ افروز ہوئے ہیں قرینہ سے پتہ چلتا ہے کہ مسجد سے شمال دیوار سے ملا ہوا جو تخت ہے اس کی لکڑی زیادہ بوسیدہ معلوم ہوتی ہے۔ اہل عقیدت ومحبت دونوں ہی کے نیچے دو دو رکعت نفل ادا کر کے بارگاہ مستجاب الدعوات میں دعا کرتے ہیں اور گوہر مقصود سے اپنے دامن مراد کو بھرتے ہیں۔

مذکورہ بالا حالات سے ناظرین کرام کو معلوم ہو گیا ہوگا ایسی ذات گرامی جس کو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی آل میں ہونے کے شرف کے ساتھ ساتھ یہ عظمت و برتری بھی حاصل تھی کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کے حال پر ایسا کرم تھا۔ ہر گھڑی ہر لمحہ اپنے فیضان خصوصی سے سرفراز کرتے رہتے۔ جب آپ کی اولاد اور شاگردوں پر ایسا کرم تھا کہ لعاب آلود انگلی چٹا کر جملہ علوم وفنون از بر کرا دئے تو آپ پر کیسی عنایتیں ہوئی ہوں گی۔ اور علم وفضل کے کیسے کیسے بحر ذخار عطا ہوئے ہوں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

باب چہارم

ذوق عبادت واتباع شریعت کے بیان میں

آپ اکثر باوضو رہتے

حضرت میاں احمد مخدوم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں بارہ سال کی عمر میں حضرت مرشدی ومخدوم سیدنا شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی بیعت سے مشرف ہوا۔

اور بارہ سال اپنے مرشد کی خانقاہ میں اکثر خلوت وجلوت میں آپ کے ساتھ رہا میں نے کبھی آپ کو بے وضو نہیں دیکھا۔

(ریحانۃ الابرار فارسی، صفحہ ۱۱۰)

آپ فرائض ہمیشہ باجماعت ادا فرماتے

آپ کے خلیفۂ اعظم حضرت میاں مخدوم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مرشد گرامی حضرت سیدنا شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ سفر حضر میں پنجگانہ نماز کے فرائض باجماعت ادا فرماتے خود امامت کرنے سے گریز فرماتے اکثر وبیشتر امامت کے فرائض آپ کے برادر خورد امام الزاہدین حضرت سید محمد زاہد رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۹۲ھ) انجام دیتے حضرت سید محمد زاہد علیہ الرحمہ کو زہد وتقویٰ کی بنا پر حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مسجد کا امام بنادیا تھا۔

(ریحانۃ الابرار فارسی، صفحہ ۱۱۳)

دن رات میں ایک ہزار نفل ادا فرماتے

شمس الاتقیا حضرت ملک قطب الدین شاہی خلیفہ حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہما (متوفی ۹۴۱ھ) بیان فرماتے ہیں کہ حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی عادت کریمہ تھی کہ دن رات میں علاوہ ادائیگی فرائض وسنن وواجبات کے آپ ایک ہزار نفل ادا فرماتے تھے۔
(مرأت احمدی فارسی، صفحہ ۲۴۔ ریحانۃ الابرار فارسی، صفحہ ۱۱۵)

ایک ہفتہ میں دو ختم قرآن

یوں تو حضرت سید محمد سراج الدین شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ ماں کے پیٹ سے حافظ قرآن کریم پیدا ہوئے تھے۔ آپ حافظ قرآن ہونے کے ساتھ قرآن کریم کے عظیم الشان قاری بھی تھے آپ کو قرآن کریم ہفت قرأت کے ساتھ یاد تھا۔ قرآن کریم کی تلاوت کے وقت ترتیل وتجوید قرآن پاک کا پورا پورا اہتمام فرمایا تھا۔ حضرت میاں احمد مخدوم رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۹۰ھ) فرماتے ہیں کہ آپ ایک ہفتہ میں دو قرآن کریم بالالتزام ختم کرتے تھے۔
(ریحانۃ الابرار فارسی، صفحہ ۱۱۶)

قبلہ کا احترام

حضرت میاں مخدوم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ نشست و برخاست میں بھی قبلہ کے احترام کا پورا پورا خیال رکھتے اور قبلہ کو پشت نہ ہونے دیتے اذان سنتے ہی فوراً آپ قبلہ رو ہوجاتے۔ (ریحانۃ الابرار، صفحہ ۱۱۶)

عنفوان شباب میں عبادت کا عالم

جامع کنوز محمدی حضرت شیخ فریدالدین خلیفۂ شاہیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے حضرت قطب عالم برہان الدین غریب اللہ کے مرید ملک راجہ سے سنا ہے کہ حضرت شاہ عالم رحمۃ

اللہ علیہ اپنے عنفوان شباب کے زمانہ میں تہبند باندھ کر تمام رات سابرمتی کی ریت پر عبادت گذاری کرتے تھے۔ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ مجھے خواب میں حضور اقدس سید عالم کا دیدار نصیب ہوا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ لب دریائے سابرمتی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف رکھتے ہیں۔ اس کے بعد آنکھ کھل گئی ابھی کافی رات باقی تھی۔ سوچا دریا پہ چل کر وضو کر کے دو رکعت نفل شکرانے کی ادا کرلوں اس لئے کہ حضور کے دیدار سے مشرف ہوا ہوں اٹھ کر وضو کے ارادے سے دریا پہ آیا۔ دیکھتا ہوں کہ رات کے سناٹے تنہائی کے عالم میں حضرت شاہ عالم محبوب باری دریا کے کنارے ریت پر سر نیاز جھکائے عبادت الٰہی میں مصروف ہیں اور یہ وہی مقام تھا جہاں اب سے چند گھڑی پہلے خواب میں آقائے دو عالم فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کو تشریف فرما دیکھا تھا۔ بے ساختہ زبان سے یہ مصرعہ نکل گیا۔

شاخ گل ہر جا روید ہم گل است

(صد حکایت فارسی، صفحہ ۴۰۔ حکایت بست وہفتم۔ ریحانۃ الابرار فارسی، صفحہ ۱۱۷)

ذکر الٰہی کی تاثیر

مشائخان طریقت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا فرمانا ہے جب عارف ربانی اسمائے الٰہی کا ذکر کرتے ہیں تو اس وقت عارفین کرام اسمائے الٰہی کی صفات کا مظہر بن جاتے ہیں اس ضمن میں ہم حضرت خواجہ سید محمد سراج الدین شاہ عالم محبوب باری رحمۃ اللہ علیہ کا ایک واقعہ پیش کرتے ہیں جس سے ناظرین حیات شاہ عالم کو یہ معلوم ہو جائے گا کہ ذکر الٰہی کے وقت حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کیسے مظہر اسمائے صفات الٰہی ہوتے تھے۔ لیجئے ملاحظہ کیجئے۔

حضرت غوث ربانی سید جلال الدین حسین المعروف بہ سلطان شاہ شیخ جیو الملقب بہ مخدوم جہانیاں ثانی رحمۃ اللہ علیہ[1] (متوفی ۹۱۲ھ) سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضرت قطب عالم بخاری رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ میرے چچا جان حضرت خواجہ سید محمد سراج عالم شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ گاہ بگاہ میدان چندولہ میں ذکر اسم باری تعالیٰ یا محیط کا شغل فرمایا کرتے تھے آپ کے ایک معتبر مرید نے مجھ سے آپ کا یہ واقعہ بیان کیا کہ آپ نے ایک مرتبہ ذکر یا محیط وجدانہ کیفیت کے ساتھ کیا۔ آپ کا جسم مبارک بڑھنا شروع ہوا۔ یہاں تک کہ چندولہ کا پورا صحن آپ کے جسم سے بھر گیا بلکہ چنڈولہ کے صحن کی وسعت آپ کے جسم مبارک کے لئے ناکافی معلوم ہونے لگی جب آپ یا محیط کے ذکر سے فارغ ہوئے تو جسم مبارک اپنی حالت پر آگیا ذکر سے

فارغ ہوکر آپ دولت کدہ کی طرف روانہ ہوئے مرید نے سلام کیا آپ نے ان سے فرمایا آپ نے کچھ دیکھا تو نہیں اس نے عرض کیا۔ میں نے دیکھا کہ آپ کا جسم مبارک پورے چنڈولے کو گھیرے ہوئے ہے۔

آپ نے فرمایا محض اوقات ذکر یا محیط کی برکت سے ارواح سالکین کو وہ وسعت عطا ہوتی ہے کہ وہ اَلَآ اِنَّ اللّٰہَ بِکُلِّ شَیۡءٍ مُّحِیۡطٌ کا مظہر جمیل ہوجاتے ہیں یہ واقعہ بیان کر کے حضرت غوث ربانی سید جلال الدین الملقب بہ مخدوم جہانیاں ثانی اشکبار ہوئے۔

ا آپ حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے بھتیجے ہیں۔ یعنی حضرت سید محمود المعروف دریا نوش رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند ارجمند اور جانشین ہیں۔ آپ کی ولادت بٹوہ شریف میں ۸۵۳ھ کو ہوئی۔ آپ کی ولادت کی خوشخبری حضرت سید محمود دریا نوش رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ کو سنانے تشریف لائے تو حیا سے کچھ نہ کہہ سکے گردن نیچی کرلی۔ حضرت قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ نے اوچ شریف کی زبان میں فرمایا۔ بھائی محمود خوش تھواں سال سوں بڈا تو سال سوں بڈا اسانگی گھر جاں جہاں یاں آیا یعنی بھائی محمود خوش رہو تم سے بڑا اور تم سے بڑا ہمارے گھر مخدوم جہانیاں آیا۔ اور اپنی چادر مبارک حضرت شاہ محمود کو عطا فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ اس کا پیراہن بنا کر عقیقہ کے دن پہنادینا۔ بچپن ہی سے بزرگی کے آثار آپ کی پیشانی سے ہویدا تھے۔ اپنے والد ماجد کے زیر سایہ تعلیم و تربیت پائی جملہ علوم ظاہری و باطنی اپنے والد ہی سے تحصیل فرمائے۔ بڑے زبردست خوش اوقات درویش تھے۔ اکثر اکابر مشائخ نے آپ سے استفادہ کیا ہے۔ آپ کا قول ہے طریقت کا راز نفس سے آگاہی کا نام ہے۔ آپ پاس انفاس پر زور دیتے تھے۔ آپ کی مجلس میں اس کثرت سے مریدین حاضر ہوتے کہ مجلس میں تل دھرنے کی جگہ باقی نہ رہتی۔ حضرت خواجہ سید محمد نظام الدین المشہور بہ مقبول عالم بخاری الشاہی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۸۹ھ) سجادہ نشین ششم خانقاہ شاہیہ بیان فرماتے ہیں کہ میرے بدامجد حضرت ابوالحسین سید کمال الدین حسن متجلی مہر عالم المعروف بہ سید خان رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۷ رشعبان ۹۵۹ھ) کی جوانی کا واقعہ ہے کہ اپنی جاگیر کی دیکھ بھال کے لئے آگرہ گئے ہوئے تھے وہاں ایک بزرگ سید محمد رحمۃ اللہ علیہ سے ایسا اعتقاد پیدا ہوا کہ بیعت ہوجانے کا ارادہ کرلیا۔ اکبر بادشاہ بھی انہیں بزرگ سے بیعت تھے۔ حضرت سید کمال الدین ابوالحسن مہر عالم رحمۃ اللہ علیہ جب رات کو سوئے تو خواب میں دیکھا

......خواب میں دیکھا کہ حضرت سید جلال الدین حسین الملقب بہ سلطان شاہ جیو مخدوم جہانیاں ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرمارہے ہیں کہ سید صاحب آپ کے خاندان میں کسی چیز کی کمی ہے جو کسی دوسری جگہ مرید ہوتے ہو۔ اس خواب کو دیکھ کر ان پر ایسی ہیبت طاری ہوئی کہ آنکھ کھل گئی اور اس ارادے کو ترک کردیا۔ (مناقب ربانی، صفحہ ۱۲۵)

حضرت جلال الدین الملقب شیخ جیو بہ سلطان جہانیاں ثانی رحمۃ اللہ علیہ بڑے صاحب تصرفات تھے۔ ایک مرتبہ آپ کے خلیفہ حضرت سید طیب رحمۃ اللہ علیہ جو بیرون قلعہ عین پور مدفون ہیں حج کے لئے جارہے تھے۔

راستہ میں آپ کے جہاز کو فرنگیوں نے لوٹ لیا۔ سارے جہاز کے مسافر گرفتار کر لئے گئے جب آپ کی آپ کے رفقاء کی نوبت آئی اس سخت پریشانی کے عالم میں حضرت سید طیب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے شیخ شاہ جیو جلال خمانی رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ سمندر کی موجوں پر رونق افروز ہیں اور ہدایت فرما رہے ہیں کہ سورہ فاتحہ پڑھو۔ سب نے مل کر سورہ فاتحہ پڑھی۔ آپ کی عنایت اور سورہ فاتحہ کی برکت سے دفعتاً فرنگیوں کے جہاز میں آگ لگ گئی۔ بہت سے فرنگی آپ کی اس کرامت اور آپ کا رخ زیبا دیکھ کر کلمہ طیبہ پڑھ کر مشرف باسلام ہوئے۔

علم ظاہری میں بھی آپ کا پایہ بہت بلند تھا۔ ایک مرتبہ آپ مسجد میں برہنہ سر نماز تعریف پڑھ رہے تھے۔ اس وقت سلطان مظفر گجراتی (عہد حکومت ۹۱۷ھ۔ ۹۳۲ھ) آپ سے ملاقات کے لئے آ گیا۔ آپ سے اس نماز کے متعلق دریافت کیا آپ نے فرمایا۔ یہ نماز تعریف ہے۔ سلطان مظفر جو کہ خود بھی بہت بڑا عالم تھا۔ بولا کنز الدقائق میں لکھا ہے کہ صلوٰۃ التعریف لیس شی یعنی ایسی نماز کوئی چیز نہیں ہے۔ آپ نے کنز الدقائق کے تین سو نسخے اسی وقت منگوا کر یکے بعد دیگرے دیکھے مگر کسی میں یہ الفاظ نہیں تھے سلطان شرمندہ ہوا اور معافی چاہی۔

(مناقب برہانی فارسی، صفحہ ۱۱۵)

آپ بڑے مستجاب الدعوات تھے۔ سلطان بہادر شاہ گجراتی (متوفی ۹۴۳ھ) کی متعدد مرتبہ بے ادبیوں سے دل برداشتہ ہو کر آپ نے فرمایا۔

نصیب تو بہ فرنگیاں باد۔ لہٰذا تاریخ شاہد ہے کہ ویسا ہی ہوا۔ یہ اولوالعزم باحوصلہ بہادر شجاع بادشاہ صرف اکتیس سال کی عمر میں شہید ہو کر راہی ملک عدم ہوا۔ اس کے بعد گجرات کی مستحکم و مضبوط سلطنت کا چراغ بمشکل تمام سنتیس سال ٹمٹما کر جلا۔ پھر ۹۸۰ھ میں ہمیشہ کے لئے گل ہو گیا۔ بزرگان دین کی بارگاہ میں سوء ظنی اور بے ادبی کتنی خراب و خطرناک چیز ہے۔ حضرت سید جلال الدین حسین المشہور سلطان شیخ جیو مخدوم جہانیاں ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ کئی بزرگان دین اور سادات کرام کی بارگاہ میں بہادر شاہ گجراتی سے بے ادبیاں اور مظالم سرزد ہوئے۔ انہیں حضرات کی دل آزاری اور بددعاؤں کی بدولت اس کی زندگی اور سلطنت کا خاتمہ ہو گیا۔ تاریخ میں ہے کہ شہنشاہ ہمایوں کے دہلی چلے جانے کے بعد بہادر شاہ چانپانیر واپس آیا۔ وہاں کے نامی گرامی بزرگ درویش کامل حضرت سید حسن رحمۃ اللہ علیہ پر اس نے صرف اس وجہ سے ظلم کے پہاڑ توڑے کہ انہوں نے ہمایوں بادشاہ کو کچھ تبرکات دیئے تھے۔ کھمبات کے جن تاجروں نے ہمایوں کو تحائف پیش کئے تھے ان کے کان کٹوا دیئے۔ نیز حضرت عرب ابن شاہ زاہد ابن قطب رحمۃ اللہ علیہم اجمعین اور حضرت سید عالم مشہدی ابن سید امیر عثمان المعروف شمع برہانی رحمۃ اللہ علیہما سے سخت باز پرس کی اور کہا کہ گجرات چھوڑ کر وہ مکہ معظمہ ہجرت کر جائیں بالآخر خود حسب ارشاد حضرت سید جلال الدین حسین المشہور بہ جہانیاں ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرنگیوں کے ہاتھوں قتل ہوا سچ ہے قول مرداں جان دارد حضرت سید جلال الدین حسین المشہور بہ سلطان جہانیاں ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال شریف ۹۳۱ھ میں ۷۸ رسال کی عمر میں ہوا۔ فخر تا تاریخی مادۂ وصال ہے۔

(مرآت سکندری فارسی مطبوعہ صفحہ ۱۹۱) (مناقب برہانی فارسی غیر مطبوعہ صفحہ ۱۴۹)

(حاشیہ ختم ہوا)

جو رسول کا نہیں وہ ہمارا نہیں

حضرت خواجہ سید محمد سراج الدین شاہ عالم محبوب باری رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ تحصیل سلوک کے زمانہ میں ایک مرتبہ میں گوفسائیں شالہ کی طرف نکل گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ بہت سارے ہندو سادھو تپسیہ یعنی معبود کی یاد میں مصروف ہیں یا معبود یا معبود کے ذکر میں مشغول و مصروف ہیں تھوڑی دیر میں وہاں رکا ان کی حالت دیکھتا رہا اور اس بات کا منتظر رہا کہ ان کے باطنی حالات مجھ پر منکشف ہوں یہاں تک کہ ان کے احوال مآل مجھ پر منکشف ہوئے نیز میں نے بطور الہام ایک غیبی آواز سنی منادی کی ندا تھی یَا عَبْدِیْ مَنْ اٰمَنَ بِیْ وَلَمْ یُؤْمِنْ بِرَسُوْلِیْ فَلَیْسَ مِنِّیْ اے میرے بندے جو شخص مجھ پر ایمان لایا اور میرے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لایا وہ میرا نہیں ہے۔ پھر فضاؤں میں یہ شعر گونجا۔

میاں بخدمت سر عشق بجان و دل بربند
بدولتش مگر از دو زخت نجات بود
او تاجدار بہشت و شفیع محشریست
بداں کہ ذات نبی فخر کائنات بود

میاں جان و دل سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت پاک کے خدمت گذار بن جاؤ اس کی بدولت دوزخ سے تمہیں نجات ہوگی وہی تو بہشت کے تاجدار اور شفیع محشر ہیں بغور سمجھ لو۔ آپ کی ذات گرامی فخر کائنات ہے

(صد حکایت فارسی، صفحہ ۳۸۔ حکایت بست و چہارم) (مملوکہ سرخیز روضہ کمیٹی کتب خانہ احمد آباد)

عشق تاجدار مدینہ کا عالم

آپ ایسے غریق بحر عشق تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے کہ ایک ذرہ برابر بھی ایسی بات سننا گوارہ نہ فرماتے تھے جس میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بے ادبی کا پہلو ہو۔

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ حضرت خواجہ سید محمد سراج شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک عالم آئے اور سورۂ والضحیٰ میں وَوَجَدَكَ عَائِلًا فَاَغْنٰی کی تفسیر بیان کرتے ہوئے اس آیت پاک کا ترجمہ بیان کیا کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے حضرت ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے

مال سے غنی کر دیا۔ یہ سنتے ہی آپ کا چہرۂ مبارک غصہ سے سرخ ہو گیا۔ اور آپ نے فرمایا۔ مولانا خبردار ایسا نہ کہو حضور اقدس سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم تو غنی باللہ ہیں۔ حضرت ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے مال کی اس کے سامنے کیا حقیقت ہے۔ مولانا بھی ضدی تھے بولے یہ تفسیر میں نے خود نہیں کی ہے بلکہ سلف سے منقول ہے۔ آپ نے فرمایا گھبراؤ نہیں ہڈی ہی تمہارا منہ بند کرے گی اس کے بعد مولانا اپنے گھر گئے کھانا تیار تھا۔ اپنے بیوی بچوں کے ساتھ کھانے بیٹھے سوئے اتفاق سے کھانا کھانے کے درمیان ایک ہڈی ان کے گلے میں ایسی اٹکی کہ سانس بند ہو گیا اور فوت ہو گئے۔ جب ان کے مرنے کی خبر حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کو ہوئی تو آپ نے فرمایا بیچارہ بڑا سچا تھا اچھی بات کہہ کر جان دیدی۔ حاضرین نے کہا کہ اگر یہ سچا تھا تو اس پر غضب آلود کیوں تھا اور وہ غضب الٰہی کا شکار کیوں ہوئے۔ آپ نے یہ ارشاد فرمایا میں نے اس کو سچا اس لئے کہا کہ اس نے یہ بات اپنے اوپر قیاس کر کے کہی یہ شخص جدید الاسلام تھا لوگوں کے نذرانوں اور تحائف سے غنی بن گیا تھا اسی پر اس نے قیاس کیا۔ حضور انور بھی خدیجہ کے مال سے غنی ہوئے ہوں گے۔ عیاذاً باللہ حضرت اقدس سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اس نے ایسا کہا آپ تو مستغنی باللہ تھے۔ (صد حکایت فارسی، صفحہ ۹۲، حکایت پنجاہ و دوم)

تعمیر مسجد پر بشارت

اگر آپ کے سامنے کوئی کسی اچھی بات کا ذکر کرتا تو آپ بیحد خوش ہوتے دعاؤں سے سرفراز فرماتے ایک مرتبہ ایک شخص اہل عقیدت سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ارادہ ظاہر کیا کہ ان کا خیال ہے مسجد تعمیر کریں آپ نے سن کر بڑی خوشی کا اظہار کیا اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت سے انہیں آگاہ فرمایا کہ اس سلسلہ میں سرکار کا ارشاد ہے مَنْ بَنٰی مَسْجِداً لِلّٰہِ بَنَی اللّٰہُ لَہٗ بَیْتًا فِی الْجَنَّۃِ۔

(صد حکایت فارسی، صفحہ ۹۳ تا ۹۴۔ حکایت پنجاہ سوم)

شریعت کے محتسب کا احترام کرنا

حضرت سیدنا شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ خود بھی احکام شریعت کی سختی سے پابندی فرماتے اور اپنے سلسلہ کے تمام مریدین و معتقدین کو بھی احکام شریعت کی پابندی کی تاکید فرماتے۔ ایک

مرتبہ کا ذکر ہے حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ شمس الاتقیاء حضرت قطب الدین شاہی رحمۃ اللہ علیہ آپ کی بارگاہ میں شہر سے رسول آباد قدمبوسی کے لئے تشریف لائے۔ زیارت و قدمبوسی سے فارغ ہوکر جب وہ واپس جانے لگے تو ان سے حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ قطب الدین اگر محکمہ قضا کے محتسب یعنی سپاہی قاضی صاحب کے حکم سے آئیں تو ان کا احترام کرنا اور یہ سمجھنا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے آئے ہیں۔

جب مجلس ختم ہوئی تو رسول آباد سے رخصت ہوکر احمد آباد آئے تو کیا دیکھتے ہیں۔ حسب پیشنگوئی سپاہیانہ وضع میں وہ لوگ موجود ہیں اصل میں حضرت قطب الدین علیہ الرحمہ کسی کے مقروض تھے قرض خواہ اپنا قرض طلب کرنے کیلئے ان محتسبین کو لےکر آئے تھے۔ انہوں نے اس معاملہ میں مجھ سے سخت گیری بھی کی لیکن حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی ہدایت کے مطابق انہوں نے ان لوگوں کی تعظیم وتکریم میں کوئی کمی اٹھا نہ رکھی۔

(ریحانۃ الابرار فارسی، صفحہ ۶۲)

شریعت کی حکم عدولی پر ولایت سلب

صاحب صد حکایت علیہ الرحمہ نے بیان کیا ہے جونپور کے ایک بزرگ سید عزیز جونپوری رحمۃ اللہ علیہ حج کے قصد سے گجرات آئے جمعہ کے دن نماز جمعہ ادا کرنے کی غرض سے رسول آباد آئے۔ جس وقت پہونچے جماعت کھڑی ہوئی تھی بلکہ ان کی ایک رکعت بھی نکل گئی۔ حسن اتفاق سے یہ حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے پہلو میں نماز کے لئے کھڑے ہوئے اس لئے کہ مسبوق تھے قعدہ اخیرہ میں امام کے سلام پھیرنے سے پہلے کھڑے ہوگئے حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ بعد نماز ان کو ٹوکا کہ آپ مسبوق تھے فوت شدہ رکعت پوری کرنے کے لئے آپ کو سلام پھیرنے کا انتظار کرنا تھا۔ آپ پہلے ہی کھڑے ہوگئے اگر امام صاحب کو سجدہ سہو لازم ہوتا اور آپ پہلے ہی کھڑے ہوگئے ہوتے تو آپ کی اقتداء ساقط ہوجاتی۔ سید عزیز جونپوری رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا اگر کسی کو کشف سے معلوم ہو کہ امام کو سجدہ سہو لازم نہیں ہے تو آپ کو یہ سن کر اشتعال پیدا ہوا اور آپ نے فرمایا کشف ہونے سے شریعت کا حکم تو نہیں بدلے گا وہ تو اپنی جگہ برقرار ہی رہے گا۔ مسبوق ہوتے ہوئے امام کے سلام پھیرنے سے پہلے کھڑا ہونا امر شریعت کو فوت کرتا ہے یہ فرما کر آپ نے سید عزیز جونپوری کی ولایت سلب فرمائی۔ سید صاحب نے ہر چند الحاح وزاری کی آپ نے ان کی ایک نہ سنی۔ بالآخر آپ کے خلیفہ حضرت میاں احمد مخدوم رحمۃ اللہ علیہ نے

سفارش کی تو آپ نے فرمایا کہ سید صاحب سے کہہ دیجئے ان کی ولایت کہیں نہیں جائے گی میرے پاس امانت ہے وہ فرائض حج ادا کر کے واپس آئیں اگر انہوں نے اپنی غلطی کو تسلیم کرلیا یعنی اپنے باطن کو شریعت کا تابعدار بنالیا تو سلب شدہ ولایت پیش کردی جائے گی۔ القصہ مختصر جب سید عزیز جونپوری حج سے واپس آئے آپ نے ان کے حالات کا معائنہ فرمایا تو باطن شریعت کا تابعدار پایا ان کی سلب شدہ ولایت کے علاوہ کچھ اور عنایت فرما کر سرفراز کیا۔

(ریحانۃ الابرار فارسی، صفحہ ۱۱۱۔ صد حکایت فارسی، صفحہ ۱۲۸۔ تا ۱۲۹۔ حکایت ہشتاد و پنجم)

مغرور کی ولایت سلب

اسی طرح ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کہیں تشریف لئے جارہے تھے۔ راستے میں ایک صاحب ولایت اپنی ولایت کے نشہ میں چور خاک پر بیٹھے تھے۔ آپ نے ان کی طرف کوئی التفات نہ فرمایا آپ کو دیکھ کر ان مغرور صاحب ولایت نے کہا۔

خاکساران جہاں را بحقارت منگر
تو چہ دانی کہ دریں گرد سوارے باشد

حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے ایک غضب آلود نظر ڈالی اور ان کی ولایت سلب فرمالی۔ انہوں نے ہر چند الحاح وزاری کی لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا۔

(صد حکایت فارسی، صفحہ ۱۳۸۔ حکایت بست وسوم)

بے ادب واعظ کی بولتی بند

ایک مرتبہ کا ذکر ہے ایک انوکھے واعظ رسول آباد میں وارد ہوئے۔ جن کا نام مولوی جلال منجھوری تھا جو بزعم خویش خود بڑے صاحب زہد و تقویٰ تھے اور حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ ان کی نظر میں غیر محتاط تھے۔ اس لئے ایک دن جب کہ جمعہ تھا اور رسول آباد ہوئے۔ تمام خانقاہ آدمیوں سے بھری ہوئی تھی جب نماز جمعہ ہو چکی مولوی صاحب حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کو نصیحت کرنے کے ارادے سے منبر مسجد پر تشریف لائے اور گلا صاف کرتے ہوئے رطب اللسان ہوئے۔ حضرات دوزخ کی آگ سیاہ ہے اس کی حرارت بہت زیادہ ہے اگر ایک دانہ دوزخیوں کے طعام سے زمین پر ڈال دیا جائے تو زمین سبزہ اگانا چھوڑ دے۔ حضرت سیدنا شاہ

عالم محبوب باری رحمۃ اللہ علیہ نے مولوی صاحب کی طرف دیکھ کر فرمایا۔ واہ مولانا کیا کہنا۔ یہ کہنا تھا کہ مولوی صاحب کی بولتی بند ہوگئی اور مزید کچھ نہ بول سکے۔

(صد حکایت فارسی، صفحہ ۹۳۔ حکایت پنجاہ ویکم)

خوش اعتقاد واعظ پر نوازش

سچ ہے کہ بے ادبی کتنی بری بلا ہے۔ اور پھر بے ادبی بھی ایسی شخصیت کے ساتھ جو علم و فضل کا پہاڑ ہو جو جید عالم ہونے کے ساتھ ساتھ زبردست عارف ربانی ہو۔ جس پر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی عنایت ہو کہ زندگی کے ہر نشیب و فراز پر رہنمائی فرمائی جاتی ہو۔ ایسی ذات قدسی صفات سے اپنے آپ کو بالا و برتر سمجھنا اور نصیحت کرنا تو کیا، دم مارنا بھی سوئے ادبی ہے ایسے لوگ دنیا و آخرت میں محروم ہیں کیا خوب فرمایا ہے سیدی و مرشدی راز بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے۔

گر ادب ہے تو کیا نہیں ملتا
بے ادب کو خدا نہیں ملتا

بے ادب واعظ کا قصہ تو سن لیا اب ایک باادب واعظ کا قصہ بھی سن لیجئے۔

حضرت مولانا شیخ محمود واعظ علیہ الرحمہ بڑے خوش عقیدہ عالم ناگور شریف کے رہنے والے تھے وہ بیان کرتے ہیں ایک رات میں اپنے وطن ناگور شریف میں سویا ہوا تھا خواب میں حضرت خواجہ سید قطب عالم بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے دیدار سے مشرف ہوا۔ میں نے دیکھا کہ حضرت علیہ الرحمہ نے مجھے سیاہ دستار برائے اجازت بیعت اور چار ٹوپیاں اور تھوڑا حلوا تبرک کے طور پر عنایت فرمایا۔ بیدار ہوا طبیعت میں اضطراب تھا میں فوراً ناگور شریف سے احمد آباد کے لئے روانہ ہوا۔ احمد آباد آکر معلوم ہوا کہ حضرت قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوگیا ہے بیحد صدمہ ہوا۔ مجھے رنجیدہ دیکھ کر لوگوں نے بتایا غم نہ کرو اگرچہ حضرت قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوگیا ہے۔ لیکن خدا کے فضل و کرم سے ان کے فرزند ارجمند حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ آج بھی تشنگان معرفت کی تسکین فرمانے کے لئے زینت بخش مسند ارشاد ہیں۔ یہ سن کر کچھ آس بندھی دل مضطرب کو سکون ملا آپ کی قدم بوسی کے ارادہ سے رسول آباد حاضر ہوا۔ نظر ملتے ہی پہلی ملاقات میں میرے بغیر کچھ عرض کئے ہوئے خادم کو بلا کر مجھے جیسی دستار خواب میں قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ نے عطا کی تھی ویسی دستار اور ساتھ میں چار ٹوپیاں اور حلوہ عطا فرما کر ارشاد فرمایا کہ یہ حضرت قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے ہے اس کے بعد میں چند ہفتہ اور آپ کی خدمت

اقدس میں رہا ایک دن آپ نے مجھے طلب فرما کر ارشاد فرمایا کہ آج کی مجلس میں عشق کے عنوان پر تقریر کروں۔ میں نے حسب حکم اسی عنوان پر تقریر کی تو آپ بیحد مسرور ہوئے اور فیضان خصوصی سے سرفراز فرمایا۔ نیز مجمع سے مخاطب ہوکر آپ نے فرمایا جس نے عشق کی صورت نہ دیکھی ہو تو وہ مولانا شیخ ناگوری کو دیکھ لے۔ (ریحانۃ الابرار فارسی، صفحہ ۴۷ تا ۴۸)

تحریر و تقریر میں کمال عطا فرما دیا

حضرت میاں احمد مخدوم رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۹۰ھ) اپنے مرشد گرامی حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے لاڈلے مرید تھے۔ حضرت شاہ عالم محبوب باری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے حق میں فرمایا ہے اَنْتَ وَزِیْرِیْ فِی الدُّنْیَا وَ الْآخِرَۃِ تم دنیا و آخرت میں میرے وزیر ہو۔ آپ کو یہ سارا تقرب ادب کی بدولت ملا۔ حضرت میاں احمد مخدوم رحمۃ اللہ علیہ کے ادب کا یہ عالم تھا بیعت کے وقت جو ہاتھ اپنے مرشد حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ میں دیا تھا وہ ہاتھ تا زندگی شرمگاہ کو نہیں لگایا تھا۔ ادب کی بنا پر سوتے وقت اپنے اس ہاتھ کو گردن سے باندھ لیتے تھے۔ ۱۲ سال تک شیخ کی حیات میں خانقاہ کے منتظم رہے لیکن کبھی رسول آباد میں پیشاب یا استنجا نہ کیا اسی ادب اور شائستگی نے آپ کو ذرہ سے آفتاب بنا دیا شیخ کی بارگاہ سے خوب خوب سراہے گئے۔ آپ کی یہ ساری مقبولیت شیخ کا صدقہ تھا۔ آپ خود ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک دن مرشد گرامی نے اپنی مخصوص عنایتوں سے مجھے نوازا میں نے عالم واقعہ میں دیکھا کہ حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے ایک طباقچہ عطا فرما دیا۔ جس میں حلوہ کپڑے اور چالیس خرمے تھے۔ صاحب کنوز محمدی کا کہنا ہے۔ اسی تاریخ سے آپ کو قبولیت عامہ۔ زبان کی حلاوت قلم کی پختگی حاصل ہوگئی شیخ کی عنایت سے آپ کو بزم علم و فضل میں ایسا کمال حاصل ہوا۔ آپ کے زمانہ میں کوئی تحریر و تقریر نیز زبان و بیان میں آپ کا ہم پلہ نہ تھا اور چالیس خرمے چالیس سال کی عمر کی نشاندہی کرتے ہیں۔

(صد حکایت فارسی، صفحہ ۱۴۶ تا ۱۴۷۔ حکایت ۸۱)

(مرأت احمدی فارسی، صفحہ ۳۰ مملوکہ کتب خانہ روضہ کمیٹی سرخیز احمد آباد)

اہل اللہ اسی زہد و تقویٰ کے عاشق و دلدادہ ہوتے ہیں جو موصول الی اللہ ہو۔ وہ ایسے رسمی زہد و تقویٰ سے گریز بلکہ نفرت کرتے ہیں جس میں خود بینی نمائش ریاکاری ہو بلکہ ریاکاری کو...... شرک خفی فرمایا ہے۔ اسی لئے عارفین کرام اس سے بچتے ہیں۔ ایسا زہد و تقویٰ عمل بے روح ہو کر

غارت و برباد ہو جاتا ہے۔ بندہ خدارسی کے بجائے خدا سے دور اور مغضوب ہو جاتا ہے ایسے زہد و تقویٰ کی شریعت میں سخت مذمت بیان کی گئی ہے۔ حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے کا واقعہ اسی حقیقت پر مبنی ہے ایسے نمائشی زہد و تقویٰ سے وہی عرفائے کرام بچتے ہیں جن پر خدا اور اس کے رسول کا کرم ہوتا ہے۔ ورنہ اس میں عوام تو عوام خواص تک مبتلا ہو جاتے ہیں۔ ایسے نمائشی زہد و تقویٰ کی دھجیاں بکھیرتے ہوئے حضور خواجۂ خواجگان حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۶۱۷ھ فرماتے ہیں۔

منم عثمان ہارونی کہ یار شیخ منصورم ملامت می کند خلقے و من بر داری رقصم

ایسے زہد و تقویٰ کا وہ یعنی اہل اللہ بائیکاٹ کرتے ہیں جن میں ریاکاری شہرت و نمائش ہو اس لئے کہ خدا سے دور کرنے والا ہے۔ یہاں تک کہ وہ جان دینے اور دار پر چڑھنے کو اس پر ترجیح دیتے ہیں۔ لیکن ظاہر بیں نظر کم فہمی سے اسی کو حق رسی کا ذریعہ سمجھتی رہتی ہے اور مرحبا تحسین آفریں صدائیں بلند کرتی ہے۔ اپنی کم فہمی سے اسی رسمی زہد و تقویٰ کو سب کچھ سمجھنے والے قاضی صاحب حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی اصلاح کرنے چلے تھے۔ لیکن عارف ربانی حضرت سید محمد سراج الدین شاہ عالم محبوب باری لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کی سیرت کے آئینہ کے بالمقابل ہو کے جب دیکھا تو دل کا چور نظر آیا۔ سچ فرمایا ہے۔

قطرے کو حب وجاہ کے دل سے نکالئے
یہ بے طرح چور ہے دل میں بسا ہوا

(حضرت خواجہ نیاز بریلوی علیہ الرحمہ متوفی ۱۲۵۰ھ)

• اب حقیقت آشکارا ہو کر سامنے آ گئی ہم اصلاح کیا کریں گے خود لائق اصلاح ہیں بالآخر تائب ہی ہونا پڑا۔ حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے دور کا عبرت انگیز واقعہ ملاحظہ فرمایئے جس کی سرخی ہے۔

قاضی صاحب کے پرچہ سے مضمون غائب

ایک مرتبہ قاضی شہر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا مواخذہ کرنے کے لئے حضرت سید محمد سراج الدین شاہ عالم محبوب باری رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ ولایت میں مجمع کثیر کو اپنے ہمراہ لے کر وارد رسول آباد ہوئے۔ نیز معتبر کتابوں سے اپنی دانست میں قوی سے قوی تر روایات نقل کر کے پرچے کو اپنے عمامہ میں اڑس لیا۔ ادھر اس بات کا علم حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کو

بذریعہ کشف پہلے ہی ہو چکا تھا۔آپ نے اہل خانقاہ کو پہلے ہی سے آگاہ فرمادیا تھا۔ برادران شرع شریف آرہے ہیں القصہ مختصر قاضی صاحب اپنے علم کے غرور منصب قضا کے گھمنڈ میں چور دربار شاہ عالم علیہ الرحمہ میں آئے۔آپ نے پرتپاک انداز میں قاضی صاحب کا استقبال فرمایا اور بڑی تعظیم کے ساتھ اپنی مسند پر اپنے قریب بٹھایا۔ قاضی صاحب نے روایات کے طومار سے بھرپور پرچہ کو اپنی دستار سے نکال کر چاہا کہ بطور نصیحت آپ کے سامنے آپ کو سنائیں۔ لیکن یہاں ہوا کچھ اور ہی۔ قاضی صاحب نے جب پرچہ کھولا تو حیرت سے منھ کھلا کا کھلا رہ گیا وہ پرچہ جو بڑی جانفشانی کے بعد مطالعہ کر کے لکھ کر لائے تھے۔ دیکھا تو کورا کاغذ ہے ایک سطر بھی کسی مضمون کی باقی نہیں ہے۔سب کی سب عبارت غائب اسی عالم حیرت وافسوس میں پرچہ قاضی صاحب کے ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر گرا۔حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ ہاں، ہاں قاضی صاحب یہ کیا کرتے ہیں کاغذ کا ادب کرنا چاہئے آپ نے زمین پر ڈال دیا۔قاضی صاحب کی زبان سے نکلا تُبتُ اِلَی اللّٰہِ ثُمَّ اِلَیکُم حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے قاضی صاحب کا ہاتھ پکڑا اور حجرۂ خاص میں آئے اور نظر ولایت کی ایک توجہ ڈال کر سارے حجابات اٹھا کر حقیقت آشنا کرادیا۔اب قاضی صاحب کے رسمی زہد وتقویٰ کا نشہ ہرن ہو چکا تھا بادۂ معرفت سے سرشار باہر آئے اور قدمبوسی کر کے سلطان کے دربار میں آکر منصب قضا سے استعفا دے دیا اس لئے کہ منصب قضا کی دل سے ہوس ختم ہو چکی تھی۔ سلطان اور درباری علماء نے قاضی صاحب سے دریافت کیا آخر یہ نقشہ کیسے بدل گیا۔آپ تو بڑے تن تنے سے حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گئے تھے۔ قاضی صاحب نے جواب دیتے ہوئے کہا کہ میں نے جو کچھ وہاں دیکھا ہے اگر ایک ذرہ بھی ظاہر ہو جائے تو تمام زندگی سجدہ میں گذار دو۔ پھر سر اٹھانا نصیب نہ ہو۔ القصہ قاضی صاحب نے دنیا و مافیہا کو ترک کر کے تحصیل معرفت الٰہی میں بقیہ زندگی گزاری۔ گاہ بگاہ حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں بھی اکتساب فیض کے لئے حاضر ہوا کرتے تھے۔ قاضی صاحب کی پہلی بیعت حضرت مخدوم شیخ احمد گنج گیر مغربی رحمۃ اللہ علیہ سے تھی بعد میں حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی ارادت وخلافت سے سرفراز فرمایا۔ قاضی صاحب کا نام حضرت نجم الدین بنیانی ہے۔

(ریحانۃ الابرار فارسی، صفحہ ۳۵ تا ۳۸)

قضا مقدر ہو چکی ہے

حضرت قاضی نجم الدین بدبانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس واقعہ کے بعد اپنی زندگی کا باقی ماندہ حصہ یاد الٰہی تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب میں گذرا یہاں تک کہ بارگاہ حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ سے مثال خلافت سے مشرف ہوئے۔ ایک دن حضرت شاہ عالم محبوب باری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ حضور اب دلی تمنا ہے کہ دیار مقدس مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ میں حاضر ہو کر وہاں کے نظاروں سے دل و جان کو پرنور کروں۔ یہ سن کر چند لمحات کے لئے حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے سر مبارک جھکا لیا اور مراقب ہو گئے بعدہٗ سر مبارک اٹھایا اور قاضی صاحب سے فرمایا کہ آپ یہیں اپنے مکان پر عمدہ اور لذیذ کھانے پکا کر فقرا اور غرباء پر تصدق کر دیں ایسی ضعیفی میں کیسے سفر کی تکالیف اٹھائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نیتوں کو دیکھنے والا ہے وہ چاہے تو آپ کو گھر بیٹھے اجر عظیم عطا فرما سکتا ہے اور اگر زیارت و دیدار کرنے کی تمنا دل کو بے قرار کئے ہوئے ہے تو فرمائیے میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کروں کہ وہ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں آپ کو اور آپ کے اہل و عیال جن کے ساتھ آپ جانا چاہتے ہیں تین دن تک کعبہ معظمہ و روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار سے مشرف و سرفراز فرمائے۔ اگر آپ چاہیں تو اس طرح سے بھی حاضری ممکن ہے۔ حضرت قاضی نجم الدین بدبانی رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا۔ الحمد للہ میرا اس بات پر اعتقاد ہے کہ آپ کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے وہ مرتبہ ملا ہے کہ آپ گھر بیٹھے ہی مجھے ان سعادتوں سے مشرف فرما سکتے ہیں۔ لیکن میرا جی چاہتا ہے کہ عام مسلمانوں کے ساتھ اس مبارک سفر میں تکلیفیں اٹھاتا۔ مصائب جھیلتا ہوا اس بارگاہ اقدس تک پہونچوں۔ یہ سن کر حضرت شاہ عالم محبوب باری رحمۃ اللہ علیہ پر رقت طاری ہو گئی اور آپ نے فرمایا قاضی صاحب اگر ایسا ہی اصرار ہے تو میں منع نہیں کرتا لیکن آپ اپنے داماد حضرت شیخ بڈھا سہروردی اساولی (علیہ الرحمہ) سے دریافت فرمائیں تا کہ وہ آپ کو بتا دیں۔ اس سفر میں آپ کی تقدیر میں کیا لکھا ہے پھر آپ وہاں کا قصد کریئے حضرت قاضی نجم الدین بدبانی علیہ الرحمہ حسب ہدایت اپنے داماد شیخ بڈھا سہروردی علیہ الرحمہ کے پاس گئے جو اس زمانے کے بڑے صاحب کشف بزرگ تھے۔ اس سے پہلے قاضی صاحب اپنے داماد کے معتقد نہ تھے اپنی اولاد کے مثل سمجھتے تھے۔ حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے حکم کی تکمیل میں وہاں پہونچے اور داماد کے ساتھ بڑی تعظیم و تکریم سے پیش آئے۔ آپ کو دیکھتے ہی حضرت محترم شاہ بڈھا سہروردی رحمۃ اللہ علیہ

نے کہا۔ کہ آپ کو یہاں حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے بھیجا ہے حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ تو اس محبت کے تحت جوان کو آپ کے ساتھ ہے لب کشائی نہ فرما سکے۔ اگر سنا ہی چاہتے ہیں تو لیجئے سنئے حقیقت یہ ہے اس سفر میں آپ کے لئے قضا مقدر ہو چکی ہے۔ آپ کی حیا کی وجہ سے حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ ان الفاظ کو اپنی زبان مبارک سے ادا نہ فرما سکے۔ لہٰذا آپ کو انہوں نے میرے پاس بھیجا۔ حضرت قاضی نجم الدین بدبانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مخدوم شاہ بڑھا سہروردی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ تفصیل سے بیان کیجئے۔ اس سفر میں میری موت روانگی کے وقت مقدر ہے یا واپسی میں۔ حضرت شاہ مخدوم بڑھا سہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا فریضہ حج ادا کر لینے کے بعد واپسی میں آپ کا جہاز ڈوب جائے گا اور موت واقع ہوگی۔ قاضی صاحب نے عزم محکم کے ساتھ فرمایا رَضِینَا بِقَضَاءِ اللّٰهِ جَلَّ مَجْدُهٗ میں اللہ تعالیٰ کے حکم پر راضی ہوں لہٰذا بڑے شوق کے ساتھ سفر حج کے لئے روانہ ہوئے۔ بعد ادائے حج جب واپس ہوئے آپ کا جہاز بندر دیو پہونچا تو آپ کے خاندان کے بہت سے لوگ اور دیگر حجاج کرام وہاں سے براہ خشکی احمد آباد آ گئے۔ ان لوگوں نے قاضی صاحب کے گھر بندر دیو تک بعافیت پہونچنے کی خبر پہونچائی۔ لوگوں میں مشہور ہو چکا تھا کہ حضرت شاہ عالم اور حضرت مخدوم شاہ بڑھا شاہ رحمۃ اللہ علیہما اس سفر میں ان کی موت واقع ہونے کی خبر دے چکے ہیں۔ چنانچہ ساکنین شہر میں سے کسی نے حضرت شاہ عالم محبوب باری رحمۃ اللہ علیہ سے اس بات کا تذکرہ کیا کہ قاضی صاحب صحیح و سلامت واپس تشریف لا رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی حمایت کرتا ہے جو ان کی زبان سے نکل جائے وہی کرتا ہے۔ چند ہی دن گزرے ہوں گے کہ احمد آباد میں خبر مشہور ہوئی کہ بندر دیو سے قاضی نجم الدین بدبانی رحمۃ اللہ علیہ براہ دریا شہر کھمبات کو جا رہے تھے ان کا جہاز راستہ میں ڈوب گیا۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ۔

(ریحانۃ الابرار فارسی، صفحہ ۴۲ تا ۴۴)

باب پنجم

خرقۂ محبوبیت اور
مقام محبوبیت ملنے کے بیان میں

حضرت خواجہ سید محمد سراج الدین المشہور شاہ عالم محبوب باری رحمۃ اللہ علیہ ان عظیم المرتبت اولیائے کرام میں سے ہیں جو ولایت کے مرتبۂ عظمیٰ محبوبیت پر فائز ہوئے ہیں۔ اس باب میں ہم آپ کے مقام محبوبیت پر فائز ہونے اور آپ کو خرقۂ محبوبیت ملنے کا بیان کریں گے۔ یوں تو آپ کی ولادت سے پہلے ہی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے والد گرامی حضرت خواجہ برہان الدین قطب عالم بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو اس سلسلہ میں بشارت سے مشرف فرمایا تھا کہ ان کے ہونے والے فرزند کو ہم سے چار باتوں میں مشابہت اور مماثلت حاصل ہے۔ نام میں، مقام محبوبیت میں، صورت میں، سن میں، یعنی جس طرح اللہ رب العزت جل والا تبارک وتعالیٰ نے حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام میں مرتبہ محبوبیت صرف سرور کائنات فخر موجودات احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمایا ہے اور کسی نبی کو عطا نہیں ہوا۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں یہ مرتبہ یعنی مرتبۂ محبوبیت آپ کی امت کے اولیائے کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں چند عظیم المرتبت اولیائے کرام کو عطا ہوا۔ جو اولیائے کرام اس مرتبہ عظمیٰ یعنی محبوبیت پر فائز ہوئے ہیں اسی مقدس زمرے میں حضرت شاہ عالم محبوب باری رحمۃ اللہ علیہ بھی شامل و داخل ہیں اس سے پہلے جو اولیائے کرام اس مرتبہ پر فائز ہوئے ان کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں۔

(۱) قطب ربانی حضرت غوث صمدانی محبوب سبحانی حضرت سید عبدالقادر محی الدین غوث اعظم جیلانی الحسنی الحسینی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۷ ربیع الثانی ۵۶۱ھ۔

(۲) خواجۂ خواجگان، غوث زمن حضرت خواجہ غریب نواز سلطان الہند سرکار معین الدین حسن حبیب اللہ چشتی بہشتی رحمۃ اللہ علیہ وصال شریف کے بعد آپ کی پیشانی مبارک پر بخط نورانی تحریر تھا۔ ہذا حبیب اللہ مات فی حب اللہ المتوفی ۶ رجب المرجب ۶۲۷ھ۔

(۳) سلطان عالم پناہی۔ درتاج کجکلاہی۔ صاحب فیوض لامتناہی خواجہ خواجگان حضرت خواجہ سید محمد نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی بروز چہار شنبہ ۱۷ ربیع الثانی ۷۲۵ھ۔

(۴) خواجۂ خواجگان۔ محبوب سبحانی حضرت خواجہ سید اوحد الدین اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۲۸ محرم الحرام ۸۰۸ھ۔

(۵) اسی طرح خواجۂ خواجگان حضرت خواجہ ابوالبرکات سید محمد سراج الدین شاہ عالم محبوب باری بخاری رحمۃ اللہ علیہ المتوفی بروز شنبہ ۲۰ جمادی الآخر ۸۸۰ھ کی ذات گرامی ان اولیاء اللہ میں سے ہے۔ جن کو بارگاہ ایزدی سے مرتبہ عظمیٰ، محبوبیت عطا ہوا۔ مشائخ کرام فرماتے ہیں اولیاء کو جب ولایت عطا ہوتی ہے تو کسی نہ کسی نبی کے قلب پر عطا ہوتی ہے۔ جس ولی کو جس نبی کے قلب پر ولایت عطا کی جاتی ہے وہ اسی نبی کے احوال کا مظہر جمیل ہوتا ہے اور اسی نبی کے قلبی فیضان کا یہ ولی سرچشمہ ہوتا ہے۔

حضرت شاہ عالم کو فرزند رسول کے قلب پر ولایت عطا ہوئی ہے

صلی اللہ علیہ وسلم

غوث اعظم کی بشارت

حضرت ملک قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ[۱] کے خلیفہ و مرید حضرت زین الدین بیابانی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں بروز جمعہ ماہ ربیع الاوّل ۸۳۴ھ کا واقعہ ہے کہ وہ حضرت سید شاہ جمال الدین پھری قادری الجیلانی رحمۃ اللہ علیہما (المتوفی ۲۳ رشعبان المعظم ۹۱۷ھ) کے دولت کدہ پر بسلسلہ دعوت گئے ہوئے تھے اور جمعہ کا دن اہل گجرات یعنی احمد آباد والوں کے لئے عموماً اور وابستگان سلسلہ عالیہ شاہیہ کے لئے خصوصاً آستانہ حضرت شاہ عالم محبوب باری بخاری رحمۃ اللہ پر حاضری کا دن ہے اس لئے حضرت زین الدین بیابانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شاہ سید جمال پھری قادری رحمۃ اللہ علیہ سے رخصت ہونے کی اجازت چاہی۔ یہ سن کر حضرت شاہ سید جمال پھری قادری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت زین الدین شاہی بیابانی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا۔ کہاں جائیں گے جو جمعیت و حضور قلب یہاں ہے وہ آپ کو کہاں ملے گی۔ حضرت زین الدین شاہی بیابانی

---

[۱] حضرت ملک قطب الدین شاہی رحمۃ اللہ علیہ حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ و مرید ہیں)

رحمۃ اللہ علیہ نے جواباً کہا کہ اگر جمعیت وحضور قلب دیکھنا چاہتے ہیں تو ہمارے مرشد گرامی حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے آستان جنت نشان پر چل کر دیکھئے یہ سن کر حضرت سید شاہ جمال پتھری قادری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میں بجز آستانۂ پیر پیراں میر میراں حضرت سید عبدالقادر غوث اعظم جیلانی کے دوسری جگہ کبھی نہیں گیا یہ کلمہ انہوں نے بڑے استغنا کے ساتھ فرمایا۔ حضرت ملک زین الدین بجبانی شاہی رحمۃ اللہ علیہ وہاں سے حسب معمول آستانۂ شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ پر آگئے۔ اور بوقت حاضری حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے روبرو اس گفتگو کا ذکر آیا جو حضرت زین الدین شاہی اور حضرت جمال الدین پتھری قادری کے درمیان ان کے دولت کدہ پر ہوئی تھی۔ اور یہ بھی عرض کیا کہ برائے عنایت ایک ایسی نگاہ ولایت کی توجہ حضرت شاہ جمال قادری کی طرف ڈالیں کہ وہ بارگاہ اقدس میں کھچے چلے آئیں اس لئے کہ انہوں نے مجھ سے بڑے استغنا کے انداز میں گفتگو کی ہے۔ یہ بات ایک ضمنی طریقہ پر بارگاہ حضرت شاہ عالم کے سامنے آئی اور اس کے بعد مجلس برخاست ہوگئی۔ اسی رات حضرت سید جمال الدین المشہور جمال پتھری قادری رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں قطب ربانی محبوب سبحانی حضرت محی الدین عبدالقادر غوث اعظم جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے دیدار سے مشرف ہوئے دیکھا کہ حضرت سید محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لاکر فرماتے ہیں اے جمال الدین تم نے ہمیں فراموش کردیا کبھی ہماری ملاقات کو بھی نہ آئے۔ حضرت سید جمال قادری علیہ الرحمہ نے عرض کیا کہ آپ کی ملاقات اور آپ کے دیدار کا تو میں سراپا مشتاق ہوں بھلا آپ کو خادم کیسے فراموش کرسکتا ہے آپ خادم کو یاد تو فرمائیں۔ حضرت میراں سید محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا پھر کیوں ملک زین الدین کے ساتھ حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے دیدار و ملاقات کو نہیں گئے وہ اور ہم ایک ہی ہیں ان کا دیدار ہمارا دیدار اور ان کی ملاقات ہماری ملاقات ہے۔ تمہیں معلوم نہیں ہے حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ اپنے دور کے صاحبان نعمت اور اہل تصرف حضرات میں مسابقت فرمانے والے ہیں اپنے دور کے اولیاء میں بزرگ و برتر ہیں اور ان کو بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں محبوبیت و فرزندیت کا شرف حاصل ہے۔ نیز ان کو حضرت ابراہیم ابن حضرت اقدس عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک پر ولایت سے سرفراز کیا گیا ہے۔ وہ براہ راست حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند ہیں اللہ تعالیٰ نے انہیں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی شفاعت کے لئے آخری زمانہ میں پیدا فرمایا ہے۔ اگر تم میرا دیدار کرنا چاہتے ہو تو اسی وقت ان کی بارگاہ میں سعادت مندی حاصل کرو۔ القصہ بیدار ہوکر فوراً حضرت سید جمال قادری رحمۃ اللہ علیہ پہلے حضرت ملک زین الدین بجبانی رحمۃ اللہ علیہ کے گھر

تشریف لائے اور اطلاع کروائی کہ سید جمال قادری آئے ہیں جب حضرت ملک زین الدین ببانی رحمۃ اللہ علیہ کو آپ کی آمد کی خبر ملی سمجھ گئے میرے مرشد حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی نگاہ ولایت کی کشش کا اثر ہے۔ فوراً آکر حضرت جمال قادری رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کی انہوں نے بارگاہ شاہ عالم میں چلنے کے لئے اصرار کیا۔ حضرت ملک زین الدین ببانی رحمۃ اللہ علیہ نے مشورہ دیا کہ ابھی میرے غریب خانہ پر تشریف رکھیں صبح نکل آئے تو چلیں گے ابھی تو رات کافی باقی ہے۔ حضرت سید شاہ جمال الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ مجھے صبح تک انتظار کرنے کی طاقت نہیں ہے پیالۂ صبر لبریز ہو چکا ہے۔ اٹھئے فوراً حضرت شاہ عالم محبوب باری رحمۃ اللہ علیہ کے دولت سرائے اقدس کی طرف چلئے۔

حضرت ملک ببانی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا آخر اس وقت رات میں جاکر آپ کیا کریں گے۔ حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات تو صبح ہی ہوگی۔ کہنا مانئے یہیں رات میں آرام کریں صبح ہوتے ہی بغیر ایک منٹ کی تاخیر کے چل دیں گے۔ لیکن حضرت جمال الدین المشہور جمال پتھری قادری نہ مانے اور الحاح وزاری کے ساتھ کہا کہ نہیں ابھی اسی وقت چلنا ہوگا بالآخر حضرت سید جمال قادری اور حضرت ملک زین الدین ببانی دونوں کاشانہ شاہیہ کی طرف روانہ ہوئے۔ خانقاہ شاہ عالم میں پہونچے کیا دیکھتے ہیں کہ آج خلاف معمول حضرت شاہ عالم محبوب باری رحمۃ اللہ علیہ دیوان خانہ میں تخت مخصوص پر رونق افروز ہیں۔ نیز جاگتے ہیں سر کی آنکھوں سے دیکھ کر حیران و ششدر رہ گئے کہ حضور غوثیت مآب قطب ربانی محبوب سبحانی سید ابو محمد عبدالقادر محی الدین غوث اعظم جیلانی حسنی الحسینی رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی تخت پر حضرت خواجہ ابو برکات سید محمد سراج الدین المشہور شاہ عالم محبوب باری رحمۃ اللہ علیہ کے جانب دست راس رونق افروز ہیں تھوڑی دیر تک تو دریائے حیرت میں غوطہ زن رہے جب حیرت ختم ہوئی تو دست بستہ تخت شاہی کے اردگرد گردش کرکے پروانہ وار نثار ہوتے رہے جب وجدانی کیفیت دور ہوئی تو دست بوسی و قدمبوسی کی نوبت آئی۔ پھر عالم وارفتگی میں حضرت ملک زین الدین ببانی رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں کا بوسہ لیا اور فرمایا کہ الحمدللہ آپ کے صدقے آج میں نے رسول آباد میں بغداد و سلطان بغداد کا دیدار کرلیا۔

(ریحانۃ الابرار فارسی، صفحہ ۸۸) (صد حکایت فارسی، صفحہ ۷۷، حکایت سی و ہشتم)

مقام غوثیت سے مقام محبوبیت ۳۴ درجہ بلند ہے

شیخ یوسف بن احمد محتسب بیان فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم لوگ یعنی میں اور میرے چند پیر بھائی حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ ولایت میں حاضر ہوئے اس وقت آپ سلطان المتصر فین محی الملۃ والدین غوثیت مآب حضرت سید عبدالقادر غوث جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے مناقب و فضائل بیان فرما رہے ہیں۔ حضرت غوث جیلانی محبوب سبحانی رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر مبارک اور بیان شاہیہ سن کر میرے قلب میں ملال پیدا ہوا کہ کاش میں بھی آپ کا زمانہ پاتا اور آپ کے دست مبارک پر بیعت کا شرف حاصل کرتا اسی تصور میں ڈوبا ہوا تھا کہ نیند آگئی۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک نورانی صورت بزرگ جو چرم پوش ہیں قلندرانہ وضع قطع ہے چہرۂ مبارک سے ہیبت و جلال آشکارا ہے مجھ سے مخاطب ہوکے فرماتے ہیں کیوں ملول ہے تیرے مرشد گرامی حضرت سید عبدالقادر صاحب جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے مآل ولایت کے وارث۔ موجودہ دور کے اولیائے کرام پر مرتبہ کے اعتبار سے مسابقت کرنے والے ہیں نیز مقام غوثیت سے مقام محبوبیت ۳۴/درجہ بلند ہے۔ بیدار ہونے کے بعد جب حضرت بارگاہ شاہ عالم محبوب باری رحمۃ اللہ علیہ میں صبح کو حاضری نصیب ہوئی تو رات کا خواب آپ کی خدمت میں پیش کیا آپ نے خلوت میں طلب فرما کر خواب سنا اور تبسم فرما کر ارشاد فرمایا وہ میرے جد امجد سلطان الاولیاء سید برالدین احمد رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۱۷ھ) والد سید الاقطاب حضرت مخدوم جلال الدین المشہور جہانیاں جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ تھے اس لئے کہ تم سلسلہ سے وابستہ ہو رابطۂ قلبی کی بناء پر تمہاری دستگیری فرمائی۔ لیکن یاد رہے اس واقعہ کو میری حیات میں کسی کے سامنے بیان نہ کرنا یہ بڑوں کی نوازش کی بات ہے تم دیکھتے ہی ہو بزرگ لوگ اپنے میلے کچیلے کو گود میں بھی اٹھا لیتے ہیں اور کاندھے پر بھی بٹھا لیتے ہیں۔ شیخ یوسف بن محتسب بیان کرتے ہیں کہ اس خواب کو دیکھنے کے بعد میں جمعیت قلب اور حصول نعمت سے سرفراز ہوا۔

(ریحانۃ الابرار فارسی، صفحہ ۸۸۔۳۹۔)

(صد حکایت فارسی، صفحہ ۷۹ تا ۷۹ حکایت سی ونہم)

پانچ بزرگوں کی بشارت

حضرت خواجہ سید محمد سراج الدین شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ خود ارشاد فرماتے ہیں ۱۲ ربیع الاوّل شریف ۸۳۴ھ کی ایک دلنواز رات کو حالت مراقبہ میں یکے بعد دیگرے پانچ بزرگان دین کی ارواح مقدسہ نے مجھے مرتبۂ محبوبیت عطا ہونے کی بشارت سے سرفراز فرمایا اور انت محبوب اللہ کہہ کر خطاب فرمایا ان بندگان دین کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں۔

(۱) پیران پیر دستگیر حضرت سید عبدالقادر غوث اعظم جیلانی حسنی الحسینی المتوفی ۵۶۱ھ۔

(۲) سلطان الہند حضرت خواجہ سید معین الدین غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۶۳۲ھ۔

(۳) سلطان المشائخ حضرت خواجہ سید محمد نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۷۲۵ھ۔

(۴) سلطان واصلین حضرت خواجہ سید بدیع الدین قطب المدار رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۸۳۸ھ

(۵) سید الاقطاب حضرت خواجہ سید جلال الدین حسین جہانیاں جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۷۸۵ھ۔ (ریحانۃ الابرار فارسی، صفحہ ۷۹)

خانہ سازی کے لئے ۳۰ ہزار غیبی اشرفیاں

حضرت خواجہ سید محمد سراج الدین شاہ عالم محبوب باری رحمۃ اللہ علیہ کو ان واقعات کے بعد وہ مقام ناز و نیاز حاصل ہوا کہ جو آرزو اور جو تمنا آپ کے قلب ناز میں پیدا ہوتی فوراً اس کا سامان غیب سے ہو جاتا۔ صاحب حکایت شاہی حضرت خواجہ سید محمد صفی الدین جعفر بدر عالم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے قلب ناز میں مکان تعمیر کرنے کی تمنا ہوئی فی الفور خزانۂ غیب سے ۳۰ ہزار اشرفیاں برآمد ہوئیں آپ نے گجراتی زبان میں بارگاہ ایزدی میں عرض کیا راجن جی یہ کیا ہے ندا آئی یہ اشرفیاں ہیں اس لئے عطا کی گئی ہیں تا کہ تم مکان تعمیر کرو۔ اشیائے ضرورت اور مزدوروں کی مزدوری وغیرہ میں صرف کرو۔

(صد حکایت فارسی، صفحہ ۳۷۔ حکایت بست وسوم)

شان محبوبیت

سلطان الواصلین حضرت شیخ غزنی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں موضع گو بھلیج حضرت سید مبارک علیہ الرحمہ کی جاگیر میں تھا۔ سلطان محمود بیگوہ کے ارکان دولت نے وہ موضع ان سے نکال کر برائے اضافہ دوسرے کو دیدیا ہر چند کوشش کی مگر کارآمد نہ ہو سکی۔ حضرت سید مبارک محمد آبادی کی حضرت مولانا احمد بن اسماعیل ہرمزی رحمۃ اللہ علیہ سے دوستی تھی انہوں نے حضرت مبارک کو مشورہ دیا کہ آپ حضرت سیدنا شاہ عالم محبوب باری رحمۃ اللہ علیہ میں حاضر ہو کر سارا واقعہ عرض کریں وہ حاضر ہوئے۔ اور عرض کی حضور یہ گاؤں عرصہ دراز سے میرے پاس تھا۔ ایک میں ہی نہیں بہت سارے سادات کرام جو میرے قبیلے سے تعلق رکھتے ہیں۔ اسی کی بدولت معاش حاصل کرتے تھے۔ اب اس پر دوسرا قابض ہو گیا۔ سادات کرام وہاں سے برطرف کر دیئے گئے اب اللہ ہی ان کے طعام و معاش کا مددگار ہے کچھ اس انداز سے اپنے تاثرات قلبی کا اظہار کیا کہ حضرت شاہ عالم محبوب باری رحمۃ اللہ علیہ مائل بہ کرم ہو گئے آپ نے برائے تسکین فرمایا گھبراؤ نہیں صبر کرو شاید اللہ تعالیٰ چالیس روز کے اندر کوئی بہتر سبیل نکالے۔

حضرت سید مبارک محمد آبادی علیہ الرحمہ نے عرض کیا حضور یوں تو میں بھی سید ہوں خاندان رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے منسلک ہونے کی سعادت حاصل ہے اگر چالیس دن تک میں بھی کچھ ریاضت و محنت کروں تو کوئی نہ کوئی حل ضرور نکل آئے گا۔ آپ کا دامن جو تھاما ہے تو اسی لئے تھاما ہے کہ آپ خدا کے محبوب ہیں اور میرا یقین ہے کہ اگر حضور والا چاہیں تو یہ مہم ابھی اسی وقت سر ہو سکتی ہے یہ سن کر حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی آنکھیں آنسوؤں سے ڈبڈبا آئیں اور رخ انور کو آسمان کی طرف اٹھا کر فرمایا اے اللہ تو سنتا ہے تیرا بندہ کیا کہہ رہا ہے اور گجراتی زبان میں مناجات کے یہ کلمات فرمائے راجن جیو تجھ تھیں ہوں روٹھا جو مناوے تو مانوں یعنی اے میرے بادشاہ جاں میں تجھ سے روٹھ گیا اب اسی وقت منوں گا جب تو منائے گا۔ (سبحان اللہ کیا محبوبیت کی شان ہے کیا مقام ناز ہے) یہ کہہ کر آپ نے چادر اوڑھ لی اور دھوپ میں جا کر لیٹ گئے۔ سلطان محمود بیگوہ اسی وقت اپنے محل میں کھانا کھا کر لیٹا تھا یک بیک اللہ تعالیٰ نے اس کے دل میں القا کیا کہ فلاں ضرورت کے لئے حضرت سید مبارک رحمۃ اللہ علیہ کو بھیجے۔ یہ خیال دل میں ایسا جمایا کہ فوراً وقت سے پہلے جلدی سے محل کے برآمدے میں آ کر دستور خاں کو طلب کیا اور دریافت کیا کہ سید مبارک کہاں ہیں۔ دستور خاں نے عرض کیا کہ حضور اس سے

جاگیر ضبط کر لی گئی ہے۔ اب وہ ملازم سرکار نہیں ہیں بادشاہ نے قہر آلود ہو کر کہا کہ اپنے داماد کی جاگیر دوسروں کو کیوں نہ دے دی ہمارا حکم ہے فوراً سید مبارک علیہ الرحمہ کی جاگیر کی بحالی کی جائے بلکہ اور اضافہ کر کے پنجۂ صندل کا نشان فرمان شاہی پر ثبت کر کے سید مبارک کو بھجوا دو۔ اس طرح فرمان شاہی کے صادر ہونے کو ارباب گجرات قول کہتے ہیں قبل اس کے کہ فرمان شاہی سید مبارک کے دولت کدہ پر پہونچے اطلاع ملتے ہی فوراً بارگاہ شاہ عالم علیہ الرحمہ میں آ کر قدموں میں گر گئے اور اشکبار آنکھوں کے ساتھ دست بستہ عرض کیا کہ خدا کے محبوب اٹھئے اللہ تعالیٰ نے آپ سے ملاپ کیا صلح ہو گئی۔

حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ اٹھے اور روبقبلہ ہو کر سجدہ شکر ادا کیا اور فرمایا اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس بندہ نواز نے از روئے بندہ نوازی بندہ کی سن لی اور اس کے بعد نماز جمعہ کی تیاریوں میں مصروف ہو گئے۔

(صد حکایت فارسی، ص: ۱۶۰، حکایت نود و پنجم ۹۵)

(ریحانۃ الابرار فارسی، ص: ۶۵ تا ۶۶)

حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے تو اپنے آپ کو چھپانے کی لاکھ کوشش کی لیکن چھپ نہ سکے کہتے ہیں کہ جس طرح عشق اور مشک چھپائے نہیں چھپتا بعینہٖ اولیائے کرام کی ولایت بھی ستر پردوں میں چھپائے نہیں چھپتی خدا اور اس کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی صولت و عظمت کے پرچم زمینوں ہی میں نہیں آسمانوں میں لہراتے ہیں۔

روشن مہندی کی حقیقت

زائرین دربار شاہ عالم علیہ الرحمہ سے مخفی نہیں ہے کہ وہ دربار شریف میں حاضر ہوتے ہیں تو خاص حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ کے روضۂ مبارکہ کے سامنے پھولوں کی دوکان سے متصل ایک گنبد نما چھتری بنی ہوئی ہے جس میں اکثر منتوں کے چراغ روشن رہتے ہیں صاحب تذکرۃ السادات کا کہنا ہے یہ وہ مقام ہے جہاں پر عالم خواب میں حضرت سید برہان الدین قطب عالم بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے آقائے نامدار نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کو رونق افروز دیکھا تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو بشارت دیتے ہوئے ارشاد فرمایا تھا۔ برہان الدین مبارک ہو تمہارے فرزند سید محمد (یعنی شاہ عالم علیہ الرحمہ) اللہ کا محبوب ہے حضرت سید برہان الدین قطب عالم بخاری رحمۃ اللہ علیہ بیدار ہو کر جائے مذکورہ پر تشریف لائے تو دیکھا برکات و انوار رسالت کے

آ ثار بدستور موجود ہیں آپ نے اتنے خطہ زمین کو محفوظ کروادیا جہاں برکات وانوار نبوی کے آ ثار ہویدا تھے۔بعد میں تاج خاں نرپالی نے حضرت سیدنا شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے روضہ کی تعمیر کے وقت اس مقام پر شاندار گنبد نما چھتری بنادی ہے جہاں پر ہر شب میں عموماً اور پنجشنبہ کو خصوصاً زائرین مراد برآنے پر چراغاں کرتے ہیں۔(تذکرۃ السادات،ص:۴۸)

حضرت خواجہ شیخ فتح اللہ[1] اودھی چشتی نظامی کا ادب

حضرت خواجہ محمد سراج الدین شاہ عالم محبوب باری رحمۃ اللہ علیہ کا ادب واحترام اوران کے مراتب جلیلہ کا اظہار آپ کے دورے کے عظیم المرتبت صاحب منزلت اولیائے کرام نے اپنی اپنی مجلسوں میں کیا ہے اس سلسلہ میں ہم ایک واقعہ نذر ناظرین کرتے ہیں۔ایک حاتم بن عالم جن کو حضرت شاہ عالم محبوب باری رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت وارادت کا شرف حاصل تھا۔بیان کرتے ہیں میرے راہ ورسم دکن کے امراء میں سے آصف خاں ونظام الملک وحسام الملک ومجدہ الملک دلفر الملک کے ساتھ تھے یہ حضرت شاہ عالم محبوب باری رحمۃ اللہ علیہ سے واقفیت نہیں رکھتے تھے۔اور خود چشتیہ سلسلہ میں حضرت خواجہ برہان الدین غریب خلدآبادی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۷۳۸ھ) کے خاندان میں کسی بزرگ کے ہاتھ پر بیعت تھے ایک مرتبہ حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ ان حضرات کے سامنے نکلا تو آپ کے حالات سن کر متحیر ہوئے اور چاروں حضرت بولے کہ چلئے یہاں منگلور میں ایک صاحب متوکل مزاج درویش صفت بزرگ رہتے ہیں۔جن کا نام نامی اسم گرامی حضرت خواجہ شیخ فتح اللہ چشتی نظامی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۸۲۱ھ) ہے وہ اس دور کے اولیاء اللہ کے مقامات سے واقف ہیں کہ کون بزرگ کس مرتبہ پر فائز رہے۔ان کے دربار میں مقصد عرض کرنے کی ضرورت بھی پیش نہیں آتی وہ خود ہی بذریعہ کشف ہر آنے والے کی قلبی واردات سے واقف ہوجاتے ہیں چلئے وہاں چل کر دیکھیں وہ شاہ عالم علیہ

---

[1] حضرت شیخ اللہ چشتی نظامی رحمۃ اللہ علیہ سید الکاملین،رئیس العارفین ہیں۔آپ سرزمین دہلی کے جید علمائے کرام سے ہیں۔حضرت خواجہ سید صدرالدین طیب دلہا رحمۃ اللہ علیہ کے مرید وخلیفہ ہیں۔مرید ہونے کے بعد آپ نے بڑے عظیم مجاہدات کئے لیکن کچھ حاصل نہ ہوسکا۔ایک دن اپنے پیرومرشد شیخ صدرالدین طیب دلہا رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوکر اپنا حال بیان کیا۔مرشد گرامی نے فرمایا شغل درس وتدریس چھوڑ دو اور اپنی تمام کتابیں طلبا میں تقسیم کردو آپ نے چند خاص پسندیدہ کتابیں رکھیں باقی سب طلباء پر تقسیم کردیں لیکن

الرحمہ کے بارے میں کیا فرماتے ہیں۔

شہر منگلور میں موجودہ بزرگوں میں کوئی دوسرا ان کا ہم پلہ نہیں ہے۔ سب دکھنی امرا حاتم بن عالم مرید حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کو لے کر حضرت خواجہ شیخ فتح اللہ اودھی چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے یہ لوگ ابھی ٹھیک سے بیٹھنے بھی نہ پائے تھے کہ آپ نے فرمایا بھلا ہماری یہ مجال کہاں کہ حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے مقام خاص واحوال سے واقف ہوسکیں وہ وارث فیضان صاحب لی مع اللہ ہیں۔ اور تین اشعار ارشاد فرمائے وہ حسب ذیل ہیں۔

حا ل چوں جلوہ است بازیا عروس
واں مقام آں خلوت آمد باعروس
جلوہ بیند شاہ وغیرہ شاہ نیز
نیست درخلوت بجز شاہ عزیز

پھر بھی کوئی فائدہ حاصل نہ ہوا جب ان کتابوں کو بھی علیحدہ کر دیا تو درجۂ کمال پر فائز ہوئے۔ آپ کو سماع کا بے حد شوق تھا یعنی حضرت خواجہ قاسم اودھی اور حضرت خواجہ محمد عیسیٰ جونپوری جیسی عظیم المرتبت ہستیاں آپ کے خلفاء میں داخل وشامل ہیں۔ آپ کا وصال شریف ۸۲۱ھ میں ہوا۔ (مسالک السالکین جلد دوم، ۵۲۴)

آپ کے پیرومرشد حضرت خواجہ شیخ صدرالدین طیب دلہار حمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ مخدوم نصیر الدین روشن چراغ دہلی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۷۵۷ھ کے پروردہ اور اہل کمال خلفا میں سے ہیں حضرت صدرالدین احمد طیب دلہا رحمۃ اللہ علیہ کے والد حضرت شیخ شہاب حضور خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب باری رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے ان کی کوئی اولاد نہ تھی دونوں میاں بیوی ضعیف ہو گئے تھے ایک دن آپ کے والد ماجد نے حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ سے اس سلسلہ میں عرض کیا۔ حضور محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا سماع کے وقت آنا حسب ہدایت آپ کے والد سماع کے وقت حاضر بارگاہ ہوئے حضور سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ عین حالت سماع میں جب کہ آپ پر وجد طاری تھا اپنی پیٹھ ان کی پیٹھ سے ملا دی اور ارشاد فرمایا جاؤ خداوند تعالیٰ تم کو نیک فرزند عطا فرمائے گا اسی روز آپ کی والدہ ماجدہ حاملہ ہوئیں نو ماہ بعد حضرت خواجہ شیخ صدرالدین احمد طیب دلہا پیدا ہوئے۔ آپ کے والد آپ کو لے کر بارگاہ محبوب الٰہی میں حاضر ہوئے، حضور محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو گود میں لیا اور اپنے جبہ شریف سے ایک خرقہ اپنے ہاتھ سے تیار کیا اور آپ کو پہنایا جب ہوشیار ہوئے تو اپنے خلیفہ خاص حضرت مخدوم نصیر الدین روشن چراغ دہلی کے سپرد فرمایا اور تاکید فرمایا یہ میرا فرزند ہے اس کی تعلیم ظاہری وباطنی میں ہرگز کوئی دقیقہ نہ اٹھا رکھنا۔ بعد تکمیل حضرت مخدوم روشن چراغ دہلی نے خلافت سے سرفراز فرمایا۔ آپ نے ۷۹۵ھ میں وصال الٰہی فرمایا۔ مزار مبارک دہلی میں ہے۔

(مسالک السالکین، جلد دوم، ص: ۶۲۴) (حاشیہ ختم ہوا)

ہست بسیار اہل حال از صوفیاں
کمتر ایں اہل مقام اندر میاں!

ترجمہ : -جب دلہن کے حسن و جمال کے جلوے اپنے شباب پر ہوتے ہیں اور وہ خلوت گاہ خاص میں دلہن بن کر آتی ہے تو ان جلوؤں سے سیراب شاہ محبت ہی ہوتا ہے صوفیائے کرام میں اہل حال تو بہت گزرے ہیں لیکن ان میں اس مرتبہ کے بہت کم ملتے ہیں۔

حضرت خواجہ شیخ اللہ اودھی منگلوری چشتی اس پایہ کے بزرگ تھے۔ایک مرتبہ ایک چور آپ کے حجرہ شریف میں آ گیا آپ نے اس کا ہاتھ پکڑ کر ارشاد فرمایا: اِقْرَ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقْ فوراً گناہوں کی ظلمات قلب سے زائل ہو کر نور معرفت سے آبگینۂ دل لبریز ہو گیا اور اس کو ایسی نعمت سے سرفراز کیا کہ اس کے پاس دولت کے انبار ہو گئے اور اپنی پالکی میں سوار ہو کر نکلتا تو لوگ اس کی حالت کے تغیر پر رشک کرتے تھے۔(ریحانۃ الابرار فارسی ص:۴۵تا۴۶)

قصر محبوب کا تخلیہ

ملک محمد بن دولت خاں سے حاجی محمد صاحب روایت بیان کرتے ہیں انہیں عنفوان شباب سے حضرت سید عبدالقادر غوث جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے از حد عقیدت تھی وہ بیان کرتے ہیں عقیدت یہاں تک پہونچ چکی ہے کہ ان کے گھر کا چراغ گل ہونے والا ہوتا تھا اور یہ جذبۂ عقیدت میں سرشار ہو کر حضور غوث اعظم کا نام نامی اسم گرامی لے دیتے تو چراغ بجھتے بجھتے جلنے لگتا تھا۔مدتوں سے ان کے دل کی تمنا تھی اگر کوئی قادری سلسلہ کے بزرگ ملیں تو ان کے ہاتھ پر بیعت قادریہ کریں لہذا ایک دن مقدر بیدار ہوا انہوں نے خواب میں دیکھا حضور فرماتے ہیں محمد حاجی اس زمانہ میں سرزمین گجرات میں حضرت سید سراج الدین محبوب شاہ عالم محبوب باری رحمۃ اللہ علیہ ہمارے فیضان کے وارث ہیں آؤ میں ان سے تمہارا تعارف کرادوں۔حضور کے حکم کے مطابق میں آپ کے ہمراہ ہولیا مجھے لے کر حضور غوث جیلانی ایک عظیم الشان قصر میں داخل ہوئے میں نے دیکھا قصر معلیٰ اولیاء اللہ سے معمور ہے۔

حضور غوث اعظم سید عبدالقادر جیلانی کو دیکھتے ہی تمام اولیاء کرام دست بستہ کھڑے ہو گئے حضور اقدس نے اولیاء اللہ کا جلسہ منعقد ہونے کا سبب دریافت کیا۔ان حضرات میں سے ایک نے جواباً عرض کیا قصر محبوب میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرات شاہ عالم تشریف رکھتے ہیں اندر تخلیہ ہے ہم لوگ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے مشتاق ہیں ابھی یہ جملہ پورا

ہونے نہیں پایا تھا کہ قصر محبوب کا دروازہ کھلا اور حضور احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ مع حضرت شاہ عالم محبوب باری نرالی شان سے اور نہایت رازدارانہ انداز میں گفتگو فرماتے ہوئے برآمد ہوئے، سرکار غوثیت مآب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے محمد حاجی صاحب سے تعارف کر کے ارشاد فرمایا انہیں مرید فرمائیں اور نسبت قادری سے مستفیض کریں۔ حضرت شاہ عالم محبوب باری نے جواباً فرمایا کہ انہیں براہِ راست حضور ہی فیضیات کریں اس لئے کہ آپ سے لگاؤ اور انسیت رکھتے ہیں حضور قطب ربانی محبوب سبحانی سید عبدالقادر غوث اعظم جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ اچھا انہیں آپ میری طرف سے مرید فرمائیں اور اپنے سر اقدس سے شربتی رنگ کی کلاہ مبارک اُتار کر حضرت شاہ عالم محبوب باری کے سر مبارک پر اڑھادی اس نورانی خواب کو دیکھنے کے بعد آنکھ کھل گئی۔ جمعہ کے دن حضرت شاہ عالم محبوب باری کے دربار میں حاضر ہوئے۔ دیکھا جابجا علمائے کرام مباحثہ علمی میں مشغول ہیں ارباب ارادت اپنے بڑے بڑے بال کھولے مودب کھڑے ہیں۔ اور حضرت شاہ عالم محبوب باری ان کو سلسلہ میں داخل کر کے تبرک عطا فرمارہے ہیں۔ ہر ایک تبرک لینے کے بعد رخصت ہوجاتا ہے۔ جب میری طرف حضور سیدنا شاہ عالم محبوب باری نے توجہ نہ فرمائی تو میں سمجھا کہ شاید ابھی میرے خواب کی تعبیر کا وقت نہیں آیا ہے یہ خطرہ دل میں آیا تھا کہ حضرت شاہ عالم محبوب باری نے میری طرف دیکھا اور فرمایا آؤ آؤ محمد حاجی میرے قریب آؤ۔ میں حضرت سے نزدیک ہوا تو میرا ہاتھ پکڑلیا اور مجھے حجرہ شریف میں لے گئے بیعت فرما کر اپنی غلامی سے مشرف فرمایا اور وہ شربتی رنگ کی کلاہ مبارک جو خواب میں حضرت غوث جیلانی نے آپ کو اڑھائی تھی ہاتھ ڈال کر اپنے تکیہ کے پیچھے سے نکال کر مجھے اڑھائی اور فرمایا یہ حضرت سید عبدالقادر غوث جیلانی کے حکم سے ہے۔

(ریحانۃ الابرار فارسی، ص:۲۹ تا ۳۲)

مرتبہ محبوبیت طریقت میں اعلیٰ مرتبہ ہے

سالکین راہ طریقت نے ولایت کو مختلف درجوں اور مختلف منزلوں پر تقسیم فرمایا ہے جس میں سب سے ارفع واعلیٰ مقام محبوبیت کا ہے اور یہی سالکین راہ طریقت کی آخری منزل اور ولایت کی حد آخر ہے اسی اعتبار سے اولیاء اللہ کے مراتب و درجات بھی علیحدہ علیحدہ ہیں بعض اولیاء اللہ ولایت کی اعلیٰ منزلوں پر فائز ہوئے ہیں اور بعض درمیانی منزلوں پر بعض ولایت کی اعلیٰ منزلوں پر فائز ہوئے ہیں اور اعلیٰ منزلوں میں سب سے ارفع منزل محبوبیت کی منزل ہے۔

حضرت پیر کمال مالوی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت خواجہ سید محمد سراج شاہ عالم محبوب باری رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ اس ثبوت میں پیش کیا جا سکتا ہے حضرت پیر کمال مالوی کا تعلق ولایت کے وسطی درجہ یعنی درمیانی درجہ سے تھا لہٰذا حتی الامکان آپ نے ان کی ولایت کے مراتب جلیلہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے مصالحت اور مفاہمت کی کوشش کی لیکن حضرت پیر کمال مالوی کی نگاہ حضرت شاہ عالم محبوب باری کے ارفع واعلیٰ مقام تک نہ پہونچ سکی۔ لہٰذا اس کا انجام ان کے حق میں ناخوشگوار اور بھیانک ہوا۔ ہم ناظرین حیات حضرت شاہ عالم کے لئے ضروری سمجھتے ہیں یہاں باب محبوبیت میں اس واقعہ کو پیش کردیں۔

حضرت اقدس پیر کمال رحمۃ اللہ علیہ اولیائے کاملین میں سے ہیں۔ مالوہ کے رہنے والے تھے۔ سلطان مالوہ محمود خلجی ان کا بڑا معتقد تھا اکثر وبیشتر ان کی خدمت میں تحفے تحائف روانہ کر کے ان کو خوش کرتا تھا۔ ایک مرتبہ سلطان مالوہ سلطان محمود خلجی نے ان کو ایک توڑا اشرفیوں کا بطور نذرانہ پیش کیا۔ آپ نے احمد آباد سے متصل سکونت اختیار کرلی تھی جب آپ وارد احمد آباد ہوئے تو حضرت سید برہان الدین قطب عالم بخاری نے اپنی کوشش سفارش سے ایک قطع زمین سلطان گجرات محمد شاہ زربخش سے آپ کو رسول آباد کے قریب دلوایا تھا یہ علاقہ حضرت پیر کمال رحمۃ اللہ کو بہت پسند تھا۔ اس لئے کہ سرسبز اور شاداب تھا۔ اس زمانے میں ایک چھوٹی سی ندی جس کا نام مانک ندی تھا یہاں سے ہو کر گزرتی تھی آج اس ندی کا نام ونشان بھی باقی نہیں ہے تاریخ میں ہے کہ یہی ندی مانک چوک ہو کر گزرتی ہے اور اسی کی نہروں سے سلطان احمد شاہ علیہ الرحمہ کا قلعہ اور اکثر احمد آباد کی آبادی کے حصے سیراب ہوتے تھے۔ ہوسکتا ہے کہ سابرمتی سے نہر کاٹ کرلائی گئی تھی اور مانک چوک ہو کر گزرنے کی وجہ سے اس نہر کا نام مانک ندی پڑ گیا ہو۔ آج بھی اسی مانک ندی کی گزرگاہ ریلیف روڈ کی صورت میں باقی ہے اور یہی ندی مانک چوک سے گزر کر رسول آباد کے قریب سے ہو کر گزرتی اور پھر سابرمتی جا کر ضم ہو جاتی ہے۔ اس ندی نے اپنی گزرگاہ کے اطراف میں تمام علاقوں کو سرسبز وشاداب بنادیا تھا رسول آباد سے متصل مانک ندی کے کنارے جو بڑا پر فضا مقام تھا۔ حضرت پیر کمال رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی شاندار خانقاہ اور عظیم الشان مسجد تعمیر کرائی تھی، اور اس جگہ کا نام علیم پور رکھا۔ مسجد ابھی تک اسی شان سے باقی ہے۔ لیکن آپ کی خانقاہ اور روضۂ مبارکہ جو کہ آپ نے اپنی حیات ہی میں تعمیر کرائے تھے۔ منہدم ہو گئے ہیں ایک دن کا واقعہ ہے کہ حضرت پیر کمال رحمۃ اللہ علیہ مذکورہ بالا اشرفیوں کا توڑ اگلے میں ڈالے اور دوسری جانب گلے میں قرآن کریم حمائل کئے ہوئے جمال پور کیف ومستی کے عالم میں جا پہونچے۔ اتفاق کی بات کہ جمال پور دروازہ سے سلطان محمد زربخش کی سواری

کے جلوس نکلنے کی تیاریاں ہو رہی تھیں اعلان کر دیا تھا کہ بادشاہ کی سواری نکلنے والی ہے اس کے اہتمام میں راستہ بند کر دیا گیا ہے کوئی صاحب اس راہ سے نہ گزریں سوئے اتفاق دیکھئے کہ ادھر بادشاہ کی سواری کا ہاتھی جمال پور دروازہ سے باہر نکلا ادھر حضرت پیر کمال مالوی اپنی مستانہ روش کے ساتھ بیچ سڑک پر چلتے ہوئے آ نکلے۔ آپ کے سیدھے کاندھے پر قرآن کریم حمائل تھا اور الٹے کاندھے پر اشرفیوں کا توڑا لٹک رہا تھا جو سلطان مالوہ محمود خلجی نے آپ کی خدمت میں بطور نذرانہ پیش کیا تھا۔ سلطان محمد زر بخش کی نظر جیسے ہی پیر کمال پر پڑی غصہ سے برافروختہ ہو گیا اور بولا یہ کون بے ادب ہے جو اس بے خوفی سے ہماری سواری کے آگے آگے چل رہا ہے سلطان کے ہوا خواہوں نے کہا حضور ظل سبحانی یہی وہ پیر کمال سلطان مالوہ محمد خلجی کے پیر و مرشد ہیں جنہوں نے شاندار خانقاہ شاندار مسجد تعمیر کرائی ہے دیکھئے نا محمود خلجی کی داد و دہش نے مغرور بنا دیا ہے اس وقت بھی اشرفیوں کا توڑا گلے میں پڑا ہوا ہے حضور ظل رحمانی کے سامنے اس شان و شوکت کے ساتھ آنا جس کا لقب ہی خاص و عوام میں زر . زر بخش ہے جس کی عطاؤں نے گداؤں کو تونگر بنا دیا ہے۔ اس ڈھٹائی کے ساتھ حضور عالم پناہ کے سامنے آنا کتنی بڑی گستاخی و بے ادبی کی بات ہے۔ سلطان محمود زر بخش یہ سب سن کر غصہ میں آپے سے باہر ہو گیا اور حکم دیا کہ چھین لو اس بے ادب کے گلے سے اشرفیوں کا توڑا ذرۂ بے مقدار ہو کر آفتاب سے نظریں ملانے چلا ہے فرمان شاہی صادر ہوتے ہیں چند حکومت کے سپاہی پھرتی سے حضرت پیر کمال کی طرف جھپٹ پڑے۔ حضرت پیر کمال رحمۃ اللہ علیہ یاد خدا میں مستغرق کیف و مستی کے عالم میں ان ناعاقبت اندیشوں کے اس اقدام سے غافل چلے آ رہے تھے ایک سپاہی نے آپ کے سینہ پر زوردار مکہ مارا جس کے دھچکے سے آپ زمین پر گرے دوسرے سپاہی نے یہ کہتے ہوئے بے ادب فقیر تجھے معلوم نہیں بادشاہوں کے سامنے اس طرح آنا عظیم جرم ہے آپ کے گلے سے اشرفیوں کا توڑا اور قرآن کریم چھین لیا حضرت پیر کمال نے گرتے ہوئے ایک آہ سرد کھینچی اور کہا اے ظالمو یہ کیا اندھیر ہے۔ بادشاہ کی موجودگی میں جو قدرت کی طرف سے رعیت کی جان و مال کی رکھوالی کرنے والا بنایا گیا ہے مجھ بے گناہ بے قصور کو لوٹ لیا گیا خیر اے دنیا کے کتو! تمہیں زر مطلوب ہے تو یہ اشرفیوں کا توڑا لے جاؤ مگر مجھے للہ میرا قرآن تو دے دو یہ سن کر جاتے ہوئے سپاہیوں میں سے ایک سپاہی نے پلٹ کر آپ کے رخسار ولایت پر طمانچہ رسید کیا طمانچہ کی بھرپور ضرب کھا کر آپ کے قدم لڑکھڑائے اور آپ گر پڑے سامنے پڑے ہوئے ایک پتھر سے سر ٹکرایا اور پیشانی زخمی ہو گئی خون کے فوارے چھوٹ نکلے۔ آنکھوں میں اندھیرا چھا گیا بے ساختہ زبان مبارک سے آہ نکل گئی مظلوم کی آہ سے تو عرش کانپ جاتا ہے چند لمحات کے سکوت کے بعد

حضرت پیر کمال اٹھے دست مبارک سے پیشانی کے خون کو پونچھا خون میں بھیگے ہوئے ہاتھ دیکھ کر پیالۂ صبر چھلک اٹھا انہیں خون آلود ہاتھوں کو بارگاہ ایزدی میں اٹھا کر سلطان محمد زر بخش کے حق میں بدعا فرمائی فوراً موت قہر الٰہی کی صورت میں نمودار ہوئی سلطان محمد زر بخش محل پہونچ کر یک بیک بیمار ہوا چند دن بستر علالت پر دراز رہ کر راہی ملک عدم ہوا۔ یہ واقعہ ۸۵۵ھ کا ہے حضرت پیر کمال کے ساتھ بے ادبی اور ظلم کے برتاؤں کی خبر آناً فاناً مالوہ پہونچ گئی جس نے سلطان محمود خلجی کو مشتعل کر دیا اس نے گجرات پر چڑھائی کی تیاریاں شروع کر دیں نیز حضرت پیر کمال کو بطور مشورہ ایک خط اس بارے میں تحریر کیا۔ ادھر سلطان محمد کے انتقال کے بعد اس کا بڑا لڑکا جلال خاں نے سلطان قطب الدین احمد کا لقب اختیار کر کے گیارہ محرم الحرام ۸۵۵ھ مطابق ۱۳ر فروری ۱۴۵۱ھ کو تخت گجرات پر جلوس کیا اس کی عمر صرف ۱۷ سال کی تھی۔

حضرت پیر کمال نے سلطان محمود خلجی کے خط کے جواب میں تحریر فرمادیا۔ سلطان محمد بہ بدعائے من مردہ است بیائید کہ پسر او قطب الدین احمد را۔ من عزل کردم و بشما ملک گجرات دادم سلطان محمد میری بددعا سے ہلاک ہوا ہے آپ تشریف لائیں اس لئے کہ میں نے اس کے بیٹے قطب الدین احمد کو معزول کر کے گجرات کا ملک آپ کو عطا کر دیا۔

اس خط کے ملتے ہی سلطان مالوہ محمود خلجی عازم گجرات ہوا جب یہ خبر سلطان قطب الدین احمد شاہ گجرات کو ہوئی تو صرف ۱۷ سال عمر تھی، گھبرا کر حضرت سید برہان الدین قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ اس لئے کہ آپ سے ہی ارادت رکھتا تھا اور سارا ماجرا آپ کی خدمت میں بیان کیا حضرت قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ نے فوراً حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کو بلایا۔ اس وقت حضرت شاہ عالم محبوب باری کی عمر مبارک ۳۸ سال کی تھی اور فرمایا کہ آپ فوراً حضرت پیر کمال کے پاس جائیں اور میرا سلام کہیں بعدہ میری طرف سے یہ پیغام بھی پہونچائیں اور التماس کریں کہ آپ کا مجرم مر چکا ہے اور موجودہ بادشاہ قطب الدین احمد بے گناہ ہے توجہ کی ضرورت ہے کہ اس کا موروثی ملک اس کے ہاتھ سے نہ نکلے حضرت شاہ عالم محبوب باری قطب عالم کا پیغام لے کر پیر کمال کے پاس تشریف لائے اور مذکورہ پیغام پہونچا دیا یہ سن کر حضرت پیر کمال نے فرمایا اب تو جو کچھ ہونا تھا ہو چکا۔ حضرت شاہ عالم محبوب باری نے بارگاہ قطب عالم میں ان کا جواب پیش کیا حضرت خطب عالم نے دوبارا شاہ عالم محبوب باری کو پیر کمال کے یہاں بھیجا اور کہلا دیا کہ برہان الدین کی آپ سے بالحاح وزاری التماس ہے۔ اس کا ملک اسی کے حق میں بحال رکھئے جیسا کہ قطب عالم نے پیغام بھیجا تھا بعینہٖ شاہ عالم محبوب باری نے پیر کمال کی خدمت میں پہونچا دیا حضرت پیر کمال نے حضرت شاہ عالم سے کہا کہہ دینا کہ یہ بچوں کا

کھیل نہیں ہے جو کہ بار بار بنائیں اور بگاڑیں حضرت شاہ عالم فوراً حضرت قطب عالم کی خدمت میں واپس ہوئے سارا مضمون من وعن نقل فرمادیا یہ سن کر حضرت قطب عالم نے فرمایا آپ ایک مرتبہ اور جانے کی زحمت گوارہ فرمائیں میری طرف سے عرض کریں کہ برہان الدین غریب اللہ بعد سلام عرض کرتا ہے کہ میری داڑھی کی شرم ملحوظ خاطر رکھیں اور اس کا ملک اسی کے حق میں بحال رکھا جائے۔ عرض یہ ہے کہ حضرت تیسری مرتبہ بھی حضرت پیر کمال کی خدمت میں حضرت قطب عالم کا پیغام حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی زبانی سن کر یہ فرمایا کہ آپ کے والد گرامی خود قطب عالم کہتے ہیں اور یہ نہیں جانتے کہ تقدیر کیا ہے جو لکھی جاتی ہیں انہیں کاٹا نہیں جاتا اگر انہیں اس بارے میں کوئی شبہ ہے تو یہ فرمان دیکھ لیں حضرت پیر کمال نے اپنا ہاتھ فضا میں بلند کر کے ایک کاغذ حضرت شاہ عالم محبوب باری کے ہاتھ میں دے دیا حضرت شاہ عالم محبوب باری نے اس کا مضمون ملاحظہ فرمایا اس میں تحریر تھا۔

از:- فلاں تاریخ ملک گجرات از قطب الدین تغیر گشتہ بمحمود حوالہ شد۔

ترجمہ:- فلانی تاریخ سے ملک گجرات قطب الدین سے لے کر محمود خلجی کے حوالہ کر دیا گیا حضرت خواجہ سید محمد سراج الدین المشہور شاہ عالم محبوب باری کے چہرۂ مبارک پر غصہ کے آثار ظاہر ہوئے رگ ہاشمیت پھڑکی اور شان محبوبیت کا اظہار کرتے ہوئے آپ نے فرمایا اس پر میرے جد امجد حضور احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر اقدس تو ہے ہی نہیں اور وہ فرمان ریزہ ریزہ کر ڈالا اور فرمایا یہ ہمیں قبول نہیں ہے اسی وقت اس صدمے کی تاب نہ لاکر، اصل بحق ہو گئے اور شاہ عالم حالت غیظ و غضب میں وہاں سے اٹھ کر چلے آئے اور اسی حال میں حضرت قطب عالم کی خدمت میں تشریف لائے حضرت قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے بگڑے ہوئے تیور دیکھ کر حالت اضطراب میں دریافت کیا یہ تم کیا کر آئے بڑی شدت کی آپ نے اس معاملہ میں کیا آپ نے یہ نہیں دیکھا کہ میں نے اس سلسلہ میں خاکساری اور تواضع سے کام لیا تھا پیر کمال تو اپنی عمر تمام کر چکے تھے فوت ہوتے ہی لیکن افسوس بدنامی تم نے اپنے سر لے لی۔

(صد حکایت فارسی، ص: ۴۶ تا ۴۹ حکایت بست ونہم)

شاہ عالم کا تیر اور محمود خلجی کا چتر

بیان کرتے ہیں کہ والئی مانڈو سلطان محمود خلجی نے سلطان قطب الدین احمد...... گجرات سے جنگ کرنے اور احمد آباد پر قبضہ کرنے کے ارادے سے لشکر کشی کی تو سلطان قطب الدین

احمد اطلاع کرنے کے ارادہ سے بارگاہ حضرت قطب عالم علیہ الرحمہ میں حاضر ہوا اور تمام احوال سے باخبر کیا حضرت قطب عالم نے حضرت شاہ عالم محبوب باری سے فرمایا کہ میاں آپ قطب الدین احمد کے لشکر ظفر پیکر کے ہمراہ جہاں تک خدا لیجائے تشریف لے جائیں حضرت شاہ عالم محبوب باری نے قطب عالم کے حکم کے مطابق لشکر کے اس سرے سے لے کر اس سے سرے تک معائنہ فرمایا جب لشکر رخصت ہونے لگا تو حضرت شاہ عالم محبوب باری سے سلطان نے عرض کیا برائے مہربانی اپنی شمشیر مبارک مجھے عنایت فرمائیں تا کہ میرے حق میں نیک فال ہو اور اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ مجھے فتح نصیب فرمائے۔ حضرت شاہ عالم محبوب باری نے فرمایا آپ کو فتح سے مطلب ہے یا کہ فاتحہ سے حضرت قطب عالم آپ کو ظفر مندی کی دعا سے سرفراز فرما چکے ہیں سلطان نے عرض کیا کہ میں اس وقت آپ کی لطف وعنایت کا امیدوار ہوں للہ توجہ فرمائیں اور شمشیر عنایت فرمادیں۔

سلطان کی استدعا پر حضرت شاہ عالم محبوب باری نے اپنے دست مبارک سے تیر سلطان محمود خلجی کے ملک کے پائے تخت مانڈو کی طرف پھینکا۔ اسی اثنا میں سلطان محمود خلجی کا سفیر سلطان قطب الدین احمد کے پاس آیا گفتگو کے دوران اس نے بتایا سلطان محمود خلجی کو بھی حضرت صدر الدین راجو قتال (المتوفی ۸۲۷ھ) سے ارادت کا شرف حاصل ہے یہ سن کر حضرت شاہ عالم محبوب باری نے اپنے دونوں ہاتھوں سے اپنے گوش مبارک پکڑے اور فرمایا خدایا تو گواہ رہنا کہ میں نے جو تیر مالوہ کی طرف پھینکا ہے اس میں محمود خلجی کا قصد نہیں ہے۔ صرف محمود خلجی کے چتر کا قصد ہے (سبحان اللہ کیسا بے مثال ادب ہے اشیاخ سلسلہ کا حضرت خواجہ صدر الدین راجو قتال رحمۃ اللہ علیہ حضرت مخدوم سید جلال الدین حسین المشہور جہانیاں جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ کے چھوٹے بھائی ہیں۔ حضرت صدر الدین راجو قتال حضرت قطب عالم کے پیر ومرشد بھی ہیں۔ اور دادا کے بھائی قطب عالم بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو سرزمین گجرات میں تبرکات دے کر بھیجنے والے حضرت صدر الدین راجو قتال ہی ہیں حضرت صدر الدین راجو قتال کو حضرت برہان الدین قطب عالم بخاری سے اور ان کے دوسرے بھائیوں سے بیحد محبت تھی حضرت صدر الدین راجو قتال باوجود اس کے کہ خود بھی صاحب اولاد تھے لیکن اپنا جانشیں آپ نے قطب عالم کے بھائی حضرت قطب الدین بن ناصر الدین نوشہ بخاری کو کیا تھا اور آج تک انہیں کی اولاد میں سجادگی چلی آرہی ہے۔ حضرت صدر الدین راجو قتال کی ولادت ۲۰/شعبان المعظم ۷۶۰ھ مطابق ۱۳۵۹ء ہے اور آپ کا وصال شریف ۱۶/جمادی الآخر ۸۲۷ھ مطابق ۱۴۲۴ء ہے مزار مبارک اوچ شریف پاکستان میں مرجع خلائق ہے) سلطان قطب الدین احمد نے حضرت شاہ عالم محبوب باری سے

عرض کی کہ ہماری جنگ کا دارومدار ہاتھیوں پر ہے۔ سلطان محمود خلجی کے پاس ایک ہاتھی قصاب نامی ہے اس ہاتھی کی بو پاتے ہی دوسرے ہاتھی میدان چھوڑ کر بھاگ جاتے ہیں اور وہ ہاتھی ان کا تعاقب کر کے پھاڑ ڈالتا ہے۔ حضرت شاہ عالم محبوب باری نے یہ سن کر شاہی مراکب کی طرف نظر ڈالی دیکھا کہ ایک نہایت قوی نوجوان خوبصورت ہاتھی مزین کر کے بادشاہ کی سواری کے لئے لایا گیا ہے آپ نے اس ہاتھی کو اپنے سامنے بلایا اپنے دہن مبارک سے پان کی پیک اس کی سونڈ میں تھوکی ہاتھی اس کو پی گیا آپ نے فرمایا آج سے اس ہاتھی کا لقب شدنی ہے انشاء اللہ تعالیٰ یہ قصاب کو پھاڑ ڈالے گا اس کے بعد آپ نے سلطان کو الوداع کہہ کر رخصت کرنا چاہا تو سلطان نے پھر عرض کیا کہ حضور اپنی شمشیر خاص مجھ کو عطا ہو آپ نے فرمایا اگر دوسری شمشیر طلب کرو تو دے دوں۔ یہ شمشیر جو میری کمر سے بندھی ہوئی ہے سمیع و بصیر ہے یعنی سنتی بھی ہے اور دیکھتی بھی ہے۔ یہ خلاف شریعت نہ کوئی بات سن سکتی ہے نہ دیکھ سکتی ہے۔ سلطان قطب الدین احمد نے آپ کے عبا کے دامن کو پکڑ کر عرض کیا کہ میں منہیات شرعیہ سے تائب ہوتا ہوں حضرت شاہ عالم محبوب باری نے سلطان سے فرمایا تم میرے ہاتھ پر اس بات کا عہد کرو (۱) عدل وانصاف اختیار کرو گے (۲) شراب نہیں پیو گے (۳) زنا سے ہمیشہ بچتے رہو گے سلطان نے تمام مذکورہ بالا باتوں پر عہد کیا آپ نے اپنی کمر شریف سے شمشیر کھول کر بادشاہ کو عنایت فرما دی۔ القصہ جب (یہ معرکہ سرزمین کپڑونج پر واقع ہوا تھا دیکھئے مرأت محمدی، ص:۷۲) جنگ گرم ہوئی اور محمود خلجی کا مشہور نامی ہاتھی میدان میں آیا تو حسب بشارت شاہیہ قصاب کو دیکھتے ہی شدنی ہاتھی دوڑ کر اس کے نیچے گھس کر اچھلا اور قصاب کو پچھاڑ کر اپنے پاؤں سے کچل ڈالا اور ہڈیاں چورا چورا کر دیں اور وہ تیر جو حضرت شاہ عالم محبوب باری نے سلطان قطب الدین احمد کے کوچ کے وقت احمد آباد سے چھوڑا تھا وہ فضاؤں میں بوقت جنگ ظاہر ہوا اور سلطان مالوہ محمود خلجی کے چتر پر آ کر گرا فوراً چتر زمین پر سرنگوں ہو گیا چتر گرتا دیکھ کر محمود خلجی کی فوج نے سمجھا سلطان محمود خلجی کا قتل ہو گیا لہذا فوج میں بھگدڑ مچ گئی اور سلطان قطب الدین احمد گجراتی کو فتح نصیب ہوئی۔ (صد حکایت فارسی، ص:۵۶ تا ۵۹ حکایت نمبر دو دوم ۳۲)

سلطان قطب الدین احمد کی توبہ شکنی

سلطان محمود خلجی کے حملہ کے وقت منہیات شرعیہ سے اجتناب کا عہد قطب الدین احمد نے سلطان اولیائے گجرات، ابوالبرکات حضرت خواجہ سید محمد سراج الدین شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر کیا تھا۔ اس عہد کے تحت حضرت شاہ عالم محبوب باری نے اپنی مخصوص شمشیر اسے عطا فرمائی تھی لیکن افسوس زیادہ دن وہ اس پر قائم نہ رہ سکا اور شراب نوشی کی بری عادت کا شکار ہو گیا اور محبوب باری۔

حضرت شاہ عالم کی سمیع و بصیر شمشیر نے اسے کیفر کردار تک پہونچا دیا وہ تلوار سلطان قطب الدین احمد کے پاس آٹھ سال رہی ایک دن کا ذکر ہے کہ سلطان قطب الدین احمد نے خوب شراب نوشی کی اور شراب کے نشے کی حالت میں اعلان جاری کیا کہ تین دروازہ کا بازار خاص فوراً زنانہ کر دیا جائے کوئی مرد کسی دوکان پر یا بازار میں نہ رہے اس لئے کہ بادشاہ کی بیگمات بازار کی سیر کو آنے والی ہیں۔ اعلان ہوتے ہی مردوں سے بازار خالی ہو گیا۔ اب دوکان پر سودا فروشی کے لئے بجائے مردوں کے عورتیں نظر آنے لگیں۔ لیکن زمانے کا ستایا قسمت کا مارا برکاتی نام ایک لکڑہارا جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر لایا اور برائے فروخت تین دروازے سے داخل ہو کر بازار خاص کے صدر مقام پر لب سڑک لکڑیوں کا گٹھا اُتار کر پسینہ پونچھتا ہوا ستانے کے لئے بیٹھ گیا یہ بیچارہ اس شاہی اعلان سے بالکل بے خبر تھا کہ بازار زنانہ ہو چکا ہے بازار خاص کی سڑکیں شاہی خدام اور لونڈیوں سے کھچا کھچ بھر چکی تھیں کہیں تل دھرنے کی جگہ باقی نہ تھی کسی کی نظر بوڑھے برکاتی پر نہیں پڑی اس لئے کہ ہر ایک انتظام میں مصروف تھا ہر منتظم کے ہوش باختہ ہو رہے تھے اس لئے شاہی بیگمات کے جلو میں سلطان قطب الدین احمد کی سواری بھی نکلنے والی تھی۔ القصہ مختصر یہ کہ قلعہ بدر کے چوبدار نے ڈنکہ پر چوب ماری۔ منادی نے پکار کر گرجدار آواز میں کہا باادب ملاحظہ ہوشیار حضور عالم پناہ ظل سبحانی سلطان غازی قطب الدین احمد دام اقبالہٗ کی سواری محلۂ خاص سے برآمد ہونے والی ہے۔ سڑکوں پر اس اعلان کے ہوتے ہی سناٹا چھا گیا چند لمحے بعد ہی سب سے آگے سلطان قطب الدین احمد کی سواری کا ہاتھی قلعہ بدر کے صدر دروازے سے برآمد ہوا۔ سلطان بڑے جاہ حشم بڑے دبدبے سے تاج شاہی سر پر رکھے زرق برق لباس میں چتر شاہی کے نیچے براجمان تھا سورج کی کرنیں شاہی تاج ولباس کے جواہرات پر پڑیں یک بیک چمک پیدا ہوئی کہ تھوڑی دیر کے لئے سارے مجمع

کی آنکھیں خیرہ ہو کر رہ گئیں آہستہ آہستہ بڑے رعب و دبدبے کے ساتھ بادشاہ کی سواری کا ہاتھی بازار کے صدر مقام پر اس جگہ پہونچا جہاں بوڑھا لکڑہارا سر جھکائے ستا رہا تھا اچانک ایک کنیز کی نظر برکاتی پر پڑی یہ کنیز بادشاہ کے پیچھے کھڑی مورچھل ہلا رہی تھی، فوراً چیخی، حضور ظل سبحانی مرد...... اور چہرے پر نقاب چھوڑ دی۔ سلطان قطب الدین ایک شراب کے نشہ میں ہی چور نہ تھا بلکہ تاج داری شہریاری شباب نہ معلوم کتنے نشوں میں سرشار تھا۔ غصہ سے بے حال ہو گیا اور کنیز کی انگلی کے اشارے پر ہاتھی برکاتی کی طرف بڑھا کر شمشیر شاہیہ کھینچ کر ایک بھرپور وار برکاتی پر کیا خدا جسے رکھے اسے کون چکھے۔ والا مضمون ہوا۔ برکاتی کا تو بال بیکا نہ ہوا البتہ نشہ کی حالت میں اپنی پنڈلی پر شمشیر کی کاری ضرب پڑی خون کے فوارے چھوٹ پڑے زخم کا گھاؤ کافی بھاری تھا تمام مجمع میں ہلچل مچ گئی فوراً قلعہ سے شاہی پیادے پالکی لے کر حاضر ہوئے اور سلطان کو اس میں ڈال کر لے گئے جب سلطان ہوش میں آیا تو نشہ اُتر چکا تھا اب اسے خیال آیا کہ جو کچھ حضرت شاہ عالم کی بدولت ہوا ہے میں نے عہد کیا تھا کہ منہیات شرعیہ سے اجتناب کروں گا لیکن اس پر قائم نہ رہ سکا فوراً اپنے وزیر سید عطاء اللہ کو بلایا اور کہا کہ میں حضرت شاہ عالم محبوب باری کی بارگاہ کا مجرم ہوں ان کے پاس کچھ عرض کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا لیکن ایک صورت سمجھ میں آتی ہے وہ یہ کہ مجھے حضرت قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ سے ارادت ہے اور اس وقت سجادہ نشین حضرت شاہ عالم کے برادر بزرگ حضرت سید محمد المعروف بہ دریا نوش رحمۃ اللہ علیہ ہیں فوراً آپ ان کے پاس تشریف لے جائیں اور میری طرف سے عرض کریں کہ کوئی ایسی سبیل نکالیں کہ حضرت شاہ عالم کی ناراضگی ختم ہو جائے اور وہ مہربان ہو جائیں اور ساتھ ہی کچھ نذرانہ کی رقم بھی بھجوائی۔ سید عطاء اللہ وزیر اعظم سلطان قطب الدین احمد فوراً نذرانہ کی رقم لے کر حضرت سید محمود دریا نوش کی خدمت میں حاضر ہوئے اور نذر و پیغام سلطان پیش کیا اس سے پہلے جب کبھی بھی سلطان کی جانب نذرانہ آیا کرتا تھا۔ خانقاہی خدام اسے فوراً لے کر خانقاہ میں پہونچا دیتے لیکن اس مرتبہ کسی خادم نے ہاتھ لگانا تو در کنار آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھا۔

سید محمود دریا نوش بھی خاموش ہیں تمام مجلس پر سکوت طاری تھا چند لمحہ بعد دربان حاضر ہوا اور حضرت سید محمود دریا نوش کی خدمت میں عرض کیا۔ خانقاہ حضرت نظام الدین الاولیاء محبوب الٰہی کے قوال حاضر بارگاہ ہیں اگر اذن حضوری ہو تو اندر آئیں یہ سن کر حضرت سید محمود دریا نوش کا سکوت ٹوٹا اور آپ نے فرمایا۔ وہ قوال نہیں مہمان غیب ہیں فوراً بلاؤ قوال حاضر ہوئے بعد سلام و مزاج پرسی حضرت کی خدمت میں ایک غزل پیش کی جس کا مطلع یہ تھا۔

ترک قتال مراکشت طبیباں چہ کند
ورکسے زندہ کند کارہماں قتال است

ترجمہ:- میں تو ترک کے خنجر نگاہ کا مقتول ہوں۔ طبیب کیا کر سکتے ہیں اگر کوئی شخص زندہ کر سکتا ہے تو وہی قتل کرنے والا ترک زندہ کر سکتا ہے یہ سن کر حضرت سید محمود دریانوش رحمۃ اللہ علیہ پھڑک اٹھے وجد کا عالم طاری ہوگیا اور اسی وجد کے عالم میں وزیر اعظم سید عطاء اللہ سے مخاطب ہو کر فرمایا سن رہے ہو میر صاحب یہ کیا کہہ رہے ہیں۔ ماردیں یا زندگی عطا کردیں اللہ کی عطا سے یہ سارے اختیارات صرف بادشاہ بھائی کو ہیں۔ حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے تمام بھائی آپ کو بادشاہ بھائی کہا کرتے تھے) بہتر یہی ہے کہ آپ انہیں کی طرف رجوع فرمائیں وزیر اعظم حضرت محمود دریانوش کا اشارہ پا کر فوراً حضرت شاہ عالم کی خدمت میں رسول آباد کی طرف روانہ ہوئے۔ وزیر اعظم کی سواری ابھی عیسن پوری پہونچی تھی کہ احمد آباد سے شاہی سوار پیغام لے کر حاضر ہوئے۔ سلطان قطب الدین کا انتقال ہوگیا۔ یہ واقعہ ۲۳؍ رجب المرجب ۸۶۳ھ کا ہے اس وقت حضرت سیدنا شاہ عالم محبوب باری کی عمر مبارک ۴۶ سال کی تھی۔ وہ سلطان قطب الدین احمد جو حضرت شاہ عالم کی نگاہ ولایت کی بدولت گجرات کا تاجدار بنا انہیں کی بارگاہ کی بے ادبی سے شباب کے عالم ۲۵ سال کی عمر میں ۸ سال فرمانروائی کر کے راہی ملک عدم ہوا۔ اور مانک چوک سلطان احمد شاہ علیہ الرحمہ کے روضۂ مبارک میں اپنے دادا کے پہلو میں مشرقی جانب مدفون ہوا اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے خاصان الٰہی کی بددعا یا غضب سے آمین ثم آمین۔

(صد حکایت فارسی ، ص: ۱۰۷ تا ۱۱۲، حکایت)

وفات کے بعد سلطان قطب الدین کی نجات

اگرچہ سلطان قطب الدین احمد مرحوم منہیات شرعیہ کا مرتکب ہوا لیکن اولیاء اللہ کا معتقد تھا۔ خاصان الٰہی کی عظمت و توقیر کرتا تھا اور بزرگان دین سے منسوب تبرکات کی حرمت و تعظیم میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھتا۔ ایک مرتبہ حضرت شاہ عالم محبوب باری رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو اپنا استعمال شدہ زنگر عطا فرمایا اس نے اس کا بڑا ادب واحترام کیا اور یہی فعل اس کی نجات کا ذریعہ بن گیا۔ حضرت شیخ فرید الدین رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ ہیں اور کنوز محمدی کے مولف وہ فرماتے ہیں کہ سلطان قطب الدین مرحوم کے انتقال کے بعد میں نے اس کو خواب میں دیکھا کہ نہایت شان وشوکت کے ساتھ تخت شاہانہ پر جلوہ فرمائیں۔ میں نے پوچھا کہ تو ایک

جابر قاتل انسان تھا تو نے یہ مرتبہ کیسے پایا بادشاہ نے جواب دیا حقیقت میں ایسا ہی تھا جیسا آپ فرما رہے ہیں مگر اپنے اعمال کی بدولت سخت عذاب میں مبتلا ہونے والا تھا مگر اللہ نے میری نجات و مغفرت محض اس بنا پر فرما دی کہ حضرت شاہ عالم محبوب باری کا استعمال شدہ زبگر آپ کے دست مبارک سے مجھے ملا تھا اور خوش قسمتی سے وہ میرے جسم سے مس ہوا۔

(ریحلۃ الابرار فارسی، ص:۵۹)

قبر میں چراغ کا نور

ملک سیف الدین از درخاں بیان کرتے ہیں کہ سلطان قطب الدین مرحوم کے انتقال کے بعد ایک مرتبہ میں نے اسے خواب میں دیکھا کہ بہت اچھی حالت میں خوش و خرم ہے میں نے کہا تم وہی قطب الدین تو ہو جو بڑے ہاتھی پر بیٹھے تھے اور آدمیوں کو ناحق قتل کراتے تھے، یہ تو بتاؤ تمہارے ساتھ کیا معاملہ ہوا قطب الدین نے کہا مجھے تنگ و تاریک جگہ میں رکھا گیا تھا لیکن میرے پیر و مرشد سید برہان الدین قطب عالم رحمۃ اللہ نے از روئے بندہ پروری حضرت شاہ عالم محبوب باری رحمۃ اللہ علیہ کے دست مبارک سے ایک چراغ بھجوا دیا ہے۔ اس وقت سے الحمد للہ علیٰ ذالک قبر سے ظلمتیں کافور ہو کر نور عطا ہوا۔ فراخی بھی ہوگئی ہے۔

(صد حکایت فارسی، ص:۹۲، حکایت پنجاہم ۵۰)

نقش پا حضرت آدم اور شاہ عالم

حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ بارگاہ خداوندی میں ایسی محبوبیت عظمیٰ پر فائز تھے کہ آپ کے قلب مبارک میں جو خواہش اور جو تمنا پیدا ہوتی اللہ تعالیٰ فوراً اس خواہش اور تمنا کو پورا فرما دیتا۔ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ آپ کے قلب مبارک میں نشان نقش پائے سیدنا حضرت آدم علیہ السلام کے دیدار کی تمنا پیدا ہوئی تو فوراً قدرت نے آپ کو سراندیپ پہونچا کر آپ کی تمنا پوری کرائی حضرت میر صدر الدین بکھری بیان فرماتے ہیں۔ ایک مرتبہ میں حضرت شاہ عالم محبوب باری کے دیدار و قدم بوسی کے ارادے سے آپ کے آستانہ شریف پہ حاضر ہوا لیکن حضرت کی ملاقات و دیدار سے محروم رہا میرے اور ساتھی تو واپس ہو گئے لیکن میں نے دل میں

ارادہ کرلیا جب تک میری دلی آرزو پوری نہ ہوگی میں واپس نہ جاؤں گا۔ ابھی دل میں یہ تہیا کیا ہی تھا کہ اسی وقت حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے طلب فرمالیا میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا آؤ صدر الدین چلو حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کے نشان نقش پا کی زیارت کر آئیں اور وہ سراندیپ میں ہے۔ میں نے دست بستہ عرض کیا جیسا ارشاد عالی ہو آپ فوراً حوض چنڈولہ کی طرف پھرتی سے چلے میں بھی آپ کے پیچھے پیچھے ہولیا۔ میں نے دیکھا کہ تالاب کے کنارے پردار گھوڑے ساز و سامان سے آراستہ کھڑے ہیں ایک گھوڑے پر حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ خود سوار ہوئے اور دوسرے پر سوار ہونے کا مجھے خود حکم ہوا۔ حسب حکم میں بھی سوار ہوا میرے سوار ہوتے ہی ان گھوڑوں نے پر کھولے اور فضا میں اُڑنے لگے اور چشم زدن میں سراندیپ پہونچ گئے اور نقش کف پائے آدم علیہ السلام سے مشرف ہوئے۔ اور پھر انہیں گھوڑوں پر اڑ کر واپس بھی ہوئے ان گھوڑوں نے ہمیں چنڈولہ کے کنارے اتار دیا اور نظروں سے غائب ہوگئے۔

(ریحانۃ الابرار فارسی، ص:۵۴ تا ۵۵)

پنج وقتہ نماز خانہ کعبہ میں

حضرت سید محمد ہاشم بن ابوالحسن سید کمال الدین حسن مہر عالم الشاہی البخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمارے جد محترم حضرت شاہ عالم اکثر و بیشتر پنج گانہ نماز بطریق طی الفراسخ کعبہ معظمہ میں تجلیات ربانی کے جلو میں ادا فرماتے تھے۔

نیز اکثر و بیشتر افراد نے کبھی آپ کو ملتزم کبھی مقام ابراہیم کبھی حطیم میں میزاب رحمت کے نیچے مشغول بحق پایا۔ (ریحانۃ الابرار فارسی، ص:۶۰)

حضرت مقبول عالم رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد گرامی

حضرت سید صفی الدین جعفر بدر عالم رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۹ر ذی الحجہ ۱۰۸۵ھ) بیان فرماتے ہیں کہ حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ سید الاقطاب حضرت سید جلال الدین حسین المخدوم جہانیاں جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلہ میں عالیہ کے مریدین میں سے بعض کو یہ شرف حاصل ہے کہ وہ ہر روز خانہ کعبہ میں نماز ادا فرماتے ہیں حضرت سید محمد نظام الدین مقبول عالم الشاہی البخاری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۲ر رجب ۱۰۴۵ھ کے زمانہ میں جب یہ قول

شاہیہ آپ کے سامنے بیان کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اس قول میں حضرت شاہ عالم محبوب باری کنایۃً لفظ بعض ارشاد فرمایا ہے یہاں لفظ بعض سے مراد خود حضرت شاہ عالم محبوب باری کی ذات شریف ہے۔

(صد حکایت فارسی، ص:۱۳۲ حکایت شصت ونہم)

فقرائے حق کی نماز میں کیفیت

حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں بعض فقرائے حق پر حالت نماز میں انوار وتجلیات ربانی اس کثرت اور اس تعداد میں آشکار ہوتے ہیں کہ انہیں اور ان سے پیدا شدہ وجد وسرور کو بیان کرنے کے لئے الفاظ نہیں ہیں۔ حضرت سید مقبول عالم رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں یہاں پر بعض فقرائے حق سے مراد ذات گرامی حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ ہے اپنی ذات کی ستر پوشی کے لئے بعض فقرا کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔

(صد حکایت فارسی، ص:۱۳۱ حکایت شصت وششم ۶۸)

خودی کے ستر (۷۰) حجابات

حضرت خواجہ سید محمد سراج الدین شاہ عالم محبوب باری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضوری خاص کے وقت یک بیک منظور نظروں سے پوشیدہ ہوگیا یعنی تجلیات ربانی مستور وروپوش ہوگئیں خائف ہوا کہ غیریت کے ستر پردے کیسے حائل ہوگئے لیکن حقیقت میں وہ غیریت کے نہیں خودی کے حجابات تھے۔ جب خودی کو کچل ڈالا تو تجلیات وانوار نے قلب کے ویران خانہ کو چمنستان بنا دیا۔ اب ایک لحہ بھی منظور مطلوب نظروں سے پوشیدہ نہیں بلکہ اب تو بفضل ایزدی یہ عالم ہے کہ اگر سالک شوخ چشم سے ایک لمحے کے لئے یار کی تجلیات اوجھل ہوں تو زندہ نہ بچے مر جائے۔ سبحان اللہ آپ ہی کو زیبا ہیں یہ درجات ومقامات۔ (صد حکایت فارسی، ص:۱۳۰، حکایت شصت وہفتم ۶۷)

یہ ہے سلطان المحبوبین حضرت شاہ عالم محبوب باری کی شان کے جس طرح مچھلی کا بغیر پانی کے زندہ رہنا ممکن نہیں اسی طرح آپ بھی ایسے غریق بحر تجلیات الٰہی ہیں کہ ایک لمحے کے لئے بھی وہ روپوش ہوجائیں زندہ نہ بچیں فوت ہوجائیں سبحان اللہ حی، باقی، رب کے وصل

کامل نے آپ کو فنا فی اللہ کی منزل سے گزار کر بقاباللہ کی منزل پر فائز کیا ہے۔ اسی تجلیات الٰہی کو نو بہار اور پر فضا بنانے کے لئے بذریعہ طی الفرخ کبھی کعبۃ اللہ میں حاضر ہو کر انوار تجلیات سے آبگینۂ دل لبریز کیا جاتا ہے کبھی روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مواجہ شریف میں جان نور مخزن تجلیات صلی اللہ علیہ وسلم کے انوار بے پایاں سے کاسۂ دل بھرا جاتا جس طرح آپ کو افراد عالم نے خانۂ کعبہ میں یاد معبود میں مشغول و مصروف پایا ہے اس طرح بارہا سالکین معرفت نے آپ کو کاشانۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر فیضیاب ہوتے پایا ہے۔ جس کا ذکر ہم یہاں نہیں انشاء اللہ تعالیٰ آپ کے حسن و جمال اور حلیہ کے باب میں پیش کریں گے۔ آپ تو سلطان المحبوبین محبوب اللہ محبوب باری کے معزز القاب سے نوازے اور سراہے گئے۔ آپ کے مرتبہ کا کیا کہنا پیدائش سے پہلے ہی سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے مراتب جلیلہ سے، حضرت قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ کو واقف و آگاہ فرمایا تھا جو آپ کو بارگاہ ایزدی سے ملنے والے تھے۔ عالم طفلی میں آپ کے کشف آپ کی روشن ضمیری تصفیہ قلب کا یہ عالم تھا کہ آپ کا وہ میلا پیراہن شریف (جو سینہ مبارک کو ڈھانکے ہوئے تھا اور سینہ کے اندر وہ دل تھا جو رب العالمین کے عرفان کا خزینہ تھا) آپ کی خادمہ نے دھو کر پی لیا چودہ طبق روشن ہو گئے اور ایسی روحانی طاقت پیدا ہو گئی کہ اگر گجرات سے ہاتھ بڑھایا تو مکہ معظمہ میں حرم کے باب پر بیٹھے سائل کو کھانا دے دیا بڑا مناسب ہوگا ہم اس واقعہ کو ناظرین حیات شاہ عالم کے سامنے پیش کر دیں جس کو ہم نے اوپر اشارتاً بیان کیا ہے تو لیجئے ملاحظہ فرمایئے۔

حرم کا سائل اور شاہ عالم کی خادمہ

نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت قطب عالم غریب اللہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ بطریق طی الفراخ مکہ معظمہ تشریف لے گئے آپ نے دیکھا کہ در کعبہ پر بیٹھا ایک سائل ندا لگا رہا تھا شیئاً للہ انا سیدیم و گرسنہ ایم۔ مدد کیجئے ہم سید ہیں بھوکے ہیں۔ حضرت قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی فریاد سن کر فرمایا آپ یہیں تشریف رکھیں تاکہ حق تعالیٰ آپ کو روزی پہونچائے اور اپنے گھر پٹن شریف تشریف لائے (اس وقت احمد آباد، آباد بھی نہیں ہوا تھا آپ کا قیام پٹن شریف میں تھا) اور ایک خادمہ کو بلا کر حکم دیا جلدی گھی ڈال کر میٹھی روٹی تیار کرو (وہ خادمہ بھی ایسی روشن ضمیر تھیں کہ قطب عالم کے حکم دیتے ہی ان پر منکشف ہو گیا روٹیاں کیوں اور کس کے لئے پکوائی جا رہی ہیں) خادمہ نے مودبانہ عرض کیا یہ روٹی اس فقیر کے لئے پکے گی جو کہ باب الکعبہ پر منتظر بیٹھے

ہیں۔قطب عالم نے حیرت سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے فرمایا ہاں۔حیرت اس بات پر تھی کہ آخر بغیر بتائے ہوئے اس کو اس بات کا علم کیسے ہوگیا۔خادمہ نے عرض کیا اگر حکم ہو تو روٹی پکا کر اس کو سائل تک پہونچا بھی دوں حضرت قطب عالم نے فرمایا ہاں پہونچا دو اور جب تم اس کام کو انجام دے چکو تو مجھے خبر کرنا اس خادمہ نے حسب الحکم آٹے میں گھی اور میٹھا ڈال کر بعجلت تمام نہایت نرم وخستہ روٹی تیار کی جب پہلی روٹی تیار ہوئی تو باورچی خانہ ہی سے اپنا ہاتھ بڑھا کر روٹی باب الکعبہ پر بیٹھے سائل کو دیدی ابھی سائل پہلی روٹی کھانے نہ پایا تھا کہ دوسری روٹی بھی ہاتھ بڑھا کر پٹن سے باب الکعبہ کے فقیر کی خدمت میں پیش کردی۔اسی طرح یکے بعد دیگرے پانچ روٹیاں پکا پکا کر خادمہ نے سائل کی خدمت میں پیش کیں پانچویں روٹی سائل نے کھا کر کہا بس۔ اور بے شمار دعائیں دیں۔کھانا کھلانے کے بعد خادمہ حضرت قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ کے حکم کے مطابق آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا حضور سائل کو کھانا کھلا دیا۔حضرت قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ نے اس خادمہ کی طرف بڑی حیرت سے دیکھا اور فرمایا قریب آؤ جب وہ قریب آئیں تو حضرت قطب عالم نے دریافت فرمایا۔سچ سچ بتاؤ تمہیں یہ مرتبہ کس چیز سے حاصل ہوا ہے۔خادمہ نے دست بستہ عرض کیا حضور ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ آپ کے منجھلے فرزند سید محمد (شاہ عالم) بچوں میں کھیل رہے تھے میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ کا کرتا شریف گرد آلود ہے جا بجا رال ٹپک کر اس پر گر کر نشان بن گئے تھے آپ نے مجھے بلایا اور فرمایا یہ میرا کرتا دھو دو میں نے آپ کا وہ کرتا اتار کر ایک طشت میں دھویا۔آپ کے کرتے کے دھوون کے پانی کو یہ سوچتے ہوئے کہ آل رسول سید زادے کے کرتے کا دھوون ہے جس میں ان کا پسینہ اور لعاب دہن شریف بھی ملا ہوا ہے زمین پر پھینکنا بے ادبی ہے طشت اٹھا کر سارا پانی پی لیا اس گھڑی سے تمام عالم اور عالم کے اسرار بستہ مجھ پر منکشف ہوگئے یہ سن کر حضرت قطب عالم۔نے اس پر ایسی عنایت کی نظر فرمائی کہ اس کی روحانی حالت میں دوگنا اضافہ ہوگیا۔

(صد حکایت فارسی، صفحہ ۱۶، حکایت سیزدہم)

تاجدار اولیائے گجرات سلطان الاصفیا حضرت شاہ عالم محبوب باری رحمۃ اللہ علیہ ان عظیم المرتبت اولیائے کرام میں سے ہیں جن کی روحانی طاقت عہد طفلی ہی میں نہیں بلکہ پیدائش سے پہلے جب کہ آپ اپنے والد ماجد کے صلب میں قرار پذیر تھے۔نہایت زبردست تھی آپ کی روحانیت صلب پدر سے آشکارا ہوکر عالم ایجاد میں تصرف کرتی تھی اس سلسلہ میں ایک واقعہ ملاحظہ فرمائیں اور جان ودل کو نورانی بنائیں۔

بنگال کا روحانی سفر

حضرت سید برہان الدین قطب عالم غریب اللہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد ایک مرتبہ آپ کے متبنٰی اور خلیفۂ اجل حضرت امیر سید عثمان زیدی مشہدی المخاطب من اللہ بہ شمع برہانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت شاہ عالم محبوب باری رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات کے لئے تشریف لائے حضرت شاہ عالم محبوب باری انہیں دیکھ کر بیحد خوش ہوئے اور دست مبارک اپنے ہاتھ میں لے کر نشست گاہ تک آئے اپنی مسند شریف پر سیدھے جانب بٹھایا اثنائے گفتگو میں حضرت شاہ عالم محبوب باری نے حضرت شمع برہانی سے فرمایا کہ ہر ایک مرید اور پیر کے ساتھ کچھ نہ کچھ ایسے روابط و تعلقات ہوتے ہیں کہ دوسرے ان کو نہیں جان سکتے آپ حضرت قطب عالم کے پرانے مریدین میں سے ہیں اور ایک خصوصی شرف یہ بھی حاصل ہے کہ متبنٰی یعنی منہ بولے بیٹے ہیں اور خلوت و جلوت میں ان کے محرم اسرار بھی رہے ہیں اگر آپ مجھے اس بات کا اہل تصور کریں تو حضرت قطب عالم کا کوئی ایسا واقعہ مجھے سنائیں جس پر دوسرے مطلع نہ ہوں حضرت شمع برہانی نے جواب دیتے ہوئے فرمایا بھلا میری لیاقت ہی کیا ہے۔ کہ حضرت برہان الملت والحق والدین سیدنا قطب عالم غریب اللہ بخاری کے مخفی اسرار و حالات کو جان سکوں یا بیان کر سکوں۔ حضرت شاہ عالم محبوب باری نے فرمایا یہ ناممکن ہے کہ کوئی مرید کامل و مکمل ہو جائے اور اپنے شیخ کے کسی نہ کسی حال و اسرار سے واقف نہ ہو یا شیخ نے کسی اسرار و مشورہ سے آگاہ نہ کیا ہو اب آپ عاجزی و انکساری کو چھوڑ دیں اور کوئی بات ارشاد فرمائیں جو آپ کے اور آپ کے مرشد کے درمیان رازدارانہ ہوئی ہو کوئی دوسرا اس سے واقف نہ ہو جب حضرت شاہ عالم محبوب باری کی طرف سے نہایت مبالغہ سے اصرار ہوا تو حضرت شمع برہانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ آپ تو بفضل خدا خود سیدی مرشدی قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ کے اسرار نہانی فیض عرفانی کے حامل و وارث ہیں آپ کے سامنے کیا لب کشائی کروں لیکن جب آپ کی طرف سے اصرار مبالغہ کی حد تک پہونچا ہے تو حکم کی بجا آوری کے لئے ایک واقعہ پیش خدمت کرتا ہوں آپ کی ولادت شریف سے پہلے کا واقعہ ہے جب حضرت قطب عالم کا قیام شریف پٹن میں تھا میں اپنے گھر میں اپنی اہلیہ کے ساتھ نماز تہجد پڑھ کر فارغ ہوا۔ اور چاہتا ہوں کہ تھوڑی دیر ستون سے کمر لگا کر آرام کرلوں اس لئے کہ ابھی فجر طلوع ہونے میں کافی دیر تھی ابھی اسی خیال میں تھا کہ پیچھے سے کسی کے قدموں کی آہٹ محسوس ہوئی میری اہلیہ نے مجھ سے کہا سنتے ہو

یہ پاؤں کی آہٹ ہمارے مرشد حضرت قطب عالم بخاری کے پائے ناز کی سی معلوم ہوتی ہے میں نے اپنی اہلیہ سے کہا یہ تمہارا وہم ہے حضرت مرشد اس وقت یہاں کیسے آسکتے ہیں یہ تو ان کی مشغولیت کا وقت ہے ابھی میں اہلیہ کے ساتھ یہ بات کر ہی رہا تھا کہ بلند آواز سے دریافت فرمایا عثمان بیدار ہو اور یہ آواز حضرت قطب عالم کی تھی ہم لوگ بے ساختہ دروازے کی طرف دوڑے اور دروازہ کھول کر دیکھا واقعی حضرت قطب عالم تشریف فرما ہیں فوراً قدم بوسی کا شرف حاصل کیا حضرت قطب عالم نے تخلیہ میں مجھ سے فرمایا حضرت نور[1] قطب عالم قطب بنگال کا

---

[1] حضرت خواجہ نور الدین نور حق قطب عالم بنگالی رحمۃ اللہ علیہ سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ کے عظیم المرتبت بزرگ ہیں آپ کو بارگاہ ایزدی سے بڑی تقویت عطا ہوئی تھی آپ مجاہدات، خدمت خلق اور بے نفسی وخود شکنی میں اپنی نظیر نہ رکھتے تھے علوم وحقائق میں مرتبہ عالی رکھتے تھے ایک روز خانقاہ کے لنگر خانہ کے لئے لکڑیوں کا بوجھ اپنے سر پر اٹھائے جنگل سے لا رہے تھے راستہ میں آپ کے بڑے بھائی ملے جو بادشاہ کے وزیر تھے آپ کو دیکھ کر کہنے لگے نور الدین والد صاحب کے ساتھ رہنے کا یہی انجام ہے کہ آج تمہیں لکڑیاں ڈھونی پڑ رہی ہیں۔ تم میرے ساتھ کیوں نہیں رہتے کہ دولت سے کھیلو۔ آپ نے نہایت سختی سے بھائی کو جھڑک دیا اور کہا میں آپ کی دولت کا بھوکا نہیں ہوں آپ کی دولت ملے اس سے بہتر میں بھوکا رہنا گوارا کر سکتا ہوں۔ آپ کو اپنے والد گرامی حضرت خواجہ علاء الحق والدین پنڈوی (المتوفی ۸۰۰ھ) سے ارادت حاصل ہے والد کے بعد آپ ہی مسند سجادگی کی زینت بنے آپ کے زمانے میں پنڈوہ شریف کی خانقاہ ہندوستان کی سب سے بڑی چشتیہ خانقاہ تھی پنڈوہ شریف صوبہ مغربی بنگال کی سب سے بڑی زیارت گاہ ہے جو بردوان ضلع سے تقریباً ۴۶ کلومیٹر ہے حضرت خواجہ حسام الدین چشتی مانکپوری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۸۵۳ھ) آپ کے عظیم المرتبت خلفا میں سے ہیں آپ کا نام نامی اسم گرامی نور الدین احمد ہے۔ نور الحق اور قطب عالم لقب ہے۔ آپ حضرت خواجہ علاؤالدین علاؤالحق چشتی (المتوفی ۸۰۰ھ) فرزند وجانشین ہیں۔ حضرت علاء الحق پنڈوی رحمۃ اللہ علیہ کے والد گرامی منصب وزارت پر فائز تھے۔ بیعت ہونے سے پہلے مالدار ہونے کی وجہ سے گنج نبات مشہور تھے۔ جب حضور سید نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کے مشہور ومعروف خلیفہ حضرت خواجہ مولانا سراج الدین عثمان المعروف بہ سراج بنگال رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۷۵۸ھ) کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے تو اپنا مال ودولت ترک کر دیا۔ اپنے پیر ومرشد کی خدمت پر کمر باندھی اپنے پیر ومرشد خواجہ سراج الدین انی سراج بنگال کے ہمراہ سفر میں گرم گرم دیگچی کھانے کی سر پر رکھ کر چلتے تھے۔ اسی وجہ سے آپ کے سر کے تمام بال گر گئے آپ کی خانقاہ کا خرچ لاکھوں روپے تھا ہزاروں مسافروں غریبوں اور محتاجوں کو خانقاہ کے مطبخ سے کھانا ملتا تھا یہ دیکھ کر بادشاہ کو حسد پیدا ہوا۔ اس تاریخ سے آپ نے کھانے کا خرچ دوگنا کر دیا۔ حضرت میر سید احد الدین اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۸۰۸ھ) آپ ہی کے خلیفہ ومرید ہیں اور حضرت نور الدین احمد نور الحق قطب عالم بنگالی رحمۃ اللہ علیہ کے پیر بھائی ہیں۔ حضرت نور الدین قطب عالم بنگالی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال شریف ۸۱۵ھ میں ہوا۔ اس وقت حضرت خواجہ سید محمد سراج الدین المشہور شاہ عالم بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی عمر شریف تقریباً ۳۵ سال کی تھی۔ حضرت خواجہ سید نور الدین قطب عالم بنگالی صحیح النسب سادات ہاشمی القریشی ہیں۔ (نزہۃ الخواطر جلد، صفحہ ۳۔ مرآۃ الاسرار۔ سیر الاولیاء۔ اخبار والاخیار۔ روضۃ الاقطاب۔ خزینۃ الاصفیاء۔ تذکرۃ الاولیائے ہند)

(حاشیہ ختم)

وصال ہوگیا ہے کل سیوم کا دن ہے جس کو ہندوستانیوں کی اصطلاح میں تیجہ اور گجراتیوں کی زبان میں زیارت کہتے ہیں تقدیر میں ایسا ہے کہ ان کے فرزند کو بندہ ناچیز برہان الدین عبداللہ وہاں پہونچ کر خلعت درویشی اور حضرت شیخ نورالدین قطب عالم بنگال کا ملبوس مبارک اور ٹوپی پہنائے اور تحصیل سلوک کی وصیت کرے اس وقت میں وہیں جارہا ہوں تم میری رفاقت میں رہو گے میں نے حضرت برہان الدین بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا خادم کمترین ہر حکم کی تعمیل کے لئے حاضر ہے اس پر آپ نے ہدایت فرمائی کہ جس جگہ میرا قدم پڑے وہیں اپنا قدم رکھنے کی کوشش کرنا یاد رکھنا اگر اس میں ذرا بھی غفلت یعنی میرے قدم کے بعد قدم رکھا تو پیچھے رہ جاؤ گے اور پھر تم مجھ کو نہ پاسکو گے غرض یہ ہے کہ میں قطب عالم بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ روانہ ہوا۔ اور آپ کی ہدایت کے مطابق آپ کے ہمراہ چلتا تھا تیسرے قدم پر حضرت قطب عالم نے فرمایا۔ یہاں ملک گجرات ختم ہوا یہ اس کی سرحد ختم ہوئی اب فلاں ملک آیا۔ غرض یہ ہے کہ پندرہواں یا بیسواں قدم تھا کہ آپ نے فرمایا اب ملک بنگال میں پہونچے پھر تین قدم چل کر ارشاد فرمایا یہ پنڈوہ شریف مقام حضرت سید نورالدین قطب عالم چشتی آگیا۔ اسی اثناء میں حضرت سید علاء الدین پنڈوی چشتی کی خانقاہ شریف کے جلتے ہوئے چراغ نظر آنے لگے جب خانقاہ شریف میں داخل ہوئے تو حضرت سید نورالدین قطب عالم چشتی کے چند خلفاء کو دیکھا کہ در خانقاہ پر حضرت سیدی مرشدی برہان الدین قطب عالم بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے منتظر تھے بعد سلام و معانقہ حضرت قطب عالم بخاری نے فرمایا حضرت سید نورالدین قطب بنگال کے فرزند کو لائیے آپ کے فرزند لائے گئے آپ نے مقراض سے سر کے بال تراشے اور اس کے بعد خلعت درویش پہنا کر حضرت سید نورالدین قطب بنگال کا ملبوس مبارک اور کلاہ شریف پہنائی۔ اور کچھ وصیتیں کیں اور تحصیل مقامات سلوک کی ہدایت فرما کر رخصت ہوئے۔ اور اسی طریقہ سے واپس ہوئے جیسے گئے تھے۔ بنگال جاکر واپس بھی آگئے لیکن ابھی تک صبح صادق طلوع نہیں ہوئی تھی۔ اس کے بعد حضرت میر سید عثمان المشہور سید برہانی نے بڑی عاجزی سے عرض کیا کہ آج تک میں نے اس بات کو کسی کو نہیں بتایا ہے۔ حضرت شاہ عالم محبوب باری نے حضرت شمع برہانی سے دریافت کیا کہ اس سفر میں آپ اور حضرت قطب عالم ہی تھے یا کوئی تیسرا اور بھی آپ حضرات کے علاوہ تھا۔ حضرت شمع برہانی نے فرمایا بس ہم ہی دو آدمی تھے حضرت شاہ عالم نے فرمایا ذرا سوچ کر جواب دیجئے شاید آپ کے ہمراہ کوئی تیسرا بھی ہو حضرت شمع برہانی نے فرمایا ہاں اب یاد آیا کہ تین چار سال کا بچہ بھی تھا جو سبز مخمل کی ٹوپی اوڑھے ہوئے تھا اور اس سبز ٹوپی میں طرہ سرخ مخمل کا تھا اس کے ایک ہاتھ میں ایک شمع تھی اور

وہ حضرت سید برہان الدین قطب عالم بخاری کے آگے آگے رہبری کرتا چل رہا تھا اور حضرت قطب عالم بخاری بار بار اس سے فرماتے تھے اب روشنی کا رخ اس طرف موڑو یہ سن کر حضرت شاہ عالم محبوب باری نے فرمایا جب وہ بچہ عالم علمیت سے عالم عینیت میں آ گیا اور داڑھی نکل آئی تو آپ نے اس کو فراموش کر دیا یہ کہہ کر حضرت نے اپنا دست مبارک اپنے چہرۂ مبارک پر پھیرا حضرت سید عثمان ماموں من اللہ بہ شمع برہانی رحمۃ اللہ علیہ حیران رہ گئے کہ وہی تین چار سالہ بچہ سامنے سبز مخملی ٹوپی اوڑھے بیٹھا ہے جس میں سرخ مخمل طرہ ہے جو کہ سفر بنگال میں حضرت قطب عالم کے آگے قندیل برداری کے فرائض انجام دے رہا تھا یعنی وہ بہ نفس نفیس حضرت شاہ عالم ہی تھے۔ حضرت میر سید عثمان رحمۃ اللہ علیہ نے نہایت عاجزی سے عرض کیا کہ حضور میں نے پہلے ہی عرض کیا تھا آپ حضرت قطب عالم کے اسرار نہانی فیض عرفانی کے حامل و وارث ہیں آپ کے سامنے کیا لب کشائی کروں یہ سن کر حضرت شاہ عالم محبوب باری مسکرا دیئے اور اسی دن آپ کو شمع برہانی کا خطاب عطا فرمایا۔

(صد حکایت فارسی، صفحہ ۵۹ تا ۶۴۔ حکایت سی و سوم)

آستانہ اوچ شریف اور شاہ عالم علیہ الرحمہ

ناظرین حیات شاہ عالم کو یہ بات بخوبی ذہن نشین ہو گئی ہو گی کہ حضرت سیدنا شاہ عالم محبوب باری بخاری رحمۃ اللہ علیہ سید المحبوبین ہیں صرف خداوند قدوس کی بارگاہ ہی کے محبوب نہیں محبوب دربار رسول بھی ہیں صلی اللہ علیہ وسلم محبوب سرکار غوث الوریٰ بھی ہیں محبوب نگاہ اولیائے کرام بھی ہیں محبوب جمیع خلائق بھی ہیں اسی لئے ہر جگہ سراہے نوازے گئے اور ہر ایک جگہ اپنی محبوبیت عظمٰی میں ایک انفرادی مقام کے حامل ہیں بزرگان دین کا فرمانا ہے انسان کو ادب کی بدولت بڑے بڑے ارفع و اعلیٰ مقام حاصل ہوئے ہیں حضرت شاہ عالم کی ذات گرامی سراپا ادب تھی آپ خدا اور رسول کی بارگاہ کا نیز اولیائے کرام و اشیاخ سلسلہ کا بڑا احترام اور ان کے آستانوں کی حرمت و عظمت کا ہمہ اوقات التزام فرماتے تھے اور ذرہ برابر بھی بزرگان ملت کے آستانوں کی بے حرمتی گوارہ نہ فرماتے۔ ایک مرتبہ حضرت شاہ عالم محبوب باری کے جد اعلیٰ حضرت مخدوم بزرگ سید جلال الدین حیدر منیر شاہ میر سرخ پوش بخاری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۶۹۰ھ) کے آستانہ عظمت نشان کے مجاور اوچ شریف سے احمد آباد آئے اور حضرت شاہ عالم محبوب باری سے ملاقات و قدمبوسی کے بعد بیحد حیرت زدہ ہوئے۔ بعد میں لوگوں نے ملاقات

کے وقت حیرت و تعجب کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ ایک شب کا ذکر ہے کہ حضرت سید جلال الدین حیدر منیر شاہ میر سرخ پوش بخاری کی خانقاہ شریف میں ایک بیل آکر گوبر کر گیا میں نے دیکھا کہ ایک نہایت حسین و وجیہ نوجوان آئے جن کے پرنور و خوش نما چہرے پر جلال کا عالم طاری تھا انہوں نے نہایت غیظ و غضب کے عالم میں مجھے ڈانٹا اور فرمایا کہ خبردار آئندہ پھر کبھی اس طرح خانقاہ شریف کے صحن میں گوبر پڑا ہوا دیکھا اور تم نے صاف نہ کیا تو میں تمہیں سخت سزا دوں گا۔ نہ اس سے پہلے کبھی اس نوجوان کو ہم نے اوچ شریف میں دیکھا تھا نہ اس کے بعد دیکھا اور اب گجرات آیا اور حضرت شاہ عالم محبوب باری سے ملاقات کی تو بھید کھلا کہ وہ نوجوان یہی سیدنا شاہ عالم تھے۔ احمد آباد کے لوگوں نے کہا کہ حضرت شاہ عالم بظاہر کبھی اوچ شریف تشریف نہیں لے گئے ہیں گویا آپ کا یہ احمد آباد سے اوچ شریف تشریف لے جانا بطور طی الفراسخ تھا۔

ایک جگہ رہتے بھی ہیں عاشق گلفام کہیں
دن کہیں رات کہیں صبح کہیں شام کہیں

(صد حکایت فارسی، صفحہ ۸۸، حکایت چہل و ہشتم)

جا تجھے سید عبدالقادر جیلانی کے حوالے کیا

بے ادبی ہر ایک سلسلہ میں مذموم اور نامحمود ہے۔ تمام مشائخین طریقت خواہ وہ کسی بھی سلسلہ سے تعلق رکھتے ہوں ادب و شائستگی کے علمبردار ہیں نیز ادب سے انسان کو حق رسی کا مرتبہ نصیب ہوتا ہے اور ادب ہی انسانوں کو عرفان و ایقان کی منزل دکھاتا۔ ادب ہی سے انسان اولیاء اللہ کی بارگاہ میں سرخرو سرفراز ہوتا ہے اور بے ادبی ایسی بری بلا ہے کہ اس کی بدولت کبھی کبھی انسان ایمان کے گوہر انمول سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے اور خدا اور اس کے رسول نیز اولیائے کرام کی سرکار میں محروم و مغضوب ہو کر خسرت دنیا والآخرہ کا مصداق بنتا ہے۔ ایسے ہی ایک نام نہاد بے ادب قاری کا واقعہ آپ اس حکایت میں پڑھیں گے فی الحقیقت وہ قادری نہ تھا نام نہاد قادری تھا قادری تو بڑا شائستہ باادب سرخرو سرفراز اور حق رسا ہوتا ہے جس کے ہاتھ میں حضور سیدنا سرکار غوثیت مآب سید عبدالقادر محی الدین غوث اعظم جیلانی کا دامن ہو وہ آپ کی مقدس تعلیم و اصول کو چھوڑ کر گم کردہ راہ حقیقت کبھی نہیں ہو سکتا اس بارگاہ کا کتا بھی شیر پر حاوی ہوتا ہے مگر پہلے وہ اپنے آپ کو صحیح معنوں میں کتا بنا تو لے ایسے آستانوں کے تو کتوں کے بھی بڑے مرتبے ہیں

یہاں ہمہ وشانہیں بلکہ عرفا کہتے نظر آتے ہیں۔

من خاک کف پائے سگ کوئے تو ہستم
دورم بہ فگن جزدر تو ہیچ در نیست

(از حضرت خواجہ مسکین علیہ الرحمہ)

جو ایک بارگاہ میں مسعود و مقبول ہو جاتا ہے وہ دوسری بارگاہ میں محروم و معتوب نہیں ہو سکتا معلوم ہوا کہ نسبت ہی ناقص و نامکمل تھی۔ انسان کسی بھی سلسلہ سے منسلک ہو کر اگر اپنے شیخ سے ربط تام پیدا کر لیا ہے تو از شیخ تا سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کامیاب ہی کامیاب ہے انشاء اللہ ہر جگہ سرخرو و سرفراز ہوگا۔ مرید کے لئے شیخ کامل کی ذات آئینہ حق نما ہوتی ہے اسی لئے تو سرکار امام السالکین سیدی خواجہ شاہ محمد تقی محبوب حق المتخلص بہ راز بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا

ہے رابطہ شیخ ہی تو سر حقیقت

ہے شیخ کا رخ ہی گل قندان محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مگر یہ نعمت عظمیٰ اسی وقت حاصل ہوتی ہے جب شیخ کا ہاتھ تھامنے کے بعد شیخ کی بارگاہ سے فیضیاب بھی ہوا ہو اور چشم بینا وا ہو گئی ہو ورنہ تو وہ اس شعر کا مصداق ہوگا۔

آنکھ والا ترے جلووں کا تماشہ دیکھے
دیدۂ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

(از اعلیٰ حضرت رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ)

یہاں حضرت شاہ عالم محبوب باری رحمۃ اللہ علیہ کے مراتب جلیلہ جو نہ دیکھے تو معلوم ہوا حضور غوثیت مآب رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیم سے ناواقف اور فیضان سے محروم تھا تو لیجئے سن لیجئے اب وہ حکایت جس کی سرخی ہے جا تجھے سید عبد القادر جیلانی کے حوالے کیا۔

ایک نام نہاد قادری جو اپنے آپ کو حضور غوث الثقلین قطب کونین فضیلت مآب حضرت عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلہ سے منسلک بتاتا تھا حضرت سیدنا شاہ عالم محبوب باری رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مرید سے راہ و رسم تھے۔ وہ مرید شاہیہ کے ہمراہ کاشانۂ حضرت شاہ عالم محبوب باری پر ملاقات کے لئے آیا اس وقت حضرت شاہ عالم محبوب باری باہر تشریف نہ رکھتے تھے۔ خلوت خانہ میں تھے تھوڑی دیر بیٹھ جانے کا ارادہ کیا۔ مرید شاہیہ نے سمجھایا کہ بھائی جب آئے ہو تو ملاقات و قدمبوسی کر کے جانا تھوڑا صبر کرو حضرت تشریف لانے والے ہیں۔ یہ سن کر اس بے ادب نے حضرت شاہ عالم محبوب باری کی شان میں کچھ ناشائستہ اور بے ادبی کے کلمے کہے اسی اثناء میں حضرت شاہ عالم محبوب باری تشریف لے آئے اور آپ نے اس کے وہ نازیبا

کلمات اپنے کانوں سے خود سنے۔ اور آپ نے فرمایا اے بے ادب نا مقبول جا میں نے تجھے حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے کیا وہ بے ادب جیسے ہی گھر جانے کے ارادہ سے آپ کے دردولت سے باہر آیا۔ ایک دیوار اس پر گری اور ہلاک ہو گیا۔ نعوذ باللہ من سوء القضاء یہ سب بے ادبی کی سوغات تھی۔

(صد حکایت فارسی، صفحہ ۸۶ تا ۸۷۔ حکایت چہل وپنجم) (ریحانۃ الابرار فارسی، صفحہ ۸۸)

رباعی غوث اعظم سے آنکھیں روشن

امانت الملک عبدالغفور بیان کرتے ہیں کہ ان کے والد ماجد فضل اللہ بن قاضی بدھ آشوب چشم میں مبتلا ہوئے آنکھیں ایسی آئیں کہ بصارت زائل ہوگئی میرے جد امجد حضرت قاضی بدھ مقرب بارگاہ حضرت شاہ عالم محبوب باری رحمۃ اللہ علیہ تھے وہ حضرت شاہ عالم محبوب باری کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا حضور آقائے نعمت میرے بڑے فرزند فضل اللہ پر تمام گھر کا دارومدار تھا انہیں کی آنکھیں جاتی رہیں اب کیا ہوگا ان کی آنکھیں جاتی رہنے سے گھر کے حالات ابتر ہو جائیں گے۔ حضرت شاہ عالم محبوب باری نے فرمایا کہ اپنے بیٹے فضل اللہ سے کہ وہ رباعی جو حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضور مولائے کائنات علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کی شان میں کہی ہے روزانہ پڑھ کر دم کرلیا کریں ان کا کہنا ہے کہ فضل اللہ نے ابھی صرف سات مرتبہ پڑھ کر یہ رباعی آنکھوں پر دم کی تھی کہ آنکھیں فوراً روشن ہوگئیں اور وہ رباعی مبارک یہ ہے۔

اذا ما رمدت عینی فکحل　　تراب نعل مس ابا تراب
هوالبكاء فی المحراب ليلا　　هو الفحاك فی يوم الحراب

(ریحانۃ الابرار فارسی، صفحہ ۳۵)

خرقۂ محبوبیت کے بیان میں

خرقۂ محبوبیت حضرت سیدنا شاہ عالم محبوب باری رحمۃ اللہ علیہ کو بدر المحققین سراج الصدیقین شیخ الاسلام والمسلمین حضرت شیخ احمد گنج گیر مغربی سرخیزی رحمۃ اللہ علیہ کے دست مبارک سے ملا اور انہیں ان کے مرشد طریقت حضرت سید الاقطاب سید جلال الدین حسین مخدوم

جہانیاں جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ (التوفی ۷۸۵ھ مطابق ۳؍فروری ۱۳۸۴ء) نے بطور امانت ۷۸۱ھ میں دہلی میں عطا فرمایا تھا یہ سفر حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے وصال شریف سے ۳۴؍سال پہلے کیا تھا اس سفر میں حضرت شاہ عالم محبوب باری رحمۃ اللہ علیہ کے حقیقی دادا حضرت جدالاقطاب مخدوم ناصر الدین نوشہ بخاری التوفی ۸۱۰ھ بھی ان کے ہمراہ تھے حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت کو یہ خرقہ شریف حضرت شیخ الاسلام سید العارفین امام الدین گازرونی رحمۃ اللہ علیہ نے عطا فرمایا تھا۔ جس کے ملنے کا اجمالی ذکر ہم یہاں کریں گے اہل علم سے یہ بات مخفی نہیں ہے کہ حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت نے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ سیر و سیاحت میں گذارا ہے اور یہ سیر و سیاحت اپنی اصلاح مخلوق الٰہی اولیائے کرام کی صحبت و زیارت اسلام کی نشر و اشاعت کی خاطر تھا۔ حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت نے اس مبارک سفر کا آغاز سلطان غیاث الدین تغلق کے عہد حکومت ۷۲۵ھ مطابق ۱۳۲۵ء کیا۔ اور اختتام سفر ۷۵۱ھ مطابق ۱۳۵۰ء میں ۲۶؍سال بعد سلطان محمود تغلق کے عہد میں ہوا بلکہ اس کے ایک سال کے بعد ۲۱؍محرم الحرام ۷۵۲ھ مطابق ۱۳۵۱ء کو سلطان محمد تغلق کا انتقال ہوا۔

(تاریخ فرشتہ، جلد دوم۔ صفحہ ۲۳۰)

اسی مبارک سفر کے آخری سالوں میں اقصائے عالم کی سیر کرتے ہوئے شیخ الاسلام حضرت امین الدین گازرونی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت و زیارت سے مشرف ہوئے ان دنوں سرزمین شیراز آپ کے فیوض و برکات سے لبریز تھی آپ کا وطن شریف گازرون شیراز کے مضافات سے ہے دوران سفر میں آپ کی بزرگی اور فیضان کا شہرہ سن کر حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت کے قلب مبارک میں آپ کی زیارت کا اشتیاق پیدا ہوا۔ ابھی راستہ ہی میں تھے کہ آپ کو ایک ایسی خبر ملی جو دل کو لرزا دینے والی تھی۔ وہ یہ کہ حضرت شیخ امین الدین گازرونی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہو گیا ہے آپ کو بیحد صدمہ ہوا لیکن سفر جاری رکھا اس ارادے سے کہ اگر زیارت و صحبت مقدر میں نہیں تو کم از کم شیخ کی مرقد اطہر پر جاکر فاتحہ خوانی کا شرف حاصل کریں لیکن حضرت مخدوم وارد گازرون ہوئے تو آپ کو پتہ چلا کہ راستہ کی سنی ہوئی خبر غلط ملی تھی بفضلہ تعالیٰ شیخ بقید حیات ہیں لیکن کمزور بیحد ہو گئے ہیں۔ حضرت مخدوم کو شیخ کی حیات کے متعلق معلوم ہو کر بیحد خوشی حاصل ہوئی۔ شیخ کی خانقاہ میں آکر شیخ کے دیدار سے مشرف ہوئے۔ یہ ملاقات مختصر تھی اس لئے کہ حضرت مخدوم فریضۂ حج ادا کرنے کا ارادہ رکھتے تھے اور جس وقت شیخ سے ملاقات ہوئی ہے تو آپ حالت احرام میں تھے۔ زیارت وقدمبوسی کے بعد حضرت مخدوم ادائے حج کے لئے گازرون سے حجاز مقدس روانہ ہو گئے۔ حضرت مخدوم کے تشریف لے جانے کے بعد شیخ

الاسلام والمسلمین شیخ امین الدین کا وصال ہوگیا۔ وصال سے پہلے شیخ نے اپنے چھوٹے بھائی حضرت شیخ امام الدین مسعود گازرونی کو اپنا جانشین کیا اور ہدایت فرمائی کہ عنقریب فریضۂ حج ادا کر کے سید جلال الدین حسین عبداللہ مخدوم جہانیاں جہاں گشت ہمارا دیدار کرنے کے لئے گازرون آئیں گے انہیں کہنا شیخ امین الدین فوت ہوگیا اور ہمارا اسلام کہنا۔ جب وہ تم کو ملیں تو ان کے ساتھ نہایت تواضع سے پیش آنا اور خاطر مدارات میں دریغ نہ کرنا۔ ان کا وطن اوچ ملتان ہے۔ ان کی رنگت جہاں گردی کی وجہ سے سانولی ہوگئی ہے جب وہ تمہارے پاس آئیں گے تو خربزہ کی فصل ہوگی (یعنی شکرٹیٹی) اور تم اپنے اصحاب کے ساتھ خربوزہ کھانے میں مصروف ہوگے ان کا استقبال کرنا۔ اور خرقۂ محبوبیت کہ مشائخ سلف سے خلف کو بصورت امانت ملا ہے پھر فرمایا اس خرقۂ متبرکہ کو وہی پہن سکتا ہے جو محبوب ہو۔ پھر وہ خرقہ منگا کر آپ نے اس کی زیارت سے لوگوں کو مشرف کیا اور ایک خط لکھ کر خرقہ شریف کے اندر رکھ دیا۔ اور خرقہ شریف کو حجرہ میں رکھ کر حجرہ مقفل کر دیا اور حجرہ کے دروازے کو چومیخا کرا دیا۔ جب حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت حج سے فارغ ہو کر وہاں پہونچے تو حضرت شیخ امین الدین گازرونی کی ہدایت کے مطابق ان کے وہ سجادہ نشین حضرت شیخ امام الدین مسعود گازرونی نے خرقہ شریف آپ کی خدمت میں پیش کر کے شیخ امام الدین کا سلام پہونچایا اور وفات کی خبر سنائی حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت نے خرقہ کی زیارت کی وہ پرچہ جو شیخ نے لکھ کر اس کے نیچے رکھا تھا پڑھا تو اس میں یہ رباعی لکھی ہوئی تھی۔ ملاحظہ فرمائیں۔

اے دل پس زنجیر چو دیوانہ نشیں
در دامن خویش پائے کشے و مردانہ نشیں
زآمد شدن بعہد خود را پئے کس
معشوق چو خانہ کیست در خانہ نشین

نیز اس خط میں یہ بھی ہدایت تھی کہ آپ اس خرقہ شریف کو لے کر مدینہ منورہ کے سفر کا آغاز کریں یعنی پھر دوبارہ مدینہ منورہ پہونچیں اور حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کریں پھر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک سے براہ راست لیں تاکہ درمیان میں کوئی واسطہ نہ رہے حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت نے اپنے خرقوں کی اسناد میں تحریر فرمایا ہے کہ شیخ کے حکم کے مطابق خرقۂ محبوبیت لے کر مدینہ طیبہ روضۂ اقدس میں مواجہ شریف کے روبرو حاضر ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار سے مشرف ہوا جب سلام وقدمبوسی سے خادم فارغ ہولیا تو سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم نے بشارت سے سرفراز فرمایا کہ اے فرزند تمہاری پاک نسل

میں ایک مرد حق آگاہ پیدا ہوگا جس کی ولادت تمہاری وفات سے بتیس سال بعد ہوگی۔ ان کی ولادت گاہ گجرات ہوگی ان کے والد کا نام عبداللہ ان کی والدہ کا نام آمنہ ہوگا۔ اور ان کو چار باتوں میں ہم سے موافقت ہوگی۔ حلیہ میں نام میں عمر میں اور مقام محبوبیت میں یعنی ان کی صورت ہماری صورت کا مظہر جمیل ہوگی اور نام نامی اسم گرامی محمد ہوگا عمر شریف ۶۳ سال ہوگی اور وہ محبوبیت باری تعالیٰ کے مقام پر مشرف ہوں گے۔ وہ قول و فعل اور حال میں ہمارے متبع ہوں گے یہ خرقۂ محبوبیت انہیں کے نصیب میں ہے لہٰذا انہیں پہونچا دو حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے تو ارشاد فرمایا ہے کہ وہ میری وفات کے بتیس سال بعد پیدا ہوں گے تو میں پھر انہیں کیسے پیش کرسکوں گا۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دہلی میں ایک نوجوان شیخ احمد ابو اسحاق مغربی سے تحصیل سلوک و معرفت میں مصروف و مشغول ہے یہ خرقہ اس کو بطور امانت سپرد کردینا اس کے ہاتھ سے اس فرزند کو پہونچ جائے گا۔ القصہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق حضرت مخدوم علیہ الرحمہ وہ خرقہ لے کر ہندوستان آئے اور بعہد سلطان فیروز شاہ تغلق دہلی رونق افروز ہوئے اہل دہلی آپ کی زیارت و قدمبوسی اور بیعت سے مشرف ہوئے اس وقت حضرت اسحاق مغربی رحمۃ اللہ علیہ کا قیام دہلی کے اطراف میں کسی مقام پر تھا۔

اور حضرت شیخ مغربی رحمۃ اللہ علیہ ان کی خدمت میں رہ کر تحصیل سلوک میں مصروف و مشغول تھے ایک دن حضرت بابا اسحاق نے حضرت شیخ احمد مغربی کو بلا کر فرمایا۔ تم جانتے ہو جو سید اوچ سے دہلی میں وارد ہوئے ہیں وہ صاحب عزل و نصب اور مالک عطا و منع ہیں یعنی جسے چاہیں ولایت سے معزول کردیں جسے چاہیں ولایت عطا کردیں۔ احتیاط رکھنا کبھی ان کے روبرو نہ جانا اس لئے کہ یہ دولت عرفان و سلوک جو تم نے عنفوان شباب میں حاصل کی ہے ذرا سی غفلت پر چھن جائے اس لئے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جب طاقت مقابلہ نہ ہو تو مقابلہ سے گریز اختیار کرنا بھی انبیائے سابقین کی سنت ہے احتیاط اسی میں ہے کہ تم راستہ چل رہے ہو اور خبر ملے حضرت سید جلال الدین حسین مخدوم جہانیاں جہاں گشت اس راستہ سے آرہے ہیں تو راستہ بدل دو۔

(صد حکایت فارسی، صفحہ ۲۷۔۲۶ حکایت بست و دوم)

مخدوم جہانیاں جہاں گشت اور شیخ احمد مغربی کی ملاقات

ایک دن کا ذکر ہے کہ سید الاقطاب مخدوم جہانیاں جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ نے پالکی میں سوار ہوکر کثیر فقراء و امراء کے مجمع کے ساتھ مسجد خانجہاں تلنگی کی طرف سے گزر رہے تھے۔ خواص وعوام کا عظیم ازدحام تھا حضرت شیخ احمد مغربی رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی راستہ سے گذر رہے تھے جب یہ معلوم ہوا کہ یہ جلوس حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت کا ہے تو آپ فوراً بھاگ کھڑے ہوئے۔ اتفاقیہ حضرت مخدوم کی نظر پر پڑگئی۔ حاضرین سے فرمایا کہ اس کوچے میں ایک نوجوان صالح ہمیں دیکھ کر بھاگا ہے اسے بلالاؤ ہمیں اس سے عظیم کام ہیں چند خدام دوڑے اوران کو پکڑ لائے شیخ احمد کو دیکھ کر حضرت مخدوم جہانیاں، جہاں گشت تعظیماً پالکی سے نیچے اتر آئے اور معانقہ کیا۔ یعنی بغل گیر ہوئے اور فرمایا۔ مرا ازیں سینہ بوئے دوست می آید۔

ترجمہ:- مجھے اس سینہ سے دوست کی بو آرہی ہے اور آپ سے مخاطب ہوکر فرمایا اپنے پیرومرشد بابا اسحاق مغربی کی خدمت میں ہمارا سلام عرض کرنا اور کہنا کہ آپ نے کیوں ہمارے واسطے سوئے ظنی سے کام لیا خدائے تعالیٰ نے ہمیں اس طرف محض آپ کے فرزند روحانی کی خاطر بھیجا ہے اور اگر وہ اس بات کو قبول فرمالیں اور ہمارے پاس آنے کی پھر اجازت دیں تو فقیر سے ملاقات کے لئے آپ پھر تشریف لائیے گا جب حضرت شیخ احمد مغربی نے اپنے حق میں آپ کی غیر متوقع عنایت و رحمت پائی۔ ایک مرتبہ بغل گیر ہونے سے نعمت غیر مترقبہ کے انمول گوہر سینے میں جگمگاتے دیکھے تو فوراً قدم بوسی کے لئے آپ کے قدموں کی طرف جھک گئے اس کے بعد کہا حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت کی پالکی اٹھا کر چل دیئے حضرت شیخ احمد مغربی کے سر کے بال پالکی کے حلقہ میں الجھ گئے اور آپ دو تین قدم پالکی کے ساتھ اسی حالت میں دوڑے سید الاقطاب حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ نے جب آپ کی یہ حالت دیکھی تو بڑی شفقت و عنایت کے ساتھ فرمایا۔ بابا احمد اب آپ ہمارے حلقہ میں آہی گئے نا۔

(صد حکایت فارسی، صفحہ ۲۱ تا ۲۳۔ حکایت بست و دوم)

ہم قلندری عطا کرنا چاہتے تھے لیکن
قطبوں کی لڑی میں پرودیئے گئے ہیں

حضرت شیخ احمد مغربی رحمۃ اللہ علیہ جب اپنے مرشد گرامی حضرت بابا اسحاق[1] مغربی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو آپ پر نظر پڑتے ہی بابا اسحاق مغربی نے فرمایا بابا احمد ہم تو قلندری عطا کرنا چاہتے تھے لیکن ان سید مخدوم علیہ الرحمہ کی ایک ہی نظر نے تمہیں قطبوں کی لڑی میں پرو دیا۔ (صد حکایت فارسی، صفحہ ۲۳۔ حکایت بست و دوم)

ملک گجرات بہ نصیب شما است

حضرت شیخ احمد مغربی رحمۃ اللہ علیہ اس کے بعد اپنے پیر و مرشد کی اجازت سے ہمیشہ خدمت حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت میں حاضر ہو کر فیضیاب ہوتے رہتے تھے اور بہت

---

[1] حضرت بابا اسحاق مغربی رحمۃ اللہ علیہ دہلی کے رہنے والے تھے آپ کے والد ماجد کا نام نامی اسم گرامی محمود علوی ہے۔ حضرت محمود علوی کا سلسلہ نسب چند واسطوں سے حضرت سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ تک پہونچتا ہے۔ حضرت بابا اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت دہلی ۶۶۳ھ میں ہوئی۔ (آئین اکبری، صفحہ ۲۲۲)

تحصیل علوم سے فارغ ہو کر پیر کی تلاش میں نکل پڑے ایک عرصہ بادیہ پیمائی کرنے کے بعد شہر کج میں حضرت شیخ محمد کیمی رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے حضرت شیخ محمد کیمی رحمۃ اللہ علیہ بڑے معرکہ کے عارف اور سلسلہ مغربیہ کے مشائخ ہیں۔ چالیس حج کر کے شہر کیم میں اپنی خانقاہ بنا کر ہدایت خلق میں مصروف ہو گئے سلسلۂ عالیہ مغربیہ بھی سلاسل تصوف قادریہ چشتیہ سہروردیہ ابوالعلائیہ نقشبندیہ، شطاریہ، فردوسیہ، کی طرح ایک عظیم سلسلہ ہے عہد قدیم میں مغرب ان ممالک کو کہتے تھے جو مصر کے شمالی جانب واقع ہیں جیسے طرابلس الجزائر، تونس، مراکو، اسپین وغیرہم ان ممالک کی ہر چیز کے ساتھ مغربی کا لفظ استعمال کرتے تھے۔ اس سلسلہ عالیہ کو جو یہاں سے مشرق میں پھیلا ہے مغربیہ کہتے ہیں یہ سلسلہ مبارکہ ہندوستان میں نویں اور دسویں صدی ہجری تک بڑے عروج پر رہا چونکہ یہ سمندر طے کر کے آیا تھا زیادہ تر ساحل سمندر پر اس کی اشاعت ہوئی لیکن خاص کر ہندوستان میں اس سلسلہ کو زیادہ فروغ حاصل نہ ہو سکا سلسلہ عالیہ مغربیہ کے بانی و امام حضرت شیخ الشیوخ سیدنا اخی مدین مغربی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ان کے خلیفہ و جانشین حضرت ابو محمد صالح دکالی رحمۃ اللہ علیہ ہیں ان کے خلیفہ حضرت ابو العباس احمد قریشی رحمۃ اللہ علیہ ہیں ان کے خلیفہ حضرت ابو عبد اللہ شمس الدین شیخ محمد مغربی رحمۃ اللہ علیہ ہیں آپ شہر کیم کے باشندے کیمی کہلاتے ہیں اور ان کے خلیفہ حامل فیضان حیدری ناشر مسلک قلندری حضرت بابا اسحاق مغربی کھٹوی رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور ان کے خلیفہ و جانشین بدر المحققین سراج الصدیقین شیخ الاسلام والمسلمین حضرت شیخ احمد مغربی سرخیزی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۸۴۹ھ ہیں۔ حضرت بابا اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کا ۷ر شعبان ۷۷۶ھ میں ایک سو بیس سال کی عمر میں وصال ہوا۔ کھٹو جائے مدفن ہے۔ (تحفۃ المجالس فارسی مجلس پنجاہ و چہارم۔

(حاشیہ ختم)

تھوڑے عرصہ میں حضرت مخدوم علیہ الرحمہ کی ذات گرامی سے کسب کمال اور استفادہ حال کرلیا۔ یہاں تک کہ ایک دن استخارہ کرنے کے بعد حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت نے آپ کو خلوت میں بلا کر ذکر کی تلقین کی اور خلعت خلافت سے مشرف فرمایا اور فرمایا۔

ملک گجرات نصیب شما است۔ ترجمہ۔ جاؤ گجرات ملک تمہارے ہی نصیب میں ہے۔

(صد حکایت فارسی، صفحہ ۲۳، حکایت بست و دوم)

چند ہدایات مخدوم

خلعت خلافت عطا فرمانے کے بعد حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ نے ہدایت فرمائی کہ عنقریب میرے فرزند بھی وہاں پہونچیں گے ان کے ساتھ اخلاص و اتحاد سے زندگانی گذارنا حضرت اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت ہے کہ انہیں فرزند کے گھر وہ کرامت اثر فرزند پیدا ہوں گے جن کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے چار باتوں میں متابعت کا شرف حاصل ہوگا لہٰذا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اشارہ سے یہ خرقہ محبوبیت تمہیں تفویض کرتا ہوں ان فرزند عالی وقار سے میرا اسلام کہنا۔ حضرت شیخ احمد مغربی رحمۃ اللہ علیہ اس کے بعد حرمین شریفین تشریف لے گئے بعد فراغت حج پہلے پٹن میں کچھ دن قیام فرمایا۔ پھر ۸۰۲ھ مستقل سرخیز شریف سکونت پذیر ہو گئے اللہ تعالیٰ نے آپ کی عمر شریف میں برکت عطا فرمائی یعنی آپ نے ایک سو گیارہ سال کی عمر پائی اور اس دوران میں اس فرزند ذیشان کے ظہور کے منتظر رہے یہاں تک کہ حضرت برہان الدین قطب عالم بخاری رحمۃ اللہ علیہ سلطان احمد شاہ علیہ الرحمہ کی التماس سے اپنے اپنے فرزندوں کے ہمراہ احمد آباد رونق افروز ہوئے اور قصبہ اساول کی جامع مسجد سے متصل ہی سکونت اختیار فرمائی اس کے بعد حضرت شیخ الاسلام شیخ احمد مغربی اور حضرت قطب عالم بخاری کے درمیان ارتباط معنوی اور مودت روحانی اور زیادہ مضبوط ہوگئی۔

(صد حکایت فارسی، صفحہ ۳۶ تا ۳۷ حکایت بست و دوم)

خرقہ محبوبیت عطا ہونا

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ دونوں بزرگوار یعنی حضرت شیخ احمد مغربی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت سید برہان الدین قطب عالم بخاری رحمۃ اللہ علیہ ایک جگہ جمع ہوئے دوران گفتگو میں حضرت شیخ

احمد مغربی نے حضرت قطب عالم بخاری سے دریافت کیا کہ آپ کے کسی فرزند کا نام نامی محمد بھی ہے۔ حضرت قطب عالم بخاری نے جواب دیا ہاں میرے منجھلے فرزند کا نام سید محمد ہے۔ حضرت شیخ احمد مغربی رحمۃ اللہ علیہ نے کچھ علامتیں جن کی بشارت دی گئی تھی کہ متعلق دریافت کیا کہ یہ یہ علامتیں اور یہ یہ خصائل آپ کے ان فرزند میں ہیں؟ حضرت قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ نے اقرار فرمایا کہ ہاں جو جو علامتیں اور خصلتیں آپ بیان فرما رہے ہیں میرے فرزند میں سب موجود ہیں۔ یہ سن کر حضرت شیخ احمد مغربی گنج بخش نے اندازہ لگا لیا کہ یہی وہ فرزند ارجمند ہیں جن کی امانتیں میرے پاس موجود ہیں اور ایک مدت سے میں ان کے انتظار میں ہوں دوسرے دن صبح سویرے ہی حضرت شیخ احمد مغربی گنج بخش نے سرخیز شریف سے حضرت برہان الدین قطب عالم بخاری کے در دولت پر ان کے تمام فرزند عالی تبار کے لئے بہیلیں روانہ کیں اور کہلا بھیجا کہ آپ کے فرزندان عالی تبار ہوں اور اس میں بیٹھ کر سرخیز آئیں حضرت قطب عالم کے تمام فرزند اپنی اپنی بہیلی میں سوار ہو گئے بلکہ پا پیادہ بیل کو ہانکتے ہوئے سرخیز پہونچے حضرت شیخ احمد مغربی کو اطلاع ہوئی تو ہر ایک بھائی کے لئے علیحدہ علیحدہ چٹائیاں روانہ کیں۔ تاکہ وہ اس پر بیٹھیں۔ تمام بھائی تو اپنی اپنی چٹائی پر بیٹھ گئے لیکن حضرت شاہ عالم محبوب باری نے چٹائی کو لے کر چوما آنکھوں سے لگا کر تعظیماً سر پر رکھ لیا اور زمین پر بیٹھ گئے جب حضرت شیخ احمد سرخیزی رحمۃ اللہ علیہ باہر تشریف لائے۔ آپ کے اس ادب کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے آپ کی نظر فیض اثر نے پہچان لیا کہ یہ وہی گوہر انمول ہے۔ نیز حضرت شاہ عالم محبوب باری رحمۃ اللہ علیہ کے حلیہ مبارکہ کا معائنہ کیا تو حضور احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال بے مثال کے آثار کا مظہر جمیل پایا بیساختہ پیشانی مبارکہ کا بوسہ دیا اور بغلگیر ہوئے اس ملاقات سے حضرت شیخ احمد مغربی سرخیزی رحمۃ اللہ علیہ پر بیحد رقت طاری ہوئی بعدہ حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ کا سلام آپ کو پہونچایا وہ خرقۂ محبوبیت جو آپ کے پاس امانت تھا شاہ عالم محبوب باری رحمۃ اللہ علیہ کو پہنایا یہ واقعہ ۱۲ ربیع الاوّل شریف ۸۳۴ھ کا ہے اس وقت حضرت شاہ عالم محبوب باری رحمۃ اللہ علیہ کی عمر مبارک ۱۷ سال کی تھی۔ بدر المحققین سراج الصدیقین حضرت شیخ احمد مغربی سرخیزی رحمۃ اللہ علیہ اتنی مدت تک اس خرقۂ محبوبیت کو اپنے قبا شریف کے گریبان کے پیچھے سی کر با حتیاط رکھے تھے کبھی سفر میں بھی اسے اپنے سے جدا نہ ہونے دیا ایک مرتبہ آپ سخت بیمار ہو گئے آپ کے خدام سمجھے کہ شاید اب اس بیماری سے جانبر نہ ہو سکیں گے ان کے اس خطرہ قلبی کو آپ نے کشف سے جان لیا اور مخاطب ہو کر فرمایا میرے پاس ایک بزرگ کی دی ہوئی امانت ہے جو کہ انہوں نے اپنے فرزند کو میرے ہاتھ سے بھجوائی ہے مجھے یقین کامل ہے کہ جب تک وہ ان کو

پہونچ نہ جائے میں مر نہیں سکتا آخر کار آپ صحت مند ہوئے اور وہ خرقہ حضرت شاہ عالم محبوب باری نے زیب تن فرمایا۔ حضرت شاہ عالم محبوب باری کے دوسرے بھائیوں کو بھی حضرت شیخ احمد مغربی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے حسب حال تبرک سے سرفراز فرمایا اور رخصت کردیا لیکن حضرت شاہ عالم محبوب باری کو اپنے حجرۂ مخصوص میں لے گئے اور فرمایا فرزند عزیز میرا آخر وقت آچکا ہے نعمت کے مستعد دنیا میں کم ہوتے جارہے ہیں قبل اس کے کہ وہ نعمتیں جو آپ کے جدامجد حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ کی عطا کردہ ہیں آپ کے سپرد کروں سلسلہ عالیہ مغربیہ کی نعمتیں آپ کے سپرد کرتا ہوں اللہ تعالیٰ آپ کو موروثہ موہوبہ نعمتوں کا جامع کرے اس وقت حضرت سراج الصدیقین شیخ احمد مغربی رحمۃ اللہ علیہ کے دوش مبارک پر جو شال تھی اس کے کونے میں اسم لطیف کی دعوت کا کاغذ بندھا ہوا تھا کھول کر آپ کو عنایت فرمایا۔ اور اس کی اجازت مرحمت فرمائی اور اپنے دوش مبارک پر ردائے مبارکہ اتار کر آپ کے شانوں پر یہ کہتے ہوئے ڈالدی۔ اے صاحب ولایت گجرات تصرف درخزانۂ غیب مبارک باشد۔ ترجمہ۔ اے گجرات کے صاحب ولایت غیب کے خزانوں۔ کے اختیارات آپ کو مبارک ہوں۔

وہ ردائے مبارک میں زرق برق تھی جس میں چار خانے بنے ہوئے تھے اور ایک خانہ میں آپ کے وہ ننانوے اسمائے مبارک ایک منقش تھا جو آپ کو منصب ولایت کے ساتھ ساتھ عطا ہوئے لطائف شاہیہ میں حضرت مقبول عالم رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہے بعد میں یہی ۹۹/ اسمائے مبارکہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ سے حضرت سید برہان الدین قطب عالم غریب اللہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے واسطہ سے حضرت شاہ عالم محبوب باری رحمۃ اللہ علیہ کو عطا ہوئے۔ وہ اسمائے مبارکہ یہ ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شاہ عالم	نور عالم	ماہ عالم	سرور عالم	بادشاہ عالم	سخی عالم	مہربان عالم	سید عالم
بخاری عالم	خواجہ عالم	درویش عالم	شیخ عالم	مخدوم عالم	امیر عالم	ولی عالم	متقی عالم
اولیا عالم	مولانا عالم	پیر عالم	کبیر عالم	قطب عالم	قطب اقطاب عالم	غوث عالم	مغیث عالم
ھادی عالم	خاص عالم	اشرف عالم	اعظم عالم	اکرم عالم	اخص عالم	اخص الخواص عالم	اوّل عالم
آخر عالم	ظاہر عالم	باطن عالم	حاضر عالم	ناظر عالم	واصل عالم	کامل عالم	مکمل عالم
حضور عالم	سیر عالم	اسرار عالم	پشت عالم	پناہ عالم	سر عالم	قدرت عالم	قصد عالم
مقصود عالم	موجود عالم	محب عالم	محبوب عالم	صدق عالم	صفائے عالم	ناز عالم	نصرت عالم

عالم عالم	علم عالم	صادق عالم	شاہد عالم	ناظم عالم	نظام عالم	نظام الدین عالم	نصیر عالم
نصیر الدین عالم	رکن عالم	رکن الدین عالم	علم عالم	علم الدین عالم	معز عالم	معز دین عالم	علائے عالم
علوء عالم	علاء الدین عالم	حصن عام	حصار عالم	حسن عالم	حسین عالم	رضوی عالم	جہانگیر عالم
خلیل عالم	جلیل عالم	تاج عالم	لطیف عالم	لطف عالم	حامد عالم	حمید عالم	مجید عالم
مقرب عالم	فتح عالم	شوق عالم	عشق عالم	محبت عالم	معرفت عالم	عارف عالم	برہان عالم
		بیان عالم	نشان عالم	ختم اولیائے عالم			

المشہور بہ شاہ منجھلہ بخاری ضاعف اللہ جلالہ واحسن امالہ

(از لطائف شاہیہ قلمی، صفحہ ۴۹)

حضرت بدر المحققین سراج الصدیقین شیخ احمد گنج گیر مغربی رحمۃ اللہ علیہ نے دوش حضرت شاہ عالم محبوب باری پر ردائے مبارکہ ڈال کر یہ شعر پڑھا۔

می برد ہر کس نصیب خویشتن

درمیاں احمد بہانہ بیش نیست

[illegible] اپنے نصیب کا حصہ لے گیا۔ درمیاں احمد کی ذات سوائے بہانے کے کچھ نہ تھی۔

گنج گیر اور گنج بخش القاب کی وجہ تسمیہ

حضرت شیخ احمد مغربی سرخیزی رحمۃ اللہ علیہ کے القاب گنج گیر اور گنج بخش ہیں۔ کہتے ہیں کہ ۷۵۸ھ میں جب خرقۂ محبوبیت حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو عطا فرمایا تھا۔ اس نعمت عظمیٰ پر قبضہ پانے کی وجہ سے آپ کا لقب گنج گیر ہوا اور وہ خرقہ مبارکہ اسی سال تک آپ کے پاس امانت رہا پھر اسی سال بعد جب وہ امانت بروز دوشنبہ ۱۲ ربیع الاول ۸۴۴ھ کو حضرت سید محمد سراج الدین شاہ عالم محبوب باری رحمۃ اللہ علیہ کو عطا فرمائی تو اس تاریخ سے گنج بخش لقب کے ساتھ مشہور ہوئے۔

(صد حکایت فارسی، صفحہ ۳۷۔ حکایت بست ودوم۔ ریحانۃ الابرار فارسی، صفحہ ۸۰)

حاشیہ:۔ حضرت شیخ احمد مغربی رحمۃ اللہ علیہ کے مختصر حالات

آپ کی ولادت سلطان محمد تغلق کے عہد حکومت میں ۷۳۸ھ میں سرزمین دہلی میں ہوئی۔ آپ ایک

فارغ البال خوشحال خاندان کے چشم و چراغ تھے۔آپ کا دولت کدہ دہلی میں حور باغ کے متصل تھا۔آپ کا نام نامی اسم گرامی نصیر الدین احمد ہے۔القاب بدرالعارفین، سراج الصدیقین ہیں۔خطاب گنج گیر و گنج بخش ہیں۔ آپ کی عمر مبارک چار سال کی تھی اپنی دایہ کے ساتھ سیر کے لئے راستہ سے بھٹک گئی۔گلی گلی کوچہ کوچہ ہوتی ایک ایسے مقام پر پہونچی جہاں ایک قافلہ آیا ہوا تھا۔قافلہ والوں نے دایہ کو تسلی و تشفی دے کر مطمئن کیا یہ واقعہ ۲ے۲ھ کا ہے صبح سے پہلے یہ قافلہ دہلی سے روانہ ہوگیا۔نجیب نامی ایک جولا ہے نے جولا ولد تھا آپ کو قافلہ والوں سے لے کر اپنا متبنی بنالیا۔شیخ نجیب اور مولانا صدر الدین صاحب کی معرفت حضرت بابا اسحاق رحمۃ اللہ علیہ تک رسائی ہوئی اور پھر ہمیشہ کے لئے آپ ہی کے ہوگئے۔شیخ اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو بڑے ناز و نعم میں پرورش کیا ابتدائی تعلیم کھٹو ہی میں حاصل کی عربی زبان کی صرف و نحو فقہ اور کلام تک تعلیم کھٹو میں ہوئی۔۷۷۶ھ میں حضرت اسحاق مغربی کے وصال کے بعد حج کے لئے ۷۹۱ھ تشریف لے گئے اور وہاں کے مشائخ سے استفادہ کیا حج سے واپس ہوئے ۸۰۰ھ میں تیمور بادشاہ نے دہلی پر حملہ کیا۔اس وقت آپ نے بادشاہ اور اس کے سپاہیوں کو مغل لشکر میں پہونچ کر ظلم بیجا سے باز رہنے کی ہدایت فرمائی اور بے شمار مظلوموں کو قید و بند سے نجات دلائی۔جب تیمور نے دہلی سے کوچ کیا تو آپ بھی امر بالمعروف کے لئے لشکر کے ساتھ ساتھ سمرقند پہونچے یہاں شہزادوں سے آپ کی ملاقات ہوئی۔سمرقند کے خواص و عوام نے آپ کو ہاتھوں ہاتھ لیا خود تیمور بھی نہایت نیازمندانہ انداز میں ملا۔سمرقند میں چند قابل ذکر علمائے کرام سے آپ کی ملاقات ہوئی۔ان کے اسماء یہ ہیں صاحب ہدایہ کے پوتے حضرت علامہ خواجہ عبدالاوّل اور صاحب ہدایہ کے بھتیجے ملک العلماء حضرت شیخ حسام الدین صاحب خطیب جامع مسجد سمرقند، نیز حضرت علامہ سید شریف جرجانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین جیسی ہستیوں سے ہمکلامی و ہم جلیسی کا شرف حاصل ہوا۔موسم سرما ختم ہوتے ہی آپ بلخ پہونچے وہاں عہدہ داری کا فرمان ہوا اس پر ۱۲ر جمادی الاوّل ۸۰۲ھ درج ہے پھر وہاں سے افغانستان چشت آئے اور حضرت خواجہ مودود چشتی کے مزار مبارک پر فاتحہ خوانی کی جو حضرت خواجہ معین الدین چشتی سلطان الہند غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے دادا پیر ہیں المتوفی .... پھر ہرات آئے حضرت شیخ شہاب الدین خیلوانی کے ہم نشین ہوئے وہاں افغانستان کے بادشاہ فرخ اور ان کی ملکہ بڑی عقیدت سے پیش آئے اور معقول رقم بھی نذر کی وہاں سے قندھار آئے وہاں کے حاکم نے آپ کا خیر مقدم کیا نیز قندھار کے حاکم امیر سیف اللہ نے استدعا کی کہ اس کے قائم کئے ہوئے مدرسہ میں مسند علم کی زینت بنیں لیکن قبول نہ فرمایا اور وہاں سے روانہ ہوکر اپنے مرشد گرامی حضرت خواجہ سید جلال الدین حسین مخدوم جہانیاں جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ کے مزار فیض اوچ شریف پر فاتحہ خوانی کی اور حضرت صدر الدین راجو قتال رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۶ر جمادی الآخر ۸۲۷ھ مطابق ۱۴۲۳ء سے ملاقات کا شرف حاصل کیا اور پھر وہاں سے متفرق مقامات کی سیر کرتے ہوئے ماہ رجب ۸۰۲ھ میں (نہر والا) یعنی پٹن شریف جو اس زمانہ میں گجرات کا پایہ تخت تھا پھر اس کے بعد مستقل سکونت سرخیز میں اختیار فرمائی۔سرخیز تشریف لانے کے بعد پھر کہیں نہیں گئے آپ فرماتے ہیں کہ بارہ سال بعد میں نے سیاحت میں اس طرح گذارے ہیں کہ نہ پاؤں میں جوتا تھا نہ سر پر ٹوپی بلکہ لوٹا تک پاس نہ رکھا۔سرخیز میں تشریف فرما ہونے کے بعد ۴۷ سال کامل یہیں گذارے۔۸۴۹ھ کو نماز عید الفطر سے فارغ ہوکر آئے تو آپ کو خونی قے ہوئی اسی تاریخ سے ملنا جلنا کم کردیا۔

مستقل گوشہ نشینی اختیار کرلی۔ والی ملک گجرات سلطان محمد زر بخش التوفی ۸۵۵ھ آپ کی عیادت کو آیا تو اس کی عزت افزائی کے لئے پلنگ سے نیچے اترے مختصر بات چیت کی سلطان اشکبار رخصت ہوا۔ ۱۴ رشوال کی رات کو سخت بے ہوشی طاری رہی ایک گھنٹہ کے بعد ہوش میں آئے اٹھے ضعف غالب تھا بیٹھ نہ سکے اسی طرح بے چینی میں رات گذاری صبح ہوگئی وصی الملک آیا اس کے سامنے صلاح الدین کو بلا کر عمامہ بندھوایا اور ان کے لئے دعا فرمائی پھر شیراز اور میر غلام کو مرید کیا اور لیٹ گئے اس درمیان میں عمدۃ الملک اور قدر خاں بھی آگئے چند لمحہ کے بعد آپ نے سانس لی اور روح مبارک قلب سے پرواز کرگئی۔ ۱۴ رشوال بروز جمعرات قبل زوال ۸۴۹ھ کو وصال فرمایا۔ مولانا قاسم اور محمود ارجی نے غسل دیا۔ قاضی بڈھ ابو الحق اور برادر مبارک نے پانی ڈالنے کی خدمت کی بعدۂ پالکی میں سوار کرا کر اس مقام پر لائے جہاں آج کا روضہ مبارکہ ہے۔ سلطان محمد زر بخش موجود تھا اس کے حکم سے حضرت مولانا ابو القاسم امام جامع مسجد سرخیز نے نماز جنازہ پڑھائی۔ سلطان محمد نے روضہ شریف تعمیر کرانا شروع کیا لیکن عمر نے وفا نہ کی فوت ہوگیا۔ روضہ شریف کی تکمیل کی منزل تک سلطان قطب الدین احمد سلطان محمد کے لڑکے نے پہنچایا۔ شہنشاہ جہانگیر کے انجینئر کے تخمینہ کے بموجب پانچ لاکھ روپے اس روضہ شریف کی تعمیر پر خرچ ہوئے ہوں گے۔

(مرقاۃ الوصول الی اللہ والرسول، صفحہ ۲۳ تا ۴۱)

مولانا محمد قاسم علیہ الرحمہ مرید حضرت شیخ احمد مغربی بدر المحققین سراج الصدیقین عارف ربانی عالم سبحانی سند المشائخ حضرت شیخ احمد کھٹو المعروف بہ گنج گیر گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ ایک سو گیارہ سال کی عمر شریف میں وصال الٰہی فرمایا۔ روضہ منورہ کے دروازہ پر یہ قطعہ تحریر ہے۔

بحر کف احمدی درریز شود | دامان امید گنج پرویز شود

اگر بحر بجود در کہش نیست عجب | گر روئے زمین تمام سرخیز شود

(حاشیہ ختم شد)

باب ششم

آپ کو شاہ عالم خطاب ملنے کے بیان میں

سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ سے بشارت کہ تم شاہ عالم ہو

صاحب ریحانۃ الابرار علیہ الرحمہ رقمطراز ہیں کہ حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی عمر کا انیسواں سال چل رہا تھا کہ ۸۳۶ھ کی ایک رات کو حضرت شاہ عالم محبوب باری سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار سے مشرف ہوئے دیکھا آپ فرما رہے ہیں کہ تم شاہ عالم ہو۔ یہ مرتبہ تمہیں مبارک ہو کہ یعنی تم ملک گجرات کے شاہ ولایت ہو۔ یہ خواب دیکھنے کے بعد آپ نے یہ خواب کسی سے بیان نہیں کیا اس لئے کہ اس کے اظہار کرنے سے آپ کو حجاب محسوس ہوتا تھا۔

(ریحانۃ الابرار فارسی، صفحہ ۸۵)

دوبارہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت

مذکورہ بالا خواب دیکھنے اور بشارت سے مشرف ہونے کے چند دن بعد پھر آپ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت سے مشرف ہوئے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم آپ سے مخاطب ہو کر ارشاد فرماتے ہیں فرزند تم اس بات کا اظہار کیوں نہیں کرتے کہ تم شاہ عالم ہو ابھی آپ جواب میں کچھ عرض بھی نہ کر پائے تھے کہ آنکھ کھل گئی اس مرتبہ بھی آپ نے اس کا کسی سے اظہار نہیں کیا اس لئے کہ آپ اپنے لئے ایسے فخر کا لقب استعمال کرتے ہوئے حجاب و شرم محسوس کرتے ہیں۔ (ریحانۃ الابرار فارسی، صفحہ ۸۵)

مولا علی اور سید عالم کی بشارت

چند دن کے بعد تیسری مرتبہ آپ پھر اس بشارت سے مشرف ہوئے اس مرتبہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت سے پہلے آپ نے حضور مولائے کائنات علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کو دیکھا کہ فرماتے ہیں بیٹا تم شاہ عالم ہو تمہیں یہ مرتبہ مبارک ہو عنقریب قدرت تمہارے اس خطاب کو زبان زد خاص و عام کر دے گی اس کے بعد حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم رونق افروز ہوئے اور آپ نے بھی انہیں الفاظ میں بشارت دی اور آپ بیدار ہو گئے۔

(ریحانۃ الابرار فارسی، صفحہ ۹۰)

حضرت سیدہ فاطمہ زہرہ علیٰ ابیہا وعلیہا السلام کی بشارت

صاحب صد حکایت علیہ الرحمہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ اپنے حجرہ مبارکہ میں تشریف رکھتے تھے اور آپ کے خلیفۂ اعظم حضرت میاں احمد مخدوم رحمۃ اللہ علیہ حجرہ شریف کے باہر تشریف رکھتے ہیں حجرہ مبارکہ کے کواڑ بند تھے میاں مخدوم کا کہنا ہے کہ انہوں نے دیکھا یک بیک کواڑ کی جھریوں سے نور کی شعاعیں پھوٹنے لگیں ایسا معلوم ہوتا تھا کہ حجرۂ مبارکہ میں سورج نکلا ہوا ہے۔ حالانکہ یہ رات کا وقت تھا۔ میاں مخدوم نے یہ جاننے کے لئے کہ آخر یہ نور کس چیز کا ہے کواڑ کی جھریوں سے جھانک کر دیکھا تو نظر آیا حضرت شاہ عالم محبوب باری اپنے ہشت پہل تخت پر آرام فرما ہیں اور لیٹنے کا انداز یہ ہے کہ سیدھے ہاتھ کی کلائی آنکھوں پر ڈھکی ہوئی ہے اور الٹے پاؤں کا گھٹنہ آپ نے کھڑا کر رکھا ہے اور سیدھا پائے مبارک الٹے گھٹنے پر رکھا ہوا ہے اور اوپر کی طرف سے کچھ چمکیلی چیزیں مثل ستاروں کے آتی ہیں اور آپ کے گوش مبارک کے قریب آ کر پھر آسمان کی طرف صعود کر جاتی ہیں اور حضرت شاہ عالم بڑے استغنا کے ساتھ آرام فرما رہے ہیں۔ اسی اثناء میں ایک ایسا نور عظیم ظاہر ہوا کہ معلوم ہوتا تھا سو (۱۰۰) نیر اعظم طلوع ہو گئے ہیں اور آسمان سے زمین پر اتر آئے ہیں اور حضرت شاہ عالم محبوب باری بعجلت تمام اٹھ کر تخت سے نیچے مؤدبانہ کھڑے ہو گئے۔ جیسے کسی کی تعظیم کے لئے کھڑے ہوتے ہیں۔ اور اپنی دستار مبارک اتار کر بڑی تواضع کے ساتھ زمین پر بچھا دی اور تھوڑی دیر کے بعد وہ نور آسمان کی طرف صعود کر گیا۔ اس کے بعد حضرت شاہ عالم نے اپنی دستار شریف اتار کر سر

مبارک پر باندھ لی اوراس کے بعد دروازہ کھولا۔ دیکھا کہ حضرت میاں مخدوم احمد حاضر ہیں۔
آپ نے پوچھا میاں مخدوم ابھی تم نے کچھ دیکھا ہے۔ مخدوم صاحب نے عرض کیا ہاں حضور دیکھا تو لیکن یہ نہ پہچان سکا یہ نور کس چیز کا تھا۔ آپ نے فرمایا چمکتے ہوئے ستاروں کے مثل اولیائے کرام کی ارواح تھیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ پیغام لے کر آئی تھیں آج تمہیں ایک خطاب عطا ہوگا۔ مبارک ہو میں نے عرض کیا ایسا خطاب عطا ہونا چاہئے۔ جیسا کہ میرے جدامجد حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت کو عطا ہوا تھا کہ اولیاء اللہ میں نہ اس سے پہلے کسی کو عطا ہوا نہ آپ کے بعد عطا ہوا۔ اس کے بعد حضور فخر موجودات سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور جناب سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا نے کرم فرمایا اور ناچیز کے غربت کدہ کو زینت بخشی اور بشارت سے سرفراز فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں شاہ عالم کا خطاب عطا فرمایا ہے میں نے دریافت کیا اس کا اظہار کیا مجھے ہی کرنا ہوگا فرمایا کہ تم اپنے والد بزرگوار کے پاس جاؤ وہ آپ کو حضرت شیخ بارک اللہ چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس روانہ کر دیں گے اس خطاب کا ظہور وہاں سے خود بخود ہو جائے گا۔
(صد حکایت فارسی، صفحہ ۲۲ تا ۲۳۔ حکایت بستم)

شاہ عالم بارک اللہ چشتی کی خانقاہ میں

حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق حضرت قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں پہونچے جیسے ہی حضرت قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ کی نظر حضرت شاہ عالم محبوب باری کے جمال۔ مبارک پر پڑی مسکرا کر فرمایا آیئے شاہ عالم آپ کو حضرت شیخ بارک اللہ چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بھیجنا ہے۔ اور پھولوں سے بھری ہوئی ٹوکری حضرت شاہ عالم کو عطا فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ یہ لے کر مودبانہ حضرت شیخ بارک اللہ چشتی کی خدمت اقدس میں تشریف لے جائیں۔ حضرت شاہ عالم محبوب باری حسب الحکم پھولوں کی ٹوکری لے کر حضرت شیخ بارک اللہ چشتی کی خدمت میں پہونچے۔ اس وقت حضرت شیخ بارک اللہ اپنے مکان کی دیوار اپنے ہاتھ سے تعمیر فرما رہے تھے اور حضرت کے مریدین اینٹیں اور گارا اٹھا اٹھا کر دے رہے تھے۔ حضرت شاہ عالم آپ کے روبرو سر پر پھولوں کی ٹوکری اپنے سر پر رکھ کر مودبانہ کھڑے ہو گئے جب حضرت خواجہ شیخ بارک اللہ چشتی کی نظر آپ کی طرف اٹھی شاہ عالم نے بڑھ کر دست بستہ سلام پیش کیا۔ حضرت شیخ بارک اللہ چشتی نے مسکرا کر فرمایا۔ آیئے شاہ عالم آپ کے سر پھولوں کی ٹوکری نہیں چتر شاہی زیب دیتا ہے اور فوراً دیوار سے نیچے اتر آئے اور شاہ عالم

کا دست مبارک پکڑ کر اپنے بھائی حضرت شیخ عطاء اللہ علیہ الرحمہ کے مکان میں لے گئے اور چولہے پر سے لوبیا کی ہانڈی اتار کر لے آئے اور حضرت شاہ عالم کو عطا فرما دی یہ ہانڈی گویا ملک گجرات کی روحانی شہنشاہی کی سند تھی پھر اپنے خادم سے فرمایا اس ہانڈی کو لے کر تم حضرت شاہ عالم کے ہمراہ جاؤ جہاں پہونچ کر تم یہ سن لو کہ زمین آسمان سے اور جو کچھ زمین و آسمان میں ہے شاہ عالم کی ندا آنے لگے واپس لوٹ آنا۔ حضرت شاہ عالم محبوب باری اس لوبئے کی ہانڈی کو سر پر اٹھائے ہوئے حضرت قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہونے کے لئے روانہ ہوئے۔ راستہ میں جب آپ تین دروازہ کے قریب پہونچے وہاں ایک فقیر پاؤں سے لنگڑا زبان سے گونگا آنکھوں سے اندھا کانوں سے بہرا سڑک پر پڑا ہوا تھا۔ حضرت شاہ عالم محبوب باری اس کے قریب سے گزرے آپ کے جسم کی ہوا لگتے ہی اس فقیر کی آنکھیں روشن ہوگئیں۔ بہرا پن جاتا رہا۔ زبان گویا ہوگئی لنگڑی ٹانگیں بھلی چنگی ہوگئیں۔ سب سے پہلے اس نے اٹھ کر شاہ عالم کہا۔ اور دوسرے آدمی دوکان و مکان زمین و آسمان اور تمام مخلوق شاہ عالم شاہ عالم کہہ کر گویا ہوئی۔ حضرت شاہ عالم محبوب باری نے حضرت شیخ بارک اللہ چشتی کے خادم سے فرمایا اب آپ تشریف لے جائیں حکم شیخ یہیں تک تھا۔ حضرت شیخ بارک اللہ چشتی کے خادم واپس ہو گئے۔ نیز حضرت شاہ عالم حضرت قطب عالم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تمام ماجرا عرض کیا اور لوبئے کی ہانڈی آپ کی خدمت میں پیش کی حضرت قطب عالم نے خود بھی اس میں سے تبرکاً نوش فرمایا اور تمام خانقاہیوں کو بھی عطا کیا اسی تاریخ سے گجرات میں یہ مثل مشہور ہوگئی ہے۔ چشتیوں نے پکائی بخاریوں نے کھائی اس کہاوت کی اصل یہی واقعہ ہے۔

(صد حکایت فارسی، صفحہ ۲۳ تا ۲۵۔ حکایت بستم)

انت وزیری فی الدنیا والآخرہ

صاحب حکایت شاہی بیان فرماتے ہیں جس دن حضرت سیدنا شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کو خطاب شاہ عالم عطا ہوا اس دن آپ کی ذات گرامی سے ایسی شان مسیحائی کا ظہور ہوا۔ آپ عجب سکر و مستی کے عالم میں جب چنڈولا تالاب کے کنارے سے گزرے تالاب کے کنارے تمام قبور شق ہوگئیں اور ان میں مدفون مردے زندہ ہو کر ایستادہ ہوگئے۔ آپ کے خلیفۂ اعظم حضرت میاں مخدوم رحمۃ اللہ علیہ نے یہ کرشمہ دیکھا تو دست بستہ عرض کیا حضور از راہ لطف و عنایت عالم سکر سے عالم صحو میں تشریف لائیں۔ ورنہ شریعت مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم میں رخنہ

عظیم واقع ہوگا۔ اس عرض کرنے سے آپ عالم سکر سے عالم صحو کی طرف تشریف لائے اور نگاہ کرامت پڑتے ہی ایستادہ مردے اپنی اپنی قبروں میں واپس ہوکر شق شدہ قبریں اپنی اصلی حالت پر آگئیں حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے ان سب کی شفاعت کو بعطائے ایزدی اپنے...... ذمہ کرم لیتے ہوئے ان سب کو بخشش کا مژدہ دیا حالت سکر ومستی ختم ہونے پر حضرت میاں شیخ احمد مخدوم کی اس کارکردگی سے حضرت سیدنا شاہ عالم محبوب باری بیحد خوش ہوئے۔ اسی خوشی ومسرت میں فرمایا اَنْتَ وَزِیْرِیْ فِی الدُّنْیَا وَالْآخِرَۃِ یعنی تم دنیا وآخرت میں میرے وزیر ہو یہ مژدہ زندہ ہوئے۔ اور یہاں مدفون ہونے والے کو نجات وبخشش کی نوید کا واقعہ بطریق تحقیق ہر ایک خاص وعام کو معلوم ہے اس لئے کہ حضرت شاہ عالم نے یہاں مدفون ہونے والوں کی نجات وبخشش بعطائے ایزدی اپنے ذمہ کرم پر لی ہے اس امید پر اہل شہر نے عموماً اور مریدان سلسلہ عالیہ شاہیہ نے خصوصاً اپنے مقبرے چنڈولہ تالاب کے کنارے بنائے ہیں اور بناتے ہیں اور رسول آباد میں دفن ہونے والوں پر فخر وناز کرتے ہیں بلکہ ایک دوسرے کو دعا دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تمہیں خود روضۂ شاہیہ رسول آباد میں چنڈولہ کے کنارے دفن ہونا نصیب کرے (یہ جذبۂ عقیدت حضرت سید صفی الدین جعفر بدر عالم بخاری علیہ الرحمہ ۹؍ذی الحجہ المتوفی ۱۰۸۰ھ کے دور کے مسلمانوں کا تھا جو آپ نے تحریر فرمایا۔ آج یہ چیز کمیاب ہی نہیں بلکہ اس بات کا ہمارے اندر فقدان ہے اللہ تعالیٰ ہمیں بزرگان دین سے سچی عقیدت وحسن اعتقاد اور ان کے مقدس جوار ودیار کے احترام کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین بجاہ حضور سید المرسلین والہ الطیبین والطاهرین صلی اللہ علیہ وسلم۔ صد حکایت فارسی ص: ۶۵ تا ۶۶ حکایت سی پنجم)

غیبی پرچموں پر شاہ عالم تحریر

حضرت شیخ احمد میاں، مخدوم رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۲۲؍ربیع الثانی ۸۹۰ھ) خلیفہ اعظم حضرت سید محمد سراج الدین شاہ عالم بخاری رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں ایک مرتبہ میں حضرت مرشد گرامی علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے اپنی ردائے مبارکہ کا گوشہ میرے سر پر ڈال دیا سر پر گوشۂ ردا کا ڈالنا تھا کہ اب کیا دیکھتا ہوں عالم ہی اور ہے حد نظر تک سبز پوش سرخ پوش سوار ہیں اور ہر ایک کے ہاتھ میں علم ہیں اور ہر ایک علم پر بخط نورانی بحرف جلی شاہ عالم لکھا ہوا تھا۔

(صد حکایت فارسی، ص: ۱۴۹ حکایت ہشتاد وچہارم ۸۴)

دربارشاہیہ کی عظمت وصولت

حضرت سیدنا شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے دربار کو اللہ تعالیٰ نے ایسا دبدبہ ایسی شوکت وحشمت ایسی عظمت وصولت عطافرمائی تھی کہ امرائے وقت، سلاطین زمانہ اگر حاضر ہوتے...... تو وہاں کا طمطراق، وہاں کا حشم وخدم دیکھ کر انگشت بدنداں رہ جاتے اور وہاں کی مدحت سرائی کرتے رخصت ہوتے۔

خاندان چوڑاسما کا آخری راجہ منڈلیک جو بڑے تام جھام سے رہتا تھا جوناگڑھ پر حکمراں تھا سلطان محمود بیگڑے نے اس کے ساتھ یکے بعد دیگرے تین جنگیں لڑیں پہلی جنگ ۸۷۱ھ مطابق ۱۴۶۷ء میں ہوئی۔ اس جنگ میں میدان سلطان بیگڑے کے ہاتھ رہا اور راجہ منڈلیک کو راہ فرار اختیار کرنا پڑا۔ بعد میں سلطان محمود سے راجہ منڈلیک نے ملک وجان کی امان چاہی سلطان نے بڑی سیرچشمی سے ملک وجان کی امان عطافرمائی اس جنگ میں پانچ کروڑ نقد اور بے شمار گھوڑے تیر وخنجر اور دیگر اسلحہ لشکر سلطان کے ہاتھ آئے۔ دوسری جنگ ۸۷۲ھ مطابق ۱۴۶۹ء میں ہوئی جب کہ سلطان محمود بیگڑے کو معلوم ہوا کہ وہ بڑے فخر سے چتر شاہی اور مرصع زیورات کا استعمال کرتا ہے اور سرکشی اختیار کرلی ہے۔ سلطان محمود بیگڑے نے چالیس ہزار لشکر جرار کے ساتھ جوناگڑھ پر حملہ کیا اور راجہ منڈلیک کا غرور چور چور کردیا نیز اس کا چتر اور مرصع زیورات چھین لئے بعد میں راجہ کی معافی پر اس کو معاف کرکے اس کا ملک اس کو عطا کردیا۔ تیسری جنگ ۸۷۴ھ مطابق ۱۴۶۹ھ ہوئی۔ اس جنگ کی بنا صاحب مرات سکندری نے یہ تحریر کی ہے کہ راجہ منڈلیک کے وزیر اعظم بیسل بقال کی اہلیہ من موہنی نہایت خوبصورت تھی راجہ منڈلیک نے اس کے ساتھ فعل شنیع کیا تھا وزیر بیسل بقال نے دربار سلطان محمود بیگڑے میں فریاد کی۔ اس کے علاوہ موضع موینہ کی رہنے والی ناگبائی پر بھی راجہ منڈلیک نے بدنیتی کی تھی۔ ہندوؤں کا کہنا ہے کہ اس نے بدعا کی تھی۔ تیری حکومت مسلمانوں کے پاس جائے گی۔ اسی طرح تاریخ میں ہے۔ اسی طرح نرسی ایک بہت بڑا بھگت ہندوؤں میں گزرا ہے۔ اس کو راجہ نے ستایا تھا تو اس نے بھی راجہ کو بددعا دی تھی کہ ان کا ملک مسلمانوں کے ہاتھ جائے گا۔ یہی سب اسباب تھے جس کی بنا پر سلطان محمود بیگڑے نے تیسری مرتبہ راجہ منڈلیک کے ملک جوناگڑھ پر حملہ کیا۔ اسی ۸۷۴ھ والی جنگ میں قلعہ جوناگڑھ کا محاصرہ کرتے ہوئے محمود بیگڑے کے دربار کی زینت مرجع خواص وعوام جید عالم درویش صفت امیر حضرت عالم خاں فاروقی چشتی علیہ الرحمہ نے جام شہادت نوش فرمایا

جن کی یاد میں سلطان محمود بیگڑے کی آنکھیں تمام زندگی اشکبار رہیں۔ قلعہ جونا گڑھ لشکر اسلام کے ہاتھ لگا تو راجہ منڈلیک نے قلعہ گرنار میں پناہ لی یہاں بڑا سخت مقابلہ ہوا اس مقابلہ میں اکثر بہادران لشکر اسلام نے جام شہادت نوش کیا۔ القصہ مختصر یہ کہ تیسری مرتبہ بھی اللہ تعالیٰ نے سلطان محمود بیگڑے کو مظفر و منصور کیا اور اس تیسری مرتبہ بھی راجہ منڈلیک جان بخشی کے لئے سلطان محمود بیگڑے کی خدمت میں حاضر ہوا۔ سلطان محمود بیگڑے کی دلی تمنا تھی کہ راجہ منڈلک مشرف بہ اسلام ہو جائے۔ اس لئے سلطان محمود نے متعدد مرتبہ دوستانہ ماحول میں راجہ کو دعوت اسلام دی تھی لیکن وہ گریز کرتا تھا۔ اس تیسری مرتبہ جنگ میں شکست کھانے کے بعد راجہ منڈلیک کو سلطان محمود بیگڑے کے پاس آمد و رفت اور نشست و برخاست کا کئی مرتبہ اتفاق ہوا۔ سلطان محمود بیگڑے جو بچپن ہی سے حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے زیر سایہ تربیت پاکر پروان چڑھا تھا اور اسلامی تعلیمات اور حسن اخلاق کا جیتا جاگتا شاہکار تھا سلطان کے اخلاق حمیدہ اور اطوار پسندیدہ کا مشاہدہ کر کے بیحد گرویدہ ہو گیا۔ دوسرے حضرت شاہ شمس الدین بخاری علیہ الرحمہ کی صحبت پاک کی برکت سے اس پر اسلام کی حقانیت آشکارا ہونے لگی لیکن پھر بھی اسلام قبول کرنے سے جھجکتا تھا لیکن انوار اسلام دل کو منور کرتے جارہے تھے۔ یہاں تک کہ وہ ساعت سعید آئی کہ لشکر اسلام مظفر و منصور جونا گڑھ سے احمد آباد کی طرف روانہ ہوا۔ راجہ منڈلیک سلطان محمود بیگڑے کے ہمراہ تھا۔ جب لشکر اسلام حضرت خواجہ سید محمد سراج الدین شاہ عالم محبوب باری بخاری کی خانقاہ عالیہ کے سامنے سے گزرا تو راجہ منڈلیک نے دیکھا کہ میلوں تک خیمے اور گھوڑے ہاتھی گاڑیاں کھڑی ہیں زربفت اطلس کے چمچاتے خیمے استادہ ہیں جن کے دروازوں پر کمخاب سیماب کے پردے پڑے ہیں جو ہوا میں اڑاڑ کر سورج کی کرنیں پڑنے سے آنکھوں میں خیرگی پیدا کرتے ہیں سیکڑوں آدمیوں کا ٹھاٹھیں مارتا سیلاب حد نظر تک معلوم ہوتا ہے راجہ منڈلیک نے یہ نورانی منظر حیرت کی نگاہوں سے دیکھا اور پھر تعجب خیز انداز میں دریافت کیا حضور ظل سبحانی سلطان عالم پناہ کشور کشائے ملک گجرات تو ہمارے ساتھ ہیں۔ گجرات کی دھرتی پر یہ دوسرا کون بادشاہ ہے۔ جس کا اتنا بڑا لشکر ہے ایسے حسین دیبا اطلس کمخاب سیماب کے خیمے ہیں ان کی چمک دمک پر آنکھیں خیرہ ہوئی جاتی ہیں۔ سلطان محمود بیگڑے نے مسکرا کر جواب دیا یہ کسی دنیوی بادشاہ کا دربار نہیں ہے یہ سلطان دین پناہ تاجدار اولیاء حضرت خواجہ سید محمد سراج الدین شاہ عالم محبوب باری کا دربار ہے۔ یہاں کی جبہہ سائی اور خاک بوسی سلطان عالم کے لئے بھی فخر ہے۔ راجہ منڈلیک کو حضرت شاہ عالم کے دیدار و قدمبوسی اور دربار شریف میں حاضری کا اشتیاق پیدا ہوا لہٰذا سلطان محمود بیگڑے کی ہمرکابی میں دربار شاہیہ میں

راجہ منڈلیک حاضر ہوا دیکھا عجیب ذیشان دربار ہے۔ محرابوں، دروازوں پر زرین پردے آویزاں ہیں سلاح دار دست بستہ چوب بردار کھڑے حاضرین سراپا ادب کھڑے سرخم کئے مودب بیٹھے ہیں۔ مریدین ومعتقدین کے جھرمٹ میں خورشید ولایت وہدایت حضرت خواجہ سید سراج الدین شاہ عالم محبوب باری جلوہ آرا ہیں جن کے رخ پاک کے انوار سے ساری محفل روشن وضوفگن ہے۔ جیسے ہی راجہ منڈلیک کی نگاہیں حضرت شاہ عالم کی نگاہوں سے دوچار ہوئیں۔ آنکھیں ملتے تنویر سراجی نے نور ایمانی سے قصر دل کو منور کردیا بے ساختہ بھری محفل میں راجہ منڈلیک نے بلند آواز سے کلمہ شہادت اَشْہَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ پڑھ کر آپ کے قدموں پر گر پڑا اور مشرف بہ اسلام ہوگیا۔ یہ واقعہ ۸۷۸ھ کا ہے اس وقت حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی عمر مبارک ۶۱ سال کی تھی وصال کے صرف دو سال باقی تھے۔ (مرأت مصطفیٰ باد، ص: ۶۷ تا ۷۳ مرآت احمدی فارسی، ص: ۶۲ تا ۶۳)

حضرت خواجہ مخدوم رحمت اللہ چشتی کا مکاشفہ

حضرت خواجہ مخدوم رحمت اللہ چشتی علیہ الرحمہ سرتاج المکاشفین سلطان المتوکلین حضرت خواجہ شیخ عزیز اللہ چشتی رحمۃ اللہ علیہ۔ کے فرزند جانشین ہیں آپ صاحب فضل وکمال مخزن کشف وکرامات بزرگ تھے آپ کے فرق عادات مشہور ہیں۔ آپ اور آپ کے فرزند وبنات اکثر علوم ظاہر وباطن میں ممتاز گز. ہیں آپ کا سلسلہ نسب خلیفۂ رسول حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے آپ ایسے مرجع انام بزرگ تھے کہ سلطان محمود بیگڑا آپ کا شیدا وگرویدہ تھا۔ شیخ پورہ آپ ہی کا آباد کیا ہوا ہے۔ حضرت مخدومہ خوشترا بی بی آپ کی پوتی بڑ عابدہ شاغلہ وعارفہ خاتون تھیں ۱۰۲۰ھ میں جہاں گیر بادشاہ احمد آباد میں آیا۔ بزرگی کا شہرہ سن کر آپ سے ملاقات ودعا کا خواستگار ہوا۔ آپ نے جواب میں کہلا بھیجا میں ایک گوشہ نشین عورت ہوں بادشاہوں سے ملاقات سے کیا کام البتہ غائبانہ دعا کرتی ہوں۔ جہانگیر نے معذرت قبول کرلی اور آپ کا معتقد ہوگیا۔ یہ ساری باتیں یہاں اس لئے نقل کردیں تاکہ ناظرین حیات شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کو یہ معلوم ہوجائے کہ حضرت خواجہ مخدوم شیخ رحمۃ اللہ چشتی کس پائے کے بزرگ ہوں گے جب ان کی پوتی اس پائے کی گزری ہیں شہنشاہ جہانگیر جیسا جہاندیدہ بادشاہ ان کی ڈیوڑھی پر سائل بن کر حاضر ہوا۔ اور یہ بات بھی سوچنے کی ہے کہ حضرت مخدوم شیخ عزیز اللہ چشتی علیہ الرحمہ کا مکاشفہ بھی کیسا حرف بہ حرف ثابت ہوا۔ وہ مکاشفہ کیا تھا لیجئے سنئے۔ حضرت سید صفی الدین بدر عالم رحمۃ

اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ سلطان المتوکلین حضرت مخدوم شیخ رحمۃ اللہ چشتی علیہ الرحمہ سابرمتی ندی کے کنارے عبادت الٰہی میں مشغول تھے کہ آپ نے دو رکعت نفل ادا کر کے مراقبہ کیا تو عین مراقبے کے عالم میں مستقبل کے حالات آپ کے قلب مبارک پر منکشف ہوئے۔آپ نے مراقبے سے گردن اٹھائی اور سابرمتی ندی کے بہتے ہوئے پانی کی لہروں کو دیکھ کر تبسم فرمایا آپ کے ہم نشینوں میں سے ایک شخص نے آپ کے مسکرانے کا سبب پوچھا تو آپ نے فرمایا۔ابھی مجھے اللہ جل جلالہ نے اس ندی کی لہروں میں اچھے غیبی خزانے بہتے ہوئے دکھا دئے ہیں۔استفسار کرنے والے بزرگ نے عرض کیا کہ ان خزائن الٰہی میں سے آپ کو لے لینا چاہئے تھا تا کہ اس سے عظیم الشان مسجد کا گنبد تعمیر کراتے اور باغ لگاتے۔حضرت مخدوم شیخ عزیز اللہ چشتی علیہ الرحمہ نے فرمایا قسم بخدا ان خزائن الٰہیہ میں کسی کو تصرف جائز نہیں ہے بجز غوث الوقت حضرت سید محمد شاہ عالم محبوب اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے اس بات میں ہرگز شک نہ کرنا کہ خزائن الٰہیہ کے گیارہ سونے کے دریا ان کے دولت سرائے اقدس کے روبرو جاری ہیں اور وہ گیارہ سونے کے دریا ان...... سے بھی منہ نہ موڑیں گے۔حضرت خواجہ مخدوم شیخ رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ۲۸/جمادی الثانی ۸۵۷ھ کو ہوا۔مزار مبارک معدل پور میں ہے۔

(صد حکایت فارسی،ص:۱۳۲ تا ۱۳۳،حکایت ہفتادویکم ۷۱)

چوراسی اشرفی یومیہ مقرر ہونا

ناظرین حیات شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کو یاد ہوگا کہ حضرت بدرالمحققین سیدنا شیخ احمد گنج گیر مغربی رحمۃ اللہ نے آپ کو خرقہ محبوبیت عطا کرتے ہوئے ارشاد فرمایا تھا۔اے صاحب ولایت گجرات تصرف در خزانہ غیب مبارک باشد نیز حضرت مخدوم شیخ خواجہ رحمۃ اللہ چشتی رحمۃ اللہ نے اپنے مکاشفہ میں گیارہ سونے کے دریا آپ کے در دولت پر بہتے ہوئے دیکھے۔حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق اولیائے کرام نے جیسی بشارتیں دیں ویسا ہی عالم ظہور میں آیا۔حضرت خواجہ سید صفی الدین جعفر بدر عالم رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ جب سلطان احمد بادشاہ نے آپ سے علمی مذاکرہ کرنے کے لئے آپ کو دعوت دی تھی اور دولت صحبت وہم کلامی سے مشرف ہوئے تھے اس دن کا واقعہ ہے کہ حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان کے کوئی فرد جو رشتہ میں شاہ عالم کے بھائی ہوتے تھے،اسی مسند پر بیٹھ گئے جس پر شاہ عالم تشریف رکھتے تھے۔شاہی امیر تزک نے انہیں یہ کہہ کر اٹھادیا کہ آپ تو شاہی ملازم ہیں۔حضرت شاہ عالم شاہی مہمان ہیں

آپ ان کی ہمسری نہیں کر سکتے اُٹھ جایئے حضرت شاہ عالم اس واقعہ سے بے حد متاثر ہوئے اور شاہی مجلس سے اٹھ کر مکان چلے آئے اور تمام رات سابرمتی کی ریگ پر جبین مبارک جھکائے ہوئے گریہ وزاری فرماتے رہے اور مناجات کرتے رہے بار خدایا مجھے توفیق عطا فرما کہ اہل دنیا اہل دولت کے دروازے پر نہ جاؤں اے پروردگار اپنی لطف وعنایت سے میرا یومیہ وظیفہ اپنے خزانہ غیبی سے مقرر فرما کر مجھے ہر ایک سے بے نیاز فرمادے ابھی اسی دعا میں مصروف تھے کہ حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی جلوہ گری ہوئی اور صحرا رشک جنت بن گیا۔ سابرمتی کے ذرات انوار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی ضیا باریوں سے چمک اٹھے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے رونق افروز ہو کر اس بشارت سے سرفراز فرمایا کہ اے فرزند اپنے سر نیاز کو اٹھاؤ اللہ تعالیٰ نے تمہاری آرزو پوری فرمادی تمہارا یومیہ وظیفہ چوراسی اشرفیاں مقرر فرمادیا حضرت سید صفی الدین جعفر بدر عالم رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ اس تاریخ سے تادم وصال یہ غیبی روزینہ اشرفیاں عالم غیب سے ملتی رہیں ان میں ہر ایک اشرفی سترہ تولے کی ہوتی تھی نیز ان اشرفیوں کے دونوں جانب آیت الکرسی بخط ثالث منقوش ہوتی تھی۔ حضرت شاہ عالم محبوب باری نے اس بشارت کو سن کر شکرانہ نعمت الٰہی فرمایا اور رحمت عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی قدمبوسی کا شرف حاصل کیا۔ (از:۔صد حکایت فارسی، بست وہشتم ص:۴۴تا۴۶

جواہرات کے خوان

حضرت شاہ عالم محبوب باری رحمۃ اللہ علیہ کو بارگاہ الٰہی سے ایسی شاہی عطا ہوئی تھی کہ سلاطین زمانہ بھی سائل بن کر حاضر خدمت ہوتے تھے۔ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ سلطان محمود بیگرہ آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ اور آرزو ظاہر کی کہ آج تو از راہ لطف وعنایت بیش قیمت جواہرات بطور تبرک عطا کئے جائیں یہ سن کر حضرت شاہ عالم مسکرادئے اور ایک خادم سے فرمایا کہ چند خوان سابرمتی سے ریت کے بھر کے لئے آؤ۔ خادم حکم کے مطابق ریت سے بھر کر خوان لے آیا۔ آپ نے ایک نگاہ ولایت ان خوانوں پر جو ریت سے لبریز تھے ڈالی۔ ان تمام خوانوں کی ریت بیش قیمت جواہرات کی صورت میں تبدیل ہوگئی۔ حضرت شاہ عالم محبوب باری کی اس عظیم کرامت کو دیکھ کر بے ساختہ سلطان محمود بیگرے کی زبان سے یہ شعر نکل گیا۔

شاہے کہ خاک رابہ نظر کیمیا کنند
آیا بود کہ گوشہ چشمے بما کنند

یہ سن کر حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ مسکرادئے اور وہ جواہرات سے لبریز خوان سلطان محمود بیگڑے کو عنایت فرما کر رخصت کیا۔

(از:۔صد حکایت فارسی حکایت، پنجاہ وہفتم، ص:۱۱۵تا۱۱۶)

چودہ من سونا

شمس الاتقیا حضرت قطب الدین شاہی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ کا ذکر ہے جب سلطان قطب الدین احمد گجرات المتوفی ۸۶۳ھ سلطان محمود خلجی پر حضرت شاہ عالم محبوب باری رحمۃ اللہ کی دعا سے فتحیاب ہوا۔تو آپ کی خدمت میں ایک کروڑ روپے کا فرمان آستانہ عالیہ کے خدام کے لئے پیش کیا۔آپ نے وہ ایک کروڑ روپے کا فرمان یہ کہتے ہوئے واپس فرمادیا قطب الدین میرے لئے بس یہی کافی ہے کہ جب تم آؤ تو از قسم خوشبو مشک یا گلاب لے آیا کرو جاگیر وغیرہ کی ضرورت ہو تو ہر مہینہ اپنے خزانچی ملک شعبان کو بھیج کر چودہ من سونا جو مجھے خزانہ الٰہی سے عصمت سے منگالیا کرو۔یہ سن کر سلطان قطب الدین احمد کے دل میں قلبی خطرہ گزرا کہ شاید کیمیا سازی کرتے ہوں گے۔آپ نے بادشاہ کے خطرۂ قلبی کو اپنے کشف سے جان لیا اور مخاطب ہو کر فرمایا جو فقیر ہو کر اپنی داڑھی دھوئیں میں سیاہ کرے وہ معرفت الٰہی کا حامل نہیں ہوسکتا یہ سن کر بادشاہ کے دل میں یہ خیال آیا کہ واقعی کیمیا سازی آپ کے شایان شان نہیں جنات مرید ہوں گے جس چیز کی ضرورت پڑتی ہوگی ان کے ذریعہ منگواتے ہوں گے۔آپ نے بادشاہ کے اس خطرہ کو بھی اپنے کشف سے معلوم کرلیا اور فرمایا میاں متقدمین نے فرمایا ہے کہ سلطان کے لئے عقلمند ہونا بھی نہایت ضروری ہے جو تم بات سوچتے ہو عقل سے بہت دور ہوتی ہے اتنا نہیں سمجھتے کہ جو ملازم بارگاہ الوہیت خادم دربار رسالت صلی اللہ علیہ وسلم ہوگا۔وہ جنوں کا لایا ہوا مال جو ملکیت غیر از روئے شریعت حرام ہے بھلا کیسے استعمال کرسکتا ہے بادشاہ یہ سن کر شرمندہ ہوا اور آداب رخصں بجالایا۔(ریحانۃ الابرار فارسی ۵۹)

نولکھی خیمہ

حضرت خواجہ سید محمد سراج الدین شاہ عالم محبوب باری رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے ایسی عظیم شاہی اور ایسے عظیم غیبی خزانے عطا فرمائے تھے جن کے آگے سلاطین عالم کی شاہی اور ان

کے خزانے بے مقدار معلوم ہوتے ہیں۔ایک مرتبہ کا ذکر ہے ایران کا ایک بہت بڑا سوداگر موضع طارم ضلع شیراز کا رہنے والا سلطان دہلی کی داد و دہش اور فیاضی کی شہرت سن کر ایک ایسا بیش قیمت خیمہ جس کی قیمت نولاکھ روپے تھی۔اس خیمہ کا تانا بانا سونے چاندی کے تاروں کا تھا۔نیز اس میں بیش قیمت جواہرات ٹکے ہوئے تھے۔ایران سے دہلی کی مسافت بعیدہ طے کرتا ہوا وارد دہلی ہوا۔اور دربار دہلی میں حاضر ہو کر وہ نہایت حسین خوبصورت خیمہ دہلی کے بادشاہ کی خدمت میں پیش کیا خیمے کی نولاکھ قیمت سن کر وزیر نے بادشاہ کو مشورہ دیا کہ اتنا بیش قیمت خیمہ خریدنا مصلحت اور دور اندیشی کے خلاف ہے لہذا وہ خیمہ دربار دہلی سے واپس دیا گیا۔بیچارہ سوداگر جو شیراز سے دہلی بڑی امیدیں لے کر حاضر ہوا تھا دل شکستہ اور ناامید ہو کر دہلی سے سوئے گجرات روانہ ہوا۔اور منزلیں طے کرتا ہوا گجرات کی راجدھانی احمد آباد آیا اور سلطان محمد زر بخش التوفی ۸۰۷ھ کے دربار میں حاضر ہوا۔اور وہ خیمہ دربار سلطانی میں پیش کیا۔بادشاہ کو خیمہ بیحد پسند آیا لیکن نولاکھ قیمت سن کر وزیر اعظم نے بادشاہ کے گوش گزار کیا کہ حضور جب بادشاہ دہلی نے اتنا قیمتی خیمہ نہیں خریدا تو پھر ہمیں تو کسی طرح اس کا خریدنا روا نہیں۔خزانہ شاہی میں گنجائش نہیں کہ اس بار گراں کا متحمل ہو سکے لہذا اس وقت اس کا خریدنا موقوف فرمائیں۔بیچارہ سوداگر یہ سن کر بڑا عاجز و حیران ہوا۔اس لئے کہ اسے گجرات کے دربار سے بڑی امیدیں وابستہ تھیں۔اسے یقین تھا کہ گجرات کے دربار سے جو رقم اسے دستیاب ہوگی وہ کسی دوسری اقلیم کے سلطان سے حاصل نہیں ہو سکتی بہر حال اس نے بحالت ناچارگی عزم کیا کہ وہ شاہ دکن کی خدمت میں باریاب ہو۔شاید ان کا طالع وہاں بیدار ہو یہ سوچ کر وہ چل دیا اور ارادہ کر لیا تھا کہ اگر وہاں بھی ناامیدی ہوئی تو وہ پھر اور کہیں نہ جائیگا بلکہ واپس اپنے وطن شیراز چلا جائے گا۔جس وقت اس کا قافلہ خانقاہ حضرت شاہ عالم محبوب باری کی طرف سے گزرا تو دیکھا بے شمار آدمیوں کا ہجوم ہے قطار در قطار ہاتھی گھوڑے میخوں سے بندھے ہوئے کھڑے ہیں۔سوداگر نے لوگوں سے دریافت کیا یہ عظیم الشان دولت کدہ کس کا ہے۔لوگوں نے بتایا کہ یہ دین دنیا کے بادشاہ حضرت شاہ عالم محبوب باری کی خانقاہ معلیٰ ہے یہ سن کر سوداگر نے سوچا دنیا کے بادشاہوں کے درباروں سے تو مایوس لوٹنا پڑا چلو اس دین کے شہنشاہ کے دربار میں حاضر ہو کر کم از کم دعا کرانا چاہئے۔شاید نصیب بیدار ہو جائے۔لہذا حضرت سیدنا شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ بیکس پناہ میں حاضر ہوا۔حضرت شاہ عالم محبوب باری نے گجرات آنے اور دربار شاہی میں حاضر ہونے کی غرض و غایت معلوم کی سوداگر نے اپنی روداد غم سنائی۔خیمہ کا حال سن کر حضرت شاہ عالم محبوب باری نے فرمایا آپ نے وہ بیش قیمت خیمہ ہمیں تو دکھایا ہی نہیں۔یہ سن کر سوداگر نے فوراً وہ خیمہ بارگاہ شاہ عالم

میں پیش کیا جس وقت سورج کی روشنی میں وہ بیش قیمت خیمہ کھولا گیا تو لوگوں کی آنکھیں خیرہ ہوگئیں خیمہ دیکھنے کے بعد شاہ عالم نے سوداگر سے دریافت فرمایا اس خیمہ کی قیمت نولاکھ روپے گجراتی سکے کے حساب سے ہے یا ایرانی۔ سوداگر نے عرض کیا کہ اگر ایرانی سکہ ہے تو سبحان اللہ ورنہ گجراتی بھی مل جائیں تو غنیمت ہے۔ حضرت شاہ عالم محبوب باری نے فرمایا اب آپ کو کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں یہ خیمہ ہمیں پسند ہے لہذا ہم نے اس کو خرید لیا۔ سوداگر بے حد خوش ہوا اور سجدۂ شکر بجالایا اور خیمہ آپ کی خدمت میں چھوڑ کر کسی کام سے شہر چلا گیا۔ کسی ذریعہ سے سلطان محمد زر بخش کو پتہ چل گیا کہ ایرانی سوداگر سے خیمہ حضرت شاہ عالم نے خرید لیا۔ بادشاہ نے فوراً اپنا خادم خاص حضرت شاہ عالم کی خدمت میں روانہ کیا۔ اور التماس کی کہ از راہ عنایت وہ خیمہ حضرت شاہ عالم مجھے عنایت فرما کر سرفراز فرمائیں۔ قبل اس کے شاہی پیغام حضرت شاہ عالم تک پہونچے۔ حضرت شاہ عالم نے اعلان فرمایا تمام فقرا اس خیمہ کو لوٹ لیں۔ وہ بیش قیمت عظیم خیمہ جو سونے چاندی کے تاروں سے بنا ہوا تھا اور لعل و جواہر سے مرصع تھا دیکھتے ہی دیکھتے فقرا نے لوٹ لیا اور ایک تار بھی باقی نہ بچا۔ جب سوداگر شہر سے رسول آباد واپس پہنچا تو اس نے خیمہ لٹنے کا واقعہ سنا تو بڑا پریشان ہوا اور دل میں سوچا۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ رقم ماری جائے۔ اس لئے کہ ابھی اس کی قیمت اسے نہیں ملی تھی۔ سوداگر حیران اور پریشان حضرت شاہ عالم کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ قبل اس کے کہ کچھ عرض کرے حضرت شاہ عالم محبوب باری نے اپنے خلیفہ اعظم میاں احمد مخدوم سے فرمایا کہ انہیں حضرت سید محمد راجو علیہ الرحمہ کے گھر لے جاؤ اور وہاں ہماری مسند کا کونا اٹھا کر ان کو نو لاکھ روپۓ سکۂ ایران دے دو۔ حضرت میاں مخدوم آپ کے حکم کے مطابق حضرت سید محمد راجو کے دولت سرائے اقدس میں سوداگر کو لے کر آئے اور آپ کی مسند کا کونا اٹھا کر دیکھا تو معلوم ہوا چاندی کے روپیوں کا دریا موجیں مار رہا ہے آپ نے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھ کر ہاتھ ڈالا اور روپۓ گن گن کر دینا شروع کیا اور نولاکھ روپۓ کا انبار سوداگر کے آگے لگا دیا۔ سوداگر یہ سب کچھ حیران و ششدر کھڑا دیکھتا رہا اور بے ساختہ کہہ اٹھا کہ حقیقت میں آپ دین و دنیا کے شہنشاہ ہیں اور یہ آپ کا غیبی خزانہ ہے نولاکھ سکۂ ایرانی حاصل کرنے کے بعد سوداگر سیدنا حضرت شاہ عالم محبوب باری کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور ایک معروضہ پیش کیا وہ یہ کہ آپ کی عنایت سے میرا یہ دلی مدعا تو پورا ہو گیا لیکن ایک اور آرزو بھی ہے وہ یہ کہ جوانی ڈھل چکی ہے۔ لیکن ابھی میرے کوئی اولاد نہیں ہے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے ایک فرزند عطا فرمائے حضرت شاہ عالم نے یہ سن کر سر جھکا لیا اور کافی دیر تک مراقبہ میں رہے بعدہ سر مبارک اٹھایا فرمایا انشاء اللہ تمہارے یہاں فرزند پیدا ہوگا جو دین کا ستون ہوگا لیکن یاد رہے جب وہ پیدا

ہوتو اس کا نام محمد رکھنا۔ اس کے بعد آپ نے سوداگر کو رخصت کیا سوداگر اپنے وطن طارم آیا اور حسب بشارت حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نو ماہ کے بعد ایک لڑکا پیدا ہوا۔ جس کا نام محمد رکھا اور وہی لڑکا بڑا ہو کر علم وفضل کا آفتاب ہوا۔ جس کو علمائے شیراز سے عمادالدین کا خطاب ملا۔ بڑے ہو کر تحصیل علم کی منزلوں سے گزر کر...... عمادالدین محمد کو اشتیاق پیدا ہوا کہ اس شہنشاہ دین ودنیا کے دیدار وارادت کا شرف حاصل ہو جن کی دعا کی بدولت اس کی پیدائش ہوئی ہے۔ لہذا اس اشتیاق کے تحت شیراز سے احمد آباد وارد ہوئے لیکن حضرت شاہ عالم محبوب باری رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہو چکا تھا۔ حضرت شاہ عالم کے خلیفہ حضرت قطب الدین شاہی کے دست حق پرست پر بیعت کا شرف حاصل کیا سلطان محمود بیگڑے نے آپ کے علم وفضل کا شہرہ سن کر آپ سے استدعا کی سرزمین احمد آباد کو اپنی سکونت سے زینت بخشیں۔ مولانا عمادالدین محمد رحمۃ اللہ علیہ نے سلطان کی استدعا قبول کی سلطان محمود بیگڑے نے آپ کے لئے ایک عظیم الشان مدرسہ کا انتظام کیا جس کی مسند علم پر رونق افروز ہوئے۔ آپ نے علم وفضل کے گراں مایہ موتی لٹائے۔ حضرت مولانا عمادالدین طارمی شاہی کے ارشد تلامذہ میں سے ایک جامع کمالات منقول ومعقول حضرت سید علامہ مولانا وجیہہ الدین علوی گجراتی رحمۃ علیہ المتوفی محرم ۹۹۸ھ بھی ہیں۔

(از صد حکایت فارسی حکایت سی وششم ص:۶۶ تا ۷۳)

(تاریخ اولیائے گجرات اُردو ص:۸۸ تا ۱۲۰)

تین غیبی تھیلیاں

حضرت امیر سید عثمان المخاطب من اللہ بہ شمع برہانی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۵ رجمادی الاوّل ۸۷۱ھ کے فرزند سید محمد...... کی شادی کی نسبت حضرت خواجہ سید رکن الدین کان شکر فاروقی چشتی رحمۃ اللہ المتوفی ۲ رشوال ۸۴۲ھ کے پوتے حضرت خواجہ شیخ داؤد چشتی نظامی رحمۃ اللہ علیہ کی بیٹی کے ساتھ ہونا قرار پائی طرفین کی طرف سے ہدایا وتحائف بھی آنے لگے۔ جیسے شاندار تحائف حضرت شیخ مخدوم داؤد چشتی کے یہاں سے آتے ویسے حضرت شمع برہانی رحمۃ اللہ علیہ کے نہ ہوتے۔ اس کا ایک سبب تھا وہ یہ بانی شہر احمد آباد سلطان احمد شاہ علیہ الرحمہ حضرت خواجہ شیخ رکن الدین کان شکر چشتی نظامی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے۔ اس لئے اکثر شاہی مراعات ان کے خاندان کے ساتھ رہتی تھی۔ حضرت شیخ داؤد چشتی کے یہاں سے جب کوئی تحفہ ہدیہ حضرت شمع برہانی کے یہاں آتا تو بہت اچھا اور زیادہ ہوتا۔ حضرت میر سید عثمان شمع برہانی کے گھر والے اس

معاملہ میں آپ کو مجبور کرتے کہ ہم لڑکے والے ہیں جو تحائف لڑکی والوں کے یہاں سے آتے ہیں ان کی بہ نسبت ہمیں زیادہ اور اچھے بھیجنا چاہئے۔ حضرت شمع برہانی ہر مرتبہ اپنی ہستی سے زیادہ بیٹے کی سسرال سوغات بھیجنے کا اہتمام فرماتے لیکن گھر والوں کے ہر مرتبہ مطالبات زیادہ سے زیادہ ہوتے۔ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ آپ اہل خانہ کے بیجا مطالبات سے ناراض ہوکر اپنے پیرومرشد حضرت خواجہ سید برہان الدین قطب عالم بخاری کے آستانہ مبارکہ پر حاضر ہوئے اور مراقبہ کیا نیز تمام روداد بھی پیش خدمت کی۔ حضرت قطب عالم کی طرف سے روحانی اشارہ ہوا کہ آپ غمگین خاطر نہ ہوں بلکہ ابھی اسی وقت ہمارے فرزند ارجمند حضرت سید محمد سراج الدین شاہ عالم محبوب باری سے شرف ملاقات حاصل کریں وہاں آپ کو آپ کا مدعا حاصل ہوجائے گا۔ حضرت میر سید عثمان شمع برہانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت شاہ عالم کی ملاقات سے شرف اندوز ہوئے حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ نے آپ کے حالات سن کر از روئے خوش طبعی ارشاد فرمایا جو کچھ آپ کے گھر والے کہیں آپ کو ان کی فرمائشات پوری کرنا چاہئے آپ غمگین کیوں ہوتے ہیں۔ اس کے بعد حضرت شاہ عالم نے ایک تھیلی میں چند تانبے کے سکہ اور دوسری تھیلی میں چند چاندی کے روپے اور تیسری تھیلی میں بارہ اشرفیاں ڈال کر عنایت فرمائیں اور ارشاد فرمایا کہ ان تھیلیوں سے اپنی ضرورت کے مطابق نکال کر خرچ کیجئے۔ انشاء اللہ کبھی پریشانی لاحق نہ ہوگی۔ لیکن جب تک آپ ان کو دنیا والوں سے پوشیدہ رکھیں گے یہ آپ کے پاس رہے گی اور ان میں کسی قسم کی کمی واقع نہ ہوگی۔ حضرت میر سید عثمان شمع برہانی ان تھیلیوں کو لے کر اپنے گھر تشریف لائے تمام زندگی اس میں سے خرچ کرتے رہے لیکن اس کا راز افشا ہونے پر وہ نعمت عظمیٰ آپ کے بعد آپ کے گھر سے غائب ہوگئی۔ (از: صد حکایت فارسی حکایت ہفتاد و ہشتم ص: ۱۴۳ تا ۱۴۵)

سونے کی لکڑی

حضرت مولانا قاضی عماد الدین علیہ الرحمہ اپنے والد گرامی حضرت مولانا قاضی نجم الدین علیہ الرحمہ سے نقل فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ وہ حضرت شاہ عالم محبوب باری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس وقت صحن مکان میں ایک لکڑی پڑی ہوئی تھی۔ حضرت شاہ عالم نے وہ لکڑی حضرت قاضی نجم الدین سے منگوائی اور اپنے دست مبارک میں لے کر اس پر کچھ دم کیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے وہ لکڑی سونے کی ہوگئی وہ لکڑی جواب سونا ہوچکی تھی آپ نے حضرت قاضی نجم الدین رحمۃ اللہ کو عطا فرما کر ارشاد فرمایا۔ قاضی صاحب اس کو اپنے گھر لے جایئے۔

متعلقین کے کام آئے گا۔ قاضی نجم الدین رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا حضور کا یہ عطیہ دل و جان سے منظور ہے لیکن میرا دلی مدعا کچھ اور ہے میں نے آپ کی بارگاہ کی حاضری کسی دنیوی منفعت کی خاطر اختیار نہیں کی ہے مجھے تو میرا دلی مدعا عطا کر کے سرخرو و سرفراز فرمایا جائے۔ حضرت شاہ عالم محبوب باری نے فرمایا یہ بھی لو اور وہ بھی لو پھر ایک نگاہ ولایت کی ادنیٰ توجہ سے انہیں تمام مقامات سلوک طے کرادئے۔ (ریحانۃ الابرار فارسی، ص: ۴۱ تا ۴۲)

تین اشرفیاں

کبیر خاں بن احمد خاں بیان کرتے ہیں کہ وہ ایک مرتبہ حضرت شاہ عالم محبوب باری رحمۃ اللہ علیہ کی قدم بوسی کے ارادے سے رسول آباد حاضر ہوئے۔ اس وقت حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ اپنے دولت سرائے اقدس میں تشریف رکھتے تھے کبیر خاں آپ کے انتظار میں باہر بیٹھ گئے اس وقت ان کے سامنے ایک اینٹ پڑی ہوئی تھی جس کے چاروں طرف گھاس اُگ آئی تھی۔ کبیر خاں کے دل میں خیال آیا کہ کاش اس وقت شاہ عالم محبوب باری مجھے اندر بلائیں اور پھر ارشاد فرمائیں کہ اس اینٹ کے نیچے سے تین اشرفیاں نکال لے کبیر خاں ابھی یہ سوچ ہی رہے تھے کہ آپ نے انہیں اندر بلایا اور اپنے دیدار وقدمبوسی سے مشرف فرمایا اور چلتے وقت ارشاد فرمایا کہ کبیر خاں اپنی کٹاری سے اس اینٹ کے نیچے اتنا کھودو کہ تمہارا ہاتھ اندر چلا جائے پھر ہاتھ اس میں ڈال کر تین اشرفیاں نکال لو کبیر خاں نے حسب الحکم کھودا اور ہاتھ ڈالا تو اس میں ایسا معلوم ہوا کہ اشرفیاں مثل دریا کے امنڈ رہی ہیں کبیر خاں کے دل میں بدی آئی اور ارادہ کیا کہ کچھ زیادہ لے لیں اسی وقت آپ نے اندر سے آواز دے کر فرمایا کیوں حرص کرتے ہو اپنی نیت بھر کیوں نہیں لے لیتے۔ (ریحانۃ الابرار فارسی، ص: ۵۰ تا ۵۱)

تیرہ خزانوں کی کنجیاں

ایک مرتبہ سید کبیر اور امین الملک دونوں حضرت سید محمد سراج الدین شاہ عالم محبوب باری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دونوں حضرات نے دو دو اشرفیاں آپ کی خدمت میں بطور نذر پیش کیں جب یہ دونوں رخصت ہوئے تو حضرت شاہ عالم محبوب باری نے اپنے دست مبارک کو آسمان کی طرف بلند کیا تو دیکھا دونوں ہاتھوں میں اشرفیاں ہیں۔ حضرت شاہ

عالم نے ایک مٹھی اشرفیاں سید کبیر کو اور ایک مٹھی اشرفیاں امین الملک کو عطا فرمائیں اور ارشاد فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں تیرہ خزانوں کی کنجیاں میرے قدموں سے وابستہ فرمادی ہیں یہ کہہ کر آپ نے اپنے پائے مبارک کو جنبش دی تو ان کنجیوں کی جھنکار ان لوگوں نے اپنے کانوں سے سنی۔ اور آنکھوں سے دیکھا بھی۔ اور کہہ اٹھے کہ واقعی آپ مالک خزانہ الٰہی ہیں۔ (ریحانۃ الابرار فارسی ص: ۴۳ تا ۴۵)

کیمیا سازی کی ممانعت

حضرت سید صفی الدین جعفر بدر عام بخاری الشاہی رحمۃ اللہ علیہ جامع کنوز محمدیہ کے حوالہ سے بیان فرماتے ہیں کہ ولایت پناہ حضرت خواجہ سید محمد سراج الدین شاہ عالم محبوب باری رحمۃ اللہ علیہ کے مریدوں میں سے ایک شخص کے دل میں کیمیا سازی کی ہوس پیدا ہوئی جب یہ بات حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کو معلوم ہوئی تو آپ نے انہیں بلا کر نصیحت فرمائی کہ ہمارے سلسلہ میں اشیاخ طریقت نے کیمیا سازی کی سخت ممانعت فرمائی ہے۔ ہمارے سلسلہ کے اکابر کا ارشاد ہے کہ جس دل میں کیمیا سازی کی ہوس ہو وہ دل معرفت الٰہی سے محروم رہتا ہے اگر کوئی شخص تمہیں ایسا ملے کہ جو یہ کہے کہ میں کیمیا بنانا جانتا ہوں آؤ تم کو سکھادوں۔ تو تم اس کے جواب میں کہہ دو کہ ہمارے پیر کبیر خواجۂ خواجگان سید الاقطاب خواجہ سید جلال الدین حسین المشہور مخدوم جہانیان جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ نے ہمیں کیمیا سازی سے سختی سے ممانعت فرمائی ہے۔

(صد حکایت فارسی حکایت ہشتادوم-۸۲، ص: ۱۴۸)

کیمیا داں جوگی مسلمان

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ ایک جوگی حضرت شاہ عالم محبوب باری رحمۃ اللہ علیہ کے در دولت پر آیا اور خاموش کھڑا ہو گیا۔ خادم آستانہ نے سمجھا کہ شاید بھیک منگا ہے اس خیال سے کچھ دینے کے لئے اٹھا جوگی نے بھیک لینے سے انکار کر دیا۔ اور کہا کہ میں زر کا بھکاری نہیں ہوں بلکہ دید کا پیاسا ہوں۔ خادم نے جوگی کی درخواست دربار شاہیہ میں پہنچائی۔ آپ نے خادم سے فرمایا اندر بلا لو جوگی آیا اور زمین بوس ہو کر سامنے بیٹھ گیا اور ایک ڈبیا حضرت شاہ عالم محبوب باری کی خدمت میں پیش کی اور عرض کیا کہ اس کے اندر اکسیر ہے۔ حضور والا کی خانقاہ کا خرچ بہت زیادہ

ہے آپ کی کئی پشت تک کام دے گی۔ یہ سن کر حضرت شاہ عالم محبوب باری مسکرادیئے اور خادم سے فرمایا فلاں کونے میں میں ایک لکڑی پڑی ہے۔ اسے چھت پر دھوپ میں ڈال آؤ۔ خادم آپ کے حکم کے مطابق لکڑی کو لے جا کر دھوپ میں ڈال آیا۔ تھوڑی دیر کے بعد آپ نے فرمایا وہ لکڑی جو چھت پر ڈال آئے ہو اٹھالاؤ۔ خادم فوراً گیا اور اٹھالایا دیکھا تو وہ خالص چاندی کی تھی آپ نے اسے جوگی کے سامنے ڈال دیا اور فرمایا کہ بارہ سال کی عمر سے غنی الاغنیا نے میرا وظیفہ مقرر فرمایا ہے میں نے اپنے والد گرامی حضرت سید برہان الدین قطب عالم کی میراث میں سے کوئی دنیوی چیز نہیں لی سب اپنے بھائیوں اور خاندان والوں کے لئے چھوڑ دیا تو پھر تمہاری اکسیر لے کر کیا کروں گا۔ کیا کروں میری تقدیر میں مخلوق سے کوئی چیز لینا نہیں ہے پھر بڑی سنجیدگی سے جوگی سے مخاطب ہوئے اے جوگی سچ بتا یہ تیری کیمیا سازی اچھی ہے جس کے بنانے سے داڑھی دھوئیں میں خراب ہوتی ہے یا میری کیمیا سازی۔ جوگی کی پیشانی فرط عقیدت سے جھک گئی اور دل نور ایمان سے منور ہو گیا بے ساختہ بول اٹھا اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْلُ اللّٰهِ مشرف باسلام ہونے کے بعد جوگی آپ کا مرید ہو گیا۔ حضرت شاہ عالم محبوب باری رحمۃ اللہ علیہ نے وہ لکڑی جو طلائے خالص ہو چکی تھی حاضرین مجلس میں تقسیم فرمادی اور فرمایا وَمَنْ یَّتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ

(ریحانۃ الابرار فارسی، ص: ۵۵ تا ۶۵)

بیش قیمت لعل

سلطان قطب الدین احمد المتوفی ۸۶۳ھ کو سلطان مالوہ محمود خلجی پر جب فتح نصیب ہوئی تو اس نے حضرت شاہ عالم محبوب باری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک کروڑ روپیہ پیش کیا اور آپ نے لینے سے انکار فرمادیا تھا۔ ناظرین حیات شاہ عالم اسی باب میں پڑھ چکے ہیں۔ آپ کی بارگاہ سے واپس ہونے کے بعد سلطان قطب الدین احمد مرحوم نے اپنے خزانے کا سب سے بڑا اور سب سے بیش قیمت لعل خواجہ خورد اپنے مقربین خاص کے ہاتھ حضرت شاہ عالم محبوب باری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بھیجا اور اس کے ساتھ سات گاؤں کی معافی بھی ارسال خدمت کی اور درخواست کی کہ اس کو قبول فرمایا جائے۔ آپ نے اس کو سلطان کے شکریہ کے ساتھ واپس کر دیا اور فرمایا خواجہ خورد سلطان سے کہنا مخلوق سے کسی چیز کا لینا میرے واسطے کسی طرح ممکن نہیں ہے اور ایک بیش قیمت نہایت خوبصورت زہ گر اپنے پاس سے خواجہ خورد کو عطا فرما کر

ارشاد فرمایا کہ یہ تحفہ ہماری طرف سے سلطان کی خدمت میں پیش کر دینا۔

(ریحانۃ الابرار فارسی، ۵۸)

سلطانی ہاتھی سجدے میں

حضرت سیدنا شاہ عالم رحمۃ اللہ کو حق تعالیٰ شانہ نے صرف شاہ عالم خطاب ہی مرحمت نہیں فرمایا تھا بلکہ ایسا جاہ وجلال ایسا خدم وحشم اور ایسی روحانی شاہی بھی عطا فرمائی تھی جس کو دیکھ کر عوام تو کیا سلاطین زمانہ بھی لرزہ براندام ہو جاتے تھے بلکہ انسان تو انسان جانور تک آپ کا ادب واحترام کرتے تھے ایک مرتبہ کا ذکر ہے سلطان الاصفیا حضرت خواجہ سید محمد سراج الدین شاہ عالم محبوب باری رحمۃ اللہ علیہ حضرت بابا شیخ احمد گنجگیر مغربی سرخیزی رحمۃ اللہ علیہ کے عرس مبارک میں سرخیز تشریف لئے جا رہے تھے اور ادھر سے والی ملک گجرات سلطان محمود بیگڑہ مرحوم عرس مبارک میں حاضری دے کر واپس ہو رہا تھا۔ ابھی سلطان آدھے راستہ میں آیا تھا کہ اس کی نظر آدمیوں کے ازدحام پر پڑی۔ سلطان محمود بیگڑے نے اپنے وزیر سے پوچھا یہ آدمیوں کا ازدحام کیسا ہے یہ کن لوگوں کا ہجوم ہے کہ جلوس کی صورت میں چلا آ رہا ہے۔ حاجی بن کلو نے عرض کیا (جو سلطان محمود بیگڑے کے غلاموں میں سے تھا نیز اس کا شمار وزرائے سلطنت میں بھی ہوتا تھا) یہ وہی شاہ عالم ہیں جنہوں نے آپ کی والدہ بی بی مغلتی سے عقد کیا ہے۔ دیکھا حضور نے کس قدر آدمیوں کا ہجوم ان کے ہمراہ ہے۔ مخلوق کی خوش عقیدگی کا یہ عالم ہے کہ سب کے سب ان کے ساتھ رکاب تھامے ہوئے پیدل چل رہے ہیں۔ یہ اگر چاہیں تو ذرا سی دیر میں آپ کی حکومت کا پختہ الٹ سکتے ہیں اور ملک پر قابض ہو سکتے ہیں۔ حاجی بن کلو کو حضرت شاہ عالم محبوب باری کی ذات گرامی سے عناد تھا۔ اسی لئے اس دریدہ دہن نے بادشاہ کو بھڑکانے والے فقرے استعمال کئے تھے۔ شاید اسے یہ معلوم نہ تھا کہ سلطان محمود بیگڑہ کو گجرات کے تاج وتخت کا مالک بنانے والا کون ہے اور یہ کس کی دعاؤں کا ثمرہ ہے کہ کل کا شہزادہ فتح خان آج کا سلطان ہے۔ القصہ مختصر یہ کہ سلطان محمود بیگڑہ خاموشی سے حاجی بن کلو کی باتیں سنتا ہوا چل رہا تھا۔ جس وقت حضرت شاہ عالم محبوب باری کی سواری کا جلوس اعظم بن معظم کے حوض کے قریب پہنچا اور سلطان کی سواری کے ہاتھی نے احتراماً اپنی پیشانی حضرت شاہ عالم محبوب باری کی سواری کے گھوڑے کے سامنے زمین پر رکھ دی اور تھر تھر کانپنے لگا فیل بان نے لاکھ کوشش کی لیکن ہاتھی پر قابو نہ پا سکا ڈر تھا کہیں سلطان محمود بیگڑا گر نہ جائے فیلبان نے بادشاہ سے گزارش کی کہ حضور کا اقبال سلامت

بادجانور میرے کہنے میں نہیں ہے۔ حضور نیچے تشریف لے آویں جب بادشاہ نیچے اترا تو تمام لشکر بھی فوراً پشت زین سے فرش زمین پر آ گیا اتنی دیر میں مرکب شاہ عالم علیہ الرحمۃ بادشاہ سے بالکل متصل ہو گیا جیسے ہی بادشاہ کی نظر حضرت شاہ عالم محبوب باری سے دوچار ہوئی۔ آپ کے جمال حق نما کو دیکھتے ہی آپ کی عقیدت ومحبت کا سمندر بادشاہ کے قلب میں موجیں مارنے لگا بادشاہ نے بہ سرعت تمام بڑھ کر آپ کے زانوئے مبارک کو بوسہ دیا۔ اس وقت حضرت شاہ عالم محبوب باری کے دست مبارک میں پشت خار اتھا اسے شفقت سے سلطان محمود بیگرے کی گردن سے مس کر کے ملتانی زبان میں فرمایا محمود چنگا ہی چنگا ہی یعنی محمود تم بخیریت رہے۔ سلطان نے مودبانہ عرض کیا عنان حکومت ہاتھ میں لینے کے بعد پہلی مرتبہ آپ کی قدمبوسی کا شرف حاصل ہوا۔ یقیناً حق تعالیٰ اس کو میرے حق میں برکات کا ذریعہ بنائے گا۔ تخت شاہی کی ذمہ داریاں کچھ ایسی دامن گیر رہیں کہ قدمبوسی کا موقع میسر نہ آ سکا۔

(از:۔صد حکایت فارسی حکایت چہل وششم ،ص: ۸۷تا۸۸)

شہنشاہ جنات کا ادب

مذکورہ بالا واقعہ میں حیات شاہ عالم کے ناظرین نے ایک ایسے شجاع اور جامع العلوم سلطان کے حالات پڑھے اور حضرت شاہ عالم محبوب باری رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ عقیدت ومحبت کے اطوار کا مطالعہ کیا جو سرزمین گجرات پر بڑی کامیابی کے ساتھ ۸۶۲ھ سے ۹۱۷ھ تک یعنی ۵۵ سال تک فرماں روا رہا۔ جس کا نام آج بھی تاریخ کے اوراق میں پائندہ وتابندہ ہے۔ اب ہم آپ کے سامنے جنات کے شہنشاہ کا واقعہ پیش کرتے ہیں جس سے آپ پر یہ بات آپ پر روز روشن کی طرح آشکارا ہو جائے گی کہ حضرت شاہ عالم محبوب باری رحمۃ اللہ علیہ ایسے روحانیت کے بادشاہ ہیں کہ ان کے آگے انسانوں کے عظیم بادشاہ ہی نے نہیں بلکہ جنات کے شہنشاہ نے بھی جبین عقیدت خم کی ہے تو لیجئے وہ قصہ سنئے اور اپنے اعتقاد کو درست کیجئے۔ حضرت شاہ عالم محبوب باری کی حیات کا واقعہ ہے کہ آپ کے مریدین میں سے ایک شخص کا چھ سال کا بچہ گم ہو گیا۔ ہر چند تلاش کیا لیکن کہیں پتہ نہ چل سکا بالآخر وہ مایوس ہو کر حضرت شاہ عالم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور اپنی روداد غم سنائی حضرت شاہ عالم نے فوراً مراقبہ کیا اور تھوڑی دیر کے بعد سر مبارک اٹھایا اور ایک خط تحریر فرمایا حاصل کلام رقعۂ فلاں ابن فلاں جب تمہارے پاس پہونچے تو فوراً اس کا گمشدہ بچہ تلاش کر کے اس کے سپرد کر دو اور وہ رقعہ اس شخص کو دیا جس کا بچہ گم

ہو گیا تھا۔ اور ہدایت فرمائی رات کو عشاء کی نماز سے فارغ ہو کر چنڈولہ تالاب کے اس پار چلے جانا تم دیکھو گے کہ ایک سقہ آئے گا اور پانی چھڑک کر گزر جائے گا بعد میں جاروب کش آئیں گے اور جھاڑو دے کر چلے جائیں گے۔ اس کے بعد ایک لشکر جرار گزرے گا اس کے بعد ایک مجمع کثیر شمع بردار لوگوں کا گزرے گا اس کے بعد وزرائے شہنشاہ جنات گزریں گے ہر ایک گزرنے والی جماعت تیرے ہاتھ سے یہ پرچہ لینا چاہے گی۔ لیکن خبردار یہ پرچہ کسی کو نہ دینا۔ اور ان سے ڈرنا بھی نہیں اگر وہ تجھے ڈرانا بھی چاہیں تو ان کا رعب دل پر نہ کرنا دل مضبوط رکھنا پھر ایک شخص اس شان وشوکت کے ساتھ گھوڑے پر سوار گزرے گا کہ ابھی تک اس شان سے دوسرا نہ گزرا ہوگا۔ اور یہ وزیر اعظم شہنشاہ جنات ہوں گے پھر ایک ایسا پالکی سوار آئے گا جس کے اردگرد فانوسی شمعیں روشن ہوں گی اور یہی شہنشاہ جنات ہوں گے جب یہ جنات کا بادشاہ اُتر کر تمہارے پاس آئے تو تم تعظیماً کھڑے ہو جانا یہ رقعہ اسی کو دینا وہ ازراہِ محبت تمہارا ہاتھ پکڑ کر اپنے ہاتھ میں لے لے گا اور تمہارے فرزند کو حاضر کر دے گا۔ وہ شخص حضرت شاہ عالم محبوب باری کے حکم کے مطابق بعد نماز عشا چنڈولہ تالاب پر پہونچا جب آدھی رات گزر گئی تو کیا دیکھتا ہے حسب ارشاد حضرت شاہ عالم سقہ آیا اور پانی چھڑکتا ہوا گزر گیا اس کے بعد بالتفصیل جیسا اوپر ذکر کیا گیا ہے ہر ایک گزرا۔ اس بھیانک وقت کو وہ بیان کرتے ہیں بڑی دشواری سے دل کو مضبوط کر کے گزارا۔ یہاں تک شہنشاہ جنات کی سواری آئی وہ اُتر کر آپ کے پاس آیا۔ اور حضرت شاہ عالم محبوب باری کے نامہ مبارک کو ان کے ہاتھ سے لے کر ادب سے چوما۔ اور ان کے ساتھ بڑی تواضع سے پیش آیا۔ حضرت شاہ عالم محبوب باری کے نامہ مبارک کو کھول کر پڑھا اور اپنے لشکر سے مخاطب ہو کر حکم دیا فلاں کو حاضر کیجیے تھوڑی دیر کے بعد وزیر اعظم شہنشاہ جنات نے ایک جن کو دست بستہ شہنشاہ کے روبرو حاضر کیا۔ شہنشاہ نے برہم ہو کر اس سے دریافت کیا کیا تو نے یہ خبیث حرکت کی ہے۔ اس نے اپنی غلطی کا اعتراف کیا اور جان کی امان چاہی شہنشاہ جنات نے اسے جان کی امان دیتے ہوئے فرمایا فوراً ہمارے روبرو اس آدمی کے بچہ کو پیش کر دفوراً بچہ پیش ہوا۔ جنات کے شہنشاہ نے اس کے باپ کے ہاتھ میں بچہ کا ہاتھ دیتے ہوئے کہا کہ مضبوط پکڑو تا کہ دوبارہ گم نہ ہو اور میری طرف سے حضرت مخدوم سید محمد سراج الدین شاہ عالم محبوب باری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں سلام، قدم بوسی پیش کرنا اور عرض کرنا کہ آئندہ بھی ہمیشہ اسی طرح اپنی عنایتوں سے مشرف فرماتے رہیں۔

(از:-صد حکایت فارسی حکایت پنجاہم، ص:۱۰۲ تا ۱۰۵)

شریر جن کا انجام

حضرت شاہ عالم محبوب باری رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے ایسی روحانی بادشاہت عطا فرمائی ہے جس کا سکہ انسانوں پر ہی نہیں بلکہ جنات پر بھی چلتا ہے۔ایک مرتبہ کا ذکر ہے ایک شخص گجراتی امراء میں سے تھا ان کی بیوی بیحد حسین وجمیل تھی۔ان کی بیوی کے حسن وجمال پر ایک سرکش جن عاشق ہوگیا جو روزانہ ان کی بیوی پر آتا تھا وہ شرم کی وجہ سے اس بات کا اظہار کسی پر نہ کرتے جب ان کی حیرانی حد سے بڑھ گئی تو ایک کٹورہ میں تھوڑا سا پانی لے کر حضرت شاہ عالم محبوب باری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے مارے غیرت کے زبان کھلتی ہی نہ تھی کچھ نہ عرض کرسکے آپ نے بھی کچھ نہ پوچھا۔البتہ کوزہ کے پانی پر دم کر کے دے دیا۔

انہوں نے کٹورہ کے پانی کو مکان میں ہر طرف چھڑک دیا۔لیکن کوئی اثر نہ ہوا حسب معمول جن آیا۔دوسرے دن پھر کٹورہ لے کر بارگاہ شاہ عالم علیہ الرحمہ میں حاضر ہوئے مارے غیرت کے زبان کھلتی ہی نہ تھی۔آج بیوی کو پلایا بھی اور باقی ماندہ پانی مکان میں چاروں طرف چھڑک دیا آج بھی کوئی فائدہ ظاہر نہ ہوا جن حسب معمول حاضر ہوا۔تیسرے دن پھر کٹورہ لے کر دربار شاہ عالم میں حاضر ہوئے اور پانی دم کرا کر لے آئے۔بیوی کو پلایا بھی اور مکان میں چھڑکا بھی لیکن اس کا کچھ اثر نہ ہوا جن بدستور سابق آج بھی آیا چوتھے دن پھر کٹورہ لے کر حضرت شاہ عالم کی سرکار میں حاضر ہوئے۔آپ نے کٹورہ کے پانی پر دم کر دیا اور دریافت فرمایا تمہارا مقصد ابھی تک حل نہیں ہوا۔امیر ساکت وخاموش رہے۔کچھ بولے نہیں۔آپ نے ان کو بشارت دی جاؤ انشاء اللہ آج تیر نشانہ پر لگے گا اور قریب پڑی ہوئی ایک ٹھیکری اٹھا کر عنایت فرما دی کہ اس کو اپنے مکان میں رکھ دینا۔اور خاموش بیٹھ کر تماشا دیکھتے رہنا کہ کیا ہوتا ہے وہ امیر ٹھیکری کا ٹکڑا لے کر اپنے مکان آئے اور اس کو ایک طاق میں رکھ دیا اور حسب وصیت ایک جگہ بیٹھ گئے وقت مقرر پر وہ سرکش جن جیسے ہی مکان میں داخل ہوا وہ ٹھیکری کا ٹکڑا فوراً شیر بن کر اس پر جھپٹا اور اس کو گرا کر لقمہ کر گیا اور فوری ہی وہ نظروں سے غائب ہوگیا وہ امیر خوشی میں شرمار دوڑتا ہوا حضرت شاہ عالم کی خدمت میں حاضر ہوا۔آپ اس کو دیکھ کر مسکرائے امیر نے من وعن پورا واقعہ آپ کی خدمت میں عرض کیا۔آپ نے دریافت کیا وہ ٹھیکری کیا کر آئے۔امیر نے عرض کیا وہ تو اسی وقت شیر کی شکل میں غائب ہوگئی آپ نے دست مبارک اپنی جیب میں ڈال کر نکالا تو وہی ٹھیکری آپ کے دست مبارک میں موجود تھی۔آپ نے وہ ٹھیکری امیر کو دکھا کر

فرمایا۔ پہنچانتے ہووہ ٹھیکری یہی تھی اور امیر نے دست بستہ عرض کیا حضور یہی تھی۔ (از:- صد حکایت فارسی حکایت ہشادونہم، ص:۱۵۴تا۱۵۶)

سلطان جہانگیر کا خطاب شاہ عالم کے متعلق استفسار

حضرت خواجہ سید صفی الدین جعفر بدر عالم بخاری الشاہی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں ۱۰۲۷ھ میں شہنشاہ نور الدین جہانگیر والی ہندوستان المتوفی ۱۶۲۷ء گجرات آئے تو حضرت خواجہ سید محمد سراج الدین شاہ عالم محبوب باریؒ کے آستانہ مبارکہ پر برائے فاتحہ وآستانہ بوسی حاضر ہوئے وہ زمانہ حضرت خواجہ سید محمد نظام الدین مقبول عالم بخاری الشاہی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۲/رجب ۱۰۴۵ھ کی سجادہ نشینی کا تھا۔ بعد آستانہ بوسی سلطان جہانگیر مرحوم نے حضرت مقبول عالم سے ملاقات کا شرف حاصل کیا دوران گفتگو شہنشاہ جہانگیر مرحوم نے حضرت مقبول عالم سے دریافت کیا کہ آپ کے جدید بزرگوار حضرت شاہ عالم محبوب باری کو خدائے تعالیٰ کی بارگاہ سے شاہ عالم کا خطاب کس طرح ملا اس کی تفصیل بیان فرمائیں حضرت سید محمد مقبول رحمۃ اللہ علیہ یہ واقعہ سلطان کو سنا رہے تھے۔ دوران گفتگو میں آصف خان بن عماد الدولہ آگئے اور واقعہ مذکور سن کر بولے حضور بادشاہ سلامت پھر تو یہ خطاب حضرت شاہ عالم کو حضرت خواجہ بارک اللہ چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے عطا فرمایا نہ کہ حق تبارک وتعالیٰ نے؟

سلطان جہانگیر مرحوم نے کہا نہیں آصف خاں اس کو آپ یوں سمجھئے جس طرح کوہ طور پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو شجرۂ طور سے انی انا اللہ کی آواز آتی تھی حقیقت میں وہ آواز درخت کی نہ تھی بلکہ خدائے تعالیٰ کی تھی۔ اسی طرح آپ بھی قیاس فرمایئے یہاں حضرت خواجہ بارک اللہ چشتی کی زبان مبارک شجر طور کے مثل تھی۔ شاہ عالم کا خطاب حضرت بارک اللہ چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے نہیں خدائے تعالیٰ کی طرف سے تھا شہنشاہ نورالدین جہانگیر مرحوم نے اس نکتہ لطیف مقولہ شریف سے آصف خاں کو ساکت کردیا وہ کہہ اٹھے واقعی مولانا جلال الدین رومی نے صحیح فرمایا ہے۔

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

(از:- صد حکایت فارسی حکایت بستم، ص:۲۵تا۲۶)

باب ہفتم

آپ کے اخلاق حمیدہ اور حسن سلوک کے بیان میں

حضرت خواجہ سید محمد سراج الدین شاہ عالم محبوب باری رحمۃ اللہ علیہ اخلاق وعادات میں سر سے لے کر پاؤں تک اپنے جد امجد حضور احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق حمیدہ کا جیتا جاگتا شاہکار تھے اس باب میں ہم آپ کے اخلاق حمیدہ اور حسن سلوک کا بیان کریں گے جس کے مطالعہ سے ناظرین حیات شاہ عالم پر یہ چیز واضح ہوجائے گی کہ حضرت شاہ عالم محبوب باری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والدین بھائی، بہن، بھانجہ، بھتیجے، اپنے بیگانہ مریدین ومتوسلین امراوسلاطین نیز ہر ایک خواص وعوام کے ساتھ کیا اخلاق روا رکھے اور کس طرح حسن سلوک سے پیش آئے ہیں۔

والد گرامی سے عقیدت ومحبت

حضرت سیدنا شاہ عالم محبوب باری رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے والد گرامی سے بیحد محبت تھی ہمیشہ والد کی اطاعت وفرماں برداری میں پیش پیش رہتے نیز والد کی رضا وخوشنودی پر اپنا سب کچھ قربان کرنا اپنی سعادت مندی سمجھتے تھے۔ شمس الاتقیاء حضرت ملک قطب الدین شاہی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ جس دن حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے رسول آباد کا سنگ بنیاد رکھا حسن اتفاق سے اچانک حضرت سید برہان الدین قطب عالم تشریف لے آئے۔ آپ کو اس خوشی کے مبارک موقع پر اپنے والد مرشد گرامی کی تشریف آوری پر اتنی خوشی ہوئی کہ جہاں آپ کھڑے تھے۔ وہاں ایک گوندنی کا درخت تھا فوراً دل میں خیال آیا کہ اگر اس وقت یہ درخت سونے کا ہوجائے تو اپنے والد پر نثار کردوں دل میں یہ خیال آنا تھا کہ فوراً درخت گوندنی سونے کا ہوگیا جب حضرت سید برہان الدین قطب عالم نے دیکھا کہ درخت سونے کا ہوگیا تو فرمایا بیٹا

اس درخت کو کہو کہ اپنی اصلی حالت پر آ جائے آپ کی زبان سے یہ الفاظ نکلنا تھا کہ درخت اپنی اصلی حالت پر آ گیا۔ (از:-صد حکایت فارسی نود وہشتم ص:۱۷۰)

نسبت شیخ کا ادب واحترام

حضرت سیدنا صرالدین محمد راجو آپ کے بڑے فرزند کو حضرت سید برہان الدین قطب عالم نے اپنے دست مبارک پر بیعت فرمایا تھا۔ اس تاریخ سے آپ اپنے فرزند محمد راجو کا بیحد احترام کرتے اوران کے حق میں فرماتے۔

این پسر برادر طریقت من است ومرا واجب است کہ اعزاز و اکرام از سائر اخوان بمزید مراحم والطاف ممتاز فرمائیم

یہ فرزند میرا برادر طریقت ہے میرے اوپر واجب ہے کہ ان کو ان کے تمام بھائیوں میں اعزاز واکرام لطف وعنایت میں ممتاز رکھوں۔

(صد حکایت فارسی حکایت سی وششم ص:۷۰تا۷۱)

عزیز دار کی دل آزاری کا صدمہ

حضرت شاہ عالم محبوب باری رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے خویش واقارب نیز جملہ عزیزوں سے بیحد محبت تھی۔ ان کی ذرہ برابر تکلیف ودل آزاری برداشت نہ کر سکتے تھے۔ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ سلطان احمد شاہ بادشاہ نے حضرت شاہ عالم کو اپنے والد حضرت قطب عالم اور آپ کے مرشد حضرت شیخ احمد گنج گیر مغربی کے ساتھ علمی مکالمہ کے لئے بلایا جس مسند پر حضرت شاہ عالم تشریف فرما تھے آپ کے ایک عزیز جو سلطانی ملازم تھے یہ سمجھتے ہوئے آپ کے برابر بیٹھ گئے کہ ہم بھی ان کے عزیز ہیں لیکن سلطانی صاحب میر تزک نے ان کو وہاں سے ہٹا دیا۔ یہ سمجھتے ہوئے کہ شاہی مہمانوں کے برابر شاہی ملازم کا بیٹھنا بے ادبی ہے۔ (شاید اس کو یہ معلوم نہ ہو کہ ان حضرات کے درمیان عزیز داری ہے) ظاہر بات ہے کہ اس بات سے عزیز کی دل آزاری ہوئی ہوگی آپ کو اس بات سے اتنا صدمہ ہوا کہ ضبط نہ کر سکے مجلس سلطانی سے اُٹھ کر چلے آئے اور فرط غم سے تمام رات اشکبار رہے۔ (از:-صد حکایت فارسی حکایت، بست وہشتم ص:۴۴تا۴۵)

بھائی اور بھتیجے کو دیکھ کو خوشی

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ کے بردار بزرگ حضرت سید محمود المخاطب بہ دریانوش رحمۃ اللہ علیہ آپ سے ملاقات کے لئے رسول آباد تشریف لائے بہلی میں سوار ہوتے وقت سید محمود دریانوش کے فرزند سید جلال الدین حسین المعروف بہ سلطان شاہ جیو مخدوم جہانیاں ثانی رحمۃ اللہ علیہ بھی پیدل ساتھ ساتھ چلنے لگے۔ والد نے ان کو بھی بٹھالیا اور رسول آباد لے آئے جب حضرت شاہ عالم کی نظر بھائی اور بھتیجہ پر پڑی تو بیحد خوش ہوئے اور بے ساختہ فرمانے لگے:

ما غمگین بودیم کر بخانہ برادر برادر بزرگ ما تاریکی خواہد شد اما چوں ایں فرزندار جمند حق سبحانہ تعالیٰ کرامت فرمود یک لک چراغ پدر و برادر ما روشن خواہد شد

ہم غمگین تھے کہ ہمارے بڑے بھائی کے گھر میں روشنی نہیں ہے۔ لیکن یہ فرزندار جمند حق سبحانہ تعالیٰ نے ایسا عطا فرمایا کہ ایک لاکھ چراغ اپنے باپ اور ہمارے بھائی کے گھر روشن کرے گا۔

بزرگوں کا کہنا ہے کہ حضرت شاہ عالم محبوب باری رحمۃ اللہ علیہ کی زبان کے نکلے ہوئے الفاظ کی برکت تھی کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمود دریانوش رحمۃ اللہ علیہ کی نسل پاک میں سید جلال الدین حسین المشہور بہ سلطان جیو رحمۃ اللہ علیہ کے ذریعہ روحانی برکتیں اور افزائش نسل عطا فرمائی۔ (از:- مناقب برہانی فارسی، ص: ۱۰۸)

بچپن میں بھتیجہ کی تربیت

ایک مرتبہ حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ لیٹے ہوئے تھے۔ کھیلتے ہوئے حضرت سید جلال الدین المشہور بہ سلطان جیو رحمۃ اللہ علیہ آپ کے قریب آ گئے حضرت شاہ عالم محبوب باری نے ان کو گود میں اٹھالیا اور چت ہو کر لیٹ گئے اور بڑی شفقت سے فرمایا شاہ جلال ثانی آ ؤ میرے سینے سے لپٹ جاؤ۔ مشہور ہے الامر فوق الادب۔ سید جلال ثانی حکم کی تعمیل کرتے ہوئے ان کے سینہ مبارک پر لیٹ گئے۔ حضرت شاہ عالم محبوب باری نے اپنے سینہ مبارک سے ان کے سینہ پاک میں فیضان معرفت منتقل فرمائے اور فرمایا میں نے جو فیض حاصل کیا تھا تمہیں بخشا پھر فرمایا

کہ میں نے جو فیضان کہ منہ دل اور روح کے ذریعہ حاصل کئے تھے وہ بھی تمہیں عطا کئے۔ یہ سب کچھ انہیں فیضان کا اثر تھا کہ محمود دریانوش المتوفی ۸۸۴ھ کے وصال کے حضرت قطب عالم کے آستانہ مبارکہ کی سجادہ نشینی کا شرف آپ کو حاصل ہوا باوجود اس کے کہ آپ کے بڑے بھائی حضرت میاں پیارن موجود تھے لیکن خرقہ سجادگی آپ کو ہی عطا ہوا۔ سجادۂ قطبیہ پر رونق افروز ہو کر چالیس سال تک آپ رشد وہدایت خلق میں مصروف رہے اور ۸۷ سال کی عمر شریف ۹۳۱ھ میں وصال فرمایا۔ اتنی ہی عمر مبارک حضرت خواجہ سید جلال الدین جہانیاں جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ کی ہوئی۔ حضرت سید جلال ثانی کی ولادت کی خبر سن کر حضرت قطب عالم نے فرمایا تھا۔ بھائی محمود خوش تھوا ساں سوں بڑا سانگی گھر جلال جہانیاں آیا۔ ترجمہ:- بھائی محمود خوش رہو مجھ سے بڑا تم سے بڑا ہمارے گھر مخدوم جہانیاں آیا۔ (مناقب برہانی فارسی، ص:۱۰۹)

بھانجہ کی تربیت

حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی ایک ہمشیرہ بی بی فردوس نامی تھیں جو ایسی زبردست ولیہ تھیں کہ ماں کی پیٹ سے قرآن کریم کی حافظ تولد ہوئی تھی۔ حضرت بی بی فردوس رحمۃ اللہ علیہا کے ایک فرزند حضرت سید محمد تھے جو بچپن میں نہایت شریر تھے۔ حضرت بی بی فردوس کے مکان کے پیچھے ایک بہت بڑا نیم کا سایہ دار درخت تھا۔ حضرت حافظ سید محمد رحمۃ اللہ علیہ روزانہ ہمسن لڑکوں کے ساتھ اس کے نیچے مل کر کھیلتے اور شور وغوغا کیا کرتے تھے جس سے حضرت بی بی فردوس کی جمعیت اور یاد الٰہی میں فرق پڑتا تھا۔ ہر چند آپ سید محمد کو سمجھاتیں لیکن وہ نہ مانتے تھے۔ ایک دن بی بی صاحبہ نے تنگ آ کر فرمادیا خدا کرے اس پیڑ کو آگ لگ جائے۔ نہ یہ ہوگا نہ اس کے نیچے یہ جمع ہو کر دھن مچائیں گے۔ آپ کے یہ فرماتے ہی فوراً درخت میں آگ لگ گئی، اس واقعہ سے حضرت حافظ سید محمد بڑے خوفزدہ ہوئے اور دل میں سوچا کہ آج تو والدہ صاحبہ کے فرمانے سے درخت جل گیا کل کہیں غصہ میں مجھے اب ایسا کہہ دیا تو میرا بھی فاتحہ ہو جائے گا۔ لہٰذا دل برداشتہ ہو کر گھر سے نکل گئے اور جنگل میں ایک تالاب کے کنارے چمڑے کا کرتا پہن کر یاد الٰہی میں مصروف ہو گئے اور دل میں ٹھان لیا کہ اب نیک اور خدارسیدہ ہو کر ہی واپس جاؤں گا۔ حضرت بی بی فردوس کے یہ ایک ہی فرزند تھے ان کے لاپتہ ہو جانے سے بیچین ہو گئیں۔ ہمہ اوقات بیٹے کی یاد میں اشکبار اور دلگیر رہنے لگیں حضرت شاہ عالم محبوب باری کو جب اس بات کا علم ہوا تو بہن کی تسکین خاطر کے لئے تشریف لائے اور تسلی دی۔ بی بی

فردوس نے کہا کہ بادشاہ بھائی آپ پر یہ بات روشن ہے کہ میرے ایک ہی لڑکا ہے اس بات پر توجہ فرمائیں یہ کہہ رودیں۔ حضرت شاہ عالم بہن کے گھر سے باہر تشریف لائے اور اپنے خلیفہ حضرت میاں مخدوم رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ دیکھو تمہیں سید محمد فلاں جنگل میں فلاں مقام پر ایک تالاب کے کنارے چمڑے کا کرتا پہنے جنگل کے نباتات کھاتے ہوئے ملیں گے جاؤ جا کر انہیں بلا لاؤ۔ حضرت میاں احمد مخدوم تشریف لے گئے دیکھا کہ بتلائے ہوئے مقام پر سید محمد تشریف رکھتے ہیں۔ گھر چلنے کو کہا انہوں نے جانے سے انکار کر دیا۔ مجبوراً میاں مخدوم لوٹ آئے اور سارا واقعہ حضرت شاہ عالم محبوب باری کی خدمت میں آ کر عرض کیا۔ حضرت شاہ عالم محبوب باری نے دوبارہ بھیجا پھر بھی انکار کر دیا تیسری مرتبہ بھیجا پھر بھی نہ آئے چوتھی مرتبہ حضرت شاہ عالم محبوب باری خود تشریف لے گئے۔ دیکھا کہ تالاب کے کنارے چمڑے کا کرتا پہنے یاد الٰہی میں مصروف ہیں۔ آپ یہ دیکھ کر مسکرا دئے اور فرمایا بیٹا سید محمد کہیں کسی کو چمڑے کا کرتا پہننے سے خدا ملا ہے اور اگر مل جاتا ہے تو ہمیں بھی کہو کہ ہم بھی اپنا لباس اُتار کر چمڑے کا کرتا پہن لیں اٹھو یہ لباس اُتار کر اپنے کپڑے پہنو اور گھر چلو تمہاری والدہ تمہاری وجہ سے بیقرار ہیں۔ حضرت حافظ سید محمد نے سمجھ لیا تھا کہ یہی وہ وقت ہے جو بھی مانگوں گا مل جائے گا آپ نے عرض کیا حضور میں یہ لباس اتارنے کو تیار ہوں لیکن پہلے آپ مجھ سے وعدہ فرمائیں کہ جو مانگوں گا وہی عنایت کیا جائے گا حضرت شاہ عالم محبوب باری نے فرمایا کہ اچھا ہم وعدہ کرتے ہیں وہی دیں گے جو تم مانگو گے مگر یہ لباس تو اُتار دو سید محمد نے عرض کیا کہ حضور نہ تو میں کوئی ریاض کروں گا اور نہ میں کوئی مجاہدہ کروں گا مجھے ایسا بنا دیں گے جو بات میری زبان سے نکلے یا جو خیال میرے دل میں آئے فوراً ہی ویسا ہو جائے یہ سن کر حضرت شاہ عالم محبوب باری نے تبسم فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ جاؤ انشاء اللہ جیسا تم چاہو گے ویسا ہی ہوگا۔ حضرت حافظ سید محمد راجو رحمۃ اللہ علیہ نے اسی وقت چمڑے کا لباس اُتار کر اپنے سابقہ کپڑے پہن لئے اور فوراً گھر آئے۔ کہتے ہیں کہ حضرت سید محمد اس تاریخ سے ولایت کے ایسے مرتبہ پر فائز ہوئے جو کہہ دیتے ویسا ہی ہو جاتا۔ اور جیسا دل میں سوچتے ویسا ہی ظہور پذیر ہوتا۔ آپ کی ذات قبلۂ حاجات ہوگئی۔

(صد حکایت فارسی حکایت، پنجاہ و ہشتم ،ص: ۱۱۷تا ۱۱۹)

بیٹی کی دلداری

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ حضرت شاہ عالم محبوب باری رحمۃ اللہ علیہ اپنے دولت سرائے اقدس کے اندر اپنے اہل و عیال میں رونق افروز تھے۔ میووں کا ذکر ہو رہا تھا۔ آپ کی صاحبزادی بی بی خدیجہ المعروف بوا اماں رحمۃ اللہ علیہا نے عرض کیا ہم نے آم اور انجیر وغیرہ تو درختوں میں لگے دیکھے ہیں۔ لیکن آج تک خربوزہ یعنی شکر ٹیٹی کو درخت میں لگے ہوئے نہیں دیکھا۔ حضرت شاہ عالم محبوب باری نے فرمایا بیٹی اگر تمہارا دل دیکھنے کو چاہتا ہے تو ہم تمہیں ضرور دکھائیں گے۔ بی بی صاحبہ نے عرض کیا۔ ابا جان آج کل خربوزہ کی فصل تو ہے ہی نہیں؟ حضرت شاہ عالم محبوب باری نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تو اس بات پر بھی قادر ہے کہ بغیر فصل کے تمہیں خربوزہ دکھادے۔ انشاء اللہ تم دیکھو گی اور ضرور دیکھو گی۔ آپ باہر تشریف لائے اور اپنے خلیفہ اعظم حضرت میاں شیخ احمد مخدوم رحمۃ اللہ سے فرمایا آپ ریگستان میں جا کر ایک خیمہ اس جگہ کھڑا کر آئیں جس جگہ فالیز لگائی جاتی ہے۔ اور فرمایا کہ کوئی ہمارے آنے سے پہلے اس خیمہ میں داخل نہ ہو۔ حکم کے مطابق حضرت میاں مخدوم مذکورہ بالا مقام پر گئے اور خیمہ کھڑا کر آئے اور آپ کو اس کی اطلاع دی۔ دوسرے دن حضرت شاہ عالم محبوب باری گھوڑے پر سوار ہو کر اس مقام پر تشریف لے گئے اور خدام کو حکم دیا کہ وہ زنان خانہ کو بھی جا کر لے آئیں، یہ حکم ملتے ہی خدام رسول آباد جا کر تمام اہل خانہ کو لے آئے دیکھا کہ کثیر تعداد میں خربوزہ کی بیلیں زمین پر پھیلی ہوئی تھیں آپ نے اپنی صاحبزادی بی بی خدیجہ کو دکھایا کہ دیکھو بیٹی کس طرح سے خربوزہ کی بیلیں زمین پر پھیلی ہوئی ہیں اور بیلوں میں خربوزے لگے ہوئے ہیں اور تین دن تک اس مقام پر ٹھہر کر اہل خانہ کی خربوزوں سے ضیافت کی۔ کہتے ہیں میں رسول آباد سے تمام خانقاہی جس میں تمام ادنیٰ و اعلیٰ چھوٹے بڑے مرد و عورت زہاد و عباد علما و مشائخ بھی وہاں آگئے تھے۔ آپ نے عورتوں کا علیحدہ مردوں کا علیحدہ انتظام فرما دیا تھا تین روز تک تمام حضرات نے خوب پیٹ بھر کر خربوزہ نوشی کی لیکن ان فالیزوں کے خربوزوں میں کمی نہیں آئی اس کے بعد آپ مع اہل خانہ اور جملہ خانقاہیوں کے رونق افروز رسول آباد ہوئے سلطان محمود بیگڑے کو جب اس بات کا علم ہوا تو اس نے فوراً اپنے محافظین روانہ کئے اور حکم دیا کہ وہ تمام فالیزیں محفوظ کر دی جائیں۔ ان کے خربوزے صرف ہمارے لئے لائے جائیں کوئی دوسرا نہ لے جائے جب وہ شاہی محافظین وہاں پہونچے تو ایک خربوزہ بھی نہ پایا۔ مایوس واپس لوٹے حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے محمود

بیگرے کی بات سنی تو افسوس کیا اور فرمایا کہ اگر محمود بیگڑہ عوام کو منع نہ کرتا اور تمام انسانوں کے ساتھ اس میں سے اپنے لئے بھی حصہ لیتا رہتا تو تا قیام قیامت ان فالیز وں سے آدمی خربوزہ کھاتے اور ان میں کمی نہ آتی یہ قصہ ایسا مشہور ہو گیا کہ اس کے ورد شعراء نے اس قصہ کو نظم کا جامہ پہنایا۔ (صد حکایت فارسی حکایت چہل وہشتم ص:۹۸ تا ۹۹)

ایفائے عہد

حضرت شاہ عالم محبوب باری رحمۃ اللہ علیہ وعدہ کے بیحد پابند تھے۔ اگر آپ کسی سے کوئی وعدہ کر لیتے تو حتی الامکان اسے وفا کرنے کی کوشش فرماتے۔ ایک مرتبہ آپ کی اہلیہ محترمہ بی بی مغلی رحمۃ اللہ علیہا اپنی عمر کے آخری دنوں میں اپنے بیٹے محمود بیگڑے سے ملنے تین درواز ہ اس کے محل گئیں سوئے اتفاق کہ آپ کا وصال وہیں ہو گیا اور مانک چوک رانی کے مقبرے میں دفن کر دی گئیں۔ سویم کے روز یعنی زیارت کے دن حضرت شاہ عالم محبوب باری بھی ان کی قبر پر تشریف لے گئے خلق کا بے انتہا ازدحام تھا اس لئے کہ مرحومہ بادشاہ وقت کی والدہ ہوتی تھیں۔ فاتحہ خوانی کے بعد حضرت شاہ عالم محبوب باری نے اپنی چادر شریف سے بی بی مغلیٰ کی قبر کی آڑ کی اور زبان مبارک سے فرمایا اَلْھَیْبَةُ لِلّٰہِ یہ فرماتے ہی تمام خدام بھلی جان ساربان تمام حاضرین مجلس پر نیند چھا گئی اور تمام لوگوں کے سر نیند کی وجہ سے جھک کر سینوں پر آ گئے تین چار گھڑی تک یہی کیفیت رہی اس کے بعد حضرت شاہ عالم محبوب باری نے فرمایا اَلْعَظْمَةُ لِلّٰہِ اور چادر شریف کو کاندھے پر ڈال لیا اس کے بعد تمام لوگ بیدار ہوئے آپ نے دوبارہ فاتحہ پڑھی اور رسول آباد تشریف لے آئے بعض محرم راز حضرات نے جب اس بات کے متعلق آپ سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ میں نے بی بی مغلیٰ سے ایک وعدہ کیا تھا اس کو پورا بھی نہ کر پایا تھا کہ وہ جوار رحمت الٰہی میں پہنچ گئیں الحمد للہ میں نے اس وقت بتائید الٰہی وہ اپنا وعدہ پورا کر دیا۔

(صد حکایت فارسی حکایت ہشتادو یکم ص:۱۳۰ تا ۱۲۷)

لوگوں کی دلداری

حضرت شاہ عالم محبوب باری رحمۃ اللہ علیہ کسی کی دل آزاری کو بیحد ناپسند کرتے تھے اسی لئے آپ کا یہ طریقہ تھا کہ اگر آپ کی بارگاہ میں کوئی غمزدہ بھی آتا تو آپ کے حسن اخلاق اور طرز

تکلم سے ایسا متاثر ہوتا اور آپ اس کی ایسی دلداری فرماتے کہ خوش وخرم ہو کر واپس لوٹتا۔ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ لقمان بن محمود خان جو کہ قطب عالم کے خاص مریدوں میں سے تھے ایک مرتبہ خدمت اقدس میں حاضر ہوئے واپسی کے وقت جب وہ قطب عالم کے حجرہ شریف سے نکلے تو ہنستے ہوئے نکلے شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے ہنسنے کا سبب پوچھا تو انہوں نے بتایا میرے پیرومرشد حضرت سید برہان الدین قطب عالم بخاری نے مجھے سردہ پھل عنایت کیا ہے جو علامت اس بات کی ہے کہ میرے گھر میں لڑکا ہوگا۔حضرت شاہ عالم محبوب باری نے ازروئے خوش طبعی فرمایا تم بھول رہے ہو حضرت قطب عالم نے انہیں پہلے نارنگی پھر سردہ عنایت کیا ہے جو علامت اس بات کی ہے کہ پہلے تمہارے گھر لڑکی اور پھر لڑکا تولد ہوگا اور بعد میں ایسا ہی ہوا کہ ان کے گھر پہلے لڑکی تولد ہوئی لقمان بن محمود خاں اس سے غمزدہ ہو گئے حضرت شاہ عالم محبوب باری نے اس سے فرمایا غم نہ کرو تمہاری اس لڑکی کو میں نے اپنے بیٹے سید محمد ناصر الدین المشہور راجو کے لئے پسند کرلیا ہے اور ایسا ہی ہوا کہ بڑے ہو کر لقمان بن محمود کی اس خوش نصیب لڑکی بی بی حبیبہ کا عقد اپنے بیٹے سید محمد راجو رحمۃ اللہ علیہ سے کیا اور اس نیک بخت لڑکی کے بطن سے کئی مادرزاد ولی پیدا ہوئے۔

(صد حکایت فارسی حکایت، بی ویکم، ص:۵۶، ریحانۃ الابرار فارسی، ص:۶۵)

اپنا بیٹا قربان کر کے دوسرے کا بچہ بچا دیا

حضرت شاہ عالم محبوب باری بیحد رحیم وکریم اور مہربان طبع ہوئے تھے یہی سبب تھا کہ کسی کو ذرہ برابر بھی تکلیف نہ دیکھ سکتے تھے اپنی اولاد بھلا کسے عزیز نہیں ہوتی ہے۔لیکن آپ ایسے رحیم طبع تھے کہ دوسرے کی خاطر اپنی اولاد بھی قربان کردی ہے اس کا اندازہ ناظرین کرام حسب ذیل واقعہ سے کرسکتے ہیں۔

ملک سیف الدین بن اژدر خاں سلطان احمد شاہ بانی احمد آباد کے داماد تھے اور حضرت قطب عالم بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے۔بڑی تمناؤں کے بعد حضرت قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ کی دعا سے ان کے یہاں لڑکا پیدا ہوا تھا جس کا نام فخر الدین تھا جب لڑکا بارہ سال کا ہوا تو کسی بیماری میں مبتلا ہو کر فوت ہو گیا۔لڑکے کی وفات کے بعد ملک سیف الدین کی حالت خراب ہوگئی ایسے مضطر تھے کہ کسی حالت میں چین نہ تھا اسی حالت میں حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت

میں حاضر ہوئے، حضرت شاہ عالم محبوب باری نے صبر کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا سیف الدین صبر کرو اس کی عمر اسی قدر تھی ملک سیف الدین غم سے بیجان تھے اسی عالم بے خودی میں بولے قیامت میں شفاعت کے وقت بھی ایسا ہی کہہ کر دامن بچا لیجئے گا۔ یہ سن کر حضرت شاہ عالم محبوب باری تشریف لے گئے اتنے میں حضرت شاہ عالم کے فرزند حضرت سید بیگ محمد معروف شاہ بھیکن رحمۃ اللہ علیہ آ گئے جن کی عمر ۱۲ سال کی ہوگی آپ والی سندھ جام جوتا کی بڑی صاحبزادی حضرت بی بی مرگی رحمۃ اللہ علیہا کے بطن سے تھے ملک سیف الدین کی بیٹے کے غم میں بیقراری نہ دیکھ سکے حضرت شاہ عالم کی خدمت میں حاضر ہو کر ملتجی ہوئے کہ اگر آپ کی دعا سے سیف الدین کا بچہ زندہ ہو سکتا ہے تو بارگاہ ایزدی میں دعا فرمائیں کہ مولائے کریم ان کے بچہ کو زندہ کر دے یہ سن کر حضرت شاہ عالم نے فرمایا اگر اس کے عوض میں تمہیں دے دوں تو کیا تمہیں منظور ہے یہ سن کر حضرت سید محمد بیگ عرف شاہ بھیکن نے عرض کیا آپ جو کچھ فرمائیں گے مجھے منظور ہے چنانچہ حضرت شاہ عالم محبوب باری آپ کو اپنے حجرہ شریف میں لے گئے اور فرمایا لیٹ جاؤ اس کے بعد خدائے تعالیٰ کی بارگاہ میں گجراتی میں فرمایا۔ راجن بکر وتی بدل بکر وتا دعا فوراً مستجاب ہوئی آپ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھتے ہوئے باہر تشریف لائے اور خدمت گاروں سے کہا کہ ملک سیف الدین سے کہو جا کر گھر تو دیکھئے کہیں سکتہ تو نہیں ہے جسے وہ موت تصور کئے ہوئے ہیں یہ سنتے ہی ملک سیف الدین گھر کی طرف روانہ ہوئے راستہ میں کچھ لوگ دوڑتے ہوئے اس طرف آتے ہوئے ملے انہوں نے خبر دی کہ لڑکا زندہ ہو گیا لیکن انہیں یہ معلوم نہ ہوا کہ حضرت شاہ عالم محبوب باری نے اپنا بچہ قربان کر کے ان کے بچہ کو نئی زندگی بخشی ہے یہ واقعہ ۱۴ رجب المرجب ۸۵۲ھ کا ہے اس وقت حضرت شاہ عالم محبوب باری کی عمر مبارک ۳۵ سال کی تھی۔ (از:۔ ریحانۃ الابرار فارسی، ص: ۷۵)

اعتقاد کی درستگی کی ہدایت

حضرت شاہ عالم محبوب باری رحمۃ اللہ علیہ ہمیشہ اپنے مریدین متوسلین کو اعتقاد کی درستگی کی ہدایت فرمایا کرتے تھے آپ کے ایک مرید ملک بھیکن ابن علی شیر تھے ان کو آپ نے زینت المفاتیح عطا فرمایا تھا (یہ ایک رسالہ ہے جو آپ کا تالیف کردہ ہے اس میں آپ نے خاندانی شجرہ جمع کئے ہیں) ایک مرتبہ ان کے گھر میں آگ لگی اور وہ نسخہ زینت المفاتیح بھی جل کر خاکستر ہو گیا یہ سن کر حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے ہدایت کی کہ وہ اپنے اعتقاد کو درست کریں۔ فرمایا وہ تو

ایسی چیز ہے کہ اس کو انسان اپنی قبر میں لیجاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے صدقے میں جہنم کی آگ سے محفوظ رکھتا ہے۔ (از:۔صد حکایت فارسی حکایت، ہفتاد وہشتم ،ص:۱۳۱)

لقائے الٰہی مع مریدین

حضرت سید صفی الدین جعفر بدر عالم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت شاہ عالم محبوب باری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ بروز قیامت مجھے درگاہ خداوندی سے بقائے الٰہی کا حکم ہوگا تو میں عرض کروں گا کہ خدایا میں تیرے کرم سے امید رکھتا ہوں کہ میرے تمام مریدین ومتوسلین کے ساتھ اپنے دیدار کی سعادت سے مشرف فرما اور میں یقین رکھتا ہوں کہ میری یہ دعا حضور سید عالم ﷺ کے صدقے میں قبول ہوگی۔ (صد حکایت فارسی ہفتاد وہشتم ،ص:۱۳۱)

ذوق سماع

حضرت خواجہ سید محمد سراج الدین شاہ عالم محبوب باری رحمۃ اللہ علیہ صاحب کیف وحال بزرگ تھے آپ کو سماع کا بے حد شوق تھا۔ اکثر محفل سماع منعقد فرماتے تھے اور بڑے ادب واحترام سے سماعت فرماتے اور جب اہل معرفت کا پر سوز کلام سنتے تو آپ پر وجد طاری ہو جاتا تھا۔ کبھی کبھی تو ایسا ہوتا کہ اگر کوئی خوش گلو قاری کلام اللہ شریف کی کوئی آیت تلاوت کرتا یا کوئی خوش آواز پرندہ نوا سنجی کرتا تو آپ بے تاب ہو جاتے اور وجد آ جاتا تھا۔

(ریحانۃ الابرار،ص:۷۵)

پپیہا کی آواز پر وجد

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ آپ خانگی باغیچہ میں رونق افروز تھے ایک پرندہ جسے پپیہا کہتے ہیں قریب کے درخت پر بیٹھ کر نوا سنجی کرنے لگا۔ آپ اس کی خوش آوازی سن کر بیقرار ہو گئے اور کافی دیر تک آپ پر وجدانی کیفیت طاری رہی۔

(از:۔صد حکایت فارسی حکایت ہشتاد وپنجم ،ص:۱۴۹)

بلبل کی آواز پر وجد

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ حضرت شاہ عالم محبوب باری رحمۃ اللہ علیہ صحن مکان میں تشریف رکھتے تھے۔ ایک بلبل آ کر نوا سنجی کرنے لگا۔ آپ پر کیفیت طاری ہوگئی اور اسی کیفیت و وجد کے عالم میں فرمایا، معشوق من بہ زبان تو افتاد۔ یہ فرماتے ہی وہ بلبل پھڑ پھڑا کر زمین پر گرا اور مر گیا۔ آپ نے اپنا رومال خادم کو عنایت فرما کر حکم دیا یہ پرندہ شہید غیرت ہے اس کو اس رومال میں لپیٹ کر دفن کردو۔ (صد حکایت، فارسی حکایت ہشتاد و ششم، ص:۱۴۹)

طوطے کی آواز پر وجد

صاحب ریحانۃ الابرار محمد ہاشم بخاری الشاہی بن کمال الدین حسن متجلی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ بڑی خوش الحانی سے قرآن کریم کی تلاوت میں مصروف تھے آپ پر کیف کا عالم تھا قریب ہی طوطے کا پنجرا رکھا ہوا تھا۔ جو آیت کریمہ آپ تلاوت کرتے طوطا بھی اس کی نقل اُتارتا اور بڑی خوش الحانی سے قرآن کریم کی آیتیں پڑھتا آپ نے اسی کیف و وجد کے عالم میں طوطے پر ایک نظر ڈالی تو وہ تیسوں پارے کا حافظ ہو گیا۔ رمضان المبارک میں اکثر اس طوطے کا پنجرا اپنے پاس رکھ کر آپ قرآن کریم کا دور کرتے اگر کسی آیت میں متشابہ لگتا تو طوطا فوراً ٹوکتا اور اگر ایسی آیت پاک میں سہو ہوتا تو فوراً لقمہ دیا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ جب کہ آپ پر وجد طاری تھا۔ وہ طوطا نوا سنجی کرنے لگا اسی وجد کے عالم میں آپ کی زبان سے نکل گیا۔ بزبان تو صد اے محبوب می آید وہ طوطا اسی وقت پھڑ پھڑا کر مر گیا۔ بعد میں آپ نے اپنا رومال عنایت کیا اور فرمایا یہ پرندہ شہید غیرت ہے اس کو اس رومال میں لپیٹ کر دفن کردو۔ (ریحانۃ الابرار فارسی ص:۱۴۵)

قصیدہ پر وجد

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ آپ کھانا نوش فرمانے کے لئے رونق افروز ہوئے۔ دستر خوان بچھا کر کھانا چنا جا رہا تھا۔ کسی خوش گلو انسان نے بڑی خوش الحانی کے ساتھ حضرت کعب بن زبیر رضی اللہ عنہ کے قصیدہ شریف کے چند اشعار پڑھے جب وہ آواز حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے گوش مبارک میں آئی تو آپ پر وجد طاری ہو گیا۔ تمام اہل مجلس پر ایسی ہیبت چھائی کہ کسی کو بجز گوشہ گیری کے کوئی چارہ نہ ہوا اور کھانا اسی طرح رکھا رہا جب وہ کیفیت دور ہوئی تو خدام سے فرمایا خبر دار اس کھانے سے کوئی نہ کھائے اور بہت احتیاط سے سب کھانا دفن کر دو۔

حاضرین نے حضرت میاں احمد مخدوم سے کھانا دفن کروانے کی وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا اگر کوئی اس کھانے میں سے ایک لقمہ بھی کھا لیتا تو مثل منصور کے انا الحق کہنے لگتا۔

(ریحانۃ الابرار فارسی، ص:۶۱)

حضرت موسیٰ سہاگ اور ان کے جنازہ کی نماز

احمد آباد کے مشہور و معروف چشتی نظامی بزرگ حضرت خواجہ موسیٰ سہاگ رحمۃ اللہ علیہ کی بزرگ شخصیت سے سیدنا حضرت شاہ عالم محبوب باری رحمۃ اللہ علیہ نے ہی لوگوں کو واقفیت عطا کی کہتے ہیں کہ جب آپ کا قیام اپنے مرشد خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ میں تھا ایک مرتبہ کسی ضرورت سے بازار نکلے دیکھا کہ ایک اہل ہنود کی ارتھی جا رہی تھی اور ارتھی کے پیچھے پیچھے ایک حسین و خوبصورت نوجوان عورت کو بھی لوگ سجا بنا کر لئے جا رہے ہیں۔ یہ دیکھ کر حضرت موسیٰ سہاگ نے لوگوں سے دریافت کیا کہ اس حسین لڑکی کو ارتھی کے ساتھ کہاں لئے جا رہے ہیں۔ لوگوں نے بتایا یہ مرنے والے کی دھرم پتنی ہے شادی کے وقت اس نے اپنے پتی کے ساتھ سات پھیرے کر کے جیون مرن کے ساتھی رہنے کا عہد کیا تھا۔ آج اس کے پتی کی مرتی ہو گئی ہے لہذا آج یہ پتنی اپنے پتی کی چتا کے ساتھ جل کر ہنسی خوشی مر کر اپنے سہاگ کو امر بنائے گی اپنا وہ وچن جو شادی کے وقت کیا تھا اس کو پورا کرے گی یہ سن کر حضرت

موسیٰ سہاگ رحمۃ اللہ علیہ پر ایک وجد طاری ہو گیا جذب کی سی حالت طاری ہو گئی۔ اس وقت آپ نے فرمایا حیف ہے موسیٰ تیری حالت پر تجھ سے تو بہتر یہ کمزور عورت ہے جو اپنے خاوند کے ساتھ کئے ہوئے عہد کو اپنی جان جیسی عزیز چیز دے کر قربان ہونے کو تیار ہے اور تو کہ روز ازل میں اپنے مالک حقیقی سے جو عہد کر کے آیا ہے اس کو فراموش کر رکھا ہے۔ اٹھ تو بھی آج اپنے مالک حقیقی کے عشق کے سہاگ کی چوڑیاں پہن اور اپنے عشق کو امر بنا دے اسی وقت آپ نے رنگین لباس کے ساتھ چوڑیاں پہن لیں اور اسی کیف و مستی کے عالم میں اپنے مرشد حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی کی بارگاہ میں پہونچے۔ اس حلیہ کو دیکھ کر آپ نے حیرت سے اس کا سبب پوچھا تو آپ نے پوری سرگزشت بیان کی یہ سن کر حضرت نظام الدین اولیاء نے فرمایا۔ اگر چہ ایسی وضع اختیار کرنا از روئے شریعت منع ہے لیکن نہ تو میں اس پر تمہیں ملامت کروں گا اور نہ یہ کہوں گا کہ اسے اُتار دو اس لئے یہ مردان خدا کا شیوہ نہیں کہ وہ خدا کے عشق میں کوئی چیز اختیار کریں اور پھر اس کو چھوڑیں لیکن میری طرف سے اتنی ہدایت ہے کہ اس لباس کو شہرت نہ دینا۔ جاؤ دکن کی طرف چلے جاؤ اور اپنے کو روپوش کر دو۔ مرشد گرامی کے حکم پر احمد آباد تشریف لے آئے ایک مرتبہ حضرت سلطان احمد شاہ کے عہد حکومت میں گجرات میں بارش نہ ہونے کی وجہ سے سخت قحط پڑا نماز استسقاء بارش ہونے کے لئے پڑھی گئی۔ بزرگان دین سے دعاؤں کے لئے درخواست کی گئی لیکن بارش نہ ہونا تھی نہ ہوئی۔ ایک روز حضرت سلطان احمد شاہ نے حضرت شاہ عالم محبوب باری کی طرف رجوع کیا آپ نے سلطان سے فرمایا اس وقت بارش ایک خدا کے ایسے ولی کی دعا پر ہونا منحصر ہے کہ جنہوں نے خدا کے عشق میں مشرب طماتیہ اختیار کر رکھا ہے اگر چاہتے ہو کہ بارش ہو۔ ان کی بارگاہ میں حاضر ہو کر دعا کی درخواست کرو انشاء اللہ ضرور بارش ہو گی سلطان احمد شاہ نے فوراً دہلی دروازہ کے باہر جا کر دیکھا تو حلیہ سے پہچانا۔ آپ زنانوں کے ساتھ مل کر گا رہے تھے۔ بادشاہ نے ادب سے آپ کو سلام کیا اور بارش ہونے کے لئے دعا کی درخواست کی پہلے ادھر اُدھر کی باتیں کر کے اپنے آپ کو چھپانے کی کوشش کی لیکن آپ نے اپنی روحانی طاقت اور کشف سے جان لیا کہ یہ سب کچھ حضرت شاہ عالم کے اشارے سے ہوا ہے۔ آپ نے سلطان احمد شاہ سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ موسیٰ میری سوکن شاہ عالم سے کہہ دینا کہ میرا پردہ تو انہوں نے فاش کیا ہے اگر میں ان کا پردہ فاش کر دوں تو کہیں گی نہیں رہے گی پھر آپ نے ایک پتھر اٹھایا اور دوسرے ہاتھ کی کلائی جو چوڑیوں سے بھری ہوئی تھی اٹھائی اور آسمان کی طرف منہ اٹھا کر کہا پانی برساتا ہے یا پھر تیرے سہاگ کی چوڑیاں ٹھنڈی کر دوں یہ کہنا تھا کہ آسمان پر چاروں طرف گھنگھور گھٹائیں چھا

گئیں اور ایسی بارش ہوئی کہ سب جل تھل ہو کر رہ گیا۔ روضات شاہی میں ہے کہ جب آپ کا وصال ہوا تو حضرت شاہ عالم محبوب باری رحمۃ اللہ علیہ کو کشف سے معلوم ہو گیا۔ آپ نے فوراً حضرت سید احمد میاں مخدوم اپنے خلیفہ اعظم کو حکم دیا کہ جاؤ ان کے غسل وکفن دفن کا سامان کرو۔ اور خبر داران کے غسل کے وقت ہاتھوں سے چوڑیاں نہ اتارنا یہ سب کچھ انہوں نے خدا کے عشق میں کیا ہے کیونکہ حدیث پاک میں وارد ہے جو دنیا میں جس طرح زندگی بسر کرتا ہے وہ اسی طرح اٹھایا جائے گا جس طرح آپ اپنے کو دنیا میں چھپائے ہوئے تھے۔ وصال کے بعد آپ کی قبر شریف چار ہمشکل قبروں میں پوشیدہ ہے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اصلی قبر کونسی ہے۔ القصہ مختصر یہ کہ حضرت شاہ عالم محبوب باری کی ہدایت کے مطابق آپ کو غسل دے کر کفن پہنا کر، نماز جنازہ پڑھا کر حضرت شیخ احمد میاں مخدوم نے دفن کر دیا۔ آپ کا وصال شریف ۱۰ رجب المرجب ۸۲۸ھ میں سلطان احمد شاہ کی تخت نشینی کے پندرہویں سال ہوا۔ مزار مبارک احمد آباد میں مرجع ہر خاص و عام ہے۔

(از:- تاریخ اولیائے گجرات، ص:۹۳، تاریخ اولیاء ص:۳۱۰)

باب ہشتم

آپ کے ارشادات وفرمودات کے بیان میں

اس بات میں انشاء اللہ ہم حضرت سید محمد سراج الدین شاہ عالم محبوب باری بخاری علیہ الرحمہ کے ارشادات وفرمودات کو ناظرین کرام کی خدمت عالیہ میں پیش کریں گے جن کو ہم نے لطائف شاہیہ سے منتخب کیا ہے لطائف شاہیہ حضرت ابوالفتح سید محمد نظام الدین المشہور مقبول عالم بخاری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۲ ار رجب ۱۰۴۵ھ) کی بڑی مشہور تالیف ہے۔ حضرت مقبول عالم بخاری علیہ الرحمہ خانقاہ عالیہ شاہیہ کے چھٹے سجادہ نشین ہیں اور چھٹی پشت میں حضرت شاہ عالم محبوب باری بخاری علیہ الرحمہ کے پوتے بھی ہوتے ہیں آپ ۱۰۰۳ھ میں مسند سجادگی پر رونق افروز ہوئے اور کامل ۴۲ سال اپنے وجود با مسعود سے سجادۂ خانقاہ شاہ عالم علیہ الرحمہ کی زینت بن کر ایک عالم کو فیضاب فرماتے رہے، ۱۲ ار رجب المرجب ۱۰۴۵ھ میں داعیٔ اجل کو لبیک فرما کر جام وصال الٰہی نوش جان فرمایا۔ ہم اس باب میں اوراق میں گنجائش نہ ہونے کی وجہ سے حضرت شاہ عالم محبوب باری علیہ الرحمہ کے ہم اس مقام پر صرف تیس ارشادات وفرمودات پیش کر رہے ہیں ملاحظہ فرمائیے:

اوقات کی نگاہ داشت

آپ نے فرمایا: اپنے اوقات کو نگاہ رکھو۔ اور اپنے اوقات کی تعمیر عبادت کے ذریعہ کرو خبردار وقت کا کوئی حصہ ضائع نہ ہونے پائے اپنے اوقات کو خیرات وحسنات سے معمور رکھو۔ پھر یہ شعر ارشاد فرمایا:

الوقت کالنار والاعمادفیہ عقبی
فبادروا النحران السعر یحرّق

ترجمہ:-وقت آگ کے مثل ہے اور عمریں اس میں لکڑی کے مثل ہیں پس خیر کی طرف دوڑو بیشک وہ آگ عمروں کوجلاڈالے گی۔

خواب غفلت

ایک مرتبہ آپ نے فرمایا یہ بات ہمیں زیب نہیں دیتی کہ اپنے عمر کو گناہوں کی تاریکی میں گزار کر سرمایہ زندگی کو خواب غفلت میں بتادیں پھر بیت فرمائی۔

غفلت شام ،خواب صبح زندہ دلان شوق را
دور کند ز قرب حق ہمچو غلولہ از تفنگ

ترجمہ :-شام زندگی کو غفلت میں اور صبح زندگی کو سونے میں گزار دینا۔زندہ دلان عشق (سالکان راہ حقیقت) کو خدا کے قرب سے اس طرح دور کردیتا ہے جیسے چھوٹنے کے بعد گولا توپ کے منہ سے دور ہوجاتا ہے۔

مقصد زندگی کیا ہے

ایک مرتبہ فرمایا: بندگی زندگی کا مقصد ہے۔بندگی سے غافل ہوکر عمر عزیز ضائع نہ کروتا کہ قیامت میں رستگاری کا منہ دیکھنا نصیب ہو۔

غفلت کاانجام

اورایک مرتبہ فرمایا: ایسی حالت سے ڈرو جس کے لئے کہا گیا ہے۔یہ شعر ارشادفرمایا:

قد مضیّ الایّام الذنب حاصل
وجاء رسول الموت والقلب غافل

ترجمہ: -تحقیق وہ شخص (جو) گزار رہا ہے زندگی کے ایام کو اس حالت میں کہ ان کا حاصل صرف گناہ ہو جب موت کا فرشتہ آئے گا اس کا دل غافل ہوگا۔

کلمات کی حفاظت

ایک مرتبہ فرمایا: جس نے اپنے کلمات کی حفاظت کی یعنی زبان کی حفاظت کی اور زندگانی اطاعت وعبات میں بسر کی اور گناہوں سے پرہیز کیا اس نے مقصد کو پالیا۔

ہر سانس بیش قیمت موتی ہے

نیز فرمایا: تمہارا ہر سانس بیش قیمت موتی ہے جو تمہیں عطا کیا گیا ہے۔ اپنی عمر کے اس خزانے کو برباد نہ کرو۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ یَأمُرُکُمْ اَنْ تُودُّالاَمَانَاتِ اِلیٰ اَھْلِھَا ترجمہ:۔ بے شک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں جن کی ہیں انہیں سپرد کرو۔ پارہ:۵، سورۂ نساء، ع:۸ (از:۔ کنزالایمان اعلیٰ حضرت)

یہاں امانت اہل کو سپرد کرنے سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو صاف ستھری سانس تمہیں اپنے فضل وکرم سے عطا فرمائی ہے جسم میں داخل ہونے سے پہلے جیسی وہ ستھری اور پاکیزہ تھی جب باہر ہو تو بھی ویسی ہو گناہوں میں آلودہ نہ ہو بلکہ ذکر باری تعالیٰ کی بدولت وہ اور بہتر ہو کر نکلے لہٰذا ہر دم ذکر الٰہی میں گزارنا چاہئے۔

دنیا آخرت کی کھیتی ہے

پھر ارشاد فرمایا: اے برادر عزیز یہ دنیا ہمیشہ رہنے کی جگہ نہیں ہے اور نہ آرام کرنے کی جگہ ہے بلکہ آخرت کی کھیتی ہے۔ بیت

ہر نفس زانفاس عمرت گوہریست
گوہر انفاس راضائع مکن

ترجمہ:۔ تمہاری زندگی کے سانسوں میں سے ہر ایک سانس بیش قیمت موتی ہے اپنی سانسوں کے ان بیش قیمت موتیوں کو برباد نہ کرو۔

عمر مولیٰ کی طلب میں بسر کر

فرمایا: اپنی عمر مولی کی طلب میں اس طرح بسر کر کہ جب موت کا فرشتہ موت کا دعوت نامہ لے کر پہونچے تو تم اس سے ملاقات کر کے خوش ہو اور تم بے ساختہ کہہ اٹھو اَھلاً وَسَھلاً مَرحَباً تمہارا آنا مبارک ہو۔ پھر یہ اشعار ارشاد فرمائے۔

ایــمــن بــدنیــا اشتــغــل
قــد غَــرّہٗ طُــول الاَمــل
الــمــوت یــاتــی بــغتۃً
والــقبــر صــنــدوق الــعَــمَــل
اصبــر عــلــیٰ احــوالھــا
لامَــوتَ اِلّا بــالاَجَــل

اے سالک راہ طریقت برکت والا ہو جا تو دنیا میں مشغول بحق ہو کہ تحقیق دنیا کی آرزوں کا دائرہ طویل ہے۔ موت تجھ کو اچانک آدبوچے گی اور تیری قبر تیرے اعمال کا صندوق ہے دنیا کے احوال یعنی سختیوں پر صبر کر۔ موت وقت مقررہ سے پہلے نہیں آسکتی۔

خدا کے فضل کے دروازے کی کنجی

ایک مرتبہ فرمایا: سلف صالحین کے طریقہ کی اتباع کرنے میں جدوجہد کرنا چاہئے اس لئے کہ یہی خدا کے فضل کے دروازے کی کنجی ہے اور حبیب کی طرف جانے والا راستہ معمور ہے۔ جس شخص نے اس راستہ میں شجاعت و جواں مردی اختیار کی وہی ظفریاب ہے۔

تصفیہ قلب حاصل کرو

ایک مرتبہ فرمایا: تصفیہ قلب حاصل کرو اور وہ بغیر تزکیہ نفس حاصل نہیں ہو سکتا، اور تزکیہ نفس موقوف ہے سچی توبہ پر اور توبہ اسی وقت ہے جب اس پر استقامت ہو۔ اور اسی وقت حاصل ہو سکتی ہے جب تم اپنے اوقات کا محاسبہ کرو اور محاسبہ اس طرح ہونا چاہئے کہ اول روز سے تادم

قبل جو کچھ افعال واقوال وحرکات وسکنات وخطرات تم سے صادر ہوئے ہیں ہر ایک پر غور کرو کہ مرضی مولیٰ کے موافق کیا کیا ہوا ہے اور مرضی مولیٰ کے خلاف کیا کیا کر گزرے ہو۔ ان میں جو باتیں مرضی مولیٰ کے مطابق ہوں اس پر شکر خدا بجالاؤ اور عرض کرو مولیٰ میں بھلا اس لائق کہاں تھا جو ایسا کرسکوں۔ مولیٰ یہ جو کچھ بھی صادر ہوا تیری توفیق سے ہوا ہے۔ اے رب العالمین یہ تیری بخشی ہوئی توفیق ہی تو تھی ورنہ میں تو وہی ایک مشت خاک ہوں۔

اور اگر ان میں خدانہ کرے مرضی مولیٰ کیخلاف پائے تو صدق دل سے تائب ہوکر توبہ واستغفار کرے پھر یہ بیت ارشاد فرمائی۔

تراادر نفس خود یک عیب دیدن
بہ از صد بار غیب الغیب دیدن

ترجمہ:-

تجھے اگر اپنے نفس کے ایک عیب کا سراغ ملجائے
غیب الغیب کی سو بار کھوج سے بہتر ہے

تزکیہ نفس کا ایک اور طریقہ

ایک مرتبہ فرمایا: تزکیہ نفس کا ایک اور طریقہ تھا کہ کم کھائے کم پیئے اور مخلوق سے عزلت گزینی اختیار کرے اور فضول باتوں میں عمر برباد نہ کرے اور بغیر ضرورت نہ سوئے اس لئے کہ اہل دل کا فرمان ہے: اِنَّ مِنْ اَعْظَمِ الْمَصَائِبِ مَضَیُ الْوَقْتِ بِلَافَائِدَۃٍ

ترجمہ:- سالک راہ طریقت کے لئے بے فائدہ وقت ضائع کردینا مصائب میں سے بڑی مصیبت ہے پھر یہ بیت ارشاد فرمائی۔

نصیحت ہمین است جان برادر
کہ اوقات ضائع مکن تاتوانی

ترجمہ:- بھائی جان! جہاں تک ہوسکے اوقات ضائع نہ کرو۔

صفت رزاقیت پر یقین

ایک مرتبہ آپ نے فرمایا: رزق کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی رزاقیت اور اس کے وعدوں پر یقین واثق رکھو۔ روزی کے بارے میں اپنے دل میں قدرے تردد نہ کرو۔ البتہ روزی کی تلاش میں سعی جمیل کرتے رہو۔ جہاں تک ہو سکے تحصیل رزق کے وقت یعنی کاروبار کے وقت بھی اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل نہ ہو۔ پھر یہ شعر فرمایا:

کسے کو غافل از حق یک زماں ست
دراں دم کافرست امانہاں ست

ترجمہ:- جو شخص کہ دنیا میں ایک پل بھی یادالٰہی سے غافل ہے وہ اپنے اوقات کفران نعمت میں گزار رہا ہے لیکن وہ اپنے کفر سے بے خبر ہے: پھر یہ شعر فرمایا:

وگرکس غافل پیوستہ باشد
دراسلام بروے بستہ باشد

ترجمہ :- اور اگر کوئی شخص مسلسل غفلت شعاری میں زندگی گزار رہا ہے تو سمجھنا چاہئے (اسلام کے فیضان) کا دروازہ اس کے (دل) پر بند کر دیا گیا ہے۔

اعلیٰ مقام کی تلاش کرو

ایک مرتبہ آپ نے فرمایا: کراموں کے ظہور اور دعا کی مقبولیت پر پھولو مت جب کہ یہ بزرگی نما چیزیں ظاہر ہوں تو بندہ کو چاہئے کہ وہ جس کام کے لئے بھیجا گیا ہے یعنی اطاعت وعبادت میں مشغول ہو جائے اور اعلیٰ مقام کی تلاش کرے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنَ

ترجمہ:- جناتوں اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔

طہارت ظاہری و باطنی

حضرت شاہ عالم علیہ الرحمۃ نے فرمایا: ہر ایک عبادت سے پہلے طہارت ضروری ہے۔ طہارت ظاہری پانی سے اور طہارت باطنی توبہ اور ذکر الٰہی سے کرنا چاہئے۔

وضو کرنے کا طریقہ

آپ نے فرمایا: جب وضو کرو تو اس کی ابتدا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے کرو اور درمیان وضو میں ہر ایک عضو کے دھونے کے وقت کلمہ شہادت برابر پڑھتے رہنا چاہیے اور اس بات کا تصور کرو کہ اپنے باطن کو اللہ تعالیٰ کی محبت کے سوا ہر چیز سے پاک کر رہے ہو۔ پھر یہ بیت ارشاد فرمائی:

دل نہ کردی زہر دو عالم سرد　　بے طہارت نماز خواہی کرد

ترجمہ:- دل کو اگر تم نے دو عالم کی محبت سے خالی نہیں کیا تو گویا بغیر طہارت باطنی نماز ادا کی ہے۔ اور جب وضو سے فارغ ہو جاؤ تو وضو سے بچے ہوئے پانی کو اگر روزے سے نہ ہو تو کھڑے ہو کر شفا کی نیت سے پی لو۔

اور یہ دعا پڑھ لیا کرو: اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنْ عِبَادِكَ الصَّالِحِيْنَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ۔ نیز وضو سے فارغ ہو کر داڑھی سے پانی کے قطرات جھاڑتے وقت سورہ الم نشرح پڑھنا بڑی فضیلت ہے۔

کپڑا استعمال کرنے کا طریقہ

آپ نے فرمایا: استعمال شدہ کپڑا جب پرانا ہو جائے تو کسی کو دے دو۔ دیتے وقت سورہ اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ مع بسم الله الرحمن الرحيم پڑھ کر دو۔ یہ چیز ہر ایک موقع پر بڑی برکت کا باعث ہے۔ اور جب نیا لباس تبدیل کرو تو پانی پر سورہ اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ مع بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ دم کر کے وہ پانی پیراہن کے ہر ایک حصہ پر جیسے گریبان آستین اور پائجامہ کے بھی ہر ایک حصہ پر چھڑکو جیسے نیفہ وغیرہ اور دستار ٹوپی پر بھی چھڑک لو۔ باقی ماندہ چہرے اور دل پر مل لو اور یہ دعا پڑھو اَللّٰهُمَّ طَيِّبْ كَمَا طَيَّبْتَنِيْ يُطِيْبُ الدُّنْيَا فَطَيِّبْنِيْ فِي الْآخِرَةِ بِطِيْبِ الْجَنَّةِ وَطَيِّبْ قَلْبِيْ بِذِكْرِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ اور یہ درود شریف پڑھے: اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ على مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهِ الطَّيِّبِيْنَ الطَّاهِرِيْنَ

پھر یہ شعر فرمایا:

مشک را بر تن مزن بر دل بمال
مشک چہ بود نام ذوالجلال

ترجمہ:- مشک کو کپڑوں پر کیا ملتے ہو اسے تو دل پر ملو اور وہ مشک حقیقی کیا ہے وہ ذکر الٰہی ہے۔

صبح کے اعمال

فرمایا کہ وقت صبح اس کا ورد ۷۰ مرتبہ کرلیا کرو۔ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ لِذَنْبِیْ سُبْحَانَ اللّٰہِ بِحَمْدِ رَبِّیْ جب سپیدۂ سحر نمودار ہوتو ایک مرتبہ پڑھو اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ذَھَبَ بِاللَّیْلِ مُظْلِماً بِقُدْرَتِہٖ وَجَاءَ بِالنَّھَارِ مُبْصِراً بِرَحْمَتِہٖ

اذان سننے کے آداب

فرمایا: جب تمہارے کان میں اذان کی آواز آئے تو کہو۔ مَرْحَباً بِالْقَابِلِیْنَ عَدْلاً وَمَرْحَباً بِالصَّلوٰۃِ اھلاً اور ہمہ تن اس کی جانب متوجہ ہوجاؤ اور اذان کے کلمہ کو بغور سنو اس کا جواب دو یعنی جو کلمہ موذن سے سنو اس کا اپنی زبان سے اعادہ کرو اور جب موذن اَشْھَدُاَنَّ مُحَمَّدَرَّسُوْلُ اللّٰہ کہے تو تم کہو۔ اَشْھَدُاَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ رَضِیْتُ بااللّٰہِ رَبًّا وَبِمُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَبِیّاً وَبِالْاِسْلَامِ دِیْناً اور نام نامی اسم گرامی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا سن کر اپنے ہاتھ کے دونوں انگوٹھوں کو بوسہ دے کر دونوں آنکھوں پر رکھے حضرت محمد کاسہ لیس چشتی رحمۃ اللہ علیہ یعنی حضرت خواجہ امیر خسرو علیہ الرحمہ نے اس بارے میں ایک قطعہ فرمایا ہے وہ مبارک قطعہ یہ ہے:

چوں مردم دودیدہ آں دست رس ندارد
کاید بروں وبوسدآں نام باعلورا
لبہا ہمی فرستد بوسہ بدست ناخن
تامردمان دیدہ بوسند نام اورا

فجر کی سنت

آپ نے فرمایا فجر کی سنت ادا کرو تو اس میں سورہ بقرہ سورہ الم نشرح، سورۂ الم تر کیف سورۂ اخلاص پڑھنا فضیلت وبرکت کا باعث ہے اور سلام کے بعد اکتالیس مرتبہ یاعزیز ۔ مقبولیت کے لئے اور اَللّٰھُمَّ اھْدِنِیْ وَسَدِّنِیْ یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْب ثَبِّتْ قَلْبِیْ عَلیٰ دِیْنِكَ

استطاعت کے لئے پڑھو۔

تسبیح فاطمہ

فرمایا: ہر ایک نماز کے بعد تسبیح فاطمہ پڑھ لیا کرو اور وہ یہ ہے۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ ۳۳ مرتبہ وَالْحَمْدُلِلّٰہِ ۳۳ مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ ۳۴ مرتبہ۔

دعائے استعانت

فرمایا ہر ایک نماز کے بعد دعائے استعانت دس مرتبہ پڑھ لیا کرو اس کے پڑھنے سے خدائے تعالیٰ کی اطاعت کا دروازہ انشاء اللہ تم پر کھلے گا اور وہ یہ ہے: اَللّٰھُمَّ نَسْتَعِیْنُ بِكَ عَلٰی طَاعَتِكَ

حصول کشف

آپ نے فرمایا: ایک سو مرتبہ عَالِمُ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ پڑھو۔ سورہ اخلاص مع بسم اللہ الرحمٰن الرحیم تین مرتبہ اور تین مرتبہ یہ درود شریف پڑھو۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ اور اس کے بعد یہ آیت کریمہ وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّہٗ مَخْرَجاً وَّ یَرْزُقْہُ وَمِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ وَمَنْ یَّتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ فَھُوَ حَسْبُہٗ اِنَّ اللّٰہَ بَالِغُ اَمْرِہٖ قَدْ جَعَلَ اللّٰہُ لِکُلِّ شَیْئٍ قَدْراً ○ پڑھ کر آسمان کی طرف دیکھے اور پوری طاقت سے دل پر ضرب لگائے اس عمل کے کرنے سے انشاء اللہ کشف ہوگا۔

حضور سرور کونین کی محبت زیادہ بڑھانے کا عمل

آپ نے فرمایا: آیۃ العرش ایک بار لَقَدْ جَآءَ رَسُوْلٌ سے وَھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ سورہ اخلاص اور سورۂ معوذتین اور درود شریف ملا کر پڑھا کرو انشاء اللہ حضور فخر موجودات تاجدار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی زیادتی کا موجب ہوگا۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت بڑھانے کے لئے صرف اس درود شریف کی کثرت بھی بڑا اثر رکھتی ہے۔ مذکورہ بالا عمل میں درود شریف تین مرتبہ پڑھے۔ وہ درود شریف یہ ہے: اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

عَبْدِكَ وَنَبِيِّكَ وَرَسُوْلِكَ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ صَلٰوۃً تَکُوْنُ لَكَ رِضاً وَلِحَقِّهٖ اَدَاءً وَاَعْطِهِ الْوَسِیْلَةَ وَالْمَقَامَ الْمَحْمُوْدَ الَّذِیْ وَعَدْتَّهٗ وَاجْزِهٖ عَنَّا مَاهُوَ اَهْلُهٗ وَاجْزِهٖ عَنَّا اَفْضَلَ مَا جَزَیْتَ نَبِیّاً عَنْ اُمَّتِهٖ وَصَلِّ عَلٰی جَمِیْعِ اِخْوَانِهٖ مِنَ النَّبِیِّیْنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِیْنَ اَللّٰهُمَّ عَلٰی مُحَمَّدٍ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی رُوْحِ مُحَمَّدٍ فِی الْاَرْوَاحِ وَصَلِّ عَلٰی جَسَدِ مُحَمَّدٍ فِی الْاَوَّلِیْنَ وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ فِی الْآخِرِیْنَ وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ فِی الْاَجْسَادِ وَاجْعَلْ شَرَائِفَ صَلٰوتِكَ وَلَوَامِعَ بَرَكَاتِكَ وَرَاْفَتِكَ وَرَحْمَتِكَ وَرِضْوَانِكَ وَتَحِیَّتِكَ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَنَبِیِّكَ وَ صَفِیِّكَ وَرَسُوْلِكَ وَاَهْلِ بَیْتِهِ الَّذِیْنَ اَذْهَبْتَ عَنْهُمُ الرِّجْسَ وَطَهَّرْتَهُمْ تَطْهِیْراً ۔ مذکورہ بالا درود شریف کا روزانہ بعد نماز فجر بھی تین مرتبہ پڑھنا بے شمار برکات کا باعث ہے۔

ذکر اربعۂ الٰہیہ کا طریقہ

ذکر واذکار کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا ظہر اور عصر کے بعد ذکر اربعہ الٰہیہ بھی کرنا ضروری ہے وہ اس طرح پر کریں۔ پہلے تین مرتبہ درود شریف پڑھیں پھر ۳۳ مرتبہ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ پڑھو پھر ۳۳ مرتبہ وَاِلَّا اللّٰهُ پھر ۳۳ مرتبہ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ پھر ۳۳ مرتبہ وَهُوَ۔ اس طرح پڑھے کہ دل کو زبان کی موافقت حاصل ہو ذاکرین کی جماعت کے ساتھ پڑھو یا منفرد عوام الناس سے خلوت ہو پھر تین مرتبہ باقیات صالحات پڑھو یعنی سُبْحَانَ اللّٰـهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ اس کے بعد یہ دعا ایک مرتبہ پڑھو اَللّٰهُمَّ اَنْتَ قُلْتَ فَاذْكُرُوْنِیْ اَذْكُرْكُمْ اَللّٰهُمَّ اِنَّا ذَكَرْنَاكَ عَلٰی قَدْرِ قِلَّةِ عَقْلِنَا وَعِلْمِنَا وَفَهْمِنَا فَاذْكُرْنَا عَلٰی قَدْرِ سَعَةِ رَحْمَتِكَ وَفَضْلِكَ وَمَغْفِرَتِكَ وَافْتَحْ سَامِعَ قُلُوْبِنَا بِذِكْرِكَ خَیْرَ الذَّاكِرِیْنَ

ذکر نہاری

فرمایا: یہ ذکر بھی ظہر کے وقت اکثر مشائخ عظام نے زیادتی انوار اور حصول عرفانی ربانی کے لئے کیا ہے اس کا طریقہ یہ ہے اوّل سو مرتبہ یہ درود شریف پڑھو: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی

مُحَمَّدٍ وَّعَلیٰ اٰلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ وَعَلیٰ جَمِيْعِ اَنْبِيَاءِكَ وَالْمُرْسَلِيْنَ وكُلِّ مَلٰئِكَتِكَ الْمُقَرَّبِيْنَ وَاَهْلِ طَاعَتِكَ اَجْمَعِيْنَ ۳۳مرتبہ لَآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کاذکر کرے۔تین مرتبہ اوّل میں اور تین مرتبہ آخر میں محمد رسول الله بھی زیادہ کرے اور اس کے بعد تین مرتبہ باقیات صالحات پڑھے۔

ذکر شاہیہ

حضوری دل کے ساتھ ۳۳مرتبہ پڑھے: اَللّٰهُ حَاضِرِی اللّٰهُ نَاظِرِیْ اللّٰهُ پھر تین مرتبہ پڑھو هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْئٍ عَلِيْمٌ اس کے پڑھنے سے انشاءاللہ جمعیت قلب حاصل ہوگی۔

ذکر پنج گنج

فرمایا: اوّل فجر پڑھنا دنیاوی واخروی نعمتوں کے حصول کا ذریعہ ہے۔ لَآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ الْمُبِيْنَ ایک سو بار پڑھے۔پھر محمد رسول الله الصادق الامین ایک بار پڑھے۔

دعائے شفا

فرمایا: اس دعائے مبارکہ کو کھانا کھانے سے پہلے پڑھ لینے سے کھانے کے جملہ مضر اثرات سے محفوظ رہے گا اور وہ کھانا جو یہ پڑھ کر کھایا گیا ہے قلب میں سوز وگداز ،نور معرفت الٰہی پیدا کرے گا۔دعائے پاک یہ ہے: اَللّٰهُمَّ اَشْفِنِیْ بِشِفَائِكَ وَدَاوِنِیْ بِدَوَائِكَ وَعَافِنِیْ مِنْ بَلَائِكَ اَعُوْذُبِعِزَّةِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهٖ مِنْ شَرِّمَا اَجِدُ وَاُحَاذِرُ بِرَحْمَتِكَ يَااَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ۔

جمعہ کے دن کے معمولات

فرمایا: جمعہ کے دن پہلے ایک سو مرتبہ درود شریف بارگاہ بے کس پناہ حضور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم میں پیش کرے۔درود شریف یہ ہے مَنْ صَلّٰی عَلیٰ رُوْحِ مُحَمَّدٍ فِی الْاَرْوَاحِ وَجَسَدِهٖ فِی الْاَجْسَادِ وَعَلیٰ قَبْرِهٖ فِی الْقُبُوْرِ۔سورہ اخلاص شریف مع بسم اللہ الرحمٰن

الرحیم سومرتبہ پڑھو اس کے بعد ستر ۷۰ مرتبہ اَللّٰھُمَّ اَکْفِنِیْ بِحَلاَلِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَارْحَمْنِیْ بِفَضْلِكَ عَنْ مَنْ سِوَاكَ اس کے بعد بارگاہ خداوند قدوس میں دست کشادہ کرے اور دعا مانگے۔

جمعہ کے دن عصر کے وقت ایک سو مرتبہ پڑھو: اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ پھر ایک مرتبہ پڑھو: اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ مِنْ جَمِیْعِ مَاکَرِہَ قَوْلاً وَفِعْلاً وَخَاطِراً وَنَاظِراً پھر تین مرتبہ یہ درود شریف پڑھو: اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ اَنْفَاسِ الْمَخْلُوْقَاتِ وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ اَشْغَالِ الْمَوْجُوْدَاتِ وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ بَعْدَ الْبِدَایَاتِ وَالنِّھَایَاتِ مِنَ الْمَوْجُوْدَاتِ وَالْمَعْدُوْمَاتِ اِلٰی اَبَدِ الْآبَادِ مِنْ اَوَّلِ اَزَلِہٖ وَاَوْسَطِ حَشْرِہٖ وَاٰخِرِ بَقَائِہٖ وَاٰلِہٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

بعد نماز مغرب ایک سو بار پڑھے: لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

پھر ایک مرتبہ پڑھے: حَسْبُنِیَ اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ اللّٰہُ رَبِّیْ لَاۤ اُشْرِكُ بِہٖ شَیْئاً اس کے بعد سید الاستغفار تین بار پڑھے، دعائے سید الاستغفار۔ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ وَاَنَا عَبْدُكَ وَاَنَا عَلٰی عَھْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَاصَنَعْتُ اَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَیَّ وَاَبُوْءُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ فَاِنَّہٗ لَایَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ ۔ پھر تین مرتبہ دعائے شفا پڑھے۔ پھر تین مرتبہ دعائے نعمت پڑھے: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَصْبَحْتُ مِنْكَ فِیْ نِعْمَۃٍ وَسِتْرٍ فَاَتِمَّ عَلَیَّ بِنِعْمَتِكَ وَعَافِیَتِكَ وَسِتْرِتِكَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ

(نوٹ) دعائے نعمت میں بِهَا اَصْبَحْتَ مِنْكَ کی جگہ اَمْسَیْتُ مِنْكَ فِیْ نِعْمَۃٍ پڑھنا چاہئے اس لئے کہ مغرب بعد پڑھی جارہی ہے۔

پھر بعد نماز عشاء پڑھے: سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔ پھر ایک مرتبہ پڑھو عَدَدَ خَلْقِہٖ وَرِضَاءَ نَفْسِہٖ وَزِنَۃَ عَرْشِہٖ وَمِدَادَ کَلِمَاتِہٖ۔

پھر تین مرتبہ یہ درود شریف پڑھنا چاہئے: اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ عَدَدَمَا اَحَاطَ بِہٖ عِلْمُكَ وَجَرٰی بِہٖ قَلَمُكَ وَنَفَسَ بِہٖ حُکْمُكَ وَمَشِیَّتُكَ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

دعائے مکرم و معظم

آپ نے فرمایا حدیث پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم میں وارد ہے کہ جو اس دعائے پاک کا پڑھنے والا ہوگا نظر بد اور سحر سے مامون رہے گا۔ بروز محشر شہدائے کاملین کے زمرے میں محشور کیا جائے گا۔ اور اگر کسی بیمار کو سات مرتبہ لکھ کر زعفران سے پلائی جائے تو بہت جلد شفایاب ہوگا۔ دعا حسب ذیل تحریر ہے۔

اَللّٰهُمَّ اَرْزُقْنَا شَفَاعَةَ الْمُصْطَفٰى وَحِمَايَةَ الْمُصْطَفٰى وَاَمَانَةَ الْمُصْطَفٰى وَاِعَانَةَ الْمُصْطَفٰى وَاِيْمَانَ الْمُصْطَفٰى وَالْاِسْلَامَ الْمُصْطَفٰى وَبَهَاءَ الْمُصْطَفٰى وَبَقَاءَ الْمُصْطَفٰى وَاِخْلَاصَ الْمُصْطَفٰى وَبُرْهَانَ الْمُصْطَفٰى وَحُجَّةَ الْمُصْطَفٰى وَتَوْبَةَ الْمُصْطَفٰى وَبَرَكَةَ الْمُصْطَفٰى وَاَجْرَ الْمُصْطَفٰى اَللّٰهُمَّ اَرْزُقْنَا قُوَّةَ الْمُصْطَفٰى وَبَصَرَةَ الْمُصْطَفٰى وَتَوَكُّلَ الْمُصْطَفٰى وَشُكْرَ الْمُصْطَفٰى وَخَيْرَ الْمُصْطَفٰى وَثَوَابَ الْمُصْطَفٰى اَللّٰهُمَّ اَرْزُقْنَا جَمِيْلَ الْمُصْطَفٰى وَجَمَالَ الْمُصْطَفٰى وَجَنَّةَ الْمُصْطَفٰى وَصَلٰوةَ الْمُصْطَفٰى وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ط

باب نہم

آپ کے تصرفات وکرامات کے بیان میں

پان کی گلوری کا کرشمہ

حضرت سیدنا شاہ عالم محبوب باری بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی دایہ حلیمہ خاتون کا ایک لڑکا تھا جو کہ مادرزاد گونگا تھا۔ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ نے پان کی گلوری نوش فرمائی اور بعد میں جب اس کی اگال کو آپ نے پھینکا تو دایہ نے اس کو اٹھا کر بحفاظت رکھ لیا۔ وہ ایک عرصہ سے اس موقع کی منتظر تھی گھر جا کر اس نے اس میں سے خود کھایا اور اپنے گونگے لڑکے کو بھی کھلایا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی برکت سے اسی وقت اس کے لڑکے کو گویائی عطا فرما دی۔ دایہ اس خوشخبری کو سنانے کے لئے سراپا مسرت ہو کر آپ کے والد گرامی حضرت سید برہان الدین قطب عالم بخاری علیہ الرحمہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی اور پان کی گلوری کا کرشمہ سنایا۔ حضرت قطب عالم علیہ الرحمہ نے حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ کو بلایا اور بڑی شفقت سے بطور نصیحت فرمایا: اَلْاَمَرمَوھُوْنٌ بِاَوْقَاتِھَا یعنی ہر ایک کام کا ایک وقت مقرر ہے۔ نورِ نظر ابھی اپنے حالات کو پردۂ اخفاء میں پوشیدہ رکھو۔ زمانہ اظہار بھی انشاء اللہ قریب آئے گا۔ (ریحانۃ الابرار، ص:۴۸)

تبرک کی برکت کے اثرات

حضرت قاری سلیمان بن علی علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ وہ ایک مرتبہ جمعہ کے دن بارگاہِ حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ میں حاضر ہوئے۔ جب حضرت شاہ عام نے اپنی عادت کے موافق قاری صاحب کو تبرک سے سرفراز فرمایا۔ آپ کی عادت کریمہ تھی کہ ہر ایک آنے والے کو اپنے دست مبارک سے کچھ نہ کچھ بطور تبرک عنایت فرمایا کرتے تھے۔ قاری صاحب کا بیان ہے کہ ان کے پڑوس میں ایک ہمسایہ بڑی مہلک بیماری میں مبتلا تھے۔ تمام اطباء نے ان کو بیک قلم لاعلاج کردیا تھا۔ ان کا ایک غلام تھا جس کی عادت تھی کہ وہ اکثر گھر سے بھاگ جایا کرتا تھا۔ انہوں نے حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے دست مبارک کا عطا فرمایا تبرک میں سے تھوڑا اپنے پڑوسی ہمسایہ کو کھلایا اور تھوڑا اپنے غلام کو بھی کھلایا۔ خدا کے فضل و کرم سے لاعلاج مریض کو مہلک مرض سے صحت کاملہ حاصل ہوگئی۔ اور وہ غلام جو اکثر بھاگ جایا کرتا تھا اس بابرکت تبرک کی بدولت اپنی سرکشی سے تائب ہو کر مطیع و فرمانبردار بن گیا۔ (صد حکایت قلمی، ص: ۸۴)

لاعلاج مریض شفایاب

امرائے گجرات میں ایک شخص جنگو نامی بارگاہ شاہیہ میں خصوصی قرب رکھتے تھے، ان کا بیان ہے کہ وہ ایک مرتبہ حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ کی قدمبوسی کے ارادے سے کاشانۂ عالیہ کی طرف چلے۔ دولت سرائے اقدس کے دروازے پر پہونچے تو دیکھا حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ کی گاڑی کو گاڑی بان تیار کر رہا ہے۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ باہر سیر کے لئے تشریف لے جانے والے ہیں۔ ابھی دردولت سے باہر آنا ہی چاہتے ہیں کہ یہ بھی دیدار کے انتظار میں دردولت پر بیٹھ گئے۔ ابھی چند لمحات ہی گزرے تھے کہ حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ گھر سے باہر تشریف فرما ہوئے۔ اور انہیں دیکھ کر اظہار خوشی فرماتے ہوئے فرمایا۔ میں باہر جارہا ہوں تمہیں بھی میرے ساتھ چلنا ہوگا۔ انہوں نے عرض کیا زہے قسمت جو آپ کی ہمرکابی کا شرف حاصل ہو۔ موسم باراں ہونے کی وجہ سے اس وقت حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ نے اپنے ملبوس کے اوپر برساتی زیب تن فرما رکھی تھی۔ حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ گاڑی میں رونق افروز ہوئے اور مجھے بھی اپنے پہلو میں بٹھالیا۔ اور گاڑی بان نے گاڑی بازار کی طرف ہانکی راستہ میں

ایک عجیب واقعہ رونما ہوا کہ ایک شخص جو دماغی بیماری میں مبتلا تھا۔ اس کے دماغ سے ایسی بدبو آتی تھی کہ دوسرا انسان اس کے قریب بیٹھ نہیں سکتا تھا۔ جب اس مریض کو معلوم ہوا کہ حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی سواری ادھر سے گزرنے والی ہے۔ اس نے اپنے گھر والوں سے کہا کہ میرے مرض کا علاج بڑے بڑے طبیبوں نے کیا۔ لیکن شفایاب نہ ہوسکا۔ سب نے علاج کردیا میں عاجز آگیا ہوں۔ اب اس کا ایک ہی علاج ہے وہ یہ کہ حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ تشریف لا رہے ہیں۔ مجھے سرراہ لے چلو۔ مجھ پر اتنا احسان کرو کہ مجھے اٹھا کر اس راستے پر ڈال دو جس راستے سے ولی ربانی۔ طبیب روحانی حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ کا گزر ہونے والا ہے۔ شاید اُن کی نگاہ کرامت مجھ گنہگار پر پڑ جائے اور میں اچھا ہو جاؤں گھر والوں نے اس کے کہنے کے مطابق بیچ راہ میں ڈال دیا۔ حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ جب بازار سے واپس ہوئے اور آپ کی سواری اس مریض کے قریب پہونچی تو اس نے بڑی عاجزی و اضطرابی کے عالم میں حضرت سیدنا شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کو پکارا۔ اور اپنی حالت زار پر رحم و کرم کی درخواست کی۔ اس وقت خوب تیز بارش ہو رہی تھی۔ آپ گاڑی سے باہر تشریف لائے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو آسمان کی طرف بلند فرما کر اپنے چلو میں پانی لیا اور بارانِ رحمت کے چند قطرے اس کو پلائے اور اس کے جسم پر چھڑکے۔ آپ کی خصوصی توجہ سے اس نے اسی وقت شفا پائی۔ حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے (ان امیر صاحب سے) اس کے ناقل ہیں فرمایا کیا تمہیں اس کی سانس سے بدبو آتی ہے۔ سونگھ کر بتاؤ انہوں نے حکم کی تعمیل کی اور سونگھنے کے بعد عرض کیا نہیں اور وہ بدبو بالکل نہیں ہے۔ حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میں نے اس کے حق میں بارگاہ ایزدی میں دعا کی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو اور اُن کی آنے والی نسل میں الی یوم القیامہ اس مرض سے پناہ میں رکھے۔ حضرت صفی الدین جعفر بدر عالم رحمۃ اللہ علیہ صد حکایت کتاب کے مولف بیان کرتے ہیں۔ اب تک اس سعادت مند کی اولاد میں کئی ہستیاں ہیں جو کہ بہت سے کارہائے لائقہ میں شہرت رکھتی ہیں۔ شاد آباد ہیں۔ الحمد للہ صحت مند و توانا ہیں لیکن پھر اس بلا میں کوئی مبتلا نہیں ہوا۔

(صد حکایت فارسی قلمی، ص:۱۴۹ تا ۱۵۳)

مادرزاد لنگڑے اندھے اور گونگے کو شفا

جامع کنوز محمدی بیان کرتے ہیں کہ ایک درویش کے ایک لڑکا تھا جو کہ مادرزاد لنگڑا، اندھا، گونگا تھا اس لڑکے کا نام اللہ دیا تھا۔ اللہ دیا کے والدین بڑی عسرت اور تنگی سے ہمکنار

تھے۔ایک دن اللہ دیا کے ماں باپ نے اپنی غربت وافلاس سے تنگ آ کر آپس میں یہ مشورہ کیا کہ اس تنگدستی کے ماحول میں ہم اپنے بچے کا علاج بھی نہیں کرا سکتے بہتر ہے کہ بچے کو حضرت سیدنا مولانا سید محمد سراج الدین شاہ عالم بخاری محبوب باری علیہ الرحمہ کی خدمت بابرکت میں لے چلیں آپ کے مطبخ شریف میں اور کچھ نہیں تو دیگ دھونے کی خدمت تو انجام دے سکتا ہے۔شاید خدا اچھا کر دے۔حضرت شاہ عالم محبوب باری علیہ الرحمہ کی خدمت اقدس میں لائے آپ نے اس کو خانقاہی لنگر خانہ کے برتن دھونے کی خدمت سپرد فرمادی۔ اللہ دیا ایک عرصہ دراز تک خانقاہی برتن مانجھنے کی خدمت انجام دیتا رہا یہاں تک کہ وہ ساعت سعید آگئی جس میں اس کے مقدر کا ستارہ چمکنے والا تھا۔ایک دن کا واقعہ ہے کہ حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ اپنے حجرہ عالیہ میں شغل مع اللہ سے فارغ ہو کر حجرۂ پاک سے باہر تشریف لائے اور حاضرین سے مخاطب ہو کر فرمانے لگے کہ اللہ دیا کہاں ہے، اس وقت خانقاہی خداموں میں پانچ چھ آدمی اللہ دیا نام کے تھے آپ کی آواز پر فوراً لبیک کہہ کر حاضر خدمت ہو گئے۔حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ نے ان کو دیکھ کر ارشاد فرمایا اس اللہ دیا کو بلا رہا ہوں جس نے گزشتہ رات مجھ سے و ما علمنا من لدنا علما کا سبق پڑھا ہے۔مطبخ میں ہوگا تلاش کرو فوراً چند خدام مطبخ گئے اور اللہ دیا کو بلا لائے حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ نے چہرۂ مرحمت وچشم عنایت اللہ دیا کی طرف کر کے ارشاد فرمایا۔اللہ دیا زود برخیز سوئے من بہ بیں یعنی اللہ دیا جلدی اٹھو اور میری طرف دیکھو۔آپ کی زبان مبارک سے جیسے ہی یہ الفاظ صادر ہوئے۔اللہ دیا کی ٹانگوں کا لنگڑا پن ختم ہو گیا۔آنکھوں کو بینائی اور زبان کو گویائی مل گئی اور وہ فوراً کھڑا ہو گیا اور اپنی آنکھوں سے آپ کے چہرۂ مبارکہ کا دیدار کرتے ہوئے آپ کی شان میں قصیدہ خوانی کرنے لگا۔گویا صرف قوت گوئی ہی نہیں ملی۔دل میں بحر عرفان کی موجیں اٹھنے لگیں اور اس نے حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں نہایت فصیح وبلیغ فارسی زبان میں قصیدہ کہا جس کا ایک ایک حرف فیضان عرفان سے لبریز ہے۔بزرگوں نے اس قصیدہ مبارک کے بڑے فائدے بیان کیے ہیں۔اور قصیدۂ مبارکہ بارگاہ شاہ عالم علیہ الرحمہ میں بھی ایسا مقبول ہوا کہ آپ کے وصال شریف کے بعد آپ کے مزار شریف کی سنگ مرمر کی جالی شریف پر بھی یہ اشعار کندہ ہیں۔قصیدہ مبارکہ حسب ذیل ہے۔

قصیدہ

۱ جانم فدیت باد کہ از جاں نکوتری — یا صاحب الکمال دیا شاہ برتری
۲ اے دل صور چہ بینی معنی بہ بیں بیا — بگذر زاسم تا بسماش بے پری
۳ رو در جناب حضرت غوث زماں اگر — خواہی رسی بحق زدارین بگذری
۴ دارائے دین مراتب منجھن شہ کہ او — دارد بقبضہ کشور خاں و قیصری
۵ شاہے کہ گر بگوشۂ چشمی نگہ نکند — بربینوا دہد ہمہ ملک سکندری
۶ چشم لطیف از فلک علم فیض بخش — برخاص و عام برہمہ آید چو مشتری
۷ شاہ و گدا بحضرت عالی برابرند — کز قہر و لطف موجب فقر و تونگری
۸ تو آں سراج دیں سراج ولایت است — مظہر بہ شکل پاک تو نور پیمبری
۹ سلطان اولیا و شہنشاہ اصفیا — کورست بر زمیں و بر افلاک داوری
۱۰ مہدی خلق ہادی عالم بہ فضل رب — آمد بہ دفع فتنۂ آخر مواخری
۱۱ سقائے ابر صحن جہاں پر کند ز آب — برخلق گرز عین عنایت بنگری

ترجمہ:—

(۱) میری جان آپ پر فدا ہو آپ جان سے زیادہ عزیز ہیں۔ اے کمال والے صاحب آپ باعظمت بادشاہ ہیں۔

(۲) اے دل ظاہری صورت کو مت دیکھ ان کے باطنی اوصاف کا مشاہدہ کر۔ اسم سے گذر کر مسمّٰی تک پہونچنے تک رسائی حاصل کر اگر چہ تو بے پر ہے۔

(۳) چل غوث وقت کی بارگاہ میں حاضر ہو، اگر تو دونوں جہان کو چھوڑ کر حق تک پہونچنا چاہتا ہے۔

(۴) آپ دین کے بادشاہ ہیں حضرت منجھن (شاہ عالم کی عرفیت ہے) شاہی وہ مراتب جلیلہ رکھتے ہیں کہ ان کا قبضہ چین اور روم کے بادشاہ کی بادشاہی پر ہے۔

(۵) آپ ایسے بادشاہ ہیں کہ اگر گوشہ چشم سے ادنیٰ اشارہ فرمادیں تو بے سروسامان کو سکندر اعظم کا سارا ملک عطا فرمادیں۔

(۶) علم کے آسمان سے فیض پہونچانے والی آپ کی چشم لطف وعطا ہر خاص و عام پر ایسی ضیا باری کرتی ہے جیسے مشتری پر ستارہ کرتا ہے۔

(۷) آپ کے دربار میں شاہ اور گدا برابر ہیں اس لئے کہ آپ کی مہربانی اور آپ کا غصہ خوشحالی اور محتاجی کا سبب ہے۔

(۸) آپ ایسے دین اور ولایت کے سورج ہیں کہ آپ کے چہرۂ مبارکہ سے رسالت محمدی کے انوار ظاہر ہو رہے ہیں۔

(۹) آپ سلطان اولیاء ہیں آپ شہنشاہ اصفیا ہیں آپ کی فرمانروائی زمین اور آسمانوں میں ہے۔

(۱۰) خدا کے فضل سے خلق میں ہدایت یافتہ عالم کے ہدایت کرنے والے ہیں۔
آخری زمانہ میں تشریف لائے ہیں فتنوں کو مٹانے اور پارہ پارہ کردینے کے لئے۔

(۱۱) ابر کرم کا سقہ صحن عالم پر باران رحمت کرنے لگے اگر آپ خلقت کو نظر عنایت سے دیکھیں۔

تین مرتبہ قصیدہ شریف پڑھنے سے بارش ہونے لگی

صاحب کنوز محمدیہ کہتے ہیں کہ انہیں دنوں سخت امساک باراں تھا یعنی بارش بند تھی اور مخلوق الٰہی بارش کو ترس رہی تھی۔ لوگوں نے شہر سے باہر جاکر نماز استسقاء بھی پڑھی لیکن کوئی اثر ظاہر نہیں ہوا۔ اللہ دیا نے کہا کہ قصیدہ کا وہ آخری شعر جس میں بارش کا ذکر ہے یعنی

سقائے ابر صحن جہاں پر کند ز آب
بر خلق گرز عین عنایت بنگری

تین مرتبہ پڑھا جائے شاید اس کی برکت سے رحمت الٰہی کا نزول ہو اور پھر تین مرتبہ اس شعر کی تکرار کی گئی۔ حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ بذات خود اس مقام پر تشریف رکھتے تھے آپ نے اپنے خلیفہ حضرت میاں احمد مخدوم صاحب علیہ الرحمہ کے کان میں فرمایا یہ وقت پُر بشارت اور بابرکت ہے اور بڑی مناسب گھڑی ہے آپ قصیدۂ مبارکہ کے اشعار سماعت فرماتے جاتے اور داد تحسین سے سرفراز فرماتے اور اسی عالم میں آپ نے سر مبارک سے دستار شریف اتار کر اس کے تین پیچ کھول کر اللہ دیا کے سر پر لپیٹنا شروع کردی اوّل پیچ لپیٹتے وقت آپ نے فرمایا دنیا عطا کی۔ دوسرے پیچ کے لپیٹتے وقت فرمایا عقبیٰ عطا کی اور تیسرے پیچ کے لپیٹتے وقت فرمایا مقصود و حقیقی مولیٰ تک پہونچا دیا جس کا ثمرہ اس طرح ظاہر ہوا کہ میاں اللہ دیا نے بڑی قلیل مدت میں مرتبۂ عالیہ حاصل کرلیا اور سلطان محمود بیگڑے التوفی کے مقربین میں داخل ہوئے اور خطاب شاہی سے مشرف ہوئے اس طرح وہ دنیا کی عظمتوں کے کمال پر پہونچے۔

(از صد حکایت فارسی قلمی، صفحہ ۱۲۴ تا ۱۲۵)

دیگ مانجھنے کے عجیب وغریب برکات

بیان کیا جاتا ہے کہ میاں اللہ دیا کو حضرت سیدنا شاہ عالم علیہ الرحمہ کی خانقاہ شریف کے باورچی خانہ میں دیگ مانجھنے کے صلہ میں ایسی کرامت آفریں برکات حاصل ہوئیں کہ وہ اپنے زمانے میں انواع واقسام کے طعام لذیذہ میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے بلکہ ان کو اس فن پر پورا پورا یدطولیٰ حاصل تھا جس کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جاسکتا ہے ایک دن میاں اللہ دیا نے سلطان محمود بیگڑے کی خدمت میں عرض کیا کہ اگر اجازت ہو تو چند روز خادم اپنے غریب خانہ سے کھانا پکا کر دیوان عالیہ کی حاضری کے ارادے سے حاضر ہو جایا کرے تا کہ حضور کی قربت کا مزید شرف حاصل ہو۔ سلطان نے خوش ہو کر فرمایا بہت خوب، اجازت ہے۔ الغرض میاں اللہ دیا متواتر ایک سال تک چار قسم کے کھانے پکا کر اپنے گھر سے سلطان کے محل پہونچاتے رہے۔ ان چار قسم کے کھانوں میں دو قسمیں نمکین کھانے کی اور دو قسمیں میٹھے کھانے کی ہوا کرتی تھیں۔ اور اس ایک سال کی مدت میں ہر روز نئی قسم کے کھانے ہوا کرتے تھے جو کھانا ایک مرتبہ دستر خوان پر گیا وہ پھر دوبارہ سال بھر تک دستر خوان پر نہیں آیا۔ سلطان محمود بیگڑے کو اللہ دیا کے پکانے کے سلسلہ میں اس ہمہ دانی پر بڑا تعجب ہوا۔ اور اکثر امرائے دربار کے سامنے اس کا اظہار بھی کیا۔ ایک مرتبہ اتنے کثیر اقسام کے کھانے پکانے پر داد تحسین دیتے ہوئے سلطان کو بے اختیار کہنا پڑا کہ اللہ دیا فی الحقیقت یہ سب کچھ کمال حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے باورچی خانے کی دیگ مانجھنے کی بدولت ہے۔ (صد حکایت فارسی قلمی، صفحہ ۱۳۵ تا ۱۳۶)

میاں اللہ دیا کی زبان کی تاثیر

بیان کیا جاتا ہے کہ ایک مرتبہ خداوند خان محمد مجد جن کا شمار محمود بیگڑے کے وزرائے اعظم میں تھا۔ میاں اللہ دیا کے یہاں آئے اور اپنی خواہش ظاہر کی کہ فلاں قسم کا کھانا جو فلاں موقع پر سلطان کے لئے پکایا گیا تھا۔ پکا کر پیش کیا جائے حسب خواہش مطلوبہ کھانا پکا کر پیش کیا گیا۔ وزیر نے کھانے کو بڑی رغبت سے شکم سیر ہو کر کھایا۔ دستر خوان معمور ہونے پر وزیر نے میاں اللہ دیا سے دریافت کیا کہ آج کا کھانا کس نے پکایا تھا نہایت لذیذ تھا۔ میاں اللہ دیا نے جواب دیا گھر کی کنیز نے پکایا تھا۔ وزیر نے میاں اللہ دیا سے درخواست کی کہ آپ اپنی اس کنیز کو ہمارے

یہاں محل میں بھیج دیں تا کہ محل کی کنیزیں اس سے تعلیم حاصل کریں۔ وزیر کے حسب حکم اس کنیز کو تعلیم دینے کے لئے میاں اللہ دیا نے روانہ کر دیا۔ لیکن وزیر خداوند خان محمد مجد کی نیت میں کھوٹ پیدا ہو گیا۔ سوچا ایسی لائقہ فائقہ کنیز کو ہاتھ آ جانے کے بعد واپس نہیں کرنا چاہئے۔ اوّل تو میاں اللہ دیا کو چاہئے کہ اس کنیز کو بطور تحفہ مجھے پیش کریں اور اگر وہ پیش نہیں کرتے ہیں تو بھی ہم زبردستی اس کو رکھ لیں گے۔ میاں اللہ دیا کو جب وزیر اعظم کے فساد کا علم ہوا۔ فوراً پیغام بھیجا کہ کنیز کو دن کے دن ہی واپس کر دیں۔ اس لئے کہ آپ اس کی حفاظت نہیں کر سکتے وزیر نے جواب میں کہلا بھیجا کہ ہم اس کی حفاظت بھی کر سکتے ہیں اور اپنی مرضی کے مطابق عمل بھی کر سکتے ہیں اسی لئے تو ہم سلطان کہلائے جاتے ہیں۔ اللہ دیا نے کہلا دیا کہ اگر تمہیں حکومت وسلطنت پر ناز ہے تو یاد رکھو ہمیں بھی سلطان الاولیاء حضرت شاہ عالم محبوب باری علیہ الرحمہ کی غلامی پر فخر ہے اگر تم نے کوئی غلط اقدام کیا تو ہم بھی اپنا معروضہ بارگاہ سلطان الاولیاء میں پیش کریں گے۔ وزیر اعظم نے میاں اللہ دیا کی تنبیہ سے کوئی اثر قبول نہیں کیا اور کنیز کو روک لیا۔ میاں اللہ دیا کو جب یہ خبر پہونچی تو بارگاہ شاہیہ کی عطا کردہ دعائے سیفی پڑھنا شروع کر دی ادھر انہوں نے دعائے سیفی کو ورد لب کیا ہی تھا کہ ادھر وزیر کا پیشاب بند ہو گیا جس کی وجہ سے وہ سخت تکلیف میں مبتلا ہو گیا لیکن مرد عاقل بود سمجھ گیا کہ یہ سب کچھ میاں اللہ دیا کی برہمی کی بناء پر ہے اسی وقت کنیز کو میاں اللہ دیا کی خدمت میں معذرت کے ساتھ روانہ کر دیا اور اپنے کئے۔ پر نادم ومنفعل ہوا۔

(صد حکایت، ص: ۱۳۶ تا ۱۳۷ فارسی قلمی)

کوڑھی اچھا ہو گیا

حضرت داور الملک شاہ عبداللطیف خلیفہ حضرت حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے حضرت سید حیدر رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ دکن کے راجاؤں میں سے ایک راجہ کے لڑکے کو کوڑھ کی بیماری ہو گئی راجہ نے اس کا علاج بڑے بڑے طبیبوں سے کرایا لیکن مطلق فائدہ نہ ہوا۔ آخر کار مایوس ہو کر راجہ نے حکم دیا کہ لڑکے کو اپنے ملک سے باہر لے جایا جائے اور جس کسی شہر میں بھی طبیب حاذق یا درویش کامل ہوں ان کی طرف رجوع کیا جائے دوا یا دعا کرائی جائے شاید اللہ تعالیٰ رحم فرمائے اور کسی کی دوا یا دعا کارگر ہو جائے۔ اس زمانہ میں حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی ولایت کے انوار سے سرزمین گجرات جگمگا رہی تھی۔ راجہ کے فرستادہ افراد اس لڑکے کو لے کر حضرت شاہ عالم محبوب باری بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ عالیہ میں حاضر ہوئے۔ حضرت شاہ

عالم رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ حضرت داور الملک حضرت سید شاہ عبداللطیف رحمۃ اللہ علیہ کو وضو کرانے کی خدمت سپرد تھی۔ آپ ہی حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کو وضو کرایا کرتے اور موسم سرما میں آپ کے وضو کے پانی گرم کرنے کی خدمت انجام دیتے۔ اسی لئے خانقاہی خدام آپ کو عبداللطیف تتریا کہتے تھے۔ تتریا شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں مٹی کے بنے اس لوٹے کو کہتے تھے جس سے وضو کیا جاتا ہے۔ شمال ہند میں اس کو بدھنا کہتے ہیں۔ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ حضرت داور الملک سید عبداللطیف رحمۃ اللہ علیہ حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کو وضو کرا رہے تھے کہ راجہ کے فرستادہ راجہ کے کوڑھی لڑکے کو لے کر حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہم آپ کا نام سن کر دور سے آئے ہیں اور اپنے ساتھ اس کوڑھی لڑکے کو لائے ہیں۔ مگر ابھی تک مدعا حاصل ہونے سے مرحوم ہیں۔ حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے معروضہ کو بغور سنا اور وضو کر لینے کے بعد فرمایا کہ وضو کا بچا ہوا پانی اس لڑکے کے سر پر ڈال دو۔ اس خدمت کو حضرت داور الملک سید شاہ عبداللطیف رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے حکم کے مطابق انجام دیا۔ کچھ پانی بچ رہا تو حضرت شاہ عالم نے فرمایا یہ اس کو پلا دو پانی پیتے وقت لڑکے کا منہ دکن کی طرف تھا۔ پانی پیتے ہی خدا کی قدرت اور حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے باقی ماندہ وضو کے پانی کی برکت سے لڑکے کا مرض جاتا رہا اور وہ فوراً بھلا چنگا ہو گیا۔ آپ نے حضرت داور الملک سید عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف دیکھا اور فرمایا کہ بارگاہِ الٰہی سے تمہیں حضرت سید سالا مسعود غازی رحمۃ اللہ علیہ[1] کے تصرفات اور مرتبہ سے عطا کیا گیا اور تمہارے تصرفات تمام عالم میں عموماً اور دکن میں خصوصاً ظاہر ہوں گے اور ایک عالم فیضیاب ہوگا۔ چنانچہ آپ کی اس پیشین گوئی کا ظہور اس طرح ہوا کہ چند دن کے بعد داور الملک سید شاہ عبداللطیف علیہ الرحمہ کو دکن میں جاگیر ملی اور وہیں شہید ہوئے اور آپ کی پیشین گوئی کے مطابق آپ کی حیات مبارکہ ہی میں ان کے تصرفات نے عالم کو گھیر لیا۔

(ریحانۃ الابرار فارسی ص: ۴۴)

---

[1] حضرت سید مسعود غازی رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولائے کائنات علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کی بارہویں پشت میں ہیں۔ آپ کے والد گرامی کا نام نامی حضرت سید ساہو سالار علیہ الرحمہ ہے۔ آپ حضرت سلطان محمود غزنوی علیہ الرحمہ کی بہن ستر معلّٰی کے فرزند ہیں۔ آپ کی پیدائش ۲۱ رشعبان المعظم ۴۰۵ھ میں ہوئی۔ آپ اسلام کے عظیم مجاہد اور شہید راہ الٰہی ہیں۔ آپ کے مزار مبارکہ پر ہر سال کوڑھی شفایاب ہوتے ہیں۔ آپ راجہ سہل دیو کے تیر سے ۱۴ رجب المرجب عصر و مغرب کے درمیان ۴۲۴ھ میں شہید ہوئے آپ کا مزار مبارک فیضان و برکات کا سرچشمہ سرزمین بہرائچ شریف (یوپی) میں مرجع خلائق ہے۔)

لڑکی کا لڑکا ہونا آسان بات نہیں ہے

شاہی محلات کے کارپرداز ملک میر بخیو بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت کو جب بچہ پیدا ہوتا تو لڑکیاں ہی پیدا ہوا کرتی تھیں۔ ایک مرتبہ وہ عورت جب کہ حمل سے تھی حضرت شاہ عالم محبوب باری علیہ الرحمہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی اور عرض کیا حضور اس مرتبہ بھی وہی علامات حاضر ہیں جو کہ اگلے کے حمل میں ہوا کرتی ہیں اور بہت زیادہ غمزدہ تھی کہ کہیں اس مرتبہ بھی لڑکی ہی نہ پیدا ہو جائے شاہ عالم کی بارگاہ میں التجا کرنے لگی کہ سرکار میں بڑی امید لے کر حاضر خدمت ہوئی ہوں دعا فرمائیں کہ اس مرتبہ میرے یہاں لڑکا پیدا ہو۔ آپ نے اس کی دلجوئی فرمائی اور خداوند قدوس کی بارگاہ میں اس کے لئے دعائے خیر فرمائی۔ جب وہ اپنے گھر واپس آئی تو اس کے دو تین دن بعد اسے دردزہ شروع ہوا۔ اور اس مرتبہ اس کو پہلے کی نسبت زیادہ شدید تکلیف تھی۔ اس نے آپ کی خدمت عالیہ میں یہ پیغام بھیجا کہ مدد فرمائیں اس مرتبہ تکلیف زیادہ ہے آپ نے فرمایا کہ اس سے کہہ دو کہ لڑکی کا لڑکا ہونا آسان کام نہیں ہے۔ درد پر صبر کرنا چاہئے کہ آخر کار خدا کے فضل و کرم سے اس کے یہاں اس مرتبہ لڑکا پیدا ہوا۔

(ریحانۃ الابرار فارسی، ص:۵۳)

قاضی صاحب کے یہاں لڑکی پیدا ہو گئی

قاضی بڈھ صاحب کا بیان ہے کہ ان کے یہاں کوئی لڑکی نہیں تھی اور انہیں لڑکی کی تمنا تھی اس مرتبہ حضرت شاہ عالم محبوب باری علیہ الرحمہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور درخواست کی دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں ایک لڑکی عنایت فرمائے۔ حضرت شاہ عالم محبوب باری رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں ایک خرما عنایت فرمایا اور کہا کہ اپنی عورت کو کھلا دینا انشاء اللہ لڑکی جنے گی۔ قاضی بڈھ صاحب اپنے گھر آئے اور اپنی اہلیہ کو وہ خرما کھلا دیا۔ نو ماہ کے بعد اللہ کے فضل سے ان کے ہاں لڑکی پیدا ہوئی۔

(صد حکایت فارسی قلمی، ص:۸۵تا۸۶)

تین لقمے دئے تین فرزند ہوئے

مقدم جہانیار سے روایت ہے کہ عبدو جی ابن سالار جن کی عمر ستر سال کی ہو چکی تھی اور ان کی اہلیہ کی عمر بھی ساٹھ سال سے زیادہ تھی اور اس مدت میں ان کے یہاں کوئی اولاد پیدا نہیں ہوئی تھی دونوں میاں بیوی بانجھ مشہور تھے۔ ایک دن دونوں میاں بیوی نے آپس میں مشورہ کیا کہ حضرت شاہ عالم محبوب باری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہو کر دعا کی درخواست کرنا چاہئے شاید مقدر کا ستارہ چمک اُٹھے اور اللہ تعالیٰ ان کی دعا کی برکت سے کوئی فرزند عطا فرمادے لہذا حسب مشورہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور فرزند پیدا ہونے کی دعا کی التماس کی۔ حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے باورچی خانہ کی دیگ سے جلی ہوئی کھرچن کے تین لقمے عنایت فرمائے اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے ان کو یکے بعد دیگرے تیں فرزند مرحمت فرمائے۔ (صد حکایت فارسی قلمی، ص:۱۵۶)

گائے اور گئوشالہ دونوں مبارک

ملک محمد ابن دولت خان بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ملک سیف الدین ابن آذر خان کی بیوی کو بچے کی ولادت کے وقت بچہ پیٹ میں پھنس گیا۔ ملک سیف الدین والئی گجرات بانی شیر احمد سلطان احمد شاہ علیہ الرحمہ کے داماد تھے۔ ملک سیف الدین کے والد آذر خان نے طنزیہ طریقہ پر کہا تم بہت شاہ عالم شاہ عالم کی ہر وقت رٹ لگایا کرتے ہو اور بہت دوڑ دوڑ کر ان کے پاس جایا کرتے ہو آخر اب جب کہ مصیبت کا وقت ہے وہ تمہاری امداد کیوں نہیں کرتے اور ایسے نازک وقت میں تم ان سے مدد طلب کیوں نہیں کرتے۔ کیا تم نہیں جانتے ہو کہ بادشاہ کی لڑکیاں بار بار نہیں ملا کرتیں ہیں۔ ملک سیف الدین اپنے والد کی طنزیہ گفتگو سن کر اٹھے اور بارگاہ حضرت شاہ عالم میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ حضور گوشالہ کے پیچھے میری گائے بھی جارہی ہے میں گئوشالہ سے درگزر کرتا ہوں خدارا میری گائے مجھے مل جانا چاہئے ملک سیف الدین کی گفتگو سن کر حضرت شاہ عالم محبوب باری علیہ الرحمہ مسکرادئے اور فرمایا جا تجھے تیری گائے اور گئوشالہ مبارک ہوں یہ بشارت سن کر ملک سیف الدین اپنے گھر واپس آئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ان کی بیگم بالکل صحیح وسالم ہیں۔ اور ان کے پہلو میں ایک چاند سا فرزند بھی لیٹا ہوا ہے جو کہ ابھی کچھ دیر

پہلے ان کے شکم سے تولد ہوا ہے۔ (ریحانۃ الابرار، ص ۴۷)

گیارہ عورتوں کو گیارہ بیٹے

بیان کرتے ہیں کہ حضرت شاہ عالم محبوب باری علیہ الرحمہ کے زمانے میں ایک نہایت اور پارسا خاتون بوا چاند نامی تھیں وہ چوبیس گھنٹے میں ایک لاکھ مرتبہ لفظ اللہ کا ورد روزانہ کیا کرتی تھی۔ اسی پرہیز گاری کی وجہ سے حضرت شاہ عالم محبوب باری علیہ الرحمہ ان پر خصوصی التفات فرماتے تھے۔ ایک بار انہیں صالحہ خاتون کے پاس بادشاہ کے علاقہ داروں کی چند بانجھ عورتیں آئیں اور کہنے لگیں ہم بدقسمتوں کے کوئی اولاد بھی پیدا نہیں ہوئی۔ اب ہمارے شوہر اولاد پیدا ہونے کے لئے ہم پر سوکنیں لانے چاہتے ہیں۔ دوسری شادی کرنے کا ارادہ ہے۔ ہم لوگوں کی غیرت یہ سب دیکھنا گوارہ نہیں کرے گی۔ اگر ہمارے شوہروں نے ایسا کیا تو افیون کھا کر ہم اپنے آپ کو ہلاک کر ڈالیں گے۔

بوا چاند نے ان کو تسکین دیتے ہوئے کہا گھبراؤ نہیں آؤ ہم اور تم سب مل کر رسول آباد حضرت کی بارگاہ چلیں گے۔ ان کی دعا کی برکت سے انشاء اللہ تمہاری خالی گودیں ضرور بھر جائیں گی۔ ایک دھوبن بھی ان کی گفتگو سن رہی تھی اور وہ بھی بانجھ تھی۔ وہ کہنے لگی خدارا بی بی چاند مجھے بھی اپنے ہمراہ لیتی چلو شاید حضرت شاہ عالم محبوب باری رحمۃ اللہ علیہ کے صدقے میں میری بھی خالی گود بھر جائے۔ بوا چاند نے جواب دیا کہ تجھ کو معلوم ہوتا ہے خبط ہو گیا ہے کہیں نوے سال کی عمر میں بھی کسی کے اولاد ہوئی ہے۔ دھوبن بولی آپ جو کچھ فرماویں بجا و درست ہے۔ مگر حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ وہ بارگاہ ہے جہاں سے آج تک کوئی خالی ہاتھ نہیں واپس آیا ہے۔ اور میں نے بھی عہد کر لیا ہے کہ اگر میرے یہاں لڑکا پیدا ہوا تو اسے مسلمان کروں گی اور اس کے ساتھ خود بھی مسلمان ہو جاؤں گی۔ بوا چاند نے کہا اگر تو نے مان لی ہے تو تو جان۔ آخر وہ کل عورتیں جو گیارہ تھیں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور بوا چاند نے حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں وکالت کی اور سب کے آنے کا سبب ظاہر کیا۔ اس وقت حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ کے سامنے کشتیوں میں گلاب کے سرخ پھول رکھے ہوئے تھے۔ آپ نے حکم دیا اسلحہ خانہ سے کٹاری لائی جائے جب کٹاری لائی گئی تو آپ نے بوا چاند سے فرمایا کہ کٹاری سے کشتیوں کے غلاف جدا کر دو اور سب کو ایک ایک پھول دو اور کہو کہ وہ اسے کھالیں بوا چاند نے ویسا ہی کیا جب سب عورتوں نے اسے کھالیا تو آپ نے دست مبارک اٹھا کر خدائے تعالیٰ سے

ان کے حق میں دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ان سب کو اپنے فضل وعطا سے بیٹے عطا فرما چنانچہ آپ کی دعا کا ظہور اس صورت میں ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے نو ماہ کے بعد ان سب کی گودوں کو فرزندوں سے بھر دیا۔ (ریحانۃ الابرار فارسی، ص:۳۷)

جہاز کو غرق ہونے سے بچالیا

کنوز محمدی کے جامع حضرت شیخ فریدالدین دولت شاہ علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت شاہ عالم محبوب باری بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں تاجروں کا ایک وفد آیا اور انہوں نے اپنا واقعہ عرض کیا کہ ہمار جہاز فلاں بندر کے قریب تھا۔ اور سمندر میں طوفان آیا اور طوفان بھی ایسا شدید تھا کہ ہمارا جہاز قریب تھا کہ غرقاب ہو جائے۔ تمام ساکنین جہاز میں شدید بے چینی تھی لوگ آہ وفغاں فریاد ودعا میں مصروف تھے کہ اسی اثنا میں ایک فقیر جو اسی جہاز میں ہمارے ساتھ ہمارا ہم سفر تھا یک بیک چلا اٹھا کہ گھبراؤ نہیں کوئی خوف نہ کرو اب انشاء اللہ ہمارا جہاز غرقاب نہ ہوگا اس لئے کہ ابھی ابھی میں نے آنکھوں سے دیکھا ہے کہ حضرت ابوالبرکات سید محمد سراج الدین شاہ عالم محبوب باری بخاری علیہ الرحمہ جہاز کے اندر تشریف فرما تھے۔ ہمارے جہاز کو، کھے رہے تھے اور ہمارے جہاز کو طوفان سے نکال کر اپنے روئے منور کا جمال دکھا کر تشریف لے گئے فقیر کا یہ مژدہ فرحت اثر ہم لوگوں نے سنا اور سمندر کی طرف بغور دیکھا تو پتہ چلا کہ طوفانی کیفیت ختم ہو کر سمندر دھیرے دھیرے پرسکون ہو رہا ہے۔ ابھی چند ساعتیں ہی گزری تھیں کہ ہمارے جہاز نے کنارا پالیا اور ہم لوگ بخیر وعافیت ساحل مراد پر آ گئے ہم لوگ جانتے بھی نہیں تھے کہ حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کون بزرگ ہیں۔ اس فقیر کی زبان سے ہمیں حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے اوصاف حمیدہ معلوم ہوئے۔ اور آپ کا جائے قیام معلوم کر کے ہم لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور الحمد للہ علیٰ ذالک کہ آپ کے دیدار پر انوار سے اپنی آنکھوں کو روشن ومنور کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ (صد حکایت فارسی قلمی، ص:۴۸ تا ۴۹)

سبحان اللہ کیا شان ہے اولیائے کرام کی...... اسی لئے مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

اولیاء را ہست قدرت از الٰہ
تیر جستہ باز گردانند راہ

گم شدہ لڑکا دامن کے نیچے سے نکال کر دے دیا

نقل کرتے ہیں کہ حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے مریدوں میں سے ایک مرید کے صرف ایک ہی لڑکا تھا اور ایک مرتبہ گم ہو گیا۔ بہت تلاش کرنے کے بعد بھی جب اس کا کوئی پتہ نہ چل سکا تو وہ حضرت شاہِ عالم علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنے بیٹے کے گم ہو جانے کا سارا حال آپ کی بارگاہ میں عرض کیا حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ ان کی روداد سن کر اپنی خصوصی توجہ ان کے لڑکے کی طرف مبذول فرمائی اور مراقب ہو گئے اور تھوڑی دیر کے بعد سر مبارک اٹھایا اور فرمایا کہ میں نے تمہارے لڑکوں کو عالم ارواح میں تلاش کیا وہاں پر بھی نہ پایا۔ پھر عالم اجنہ میں نظر ڈالی وہاں پر بھی نہ دیکھا۔ یہ کہہ کر ایک مرتبہ پھر مراقبہ فرمایا۔ اور اسی عالم میں گویا ہوئے اے لڑکے تو کہاں ہے تیرے والد تیرے دیدار کے مشتاق ہیں جلد آ۔ پھر یک بیک فرمایا ارے تو یہاں کھیت میں چنے کھا رہا ہے اور تیرے والد تیرے لئے مضطرب ہیں جلد آ ادھر آ اور آپ نے مسکراتے ہوئے اپنے دامن کے نیچے ہاتھ ڈال کر کھینچا تو آپ کے ہاتھ میں اس گم شدہ لڑکے کا ہاتھ تھا اور اس کے دوسرے ہاتھ میں سبز چنے تھے جنہیں وہ کھا رہا تھا۔ آپ نے اس لڑکے کا ہاتھ اس کے والد کے ہاتھ میں تھما دیا۔ (صد حکایت فارسی قلمی، ۱۳۷ تا ۱۳۸)

دھوبن کا بچہ کبھی لڑکی کبھی لڑکا

ایک دھوبن جو حضرت پیر کمال مالوی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت سید محمد سراج الدین شاہ عالم بخاری رحمۃ اللہ علیہ دونوں بزرگوں کے کپڑے دھویا کرتی تھی۔ ہر مرتبہ اس کے یہاں لڑکی ہی پیدا ہوتی تھی۔ اس طرح وہ چار لڑکیوں کو جنم دے چکی تھی۔ ایک مرتبہ لڑکیوں کی پیدائش کے سلسلہ میں اس کو شوہر نے بہت سخت وسست الفاظ کہے۔ غصہ میں یہاں تک کہہ گزرا مجھے تو تیری صورت سے سخت نفرت ہے۔ ہمیشہ لڑکیاں ہی جنا کرتی ہے۔ اگر آئندہ لڑکی کو جنا تو سمجھ لینا تجھے طلاق دے دوں گا۔ اس معاملہ میں بھلا دھوبن کا کیا قصور تھا۔ یہ قدرت کی کرشمہ سازی تھی۔ درد وغم سے نڈھال اشکباری کرتی ہوئی حضرت پیر کمال مالوی رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں کپڑے دھو کر لائی۔ حضرت پیر صاحب علیہ الرحمہ نے اس سے افسردگی اور رونے کا سبب معلوم کیا۔ بیچاری غم کی ماری دھوبن نے اپنی روداد غم آپ کو سنائی اور آپ سے نہایت عاجزی سے عرض کرنے لگی کہ

پیر صاحب آپ اللہ کے ولی ہیں خدا کی بارگاہ میں مجھ عاجز وبیکس غریب عورت کے لئے دعا فرمادیجئے تاکہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے مجھے بھی ایک فرزند عطا فرمادے اگر خدانہ کرے اس مرتبہ بھی میرے شکم سے لڑکی پیدا ہوگئی تو میرا خاوند مجھے طلاق دے دے گا اور میرا گھر برباد ہوجائے گا حضرت پیر کمال علیہ الرحمہ نے دھوبن کی بات کو بغور سنا اور فوراً مراقبہ کیا چند لمحے بعد سر مبارک اٹھایا اور دھوبن کی طرف دیکھ کر فرمایا بیٹی تمہارے نصیب میں لڑکا ہے ہی نہیں میں نے لوح محفوظ میں دیکھا تمہارے نصیب میں تو سب لڑکیاں ہی لڑکیاں ہیں۔ایک ولی کی زبان سے یہ بات سن کر دھوبن بیچاری غم[۱] سے بالکل نڈھال ہوگئی۔اور اسی رنج وغم کے عالم میں زار وقطار روتی ہوئی حضرت شاہ عالم محبوب باری بخاری علیہ الرحمہ کے آستانہ ذیشان پر کپڑے لے کر حاضر ہوئی۔حضرت شاہ عالم محبوب باری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو سراپا رنج وغم دیکھ کر اس کا حال دریافت کیا۔بچاری دھوبن نے اپنے شوہر کا لڑکیوں کے سلسلہ میں جھگڑنے اور آئندہ بھی لڑکی پیدا ہونے کی حضرت پیر کمال علیہ الرحمہ کی پیشین گوئی دینے کا حال کہہ سنایا اور بے اختیار رونے لگی حضرت شاہ عالم محبوب باری علیہ الرحمہ نے دھوبن کے حال پر چشم عنایت مبذول فرماتے ہوئے فرمایا۔

جا تیرے پیٹ سے اس مرتبہ لڑکا ہوگا
دل میں ارمان جو رکھتی ہے وہ پورا ہوگا

حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی زبان مبارک سے یہ بشارت آمیز گفتگو سن کر مسکرادی۔ گویا امیدوں کے چمن میں بہار آگئی۔خوشی سے دوڑتی بل کھاتی گھر آئی اپنے شوہر کو بھی حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ کی بشارت سنا کر خوش کردیا یہاں تک چند ماہ بعد ان کا چمنستان زندگی کھلکھلا اٹھا۔اور وہ ساعت سعید آئی محبوب باری حضرت شاہ عالم بخاری علیہ الرحمہ کے فرمان کے مطابق دھوبن کے شکم سے ایک چاند جیسا فرزند تولد ہوا۔دونوں میاں بیوی کی خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی۔القصہ مختصر چند ماہ بعد دھوبن نے جواب دیتے ہوئے عرض کیا حضور آپ نے تو فرمایا تھا کہ آئندہ بھی تیرے یہاں لڑکی پیدا ہوگی۔مگر قربان جاؤں میں شاہ عالم کی اس لطف وعطا پر کہ اللہ نے ان کی دعاؤں کی برکت سے مجھے چاند جیسا فرزند عطا کیا ہے۔یہ سن کر حضرت پیر کمال مالوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا یہ لڑکا نہیں لڑکی ہے۔تیرا یہ بچہ بن گیا۔ آپ کی زبان سے یہ الفاظ نکلتے ہی وہ لڑکا لڑکی ہوگیا۔دھوبن یہ کیفیت دیکھ کر بڑی فکر مند ہوئی اور فوراً حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئی اور عرض کرنے لگی سرکار میں تو لٹ گئی میرا بچہ حضرت پیر کمال رحمۃ اللہ علیہ کی زبان مبارک سے یہ فقرہ نکلتے ہی وہ لڑکا نہیں لڑکی

ہے میرا بچہ بچی بن گیا۔ ہائے اب کیا ہوگا میں تو کہیں کی نہیں رہی۔ یہ سب باتیں سن کر حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ بے ساختہ مسکرا دیئے اور فرمایا نادان گھبراتی کیوں ہے۔ ذرا نظر اٹھا کر تو دیکھ۔

غور سے دیکھ تو بیٹی نہیں یہ بیٹا ہے
تیرا فرزند تیری گود میں یہ لیٹا ہے

آپ کے فرمانے پر دھوبن نے غور سے دیکھا تو واقعی لڑکا تھا۔ خوشی سے مسکرادی اور دوڑتی ہوئی حضرت پیر کمال علیہ الرحمہ کے پاس آئی تاکہ انہیں بتائے میرا بچہ لڑکی نہیں حقیقت میں لڑکا ہے۔ الغرض حضرت پیر کمال علیہ الرحمہ کی خدمت مبارکہ میں دھوبن حاضر ہوئی اور بولی یا حضرت دیکھئے نا میرے اس بچے کو یہ تو لڑکا ہے۔ آپ فرماتے تھے یہ لڑکی ہے اس مرتبہ دھوبن کی زبان سے یہ بات سن کر حضرت پیر کمال مالوی کو غصہ کی لہر دوڑ گئی۔ اور

طیش میں آکر یہ فرمانے لگے پیر کمال
ہے یہ دختر نہیں فرزند ذرا ہوش سنبھال

دھوبن نے گھبرا کر جو بچے کو دیکھا تو وہ پھر لڑکی ہو چکا تھا۔ اب تو دھوبن بڑی سٹپٹائی اور فوراً دوڑتی ہوئی حضرت شاہ عالم محبوب باری علیہ الرحمہ کی بارگاہ بے کس پناہ میں آئی اور حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ کے قدموں میں گر گئی اور بولی حضرت پیر کمال علیہ الرحمہ کے لڑکی فرما دینے سے میرا بچہ بچی ہو گیا۔ آپ نے مسکرا کر دھوبن کی طرف دیکھا اور

شاہ عالم نے کہا یہ تو ہے لڑکا مائی
بولی دھوبن کہ میں صدقہ گئی یا مولائی

دھوبن نے دست بستہ حضرت شاہ عالم محبوب باری علیہ الرحمہ سے گزارش کی یا حضرت میں حیران ہوں آخر یہ ماجرا کیا ہے پیر کمال اس بچے کو دیکھ کر کہتے ہیں لڑکی ہے تو یہ لڑکی ہو جاتا ہے اور آپ کی بارگاہ میں آتی ہوں تو آپ فرماتے ہیں یہ لڑکا ہے۔ خدارا ایسی چشم کرامت میرے اس بچے پر ڈالیئے کہ یہ ہمیشہ لڑکا ہی رہے لڑکی نہ ہو حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ نے فرمایا نہیں یہ تیرا بچہ لڑکا ہے اور لڑکا ہی رہے گا غم نہ کر سیدھی اپنے گھر جا آخر تو بار بار حضرت پیر کمال مالوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں کیوں حاضر ہوتی ہے۔ اب جو دھوبن نے اپنے بچے پر نظر ڈالی حقیقت میں لڑکا تھا۔ دھوبن اپنے بچے کو لے کر حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ کے دربار گوہر بار سے بے شمار دعائیں دیتی ہوئی رخصت ہوئی۔ (ریحانۃ الابرار فارسی، ص:۱۴۵)

نوٹ :- دھوبن کا مزار حضرت شاہ عالم محبوب باری علیہ الرحمہ کے مزار مبارک سے تھوڑے فاصلے پر ہے وہ جگہ آج کل نور احمدی سوسائٹی میں آ گئی ہے۔

محمود پہلے لڑکی پھر شیر ببر بن گیا

محمود بیگرے (شہزادہ فتح خان) کو ایام شیر خوارگی سے جوان ہونے تک کئی مرتبہ ایسے مواقع آئے کہ سلطان قطب الدین احمد محمود بیگرے کا سوتیلا بھائی اس کی زندگی کا چراغ گل کردے گا مگر ہر ایک خطرے کے وقت حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی روحانیت اس کی معاون ومددگار رہی اور کوئی بھی اس کا بال بیکا نہ کرسکا۔ اسی سلسلہ کی کڑی کا ایک واقعہ پیش خدمت ہے ملاحظہ فرمائیں۔

ایک مرتبہ محرم شریف کے جلسہ کے موقع پر شام کے وقت محمود بیگرے کو دایہ کوٹھے پر کھڑے ہو کر جلوس کا نظارہ کرا رہی تھی۔ وزیر کی نظر محمود بیگرے پر پڑ گئی اس نے فوراً اس بات کی اطلاع سلطان قطب الدین احمد کو دی سلطان بعجلت تمام تلوار لے کر وہاں پہونچا اور بادر چی خانہ کے راستہ سے اوپر چلا گیا چاہتا تھا کہ وار کر کے محمود کو ہلاک کردے دایہ نے سلطان سے نہایت عاجزی سے کہا کہ یہ سید مراد علی صاحب کی لڑکی ہے ابھی ابھی بٹوہ شریف سے خواتین حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں بطور مہمان آئی ہیں بادشاہ نے دایہ کی گود سے لے کر محمود کو بغور دیکھا تو وہ واقع میں لڑکی تھا بادشاہ اپنے وزیر پر بہت زیادہ برہم ہوا اور کہا کہ یہ نمک حرام وزیر ناحق مجھ سے خون کراتا۔ اور زینے سے نیچے اُتر گیا۔ اپنے وزیر پر بے حد ناراض ہوا۔ وزیر نے عرض کیا کہ حضور عالم پناہ یہ تو سب حضرت شاہ عالم محبوب باری علیہ الرحمہ کی کرامت ہے ورنہ حقیقت میں وہ لڑکی نہیں شہزادہ فتح خان ہے۔ بادشاہ نے یہ سن کر غور سے وزیر کی طرف دیکھا اور کہا کیا تو سچ کہتا ہے کہا میں پھر اوپر واپس جاؤں۔ وزیر نے کہا قسم بخدا، عالم پناہ میں سچ کہتا ہوں کہ وہ شہزادہ فتح خان ہی ہے آپ بالکل اوپر جائیں اور اس کی زندگی کا چراغ گل کردیں سلطان فوراً الٹے قدم اوپر گیا اور بڑھ کر دایہ کی گود سے فتح خان کو چھین لیا اور زمین پر ڈال کر تلوار نیام سے کھینچی تا کہ فتح خان کا کام تمام کردے لیکن یہ دیکھ کر سلطان ہوش باختہ رہ گیا کہ زمین پر گر کر شہزادہ فتح خان نے ایک کروٹ لی اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ نہایت مہیب شکل میں شیر ببر بن گیا اور سلطان قطب الدین پر حملہ آور ہوا۔ سلطان بمشکل تمام جان بچا کر وہاں سے بھاگا اور تمام سرگزشت وزیر سے سنائی اور وہاں سے واپس ہو گیا۔

(ریحانۃ الابرار فارسی، ص: ۳۸ تا ۳۹)

آج اس نے تیرا ہاتھ پکڑا ہے کل تو اس کا ہاتھ پکڑے گا

ایک مرتبہ سلطان قطب الدین نے اپنی بیگم رانی روپ سرائے کو حضرت شاہ عالم محبوب باری رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں بھیجا کہ تم کسی بہانے سے محمود کو گود میں اٹھالانا میں باہر ٹھہرتا ہوں اور تم محمود کو باہر لے آؤ گی تو میں فوراً اس کو قتل کردوں گا۔ حسب مشورہ رانی حضرت شاہ عالم محبوب باری علیہ الرحمہ کے یہاں آئی۔ حضرت بی بی مغلئ رحمۃ اللہ علیہا نے اس کا خیر مقدم کیا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر کاشانۂ عالیہ میں لے گئیں اور خاطر تواضع کی رانی نے معلوم کیا محمود کہاں ہے بی بی مغلئ علیہا الرحمہ نے جواب دیا کہ حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ سے پڑھ رہا ہے۔ رانی صاحب درس خانہ میں آئیں اور محمود سے مخاطب ہو کر پوچھا آج کل کیا پڑھتے ہو۔ قرآن شریف بھی ختم ہوا کہ نہیں۔ محمود نے کہا قصائد عرفی پڑھتا ہوں۔ رانی نے محمود کا ہاتھ تھامتے ہوئے کہا تم کبھی ہمارے پاس ملنے بھی نہیں آتے۔ محمود نے گھبرا کر رانی کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ چھڑا لیا۔ حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ نے جب یہ نظارہ دیکھا تو مسکرا کر محمود بیگرے سے فرمایا گھبراتا کیوں ہے آج اس نے تیرا ہاتھ پکڑا کل تو اس کا ہاتھ پکڑے گا۔ یہ ایک عظیم مستقبل میں ہونے والی پیشین گوئی تھی۔ تاریخ شاہد ہے کہ ولی روشن ضمیر، حضرت شاہ عالم پیر رحمۃ اللہ علیہ نے جیسا فرمایا تھا ویسا ہوا۔ محمود بیگرہ جوان ہو کر اپنے بھائی قطب الدین احمد کے انتقال کے بعد گجرات کے تاج و تخت کا وارث و مالک بنا۔ تو رانی روپ سرائے سلطان محمود بیگرے کی ازواج کے زمرے میں داخل ہوئی اور اس کا ہاتھ محمود بیگرے نے بحیثیت شریکۂ زندگی ہونے کے تھاما۔ جس کو حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ نے برسوں پہلے مستقبل کے پردے میں جھانک کر دیکھا تھا۔ اور بے ساختہ لبہائے مبارکہ پر یہ فقرہ آ گیا تھا: ”گھبراتا کیوں ہے آج اس نے تیرا ہاتھ تھاما ہے کل تو اس کا ہاتھ تھامے گا۔“
(ریحانۃ الابرار، ص: ۴۷)

جلوے مری نگاہ میں کون و مکاں کے ہیں
مجھ سے کہاں چھپیں گے وہ ایسے کہاں کے ہیں

حقیقت میں ایسی ہی ہستیاں اس شعر کی مصداق ہیں۔

عجیب وغریب صورت سے امداد

ملک ابومحمد صاحب اپنے والد میاں محمد بن برہان سے روایت کرتے ہیں کہ وہ سلطان قطب الدین احمد کے لشکر میں اسلحہ داری کے عہدے پر فائز تھے جب سلطان قطب الدین احمد نے میواڑ کے راجہ پر فوج کشی کی اور لڑائی کا میدان گرم ہوا تو بادشاہ کی فوج کے قدم اکھڑ گئے اس لئے کہ راجہ کی فوج کثیر تعداد میں تھی اور بہت ڈٹ کر مقابلہ کر رہی تھی ملک محمد ابن برہان کہتے ہیں کہ میدان سے میں بھی جان بچا کر بھاگا لیکن راجہ کی فوج کے ہاتھوں گرفتار ہو گیا۔ راجہ کولہا کی طرف سے اپنے فوجیوں کو حکم تھا کہ اعیان واکابر سلطنت کو زندہ گرفتار کر کے مقید کر لیا جائے۔ قتل نہ کیا جائے۔ میں اپنے دل ہی دل میں یا شاہ عالم المدد یا شاہ عالم المدد کہتا جا رہا تھا۔ ناگاہ ایک حسین وجمیل خوبصورت نوجوان ظاہر ہوئے جن کی وضع برہمنوں جیسی تھی۔ وہ راجپوتوں کے پاس آئے اور کہنے لگے اس قیدی کو میرے حوالے کر دو تا کہ راجہ کے پاس لے جاؤں انہوں نے مجھے ان کے سپرد کر دیا۔ وہ مجھے لے کر جنگل کی طرف آئے۔ میں حیران تھا کہ ان کا انداز گفتگو نشست وبرخاست شکل وصورت تو بالکل میرے مرشد گرامی حضرت سید محمد سراج الدین شاہ عالم محبوب باری بخاری علیہ الرحمہ سے ملتی جلتی ہے۔ میں دل میں یہ بات سوچ ہی رہا تھا کہ ان نوجوانوں نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے تو نے افیون نہیں کھائی ہے۔ افیون تو اشرفیوں کی ہمیانی میں موجود ہے۔ نوجوان کی یہ بات سن کر مجھے بڑا تعجب ہوا کہ یہ بات انہیں کیسے معلوم ہوئی کہ میں افیون کھاتا ہوں اور میرے پاس اشرفیوں کی ہمیانی ہے اور اس میں افیون بھی موجود ہے اور جب انہیں معلوم ہے کہ میرے پاس اشرفیاں موجود ہیں تو اس وقت تک مجھے ایسے ہی کیوں چھوڑ دیا۔ لوٹ کیوں نہ لیا۔ میرے دل میں یہ خطرہ پیدا ہوتے ہی نوجوان نے کہا خوف نہ کر میں تو راجہ کے خواص سے ہو یہ کہہ کر میرا ہاتھ چھوڑ دیا اور فوراً نظروں سے غائب ہو گئے۔ شاہی لشکر میں شور مچا تھا کہ ملک محمد ابن برہان محرر دیوان کو لشکر کفار پکڑ کر لے گیا۔ جب میں احمد آباد پہونچا تو مجھے دیکھ کر سب لوگوں کو بڑا تعجب ہوا۔ مجھے زندہ سلامت دیکھ کر سب حالات معلوم کرتے تھے لیکن میں سب کے جواب میں یہی کہتا تھا کہ یہ بات بتانے کی نہیں ہے کہ میں کیسے بچا۔ جب رسول آباد حضرت شاہ عالم محبوب باری رحمۃ اللہ علیہ کے حضور میں سلام وقدمبوسی کے لئے حاضر ہوا تو میرے چہرے پر نظر پڑتے ہی آپ مسکرا دیئے اور فرمایا کہ میاں محمد ابن برہان تم بھی محمد ابن برہان ہو اور میں بھی محمد ابن برہان ہوں۔ تمہارے چھڑالانے میں کوئی راجپوت مجھ کو نہ پہچان

سکا۔ میرے دل میں خیال آیا کہ سبحان اللہ جب آپ اس مرتبہ پر فائز ہیں کہ سیکڑوں میل کی دوری پر برہمن کی صورت اختیار کر کے میری امداد فرمائی، غم والم سے نجات بخشی تو خواہ مخواہ آپ نے جھوٹ کا ارتکاب کیوں فرمایا کہ میں راجہ کا خواص ہوں۔ دل میں یہ خطرہ گزرتے ہی آپ نے فرمایا۔ سارے راجاؤں کا راجہ سارے بادشاہوں کا بادشاہ کون ہے تب میں سمجھا کہ یہ بات آپ نے تاویلاً فرمائی تھی پھر فرمایا وَینظر فی العتاق فی کل مظہر حَسَبُ الاوقات فی کل حقیقةٍ میں فوراً آپ کے قدموں پر گر پڑا۔ اور افیون کھانے سے توبہ کر کے صدق سے تائب ہوگیا۔ (ریحانۃ الابرار، ص:۳۸)

آپ کے خنجر شریف کی کرامت

بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک بردہ فروش حضرت شاہ عالم محبوب باری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوا۔ وہ بڑا خوش گلو تھا۔ اور جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ والہ وصحابہ وسلم کی خدمت میں نعت پاک بڑے اچھے انداز میں پڑھا کرتا تھا۔ حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں وہ جب حاضر ہوا۔ تو ایک نعت شریف اس نے بڑے اچھے انداز میں پڑھی اس کی نعت پاک سن کر حضرت شاہ عالم محبوب باری علیہ الرحمہ بے حد مسرور ہوئے۔ اس وقت آپ کی کمر میں جو خنجر آویزاں تھا خوش ہو کر بطور انعام اس کو مرحمت فرما دیا۔ وہ بردہ فروش آپ کا خنجر مبارک لے کر میواڑ کے راجا کے دربار میں حاضر ہوا۔ راجہ کو وہ خنجر اتنا پسند آیا کہ بردہ فروش کو بیش قیمت جواہرات اور زرکثیر دے کر وہ خنجر حاصل کر لیا۔ اس بات کی تھوڑی مدت بعد سلطان قطب الدین احمد بقصد جہاد میواڑ کے راجہ پر حملہ آور ہوا۔ اور حملہ کرنے سے پہلے حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر فتحیابی کی دعا کی درخواست کی میواڑ کے قلعہ کا محاصرہ کئے ہوئے کافی عرصہ گزر گیا لیکن بادشاہ کو فتحیابی نصیب نہ ہوئی۔ اس نے میواڑ سے بارگاہ شاہ عالم علیہ الرحمہ میں معروضہ پیش کیا کہ میں حملہ کرنے سے پہلے فتحیابی کی دعا کے لئے حاضر ہوا تھا اور آپ نے فرمایا کر ظفر یابی کی بشارت سے بھی نوازا تھا اس دعا کا اثر اس وقت تک ظہور پذیر نہیں ہوا ہے۔ بادشاہ کا یہ پیغام سن کر حضرت شاہ عالم محبوب باری رحمۃ اللہ علیہ نے بارگاہ خداوند عالم میں مناجات پیش کی کہ اے بار الٰہ میں نے تیری رحمتوں کے بھروسے پر فتحیابی کی بشارت سے بادشاہ کو سرفراز کیا تھا۔ اگر اس معاملہ میں بادشاہ کو فتحیابی نہیں ہوئی تو میری شرمندگی کا سبب ہوگا۔ آپ کو غیبی بشارت ہوئی کہ میں کس طرح راجہ کو شکست دوں۔ تمہارا خنجر راجہ کے پاس ہے اور یہ اسی کی

برکت ہے کہ بادشاہ کی فوج راجہ کی فوج پر فتحیاب نہیں ہو رہی ہے۔ حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ نے اس غیبی اشارے پر دعا میں عرض کیا کہ میرا خنجر میواڑ کے راجہ کے پاس کیسے پہونچا۔ غیبی اشارہ میں خبر دی گئی کہ فلاں موقع پر فلاں انسان نے تمہیں نعت رسول سنائی تھی اور تم نے اپنے جد امجد حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے غلبہ میں وہ خنجر اس انسان کو عطا فرمایا تھا اور اس نے اس خنجر کو راجہ کے ہاتھ فروخت کر دیا ہے۔ حضرت شاہ عالم محبوب باری رحمۃ اللہ نے بارگاہ الٰہی میں اشکبار ہو کر عرض کیا الٰہ العالمین مجھ سے قصور ہوا۔ تو جانتا ہے کہ اس خنجر کو اس کے ملک سے واپس لانا میری طاقت نہیں تو ہی اپنے فضل وکرم سے اس کو واپس لا سکتا ہے۔ ندا آئی غم مت کر وہ خنجر ہم نے ظالم سے واپس لے لیا ہے اور تمہاری خواہش کے مطابق سلطان قطب الدین احمد کو فتحیاب بھی کر دیا ہے۔ الختصر سلطان قطب الدین فتحیابی سے مشرف ہو کر حضرت شاہ عالم محبوب باری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت عالیہ میں مشرف زیارت اور قدمبوسی کے لئے حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میری فتحیابی کی بظاہر صورت نہ تھی یہ فتحیابی فقط آپ کی توجہ باطنی کا ثمرہ ہے۔

(صد حکایت فارسی قلمی، ص:۱۴۱ تا ۱۴۲) (ریحانۃ الابرار فارسی ص:۹۰)

مرنے کے بعد غلام بچہ زندہ

ملک سیف الدین بیان کرتے ہیں کہ جس وقت سلطان قطب الدین میواڑ کو فتح کرنے کے ارادے سے میواڑ کی طرف متوجہ ہوا تو میں بھی سامان سفر تیار کر کے حضرت شاہ عالم محبوب باری علیہ الرحمہ کے دربار میں میں آخری سلام اور قدمبوسی کے ارادے سے حاضر ہوا۔ حضرت شاہ عالم محبوب باری نے مجھے اپنے اصطبل سے ایک عمدہ قسم کا گھوڑا عنایت فرمایا اور کہا کہ گھبرانا نہیں ہم ہر وقت تمہارے ساتھ ہیں جب کبھی جہاں بھی ہمیں یاد کرو گے ہماری غیبی تائید انشاءاللہ تماری معاون ومددگار ہوگی اور خدا حافظ کہہ کر رخصت فرمایا۔ آپ سے رخصت ہو کر میں لشکر کے ساتھ بادشاہ کی ہمرکابی میں چلا جب ہمارا لشکر میواڑ پہونچا ہمیں سخت قحط سے دوچار ہونا پڑا۔ آدمی بھوک سے ہلاک ہو رہے تھے، جو گھوڑا مجھے حضرت شاہ عالم محبوب باری علیہ الرحمہ نے عنایت فرمایا تھا اسے بھی چار دن گزر گئے تھے دانے کا منہ نہ دیکھا تھا جب میں وضو کرنے جانے لگا تو گھوڑے نے مجھے اشارے سے اپنی طرف بلایا۔ جب میں اس کے قریب پہونچا تو گھوڑا کہنے لگا ملک سیف الدین مجھے بہت فاقے ہو گئے اگر تو مجھے چھوڑ دے تو میں جنگل میں جا کر چر آؤں میں نے کہا ابھی تو میں وضو کے لئے جا رہا ہوں وضو سے فارغ ہو کر آؤں گا تو تجھے کھول

دوں گا اور میں وضو کرنے چلا گیا۔ اتفاق سے میرے پیچھے غلام بچے نے گھوڑے کو پتھر مار کر ستایا۔ جب میں وضو کر کے آیا اور گھوڑے کو کھولنے اس کے پاس گیا تو اس نے میرے آگے غلام بچے کی فریاد کی اور کہا کہ غلام بچے نے مجھے بے قصور پتھر مارے ہیں مجھے بڑا غصہ آیا میں نے اٹھ کر غلام بچے کی گردن پر چند گھونسے رسید کر دیئے۔ میرے گھونسوں کی تاب نہ لا کر غلام بچہ ہلاک ہو گیا اس وقت میری قوت کا یہ عالم تھا کہ ورزش میں اٹھارہ من کا پتھر اٹھا لیا کرتا تھا اس کے مرجانے پر میں بڑی پریشانی میں مبتلا ہو گیا بار بار یہی خیال گزرتا کہ بادشاہ بڑا جلاد اور خونخوار ہے اس کے چنگل سے کیسے چھٹکارہ نصیب ہوگا اس خیال سے میں از حد پریشان ہو گیا بے ساختہ زبان پر یا شاہ عالم کی تکرار پیدا ہو گئی دل ہی دل میں آپ کی طرف رجوع کرتا اور مدد طلب کرتا لیکن بظاہر کوئی اثر ظاہر نہیں ہوا۔ میں دل ہی دل میں یہ کہتا جاتا کہ حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ نے مرید کرتے وقت فرمایا تھا کہ جب بھی جہاں بھی مجھے یاد کرو گے تو میری امداد تمہارے شامل حال ہوگی۔ ابھی تک حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ کی امداد کیوں نہیں پہنچی۔ بالآخر میں نے دل میں یہ فیصلہ کر لیا کہ اس وقت حضرت ۔ نے تشریف فرما ہو کر اگر میری دستگیری نہ فرمائی تو میں بھی حضرت کا عطا کردہ جامہائے مبارک کو جلا کر جنگل کی طرف نکل جاؤں گا۔ یہاں تک کہ جامہائے مبارک کو جلانے کے لئے میں نے آگ بھی طلب کر لی یکایک دیکھتا ہوں کہ حضرت شاہ عالم محبوب باری رحمۃ اللہ علیہ کی ذات گرامی سامنے سے اس طرح ظاہر ہوتی ہے کہ آپ کے چہرۂ مبارک پر نقاب پڑی ہوئی تھی اور مجھ سے قریب ہو کر فرمایا۔ حیوان کی خاطر تو نے انسان کو کیوں مار ڈالا۔ توجہ کر اور کلمۂ استغفار پڑھ کر یہ فرما کر آپ میری نظروں سے غائب ہو گئے اس کے بعد جب میری نظر غلام بچہ پر پڑی تو کیا دیکھتا ہوں وہ مسکرا کر اٹھ بیٹھا۔ اور مجھے ہنس ہنس کر کہنے لگا کہ خوشی کی بات یہ ہے کہ آپ نے مجھے قتل کر دیا اور حضرت شاہ عالم محبوب باری رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے دوبارہ جان عطا کر دی میں نے اس سے دریافت کیا وہ کیسے تو بولا کہ میرے مرنے کے بعد میں نے دیکھا کہ میری روح کو آسمان پر لے جائی جا رہی ہے۔ اس وقت حضرت شاہ عالم محبوب باری علیہ الرحمہ تشریف لائے اور فرشتوں سے فرمایا اس کو چھوڑ دو تو فرشتوں نے نہیں چھوڑا اسی اثناء میں خدائے تعالیٰ کا فرمان صادر ہوا کہ اس کو چھوڑ دو اس کے بعد مجھے چھوڑ دیا گیا۔

(صد حکایت فارسی قلمی، صفحہ ۱۷۸ تا ۱۷۹)

نماز جنازہ سے پہلے مردہ زندہ ہو گیا

ملک محمد ابن دولت بیان کرتے ہیں کہ میرے والد بزرگوار بیمار ہوئے اور مر گئے لوگ تجہیز و تکفین کی جستجو میں لگے تھے مجھے اپنے پیرو مرشد حضرت شاہ عالم محبوب باری علیہ الرحمہ کی دعاؤں پر ناز تھا اور یقین کامل تھا لہٰذا میں سب کو ان کے کاموں میں مشغول چھوڑ کر سیدھا رسول آباد حضرت شاہ عالم محبوب باری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ آپ نے مجھے صحن مکان میں اندر بلوایا میں آپ کو دیکھتے ہی آپ کے قدموں میں گر گیا اور فریاد کرنے لگا۔ میں نے عرض کیا کہ میرا اضطراب باپ کی جدائی سے نہیں ہے بلکہ حضور کی کفش برداری اور مفارقت کے خیال نے مجھے بے قرار کر دیا ہے کیونکہ اب ان کے منصب کی خدمات کی انجام دہی کرنا ہو گی پھر مجھے آپ کی بارگاہ عالیہ میں حضوری کیوں کر نصیب ہو سکے گی میری گفتگو کو حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ نے غور سے سنا اور فرمایا تم بات تو ٹھیک کہتے ہو یہ فرما کر حجرۂ شغل مع اللہ میں آپ تشریف لے گئے اور میں اپنی جگہ پڑا رہا چند ساعتیں گذرنے کے بعد آپ حجرہ سے باہر رونق افروز ہوئے اور مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا میں نے آپ کے والد کو خداوند قدوس کی بارگاہ سے حضور رحمۃ اللہ العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن رحمت کا واسطہ دے کر کچھ دن کی مزید حیات عطا کروا دی ہے اور آج سے ان کا نام اللہ دیا ہے اور ایک چھوٹے سے کوزے میں تھوڑا سا پانی عنایت فرما کر ارشاد فرمایا کہ یہ اس کے منہ میں ڈال دینا۔ میں آپ سے رخصت ہو کر بڑی تیزی سے اپنے گھر کی طرف واپس ہوا۔ والد صاحب کو غسل دیا جا چکا تھا تکفین سے بھی فراغت ہو چکی تھی نماز جنازہ کی تیاری تھی اور تمام عزیز و اقارب میرے نہ ہونے کی وجہ سے میرے منتظر تھے میں نے وہاں پہونچ کر کسی سے کچھ بات نہ کی اور سیدھا اپنے والد کی میت کے قریب پہونچا اور ان کا چہرہ کھول کر ان کے منہ میں حضرت شاہ عالم محبوب باری کا عطا کردہ پانی ڈال دیا۔ پانی جیسے ہی والد صاحب کے منہ میں گرا انہوں نے فوراً اپنی آنکھیں کھول دیں اور جنبش کرنے لگے۔ ان کی دوبارہ زندگی سے ہمارے گھر کا ماتم کدہ مسرت و خوشی کی انجمن بن گیا۔ اس کے بعد میں اپنے والد ماجد کو اپنے ہمراہ لے کر حضرت شاہ عالم محبوب باری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا۔ آپ انہیں دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا شکر ہے اللہ دیا تم زندہ ہو گئے۔ الحمد للہ تعالیٰ علی ذالک۔

(ریحانۃ الابرار فارسی، صفحہ ۳۲ تا ۳۳)

سات دن کے بعد مردہ زندہ فرمادیا

منقول ہے کہ سلاطین گجرات کے درباری امراء میں ایک امیر ناصرالدین ملک بختیارالدین نامی تھے جن کو حضرت سید محمد سراج الدین شاہ عالم محبوب باری بخاری علیہ الرحمہ سے بیعت وارادت کا شرف حاصل تھا۔ ملک بختیارالدین صاحب علیہ الرحمہ پر شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی خصوصی نظر کرم تھی ان کو اچانک پیام اجل پہونچا اور ختم ہو گئے لہٰذا ان کو کانکریا تالاب کے کنارے نہر سے متصل دفن کر دیا گیا انہیں ایام میں حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ ادھر سیر کرنے تشریف لے گئے دیکھا کہ تالاب کے کنارے ایک خیمہ لگا ہوا ہے آپ نے دریافت فرمایا یہ کیوں لگایا گیا ہے لوگوں نے جواباً عرض کیا کہ اس خیمہ کے نیچے بختیارالدین کی قبر ہے۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ وہ کب مرے لوگوں نے بتایا آج ان کے انتقال کو سات دن گذر چکے ہیں یہ سن کر حضرت سیدنا شاہ عالم محبوب باری علیہ الرحمہ گھوڑے سے نیچے تشریف لے آئے اور خیمہ کے اندر تشریف لے گئے اور تمام آدمیوں کو حکم دیا کہ کوئی انسان خیمہ کے اندر نہ آئے اور جو اندر ہیں وہ خیمہ سے باہر چلے جائیں اس کے بعد حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ تقریباً ایک گھنٹہ کامل اس خیمہ کے اندر رہے۔ باہر کھڑے ہوئے لوگ اس بات پر تعجب زدہ ہوئے کہ تھوڑی دیر کے بعد ملک بختیارالدین کے ہنسنے کی آواز خیمہ کے باہر صاف سنائی دی۔ حضرت شاہ عالم محبوب باری جب خیمہ سے باہر تشریف لائے تو بعض لوگوں نے آپ سے اس بات کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ ملک بختیارالدین کے ساتھ میرا ایک وعدہ تھا اور میں اس کو ابھی پورا نہیں کر سکا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنے فضل و کرم سے دوبارہ زندگی عطا فرمادی اور الحمدللہ میں نے اپنے وعدہ کو وفا کر دیا۔ (از صد حکایات فارسی قلمی، صفحہ ۱۲۷ تا ۱۲۸)

نوٹ:- ناصرالدین ملک بختیارالدین مرحوم کا مزار مبارک آج بھی موجود ہے۔ اس مزار شریف کو ۱۹۶۹ء کے بلوٰہ میں کافی نقصان پہونچا تھا۔ روضہ شریف اور تربت مبارکہ کو بالکل مسمار کر دیا گیا تھا لیکن الحمدللہ وہاں کے مجاور اس آستانہ کی برابر خدمت انجام دیتے رہے اور لوگوں کو اس کی خدمت کی جانب برابر توجہ دلاتے رہے۔ خدا کے فضل و کرم سے اب دوبارہ روضہ شریف اور گنبد تعمیر ہو چکا ہے۔ بجلی کی روشنی اور ہر طرح کا عمدہ انتظام ہے ہر سال ۱۵ر رجب المرجب کو عرس مبارک ہوتا ہے جس میں مجاور صاحب بڑی عقیدت سے قرآن کریم کا ختم، تقریری پروگرام قل شریف اور محفل سماع کے بھی پروگرام ہوتے ہیں کثیر تعداد میں کھیر پکائی

جاتی ہے اور پیٹ بھر کھلائی جاتی ہے آج کل لوگ ناصر الملک بختیار الدین صاحب کی درگاہ شریف کو غیبن شہید کی درگاہ کہتے ہیں۔

نصف ماہ مردہ قبر میں اس کے بعد زندہ

حضرت سید فضل اللہ ثانی خلیفہ حضرت شاہ غزنی رحمۃ اللہ علیہما بیان فرماتے ہیں کہ سید برخوردار صاحب کی پیدائش سے پہلے ان کے والد صاحب کے یہاں کوئی اولاد پیدا نہیں ہوتی تھی وہ ہمیشہ حضرت شاہ عالم محبوب باری رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں معروضہ پیش کرتے رہتے کہ حضور دعا فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی فرزند عطا کرے۔ ایک دن ان کا معروضہ سن کر سیدنا شاہ عالم محبوب باری علیہ الرحمہ نے انہیں بشارت سے سرفراز فرمایا۔ جا اللہ تعالیٰ تجھے فرزند عطا فرمائے گا اس کا نام برخوردار رکھنا اور انشاء اللہ اس کے سات بیٹے ہوں گے۔ حسب ارشاد برخوار دار صاحب پیدا ہوئے اور جوان ہونے کے بعد چانپانیر میں مدتوں نوکر رہے اس عرصہ میں حضرت شاہ عالم محبوب باری علیہ الرحمہ کا بھی وصال ہوگیا اور سید برخوردار صاحب کی ملازمت پرگنہ ڈبوئی تبدیل ہوگئی اور وہ اسی جگہ پر شہید ہوئے اور موضع دہرن میں مدفون ہوئے۔ شہید ہونے کے بعد ان کا اسباب اور ہتھیار وغیرہ احمد آباد ان کی والدہ کے پاس لائے گئے۔ ان کی والدہ نے جب ان کی شہادت کی خبر سنی تو محبت مادری میں وارفتہ ہو کر بیٹے کی قبر پر پہونچیں اور کہنے لگیں۔ حضرت شاہ عالم محبوب باری رحمۃ اللہ علیہ نے تو اپنی زبان مبارک سے ارشاد فرمایا تھا کہ اس کے سات بیٹے ہوں گے میں نے تو ابھی اس کی شادی بھی نہیں کی ہے وہ مر نہیں سکتا۔ ایک اللہ کے سچے ولی کی زبان جھوٹی نہیں ہوسکتی ابھی تو اس کی شادی ہوگی سات لڑکے ہوں گے۔ بغیر یہ سب کچھ ہوئے لوگوں نے کیسے میری تمناؤں کے پھول میرے نور نظر کو دفن کردیا۔ یہ کہہ کر غلبۂ محبت سے سرشار ہوکر قبر کو کھودنا شروع کردیا لوگوں نے لاکھ سمجھایا لیکن ماں نے کسی ایک کی نہ سنی، کہتی میں تو اپنے بیٹے کی صورت ضرور دیکھوں گی، اور اس کی لاش نکال کر حضرت شاہ عالم محبوب باری علیہ الرحمہ کے آستانہ مبارکہ پر لے کر جاؤں گی انہیں خدا سے دعا کر کے میرے بیٹے کو دوبارہ زندگی دینی ہوگی۔ القصہ مختصر اس نے قبر کھود کر بیٹے کی لاش باہر نکال لی اس کے تمام اعضائے جسم پھول چکے تھے ماں کی محبت اپنے جنون میں لاش کو لے کر احمد آباد کی جانب روانہ ہوئی تمام راستہ رو رو کر حضرت شاہ عالم کی دہائی کے الفاظ دہراتی چلیں برہنہ سر برہنہ پا عجب مجنونانہ کیفیت طاری تھی ابھی لاش تھوڑی ہی دور پہونچی تھی کہ لوگوں نے دیکھا کہ

اس کی پھولن ختم ہوکر اس میں کسی قدر تازگی کے آثار ظاہر ہونے لگے مگر کسی قسم کی حس وحرکت نہیں تھی چند لحات گذرنے کے بعد اس کے جسم میں حس وحرکت پیدا ہوئی تنفس کا دورہ جاری ہوا۔ اور وہ لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتا ہوا اٹھ بیٹھا۔ اللہ تعالیٰ نے نئی زندگی نئی جان عطا فرمادی اور وہ اپنی ماں کے ساتھ احمد آباد حاضر ہوکر حضرت شاہ عالم محبوب باری رحمۃ اللہ علیہ کے آستانۂ عالیہ پر حاضر ہوئے اور مزار مبارک کی زیارت و فاتحہ خوانی کا شرف حاصل کیا اس کے بعد سید برخوردار صاحب کی والدہ نے ان کی شادی کی اور حضرت شاہ عالم محبوب باری علیہ الرحمہ کی پیشینگوئی کے مطابق ان کے سات فرزند ہوئے اور ان کی نسل جاری وساری ہے کہتے ہیں کہ نصف ماہ شہادت کے بعد قبر میں مدفون رہے۔ (ریحانۃ الابرار فارسی، صفحہ ۶۵)

۱۹۷۸ء میں آنکھیں روشن

مذکورہ بالا کرامت وہ کرامت ہے جو کہ حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ کے وصال شریف کے چند سال بعد عالم ظہور میں آئی لیکن حقیقت تو یہ ہے کہ حضرت شاہ عالم کی ذات مبارکہ کرامت کا موجیں مارتا ہوا ایک سمندر ہے آپ کے وصال سے تادم قال اس قسم کی کرامتیں روزانہ ظہور پذیر ہوتی رہتی ہیں اگر تحریر کی جائیں تو دفتر کے دفتر بھر جائیں۔ انہیں کرامتوں میں سے ایک کرامت ناظرین کی دلچسپی کے لئے تحریر کرتے ہیں۔

یہ واقعہ خود راقم الحروف کی موجودگی میں ہوا۔ یہ کمترین ہی نہیں سیکڑوں آدمیوں اور عورتوں کے ہجوم میں رونما ہوا۔ اس واقعہ کا تعلق ہے جناب جلال الدین صاحب سے۔ جلال الدین صاحب ضلع اٹاوہ یوپی کے باشندے ہیں۔ کافی عرصہ سے احمد آباد میں سکونت پذیر ہیں۔ احمد آباد میں آپ کی رہائش گاہ سارنگ پور کا پل اتر کر حسرت میدان کے سامنے خواجہ منزل نامی دو منزلہ عمارت ہے جو خود آپ کی ملکیت ہے وہاں پہونچ کر ہر آدمی اس واقعہ کی صداقت معلوم کرسکتا ہے وہ واقعہ یہ ہے کہ جناب جلال الدین صاحب کی اہلیہ محترمہ کی آنکھوں کی بینائی بالکل زائل ہوگئی تھی۔ سارے ڈاکٹروں نے یہ کہہ کر لاعلاج کردیا تھا کہ ان کی آنکھوں کے سارے پردے جل چکے ہیں۔ اب جناب جلال الدین صاحب کی اہلیہ محترمہ جنابہ رئیسہ بیگم کی آنکھوں میں دوبارہ روشنی نہیں آسکتی اب ان کی آنکھوں کا روشن ہونا ناممکن ہی نہیں بلکہ محال ہے۔ ڈاکٹروں کا یہ آخری فیصلہ ۲۵ر اپریل ۱۹۷۸ء بروز منگل صادر ہوا تھا۔ اس فیصلہ کو سن کر جنابہ رئیسہ بیگم کے گلشن آرزو پر گویا بجلی گر پڑی وہ یہ سن کر کہ اب ہمیشہ کے لئے نابینا ہوچکی ہیں غم سے

نڈھال ہوگئیں۔ان کی آہ وزاری کسی سے دیکھی نہ جاتی تھی جب ان کو ان کے اہل خانہ ہسپتال سے گھر لے جانے لگے تو رئیسہ بیگم صاحبہ نے گھر جانے سے صاف لفظوں میں انکار کردیا اور کہا کہ ابھی میرا علاج باقی ہے۔یہ تو بیچارے دنیا کے ڈاکٹر تھے جو مجھے لاعلاج کہہ چکے ہیں اور انہیں کہنا بھی یہی چاہیئے تھا۔اس لئے کہ ان بیچاروں کی پہونچ یہیں تک تھی۔لیکن ابھی احمد آباد میں ایک ہسپتال اور باقی ہے اور وہ ہے دارالشفاء روحانی ولی ربانی شاہ ولایت گجرات حضرت خواجہ سید محمد سراج الدین شاہ عالم محبوب رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ معلی۔ مجھے یقین ہے میری آنکھیں اس ہسپتال میں پہونچ کر ضرور بالضرور روشن ہو جائیں گی لہٰذا ان کے عزیز ان کو ۲۵/اپریل ۱۹۷۸ء بروز منگل شام کے لوبان سے پہلے لے کر خانقاہ شریف میں حاضر ہوئے۔حضرت شاہ عالم محبوب باری کے آستانہ عالیہ پر پہونچ کر رئیسہ بیگم صاحبہ نے آپ کی دہلیز پکڑ کر فریاد و فغاں شروع کردی۔آپ کی چوکھٹ پکڑ کر کہتی یا شاہ عالم مجھے دنیا کے ڈاکٹروں نے تو میری آنکھوں سے مایوس کردیا۔لیکن سرکار میں آپ کے آستانہ عالیہ سے مایوس ہوکر لوٹنے والی نہیں ہوں۔ میں بھوکی پیاسی رو رو کر آنکھوں کے ساتھ میں اپنی جان بھی آپ کے قدموں پر نچھاور کر جاؤں گی یا پھر اپنی آنکھیں روشن کرا کر ہی واپس لوٹوں گی۔ یا شاہ عالم، یا محبوب باری اے ہم شبیہ رسول آقا، اے سراج الدین، سراج تو چراغ کو کہتے ہیں۔آپ دین اور ملت کے چراغ، اس عرفانی چراغ کی حقانی جوت سے میری بھی آنکھوں کے بجھے ہوئے چراغ روشن کردیجئے۔شام گذری، رات آئی لیکن انہوں نے حضرت شاہ عالم کی ڈیوڑھی کو تھامنے کے بعد نہیں چھوڑا۔روضہ شریف بند ہونے کا وقت آیا تو انہیں بڑی مشکل سے اندر کی چوکھٹ سے روضہ شریف سے باہر سنگ مرمر کی سفید سیڑھیوں کے نیچے اتار کرلائے لیکن وہ تمام رات حضرت کی مرمریں سیڑھیوں پر ماہی بے آب کی طرح تڑپتی رہیں نا کچھ کھایا نا کچھ پیا۔یہی کہتی تھیں۔اب تو میں اسی وقت کھاؤں گی جب شاہ عالم بابا میری آنکھوں کے چراغ روشن کریں گے۔بدھ کی صبح ہوئی، دوپہر آئی، شام ہوئی، رات بیتی، یہاں تک کہ جمعرات کی صبح نمودار ہوئی سخت گرمی میں یہ دوسری دوپہر تھی جو خدا کی بندی رئیسہ بیگم نے بے آب و دانہ اشکباری کرتے گذاردی جو دیکھتا افسوس کرتا اور ان کے حق میں دعا کرتا سمجھاتا لیکن وہ کسی ایک کی بات سننے کی روادار نہیں تھیں۔ان کا سارا گھر ان کی وجہ سے شدید پریشان تھا۔یہاں تک عصر کی اذان ہوئی نماز ہوئی اور لوبان شریف کا وقت آ گیا پورا روضہ شریف زائرین سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔آج رئیسہ بیگم کو تیسرا دن ہو چکا تھا لیکن ۲۷/اپریل ۱۹۷۸ء مطابق ۱۹/ جمادی الاوّل ۱۲۹۸ھ بروز جمعرات ان کی زندگی کا یادگار دن بننے والا تھا۔ حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ کا لوبان شروع ہوا۔ چوبدار نے نقارے پر چوب ماری اور مجاور

صاحب نے حضرت شاہ عالم محبوب باری کے مزار مبارک کے تین چکر لوبان کے پورے کئے اور لوبان دان کو لے کر باہر نکلے۔ رئیسہ بیگم نے بڑھ کر لوبان کا دھواں ذرا مبالغہ کے ساتھ آنکھوں سے لگایا اور رئیسہ بیگم نے آنکھیں کھولیں۔ پہلے ذرا دھندلا، پھر تھوڑا صاف پھر بالکل صاف نظر آنے لگا یعنی آنکھوں کے دونوں چراغ روشن ہو گئے۔ جب لوبان ختم ہوا اور زائرین باہر نکلے تو عورتوں میں شور تھا۔ سبحان اللہ یہ ہیں اولیائے کرام کی کراماتیں کہ آج بھی آفتاب کے مثل ظاہر و باہر ہیں۔ نابینا کو حضرت شاہ عالمؒ سے بینائی مل گئی۔ دونوں میاں بیوی یعنی جلال الدین صاحب اور رئیسہ بیگم صاحبہ سجدۂ شکر بجالائے اور شاداں و فرحاں فقرائے آستانۂ عالیہ پر حسب توفیق مال و زر تصدق کرتے ہوئے اپنے گھر چلے گئے۔

(از مشاہدۂ خود تحریر نمود)

تصرفات، اولیاء حق ہیں اسی لئے تو حضرت مولانا جلال الدین رومی نے مثنوی شریف میں فرمایا:

اولیا را ہست قدرت از الٰہ
تیر جستہ باز گرداند ز راہ

مگر سچی لگن درستی عقائد اور یقین محکم کی اشد ضرورت ہے اسی لئے تو علامہ مشرق اکثر اقبال مرحوم نے بڑی پتہ کی بات کہی ہے۔

آج بھی ہو جو براہیم سا ایماں پیدا
آگ کر سکتی ہے انداز گلستاں پیدا

پوشیدہ حوض نمودار ہوا

یہ بات بھی حضرت شاہ عالم محبوب باری علیہ الرحمہ کی کرامت پر دال ہے کہ حضرت کے آستانہ عالیہ پر زائرین کی کثرت اور روز بروز ازدحام کو دیکھتے ہوئے حضرت سید موسیٰ میاں صاحب قبلہ رضوی موجودہ صاحب سجادۂ خانقاہ شاہ عالم علیہ الرحمہ نے یہ ارادہ فرمایا کہ خانقاہ شریف کا حوض زائرین کی کثرت آمد کی بنا پر ناکافی ثابت ہوتا ہے لہٰذا ایک اور حوض روضہ شریف اور دیوان خانہ کے درمیان بنا دیا جائے۔ زائرین کو وضو کرنے کے علاوہ جمعہ اور عیدین کے موقع پر بڑا آرام ہو جائے گا۔ لہٰذا حضرت قبلہ موسیٰ میاں صاحب مدظلہ العالی نے ۱۹۷۲ء میں درگاہ شریف اور دیوان خانہ کے مشرقی جانب بیبیوں کے قبرستان کے متصل جہاں ایک چھوٹا سا باغیچہ تھا اور وہاں کی تقریباً زمین چھ فٹ درگاہ شریف کے صحن سے اونچی تھی۔ زمین کھدوانا شروع کی

کہ سب صحن ہموار ہو جائے گا جب تقریباً چھ فٹ زمین کھودی گئی تو ایک عظیم الشان صدیوں پرانا حوض نمودار ہوا۔ جس کی چوڑائی تقریباً ۲۶ فٹ اور لمبائی ۳۷ فٹ گہرائی تقریباً چھ فٹ ہے جس سے ایک وقت میں ۱۸۶ آدمی وضو کر سکتے ہیں۔ یہ حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ کی کرامت نہیں تو اور کیا ہے کہ جب نیا حوض بنانے کا خیال حضرت قبلہ محترم سجادہ نشین صاحب مدظلہ العالی کے ذہن میں آیا تو بنا بنایا صدیوں پرانا لامعلوم حوض ظاہر فرمایا۔ اس حوض کا کسی پرانی کتاب یا تاریخ سے پتہ نہیں چلتا کہ کسی زمانہ میں یہاں حوض بنایا گیا ہو۔ گویا آپ کی چشم کرامت نے پہلے ہی صدیوں بعد ضرورت پیش آنے کے متعلق جان لیا تھا کہ آئندہ ایک ایسا وقت آئے گا کہ زائرین کو وضو کرنے کی تکلیف ہوگی۔ لہٰذا اس کا پہلے ہی انتظام کر کے پوشیدہ کر دیا گیا اور جب ضرورت پیش آئی تو اس کو ظاہر کر دیا گیا۔ حضرت قبلہ سجادہ نشین صاحب نے اس کی مرمت کروا کر اس میں صاف وشفاف پانی چھڑوا دیا ہے جس کی وجہ سے زائرین اور نمازیوں کی آرام کے ساتھ ساتھ خانقاہ شریف کی عظمت وشان میں بھی اضافہ ہو گیا۔ (از مشاہدۂ خود تحریر نمود)

حضرت پیر کمال مالوی علیہ الرحمہ کے مزار پر پھول رک گئے

صاحب ریحانۃ الابرار بیان کرتے ہیں کہ حضرت پیر کمال مالوی علیہ الرحمہ کے وصال کے بعد حضرت سید محمد سراج الدین شاہ عالم محبوب باری علیہ الرحمہ آپ کے مزار شریف پر رونق افروز ہوئے فاتحہ خوانی سے پہلے آپ نے چند پھول گلاب کے آپ کے مزار پُر نور انوار پر پیش کئے تو تربت شریف پر رکے نہیں ڈلک کر زمین پر آ گئے۔ حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کو یہ دیکھ کر ملال ہوا۔ اور سمجھ گئے یہ آپ کی افسردگی کا سبب ہے حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ نے دوبارہ اپنے دست مبارک سے آپ کی تربت شریف پر گلاب کے پھول پیش کئے لیکن اس مرتبہ بھی ڈھلک گئے۔ تیسری مرتبہ پھر حضرت نے گلاب کے پھول آپ کی تربت پر پیش کئے اور ساتھ ہی ساتھ آپ نے اپنی زبان مبارک سے یہ جملہ ادا کیا۔ اے پیر کمال یہ پھول جو آپ بار بار مسترد کر رہے ہیں آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ یہ ایک سید آل رسول کا تحفہ ہے آپ کی زبان مبارک سے یہ فقرہ نکلا ہی تھا کہ حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھوں سے پھول خود بخود اڑے اور حضرت پیر کمال علیہ الرحمہ کے مزار مبارک پر جا کر ٹھہر گئے۔ یہ دیکھ کر حضرت شاہ عالم محبوب باری علیہ الرحمہ مسکرا دیئے اور فاتحہ خوانی کر کے مسرور وشاداں واپس ہوئے۔

(از ریحانۃ الابرار فارسی، صفحہ ۴۷)

ہم نے اس کا خطاب اس کو واپس دیا

ایک مرتبہ سلطان محمود بیگرہ کبیر الملک ابن عماد الملک سے ناراض ہو گئے اور اسی ناراضگی کی بنا پر ان کا خطاب ضبط کر کے محب الملک کو دے دیا جس کی وجہ کبیر الملک کو بیحد صدمہ ہوا۔ ان کے تعلقات قطب خاں تقانی سے تھے قطب خاں سلطان محمود بیگرے کے سالے تھے اور حضرت شاہ عالم محبوب باری علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں بھی ان کو بڑا رسوخ حاصل تھا۔ اسی دوران میں قطب خاں تقانی اپنے ہمراہ کبیر الملک کو لے کر حضرت شاہ عالم محبوب باری کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ حضور ان کا سابق خطاب پھر مل جانا چاہئے اور تاکیداً کہا کہ حضور ان کی مدد فرمائی جائے یہ سن کر آپ مسکرائے اور فرمایا اچھا ہم نے اس کا خطاب اس کو دیا۔ اس کے بعد رخصت کیا اور بڑی لطف وعنایت کے سات بلا کسی سبب ظاہری کے خلعت زیادہ کر کے ان کا سابق خطاب ان کو واپس کر دیا۔ (از ریحانۃ الابرار فارسی، صفحہ ۷۵)

آج نیا خطاب ملے تو بولوں

حضرت سید محمد سراج الدین شاہ عالم محبوب باری علیہ الرحمہ ایسے بینا دل اور روشن ضمیر تھے کہ ایک مرتبہ آپ کا گذر نڑیاد کی طرف سے ہوا وہاں نڑیاد سے قریب کسی گاؤں میں ایک بزرگ شیخ محمد نامی رہا کرتے تھے جو صاحب نسبت اور اہل دل بزرگ تھے اور راگ کے ماہر تھے جس وقت حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ کا اِدھر سے گذر ہوا تو آپ اپنے دروازے پر بیٹھے راگ گنگنا رہے تھے۔ جب حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ پر آپ کی نظر پڑی تو دل میں سوچا کہ میں شاہ عالم علیہ الرحمہ سے آج اسی وقت باتیں کروں گا۔ جب آپ مجھ سے کسی نئے خطاب کے ساتھ بات کریں۔ حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ کی سواری جب آپ کے نزدیک پہونچی تو حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ کی جانب سے آپ نے پیٹھ پھیر لی۔ شاہ عالم علیہ الرحمہ نے آپ کا نام لے کر آپ کو سلام کیا۔ آپ نے جواب نہیں دیا۔ شاہ عالم علیہ الرحمہ نے دوسری مرتبہ نام لے کر سلام کیا لیکن آپ نے جواب نہیں دیا۔ تیسری مرتبہ سلام کیا پھر بھی جواب نہیں دیا۔ چوتھی مرتبہ حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ نے تبسم ریز انداز میں میاں الوُ لگ بولتے کیوں نہیں۔ یعنی کیا تم ہم سے پیٹھ پھیرتے ہو بولتے کیوں نہیں۔ یہ سنتے ہی حضرت شیخ محمد علیہ الرحمہ فوراً سروقد کھڑے ہو گئے اور

سلام کا جواب دے کر قدمبوس ہوئے۔ حضرت شیخ محمد علیہ الرحمہ کا مزار مبارک نزیاد میں قصبہ کے دروازے کے باہر احمد آباد روڈ پر زیارت گاہ عام و خاص ہے۔

(صد حکایات قلمی فارسی، صفحہ ۱۵۱)

آپ کے جمال بے مثال کے دیدار کا اثر

بیان کرتے ہیں کہ جس زمانے میں حضرت شاہ عالم محبوب باری علیہ الرحمہ کا قیام شہر نہر والا یعنی پیران پٹن میں تھا۔ آپ کے جمال بے مثال کی تجلیات کے دیدار کا یہ عالم تھا کہ جو ایک نظر دیکھ لیتا بے ساختہ بے تاب ہو کر آپ کے قدموں پر گر کر تڑپنے لگتا۔ کسی شخص نے مولانا اسماعیل پٹنی کو خبر دی کہ حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ خلاف شرع لباس استعمال کرتے ہیں اور لوگوں سے اپنے پاؤں چھواتے ہیں۔ مولانا اسماعیل صاحب علیہ الرحمہ جید عالم ہونے کے ساتھ ساتھ زہد و تقویٰ میں اپنی مثال نہیں رکھتے تھے اور محتسب کے عہدے پر فائز تھے اس خبر کے ملتے ہی احتساب کی نیت سے حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ کے حالات کا جائزہ لینے کے لئے روانہ ہوئے۔ حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ کے جسم مبارک پر چھینٹ کا لباس تھا جیسا کہ اہل سورٹھ پہنا کرتے ہیں۔ مولانا جب اپنے مکان سے حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ کی طرف روانہ ہوئے تو یہ بات پہلے ہی حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ کو کشف سے معلوم ہوگئی کہ مولانا احتساب کی نیت سے تشریف لا رہے ہیں حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ اسی لباس میں مولانا صاحب کے استقبال کے لئے چل دیئے۔ جب آنا واڑہ جو پٹن کا مشہور مقام ہے پہونچے تو مولانا صاحب سے آمنا سامنا ہوا۔ مولانا اسماعیل صاحب کی نظر جیسے ہی حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ کے جمال مبارک پر پڑی بے اختیار حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ کے قدموں کی طرف بہ نیت قدمبوسی جھکے حضرت شاہ عالم محبوب باری علیہ الرحمہ نے مولانا صاحب کو اپنے قدموں سے اٹھاتے ہوئے فرمایا مولانا چناں مکنید کہ در شرع شریف جائز نیست یعنی مولانا صاحب ایسا نہ کیجئے یہ بات شرع شریف میں جائز نہیں ہے مولانا صاحب نے قدیم گجراتی میں جواب دیتے ہوئے فرمایا شوں کیجی شوں کیجی اجانی جھی پن طاقت نہتھی یعنی میں کیا کروں میں کیا کروں میں خود نہیں جانتا کہ کون سی طاقت مجھے ایسا کرنے پر مجبور کر رہی ہے۔ مولانا صاحب آئے تھے کیا کرنے اور ہو کیا گیا۔

(صد حکایت فارسی قلمی، صفحہ ۳۸ تا ۳۹)

قاضی کا شملہ بہت لمبا ہے

حضرت قاضی محمود دریائی بیر پوری علیہ الرحمہ کے بچپن کا واقعہ ہے کہ آپ اپنے والد گرامی و پیر و مرشد حضرت قاضی شاہ حمید علیہ الرحمہ کے ہمراہ بارگاہ حضرت شاہ علیہ الرحمہ میں حاضر ہوئے۔ حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ نے حضرت قاضی محمود دریائی علیہ الرحمہ کے سر مبارک پر عمامہ شریف دیکھ کر فرمایا۔ قاضی کا شملہ بڑا لمبا ہے۔ اس فرمان ذیشان سے مراد حضرت قاضی محمود علیہ الرحمہ کے تبحر علمی اور فضیلت و کمال کے متعلق پیشین گوئی تھی جو بھی آپ کی زبان فیض ترجمان سے نکلا وہ پورا ہوا۔ اس کا نظارہ مستقبل میں ہر ایک نے اپنی سر کی آنکھوں سے کیا۔

(ریحانۃ الابرار، صفحہ ۱۵۱)

وزیر کی بے ادبی کا انجام

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ چند برقعہ پوش عورتیں حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ کے در دولت پر حاضر ہوئیں کلمہ الغیاث الغیاث کی تکرار کی۔ حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ نے ان کا احوال معلوم کروایا۔ اور اس قدر مضطرب ہونے کا سبب پوچھا۔ انہوں نے بتایا کہ وہ ایک متدین اہل کار کی گھر کی عورتیں ہیں وزیر وقت ان کی عملداری کے گاؤں میں پہونچا ہوا تھا۔ بعض حاسدین نے اہل کار پر بیجا تہمت لگائی اور وزیر نے اہل کار کو گرفتار کر کے بغیر کسی قصور کے قید میں ڈال دیا ہے۔ حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ نے ان مظلومہ عورتوں کا استغاثہ سن کر ان کو تسلی دی اور فرمان وزیر کے نام اس مضمون کا تحریر فرمایا کہ اگر فی الحقیقت اہل کار پر از روئے شریعت کوئی جرم عائد ہوتا ہے تو اس کو قید خانہ سے نکال کر مقدمہ چلایا جائے اور اس کے جرم کے مطابق جو سزا شریعت نے مقدر کی ہو وہ دیدی جائے اور اگر جانچ پڑتال کرنے کے بعد وہ بے قصور ثابت ہو تو انصاف کا تقاضہ یہ ہے کہ اس کو چھوڑ دیا جائے۔ اور ظلم کے ہاتھ کو دراز کرنے کے بجائے کوتاہ کیا جائے۔ وزیر آپ کے فرمان ذی شان کو پڑھ کر چراغ پا ہو گیا اور اہل کار مظلوم کو آزاد کرنے کے بجائے اس کی سزاؤں میں اور زیادہ سختی کر دی نیز حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ کی شان والا میں بے ادبی کے کلمات کہے۔ اہل کار کے گھر کی مظلومہ عورتیں دوبارہ فریاد لے کر حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئیں اور وزیر کا طرز عمل اور اپنی داستان غم سنائی یہ تمام باتیں سن کر حضرت

شاہ عالم محبوب باری علیہ الرحمہ کے چہرۂ مبارک پر جلال کے آثار ظاہر ہوئے اور آپ کی زبان سے یہ فقرہ نکلا۔ایسا لگتا ہے کہ اس کی عمر کا پیالہ لبریز ہو چکا ہے۔عنقریب وہ منتقم حقیقی کی پکڑ میں آنے والا ہے۔ادھر وزیر کو خدا کے عذاب نے اس طرح پکڑا کہ وزیر کے نام سلطان کی طرف پیغام پہونچا کہ سنا ہے عراق کا ایک سوداگر گھوڑے لے کر دریائے سابرمتی کے کارے آیا ہوا ہے۔فوراً سابرمتی کو عبور کر کے چند عمدہ اچھے گھوڑے انتخاب کر کے بادشاہ کے لئے خرید کر دربار میں پیش کئے جائیں۔وزیر بادشاہ کے حکم کو عملی جامہ پہنانے کے لئے گھوڑا گاڑی میں سوار ہو کر دروازۂ خانجہاں سے باہر آیا تھا کہ سامنے ایک مست ہاتھی اتفاقاً دوڑتا ہوا آ نکلا اور گھوڑا گاڑی کو مع وزیر کے کچلتا ہوا گذر گیا۔وزیر شدید زخمی ہو گیا اور زخموں کی تاب نہ لا کر وہیں فوت ہو گیا۔اور بادشاہ نے دوسرا وزیر اس کی جگہ نامزد کیا۔جب نئے وزیر نے مذکورہ بالا قصہ سنا سب سے پہلے یہی کام انجام دیا کہ اہل کار کو قید سے نکال کر آزاد کیا اور بارگاہ وزارت سے خلعت پہنا کر بارگاہ شاہ عالم محبوب باری میں روانہ کیا۔حضرت شاہ عالم محبوب باری نے وزیر کی سعادتمندی کی تعریف کی اور اس پر خصوصی چشم عنایت فرمائی۔

(ریحانۃ الابرار، صفحہ ۱۱۱۔سمد حکایت فارسی، صفحہ ۲۷ تا ۴۷)

فیل شاہ عالم علیہ الرحمہ

بیان کرتے ہیں کہ حضرت سلطان محمود بیگرے کے عزیزوں میں ایک عزیز ملک اعظم نامی تھے جو حضرت شاہ عالم محبوب باری علیہ الرحمہ سے شرف ارادت رکھتے تھے ملک اعظم بڑے قد آور طاقت ور انسان تھے۔اسی وجہ سے حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ فیل سے تعبیر کیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ ملک اعظم ایک تنگ کوچہ سے گھوڑے پر سوار ہو کر گذر رہے تھے اور ان کے برابر سلطان محمود بیگرے کا مست ہاتھی گذر رہا تھا۔فیل بان نے کہا۔اپنا گھوڑا ہاتھی سے آگے یا پیچھے بچالو یہ ہاتھی مست اور خونی ہے اور گھوڑے کا دشمن ہے راستہ تنگ ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ خدا نہ کرے یہ ہاتھی آپ کو یا آپ کے گھوڑے کو کوئی آزار پہونچائے۔ملک اعظم نے غضب آلود انداز میں فیل بان سے کہا یہ کتا میرا کیا کر سکتا ہے۔فیل بان نے بھی غصہ میں آکر ہاتھی کو اشارہ کیا۔ہاتھی فوراً ملک اعظم کے سر پر پہونچ گیا۔ملک اعظم نے اپنے دونوں ہاتھوں سے ہاتھی کے دونوں دانت مضبوطی سے پکڑ کر پوری طاقت سے ہاتھی کو اوپر کی طرف ایسا اچھالا کہ ہاتھی کے چاروں پاؤں زمین سے دو تین انگشت اوپر اٹھ گئے اور ہاتھی کے دونوں دانت جڑ سے اکھڑ گئے۔

ہاتھی گرا اور تڑپ کر مر گیا اور ملک اعظم نے ہاتھی کے دونوں دانت ہاتھ میں لئے اور گھوڑے کو ایڑ دے کر ہاتھی کی لاش پر سے اچھال چلے گئے۔ جب یہ خبر سلطان کو ہوئی تو بیحد غضبناک ہوا۔ اور اس نے کہا کہ اس نے میرا خاص ہاتھی کیوں ضائع کر دیا اور فوراً حکم صادر فرمایا کہ ملک اعظم کو فوراً ہمارے روبرو پیش کیا جائے تاکہ ہم بھی اس کو قتل کر کے اس کو اس کی اس جرأت و بیباکی کا مزہ چکھادیں۔ وزیر اعظم نے بادشاہ کے غصہ کو ٹھنڈا کرنے کے لئے کہا۔ حضور ظل سبحانی کو خدائے پاک کی اس نعمت پر شکرانہ بجالانا چاہئے کہ اس نے آپ کے دربار میں ایسے ایسے شہ زور اور دیو پیکر بہادر جانوں سے زینت عطا فرمائی ہے کہ اگر ان کے مدمقابل مست ہاتھی بھی آجائے تو وہ اس کو خاطر میں نہیں لاتے اور اس کو اچھال کر اپنی طاقت سے ہلاک کر سکتے ہیں یہ بات سن کر بادشاہ کا غصہ سرد ہو گیا اور جب ملک اعظم کو سلطان محمود بیگرے کے دربار میں پیش کیا گیا تو بادشاہ کا موڈ بدل چکا تھا بادشاہ نے اس کو قتل کرنے کے بجائے خلعت فاخرہ دے کر رخصت کیا۔ کہتے ہیں کہ جب سلطان محمود بیگرے کے سپاہی ملک اعظم کو گرفتار کر کے لانے پہونچے تو ملک اعظم نے اسی وقت کہہ دیا تھا کہ میں فیل شاہ عالم علیہ الرحمہ ہوں۔ بادشاہ کیا میرا کوئی بھی کچھ نہیں کر سکتا اور شاہ عالم علیہ الرحمہ کی چشم عنایت کی بدولت ہوا بھی ایسا ہی۔

(ریحانۃ الابرار فارسی، صفحہ ۱۱۳۔ صد حکایت فارسی، صفحہ ۱۵۱ تا ۱۵۳)

گستاخ داروغہ فوت ہو گیا

روایت ہے امیر سید خوند میر بن سید خان سے کہ حضرت شاہ عالم محبوب باری علیہ الرحمہ جس زمانہ میں سلطان پور اور نظر آباد کی طرف سفر کرنے والے تھے موضع ہرنامہ جو قوم الملک کی جاگیر تھا وہاں کا داروغہ آپ کا بڑا معتقد اور شرف ادارت سے بھی مشرف تھا اور بارہا حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ کے دربار کے مخصوصین کے ذریعہ آپ کی خدمت عالیہ میں یہ معروضہ پیش کر چکا تھا کہ حضور مرشد گرامی کا جب کبھی اس جانب قصد سفر ہو، ایک شب میرے غریب خانہ پر ضرور رونق افروز ہوں۔ چنانچہ حسب آرزوئے داروغہ آپ وہاں تشریف لے گئے مگر اتفاقاً اس داروغہ کا کسی دوسرے موضع میں تبادلہ ہو گیا تھا اور اس کی جگہ پر جو دوسرا داروغہ آیا تھا وہ بڑا بدخو اور سخت مزاج تھا اس کے کارندوں نے آپ کے خدام کے ساتھ بڑی بدسلوکی کی اور شور وغل مچایا۔ لہٰذا آپ نے اس موضع میں اترنے کا ارادہ ترک کر دیا۔ آپ گھوڑے گاڑی میں سوار تھے اس سے اتر کر گھوڑے پر سوار ہوئے اور چابک کو اپنے دست مبارک میں لیا اور خدام کو حکم دیا کہ موضع سے

باہر اتریں لہٰذا آپ کے ہمراہ رفقا نے گاؤں کے باہر قیام کیا رات کو اس گستاخ داروغہ کے پیٹ میں سخت درد اٹھا جس کے سبب سے جاں بلب ہونے لگا۔ راوی کا بیان ہے کہ داروغہ کے فرستادہ آدمی خدمت میں پانی دم کرانے اور دعا کے لئے حاضر ہوئے اور پانی کا کوزہ آپ کی خدمت میں پیش کیا کہ اس پر کچھ دم کریں تا کہ داروغہ اس کے استعمال سے صحتیاب ہو۔ آپ نے پانی کے کوزے کو اپنے ہاتھ سے پیچھے واپس کر دیا۔ آپ کے ہاتھ کی جنبش سے اس کا پانی زمین پر بکھر گیا۔ آخر کار وہ داروغہ اسی درد میں تڑپ تڑپ کر مر گیا۔ (ریحانۃ الابرار فارسی، صفحہ ۶۵)

۱۹ سیر شراب طہور روزانہ مقرر

جامع کنوز محمدیہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت سید شاہین بن سید موسیٰ علیہ الرحمہ سے سنا کہ وہ سلطان پور کے سفر میں حضرت شاہ عالم محبوب باری علیہ الرحمہ کی ہمرکابی میں تھے۔ جس وقت کہ حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ کا قیام بہڑوچ میں دلاور خاں کے مکان پر تھا۔ ایک دن کا واقعہ ہے علمائے کرام آپ کے روبرو حاضر تھے اور حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر درمیان گفتگو میں آیا۔ اس وقت حضرت شاہ عالم محبوب باری نے دو تین مرتبہ اپنے ہاتھوں کو پھیلایا اور ہوا میں سے کوئی چیز لے کر نوش جان فرمائی اور اس کے سبب سے آپ پر استغراق و مستی کی سی کیفیت طاری ہوئی اس کے بعد تمام حاضرین کو آپ نے رخصت فرما دیا اور خود خلوت میں تشریف لے گئے۔ بدر الکاملین شمس العارفین حضرت سید محمد نظام الدین مقبول عالم رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت سید محمد سراج الدین شاہ عالم محبوب باری علیہ الرحمہ کو روزانہ بارگاہ الٰہی سے ۱۹؍ سیر شراب طہور عطا ہوتی تھی اور اس کے حاصل کرنے کا یہی طریقہ تھا کہ آپ ہوا میں ہاتھ دراز کرتے اور عالم غیب سے شراب طہور آپ کے ہاتھ میں آجاتی اور آپ اس کو استعمال فرماتے تھے۔ (صد حکایات فارسی قلمی، صفحہ ۱۴۵ تا ۱۴۶)

دو آدمی مرید ہونے کیلئے باہر بیٹھے ہیں

جامع کنوز محمدیہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں شاہ عالم محبوب باری علیہ الرحمہ کی خدمت اقدس میں زیارت وقدم بوسی کے ارادے سے حاضر ہوا۔ آپ کا دولت کدہ اندر باہر آپ کے دیدار کرنے والوں کے ہجوم سے بھرا ہوا تھا۔ آپ نے مجھے اشارے سے اپنے قریب بلا کر

فرمایا کہ فرید الدین باہر جاؤ وہاں دو آدمی مرید ہونے کے ارادے سے آئے بیٹھے ہیں بیچارے کثرت ہجوم سے اندر نہیں آسکتے انہیں جاکر اندر لے جاؤ۔ یہ تھی آپ کی روشن ضمیری کہ ہزاروں شمع جمال کے پروانے حاضر بارگاہ ہیں اور آپ کی نگاہ ہمہ گیر ہر فرد کے ارادے اور نیت کو جانتی ہے۔ (صد حکایات فارسی قلمی، صفحہ ۱۳۲)

نام رکھا حوض قطب لیکن مشہور ہوا کانکریہ تالاب

گجرات کی تمدنی تاریخ کے مصنف رقمطراز ہیں کہ کانکریہ تالاب کا اصلی نام حوض قطب ہے جس کو سلطان قطب الدین احمد نے ۸۵۵ھ میں تیار کرایا تھا۔ یہ شہر احمد آباد کا نہایت مشہور و معروف اور عظیم الشان تالاب ہے۔ اس کا طول ۷۵۰ گز اور عرض قاعدے کے مطابق مدور ہے جس کا پانچواں حصہ نکال کر چار لاکھ پانچ ہزار چھ سو گز ہوتا ہے (۶۵۰۶۰۰) فی بیگھ تین ہزار چھ سو گز جس کا مجموعی رقبہ ایک سو پچیس بیگھ ہوتا ہے اس کے بیچ میں ایک مکان ہے اور اسی کے ساتھ ایک باغیچہ ہے۔ یہ فرحت بخش جگہ ہے اس کو خشکی سے ملانے کے لئے ایک پل بنایا گیا ہے جس میں ۴۴ طاق ہیں۔ سلطان قطب الدین نے اس کا نام حوض قطب اپنے نام پر رکھا تھا۔ سلطان کا ارادہ تھا کہ اس کے چاروں طرف باغ لگائے جائیں اور خوبصورت عمارتیں تعمیر کرائی جائیں لیکن ارادہ کی تکمیل سے پہلے وفات پا گیا۔

اس تالاب کا ذکر سلطان جہانگیر نے تزک جہانگیری میں کیا ہے۔ سلطان جہانگیر ۱۰۲۷ھ میں جب گجرات آیا تو آخری منزل کانکریہ تالاب تھی اس نے تحریر کیا ہے یہ بہت اچھی جگہ ہے اور مجھے بیحد پسند ہے اک جگہ بادشاہ نے لکھا ہے ربیع الاوّل ۱۰۲۷ھ میں جمعہ کی شب کو میں نے حکم دیا کہ تالاب کے چاروں طرف چراغاں کیا جائے جس کو دیکھ کر میں بہت خوش ہوا۔ اور جب مالوہ سے دوبارہ یہاں آیا تو اسی تالاب پر اس نے جشن منایا۔ پھر ۱۴ر شعبان المعظم ۱۰۲۷ھ کو جہانگیر نے پھر کانکریہ کے کنارے چراغاں کا حکم دیا اور خود قلعہ سے نکل کر تالاب پر اس کا تماشا دیکھنے آیا۔ اور بیچ کی عمارت میں مختلف قسم کے رنگوں کی روشنی کی گئی تھی۔ آتش بازی کا بھی نہایت اعلیٰ انتظام تھا کئی دن پہلے سے بارش ہو رہی تھی۔ لیکن اس دن اس کا کوئی اثر نہیں تھا خدا کے فضل سے دلخواہ چراغاں ہوا۔ جہانگیر نے حکم دیا کل شب جمعہ کو بھی اسی طرح چراغاں کیا جائے۔ خدا کی شان دیکھئے کہ دن بھر تو بارش ہوتی رہی اور چراغاں کے وقت بادل چھٹ گیا۔ اور مطلع بالکل صاف ہو گیا۔ پھر لکھتا ہے کہ ۲۲ر رمضان المبارک ۱۰۲۷ھ کو میں آگرہ جانے کے لئے قلعہ

احمد آباد سے نکلا۔ اور کانکریہ تالاب پر خیمہ زن ہوا۔ اس دن میرا جشن شمسی تھا یعنی میری عمر کا پچاسواں سال شروع ہو رہا ہے میں نے اپنے کو حسب دستور سونے چاندی اور دوسری چیزوں سے وزن کرا کے خیرات کیا۔ مروارید گل زریں اپنے اوپر نچھاور کیا۔ رات کو کانکریہ تالاب پر چراغاں کرایا۔ دوسرے جمعہ کو علماء و مشائخ اور ممتاز لوگوں کی افطار کی دعوت کی۔ جو لوگ میرے پاس نہیں آسکتے تھے ان کو بلا کر مدد معاش کے طور پر زمین اور نقد روپئے دئے ۲۶ رمضان المبارک ۱۰۲۷ھ یعنی منگل کے دن یہاں سے آگرے کی طرف کوچ کیا۔

(تزک جہانگیری، صفحہ ۲۲۵۔ تاریخ تمدن گجرات، صفحہ ۱۲۲)

عہد شاہجہانی اور کانکریہ تالاب

سلطان شہاب الدین محمد شاہجہاں بادشاہ کے عہد حکومت ۱۰۴۸ھ مطابق ۱۶۳۶ء میں ایک جرمنی مسافر منڈل سوا نامی احمد آباد آیا تو اس تالاب کا ذکر کانکریہ نام سے ہی کیا ہے وہ لکھتا ہے کہ یہ ایک پتھر کے پل کے ذریعہ کانکریہ تالاب کو عبور کر کے نگینہ باغ میں پہونچا یہ باغ کانکریہ تالاب کے بیچ میں ہے جو بہت دلکش جگہ ہے اس کے وسط میں مچھلیوں کا حوض ہے جس میں بارش کا پانی سردیوں تک جمع رہتا ہے۔ گرمیوں میں گہرے کنوؤں سے بڑے بڑے چرس سے پانی نکالا جاتا ہے جن کو بیل کھینچتے ہیں اور اس کا پانی کبھی خشک نہیں ہوتا جس جگہ چرخیوں سے پانی نکالتے ہیں وہاں کسی کو جانے نہیں دیتے۔ لیکن مجھے اجازت مل گئی ہیں وہاں گیا اور لوگوں سے باتیں کیں عوام یہاں کم آتے ہیں۔ (اسٹڈیز ان دی ہسٹری آف گجرات، صفحہ ۱۰۳۔ تاریخ تمدن گجرات، صفحہ ۱۲۴)

اس کے بعد مرہٹوں کے عہد حکومت ۱۱۸۵ھ مطابق ۱۷۸۱ء میں ایک یورپی مسافر ناولس نامی احمد آباد آیا تھا۔ اس نے لکھا ہے کہ اس وقت احمد آباد میں مرہٹوں کا راج ہے۔ کانکریہ تالاب کے قریب ایک محل گھٹا، منڈل نامی ہے جو موسم گرما کے لئے تعمیر کیا گیا تھا وہ ویران ہو گیا ہے باغ کی حفاظت کا کوئی انتظام نہیں ہے ایک پل ہے جس میں ۴۴ کمانیں ہیں جو تالاب کو خشکی سے ملاتا ہے وہ بھی شکستہ حالت میں ہے۔ اس میں میں نے پالمیرا کے درخت دیکھے یہ درخت تاڑ یا کھجور کے شکل سیدھا اور اونچا ہوتا ہے اور گچھے دار پتیاں اس کے سرے کی شاخوں میں نکل آتی ہیں۔ یہ درخت بڑا نایاب ہے اور اکثر لوگ اس کو دیکھنے آتے ہیں۔

(اسٹڈیز ان دی ہسٹری آف گجرات، صفحہ ۱۰۳۔ تاریخ تمدن گجرات، صفحہ ۱۲۵)

اور انگریزوں کے دور حکومت ۱۸۷۲ء میں احمد آباد کے کلکٹر مسٹر بوراڈیل صاحب نے حکومت میں اس کی رپورٹ کر کے مرمت کی اجازت حاصل کی اور چوراسی ہزار روپے کے خرچ سے مرمت کرائی نیز موصوف نے کانکریہ تالاب سے رائے پور دروازہ تک ۶۶۰۰۰ فٹ طویل ایک سڑک بنائی درخت لگوائے تالاب کے کناروں کو درست کرایا۔ شمالی جانب جو راستہ تھا اس کی مرمت کرائی۔ حوض کے تہہ سے مٹی نکلوا کر صاف کرایا۔ جنوب کی دیوار دوبارہ بنوائی شمال کی جانب پل پر جانے کے لئے زینے بنوائے۔ جزیرہ کے چاروں طرف دیوار اٹھوائی تاکہ کوئی اچانک اس میں گر نہ پڑے۔ (مراۃ احمدی، صفحہ ۱۷۳۔ تاریخ تمدن گجرات۔ صفحہ ۱۲۵)

مذکورہ بالا تاریخی واقعات ہم نے ناظرین حیات شاہ عالم کی خدمت میں پیش کئے تاکہ آپ حضرات جان لیں کہ کانکریہ تالاب کا نام اس تالاب کے بانی سلطان قطب الدین احمد نے اپنے نام پر حوض قطب رکھا تھا۔ لیکن اس کو کسی دور میں بھی حوض قطب کے نام کے ساتھ نہیں پکارا گیا۔ اس حوض کی تعمیر کی تاریخ ۸۵۵ھ سے ۱۲۸۹ء مطابق ۱۸۷۲ء سے تاریخی شواہد سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہمیشہ اس کو کانکریہ کہا اور لکھا گیا۔ یہ بھی اللہ کے سچے ولی حضرت سید محمد سراج الدین شاہ عالم بخاری علیہ الرحمہ کی کھلی کرامت ہے کہ آپ کی زبان مبارک سے اس کے لئے کانکریہ نکلا اور آپ نے سلطان قطب الدین احمد سے معلوم کرنے پر تالاب کھودنے کی جگہ کنکر پھینک کر بتائی تھی۔ گجراتی میں کنکر کو کانکر کہتے ہیں۔ یہ دونوں واقعہ تاریخ میں مذکور ہیں۔ صاحب مرأت احمدی لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ بہ نفس نفیس اس تالاب کو دیکھنے کے لئے تشریف لائے تو ایک کنکر آپ کے پیر میں چبھ گیا۔ آپ نے فرمایا یہ کنکر ہے اس کے بعد ہی سے لوگوں میں کانکریہ تالاب مشہور ہو گیا۔

ایک روایت میں اس طرح ہے کہ سلطان قطب الدین احمد بارگاہ شاہ عالم علیہ الرحمہ میں حاضر ہوا اور مشورہ کیا کہ تالاب کہاں بنایا جائے تو آپ نے ایک کنکر اٹھا کر پھینکا اور فرمایا کہ جہاں یہ گرے اسی مقام پر تالاب بناؤ۔ اس وقت سے وہ کانکریہ تالاب کے نام سے مشہور ہوا۔
(مرأت احمدی، صفحہ ۲۰ تا ۲۱۔ تاریخ تمدن گجرات، صفحہ ۱۱۶)

غیبی صندوق کی تلوار

بیان کرتے ہیں کہ حضرت سید احمد المشہور بہ شاہ پیر رحمۃ اللہ علیہ (حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے حقیقی برادر خورد) نے حضرت شاہ عالم محبوب باری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں

ایک نہایت خوبصورت تلوار دیکھی جس کے دستے پر سونے چاندی کا نہایت عمدہ گنگا جمنی طریقے پر پانی چڑھایا گیا تھا اور بیش قیمت جواہرات سے آراستہ تھی۔ حضرت شاہ پیر رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھا تو دیکھتے رہ گئے۔ حضرت شاہ عالم محبوب باری رحمۃ اللہ علیہ نے بھائی کی رغبت تلوار کی طرف دیکھ کر فرمایا اگر تمہیں یہ پسند ہے تو میں تمہیں کو عطا کرتا ہوں۔ حضرت شاہ پیر علیہ الرحمہ نے عرض کیا آپ کی اس عزت افزائی کا شکریہ لیکن ناچیز کی خدمت عالیہ میں عرض یہ ہے کہ ابھی اس تلوار کو اپنے پاس ہی رکھیں جب بادشاہ بھائی کی تشریف آوری بٹوہ ہو تو تمام بھائیوں کی موجودگی میں اپنے دست مبارک سے یہ تلوار ناچیز کو مرحمت فرمائیں تو یہ بات میرے لئے باعث فخر ہوگی۔ حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کو تمام بھائی بادشاہ بھائی کہا کرتے تھے۔ اس واقعہ کے بعد حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد گرامی حضرت قطب عالم بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی مزار مبارک کی زیارت کے لئے بٹوہ شریف گئے تو مزار حضرت قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ پر فاتحہ خوانی وقدمبوسی کے بعد برادر بزرگ حضرت محمود دریا نوش رحمۃ اللہ علیہ کے دولت خانہ پر تشریف لائے اور یہی آپ کا معمول تھا کہ جب بٹوہ جاتے تو مزار حضرت قطب عالم علیہ الرحمہ پر حاضری کے بعد حضرت محمود دریا نوش علیہ الرحمہ کے یہاں پہلے روز مہمان ہوتے اور دوسرے دن حضرت شاہ پیر علیہ الرحمہ کے یہاں قیام فرماتے تھے اور اس کے بعد ترتیب وار ہر ایک بھائی کے یہاں تشریف لے جاتے۔ مگر جب شاہ عالم علیہ الرحمہ کے فرزند کی نسبت دامادی حضرت شاہ پیر عالم علیہ الرحمہ کے یہاں قائم ہوگئی تو آپ کا یہ دستور ہو گیا تھا کہ دن میں کسی بھائی کے یہاں رونق افروز ہوئے شب میں حضرت شاہ پیر عالم علیہ الرحمہ کے یہاں ضرور تشریف فرما ہوتے۔ اسی طرح جب دس دن تک دس بھائیوں کی مہمانی پوری ہو جاتی تو پھر بہنوں کا نمبر آتا اور چودہ دن تک چودہ بہنوں کے یہاں میزبانی کا سلسلہ جاری وساری رہتا۔ اسی طرح چوبیس دن گذر جاتے اس کے بعد حضرت شاہ عالم محبوب باری علیہ الرحمہ بٹوہ شریف میں چالیس دن قیام کی نیت سے قیام فرماتے اور سولہ دن تک نہایت پر تکلف طریقے پر تمام بھائی اور بہنوں کی دعوت فرماتے۔ اس مرتبہ حسب دستور جب آپ حضرت محمود دریا نوش علیہ الرحمہ کے یہاں تشریف لے گئے تو وہ تلوار بھی آپ کے ہمراہ تھی جس کو جامع کنوز محمدی شیخ فریدالدین دولت شاہ اپنے ہاتھ میں پکڑے ہوئے تھے جیسے حضرت محمود دریا نوش کی نظر مبارک اس تلوار پر پڑی تو فرمایا یہ تلوار کس کی ہے۔ ذرا میں بھی دیکھوں، حضرت شاہ عالم محبوب باری علیہ الرحمہ نے وہ تلوار شیخ فریدالدین کے ہاتھ سے لے کر حضرت محمود دریا نوش کی خدمت عالیہ میں پیش کردی۔ برادر بزرگوار اسے دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور بہت ہی پسند فرمایا۔ حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ نے برادر بزرگوار کی خدمت میں عرض

کیا کہ اگر آپ کو یہ تلوار پسند ہے تو ناچیز کی طرف سے تحفہ کے طور پر پیش خدمت ہے قبول فرمائیں۔ حضرت محمود دریا نوش علیہ الرحمہ نے اس تلوار کو بوسہ دے کر اپنے پاس رکھ لیا۔ ایک شخص نے یہ سارا ماجرا حضرت پیر علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر ہو کر بیان کیا حضرت شاہ پیر علیہ الرحمہ کو یہ بات بتقاضائے بشریت بڑی ناگوار معلوم ہوئی۔ حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے فراش وغیرہ جو حضرت شاہ پیر علیہ الرحمہ کے یہاں گئے ہوئے تھے سب کو مکان سے باہر کر کے مکان کا دروازہ بند کر لیا۔ حضرت شاہ عالم محبوب باری علیہ الرحمہ حضرت محمود دریا نوش علیہ الرحمہ سے رخصت ہو کر جب ان کے یہاں پہونچے تو دیکھا۔ تمام خدام حضرت شاہ پیر کے دروازے پر جمع ہیں۔ آپ نے تمام حالات کو کشف سے جان لیا اور فوراً شیخ فریدالدین علیہ الرحمہ کو حکم دیا کہ فوراً گھوڑے پر سوار ہو کر رسول آباد جائیں اور وہاں حجرہ میں ایک صندوق تالا بند رکھا ہو گا اس کی چابی مصلے کے نیچے ہوگی وہاں سے چابی لے کر تالا کھولنا۔ وہ صندوق اس قسم کی تلواروں سے بھرا ہوا ہوگا۔ ان میں سے ایک تلوار لے کر صندوق کا تالا بند کر دینا اور چابی اسی جائے نماز کے نیچے رکھ دینا جہاں سے اٹھائی ہو اور پھر گھوڑے پر سوار ہو کر تلوار یہاں لے آؤ۔ حضرت شیخ فریدالدین علیہ الرحمہ آپ کے حکم کے مطابق فوراً رسول آباد گئے اور حسب ہدایت تلوار لے آئے۔ حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ وہ تلوار لے کر دروازے پر آئے اور دستک دے کر حضرت شاہ پیر علیہ الرحمہ سے فرمایا کہ وہ دروازہ کھول دیں لیکن انہوں نے دروازہ نہ کھولا۔ بالآخر حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ نے حکم دیا کہ ایک آدمی دیوار پھاند کر اندر جائے اور دروازہ کھول دے فوراً ایسا ہی کیا گیا جب حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ دروازے سے مکان کے اندر داخل ہوئے تو دیکھا حضرت شاہ پیر رحمۃ اللہ علیہ لحاف اوڑھ کر سوئے ہوئے ہیں۔ حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ نے ان کے رخ سے لحاف ہٹا کر دریافت کیا کہ آخر کیوں اس قدر دلگیر ہوئے ہو۔ حضرت شاہ پیر علیہ الرحمہ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ جب حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ کی طرف سے اس معاملہ میں اصرار شدید ہوا تو بولے کیوں آپ نے مجھے ایک چیز دینے کا وعدہ کر کے دوسرے کو دیدی۔ حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ نے فوراً تلوار شیخ فریدالدین علیہ الرحمہ کے ہاتھ سے لے کر حضرت شاہ پیر علیہ الرحمہ کو دکھاتے ہوئے فرمایا تمہاری تلوار تو یہ ہے تلوار کو دیکھئے۔ حضرت شاہ پیر فوراً اٹھ بیٹھے اور دریافت کیا کہ یہ تلوار جب دوسرے کے قبضہ میں جا چکی تو واپس کیسے آئی۔ حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ نے فرمایا ذرا اٹھ کر دیکھو تو یہ وہی تلوار ہے حضرت شاہ پیر عالم علیہ الرحمہ نے جب اس کو بغور دیکھا تو ہو بہو وہی تلوار تھی۔ حضرت شاہ پیر علیہ الرحمہ نے اس کی طرف رخ کر کے معلوم کیا تو نے مجھ سے جھوٹ بات کیوں کہی۔ جس نے وہ بات آپ کو آ کر بتائی تھی۔ حضرت

شاہ عالم علیہ الرحمہ نے فرمایا اس نے جھوٹ بات نہیں کہی۔ یہ وہ تلوار نہیں ہے بلکہ یہ تلوار بھی وہیں سے آئی ہے جہاں سے وہ تلوار آئی تھی اور وہ تلوار حضرت شاہ پیر علیہ الرحمہ کو عنایت فرمادی۔ جامع کنوز محمدی بیان کرتے ہیں کہ ہم نے اس حجرہ میں وہ صندوق نہ اس سے پہلے دیکھا تھا اور نہ اس کے بعد دیکھا۔ نہیں معلوم وہ کہاں سے آیا تھا۔ اور کہاں چلا گیا۔

(صد حکایات فارسی، صفحہ ۹۹ تا ۱۰۱)

حضرت قاضی العالم علیہ الرحمہ کو وصال کے بعد مدارج ولایت عبور کرائے

حضرت شاہ حماد المشہور قاضی العالم رحمۃ اللہ علیہ حضرت قاضی شاہ محمود کارٹھوی علیہ الرحمہ کے پوتے اور حضرت قاضی شاہ محمد علیہ الرحمہ کے منجھلے فرزند ہیں۔ آپ کی ولادت ۸۵۲ھ میں ہوئی اور آپ نے ۸۶۳ھ کو حضرت شاہ عالم محبوب باری علیہ الرحمہ سے بیعت کا شرف حاصل کیا۔ بیعت سے پہلے تاجدار مدینہ حضور احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ کو تاکید فرمائی تھی کہ قاضی العالم علیہ الرحمہ کو سلسلے میں داخل کر کے فیضان عرفان الٰہی سے مشرف فرمائیں۔ بیعت سے مشرف ہونے کے بعد حضرت قاضی العالم علیہ الرحمہ نے بارہ سال تک خدا کے راستے میں جہاد کیا اس کے بعد ۱۲ سال تک خلوت گزیں ہو کر یاد الٰہی میں مشغول رہے۔ ریاضت شاقہ اور نظارۂ تجلیات الٰہی سے ان پر جذب طاری ہو گیا تھا۔ یہاں تک کہ بارہ سال آپ کے اسی عالم جذب و مستی میں گذر گئے۔ یہاں تک کہ ایک دن شاہ بدیع الدین قطب المدار رحمۃ اللہ علیہ کی روح ظاہر ہوئی اور آپ سے فرمایا اے حماد کب تک دشت جذب بیہوشی میں سرگرداں رہو گے۔ آؤ ہمارا ہاتھ تھام لو ہم تمہیں راہ سلوک پر گامزن کیے دیتے ہیں۔ لیکن حضرت شاہ حماد قاضی العالم علیہ الرحمہ نے نہایت ادب و احترام کے ساتھ عرض کیا کہ میرے لئے میرے شیخ کرامت کا دست کرامت کافی و وافی ہے۔ اس کے بعد خواجۂ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کی روح مبارک نے نزول اجلال فرما کر فرمایا کہ اے حماد کب تک کوچۂ جذب و دہشت میں بھٹکتے رہو گے۔ آؤ ہمارا ہاتھ تھام لو ہم تمہیں واصل بحق کر دیں لیکن آپ نے بارگاہ خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ میں بھی سراپا مودب ہو کر عرض کیا۔ حضور میری دستگیری کے لئے میرے مرشد گرامی حضرت شاہ عالم کا دست مبارک کافی ہے۔

بعد ازاں سریر آرائے مسند ارشاد فرد الافراد سلطان بغداد قطب ربانی محبوب سبحانی ابو محمد سید عبدالقادر محی الدین غوث جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی روح مقدسہ جلوہ آرا ہوئی اور بصد ہزار شفقت فرمایا۔ اے حماد آخر کب تک اپنے آپ کو اس طرح آتش جذب میں سوختہ کرتے رہو گے۔ ہمارا ہاتھ تھام لو ہم تمہیں واصل بحق کئے دیتے ہیں۔ لیکن حضرت شاہ حماد علیہ الرحمہ نے دست بستہ عرض کیا۔ اے سر تاج اولیائے زمانہ بندہ کمترین کیلئے حضرت سید محمد سراج الدین شاہ عالم بخاری علیہ الرحمہ کا دست حق رساں کافی ہے۔ ایسی توجہ فرمائیں خرمن وجود وخودی آتش عشق مرشدی میں جل کر خاکستر ہو جائے۔ پس کمترین پر آپ کا اتنا ہی کرم کافی ہوگا۔ جس دن ان ارواح مقدسہ کا نزول ہوا تھا یہ وہی دن تھا جس دن حضرت شاہ عالم محبوب باری علیہ الرحمہ نے سفر آخرت فرمایا تھا۔ ان ارواح مقدسہ کی آمد کی برکت سے یہ کیفیت جذب زائل ہوئی۔ رات کا پچھلا پہر تھا۔ حضرت شاہ حماد علیہ الرحمہ بمقام سارنگ پور تشریف رکھتے تھے، دوری کے پردے اٹھے اور یک بیک حضرت شاہ حماد علیہ الرحمہ کے روبرو تربت مقدسہ حضرت شاہ عالم محبوب باری علیہ الرحمہ ظاہر ہوئی۔ آپ کو معلوم ہوا کہ مرشد برحق حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ تو رحلت فرما گئے۔ آپ اسی وقت حالت بیقراری میں اپنا شجرہ اور وہ کلاہ مبارکہ جو حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ نے بیعت ہونے کے وقت عطا فرمائی تھی لے کر رسول آباد کی جانب روانہ ہوئے۔ اور خانقاہ شاہیہ میں وارد ہوئے۔ اس وقت تربت شاہیہ پر کوئی عمارت نہیں تھی مزار مبارکہ کھلے میدان میں تھا۔ حضرت قاضی العالم علیہ الرحمہ نے مزار شاہیہ کے غلاف مبارک کو پکڑ کر حالت اضطرابی میں بچشم پرنم عرض کیا۔

منم افتادہ ام ملکا دست من بگیر
دستم چناں بگیر کہ گویند دستگیر

ترجمہ:- اے بادشاہ ملک معرفت میرا ہاتھ پکڑ لے۔ اے آقا آپ کو میرا ہاتھ پکڑنا ہی ہوگا۔ اس لئے کہ زمانہ آپ کو دستگیر کہتا ہے۔

اس کے بعد عرض کناں ہوئے بندۂ در سے غفلت نہ برتیں حماد آپ کے در دولت پر حاضر ہوا ہے آرزوئے دلی پوری فرما دیجئے یا پھر کمترین کو دل شکستہ واپس فرما دیجئے لیکن یہ آپ جیسے کریم آقاؤں کا دستور نہیں ہے۔ حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ کے مزار مبارک سے آواز آئی۔ اے حماد اس طرح رو رو کر اپنی جان کو ہلاک نہ کرو۔ انتظار کی گھڑیاں بیت چکیں اب ساعت سعید آ پہونچی ہے دیکھو سلطان انبیاء محبوب کبریا، جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ تمہارے منتظر ہیں۔ اس فرمان ذیشان کے سنتے ہی حضرت حماد علیہ الرحمہ کی روح مبارک تن خاکی سے باہر آئی اور آپ

غش کھا کر زمین پر گرے اور روح قاضی العالم علیہ الرحمہ روح حضرت شاہ عالم محبوب باری علیہ الرحمہ کے پیچھے پیچھے جانب مدینہ طیبہ روانہ ہوئے اور بارگاہ حضور پرنور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے باریاب ہوکر بوسیلۂ جمیلۂ شاہی بلطف الٰہی چشیدۂ جام عرفان الٰہی ہوئی اور بارگاہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کو قاضی العالم کا خطاب عطا ہوا۔ یہ واقعہ تو تھا حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی روح مبارک کے ہمراہ مدینہ منورہ حاضر ہوکر فیضیاب ہونے اور بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے قاضی العالم کا خطاب پانے کا۔ اب ذرا روضۂ شاہیہ کا بھی واقعہ سنئے۔ جب دن نکلا اور روضۂ شاہیہ کے مجاور آئے تو دیکھ کر حیرت زدہ ہوئے کہ مزار مبارک شاہ عالم علیہ الرحمہ پر حضرت شاہ حماد علیہ الرحمہ کو مردہ یعنی بیہوش پایا آپ کے جسم مبارک پر اس وقت سپاہیوں کا لباس تھا۔ سب نے بیک زبان کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ اس لشکری سے رات میں کوئی بے ادبی مزار مبارک پر ہوئی اسی لئے اپنی سزا کو پہونچ گیا۔ یعنی مر گیا۔ آستانۂ شاہیہ کے فقراء میں سے ایک حق رسیدہ فقیر نے جب یہ ماجرا دیکھا۔ مجاوران روضہ شاہیہ اس لشکری کی تکفین وتدفین میں جلد بازی کر رہے ہیں۔ تو ان کو ہدایت کی کہ خبردار اس لشکری کو آپ لوگ مردہ تصور نہ کریں اور نہ اس کی تکفین وتدفین میں عجلت سے کام لیں۔ اس کی حالت وکیفیت سے ایک راز وابستہ ہے۔ ابھی چند ساعتیں گذری تھیں کہ قاضی العالم علیہ الرحمہ کے جسم بے جان میں حرکت پیدا ہوئی اور آپ انگڑائی لے کر اٹھ بیٹھے۔ اور مزار شاہی کو بوسہ دیا۔ بارگاہ شاہیہ سے آپ کو اشارۂ روحانی ہوا کہ باطنی تکمیل تو ہماری تھی ہم نے ظاہری طریقہ پر تمہیں فراموش نہیں کیا ہے۔ اپنی حیات ظاہری ہی میں نعمت اور خرقۂ خلافت واجازت بطور امانت میاں احمد مخدوم علیہ الرحمہ کے سپرد کر دیا تھا جاؤ ان کے پاس جا کر اپنی امانت ان سے لے لو۔ آپ مرشد گرامی کا حکم پاتے ہی کیفیت شبانہ سے سرشار جذبۂ شبانہ کے ساتھ کاشانۂ عالیہ حضرت میاں احمد مخدوم علیہ الرحمہ پر حاضر ہوکر طالب نعمت وامانت ہوئے۔ مخدوم صاحب علیہ الرحمہ نے بطور مزاح فرمایا۔ آپ کو حضرت شاہ عالم محبوب باری علیہ الرحمہ نے بھیجا ہے۔ آپ کے اس دعوے کا شاہد بھی آپ کے پاس ہے۔ آپ نے جواب دیا۔ اپنے اس دعوے کا میں خود شاہد ہوں۔ یہ سن کر حضرت میاں احمد مخدوم علیہ الرحمہ نے تبسم فرماتے ہوئے فرمایا۔ آپ کی یہ بات از روئے شریعت کیسے صحیح ہوسکتی ہے کہ ایک شخص اپنی امانت طلب کرے اور خود کو بطور شاہد بھی پیش کرے۔ حضرت قاضی العالم علیہ الرحمہ نے عرض کیا میرے اس دعوے پر آپ بھی تو شاہد ہیں کہ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں وہ بات غلط نہیں ہے۔ بالآخر حضرت میاں مخدوم علیہ الرحمہ حضرت قاضی العالم علیہ الرحمہ کو اپنے ہمراہ لے کر روضۂ منورہ حضرت شاہ عالم محبوب باری علیہ الرحمہ پر حاضر ہوئے۔ جیسے ہی دونوں بزرگوار مزار

شاہیہ کے قریب آئے مزار مبارک کا تعویذ ایک طرف علیحدہ ہو گیا اور حضرت شاہ عالم محبوب باری علیہ الرحمہ کا قامت نورانی ظاہر ہوا۔ اس وقت ایسی تجلیات ظاہر ہوئیں کہ خانقاہ شریف کے درو دیوار روشن و منور ہو گئے۔ بقول شخصے:

حاش للہ آفتابش بندہ از فروغ طلعتش شرمندہ

ترجمہ:۔ قسم بخدا سورج تو ان کا غلام ہے۔ اسی لئے ان کے رخ کی طلعتوں سے شرمندہ ہے۔

القصہ مختصر حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ جسم مبارک کے ساتھ ظاہر ہو کر میاں مخدوم علیہ الرحمہ کو حکم دیا کہ قاضی العالم علیہ الرحمہ کو خرقہ پہناؤ۔ قاضی العالم علیہ الرحمہ نے دربار شاہیہ میں دست بستہ عرض کیا جب کہ حضور والا بذات خود جلوہ افروز ہو چکے ہیں۔ تو اب یہ خرقہ مجھے آپ اپنے دست مبارک سے پہنا کر سرفراز فرمائیں۔ اور یہ شعر پڑھا۔

اگر تشریف شہ مارا نوازد گدائے تو بہ عالم سرفرازد

ترجمہ:۔ اگر آپ شرف منزلت شاہی سے مجھے نوازدیں گے تو مجھ جیسے گدا کا سر دنیا کی نظروں میں اونچا ہو جائے گا۔

القصہ مختصر حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ نے آپ کو اپنے دست مبارک سے خرقہ مبارکہ پہنایا اور سینہ فیض گنجینہ سے لگا کر پیشانی کو بوسہ دیا اور فرمایا جاؤ ہم نے آج سے تمہیں مقام کن فیکون عطا کیا۔ (از صد حکایت فارسی، صفحہ ۵۱ تا ۵۵۔ ریحانۃ الابرار فارسی، صفحہ ۲۴۲)

غیبی صندوق کی غیبی تلوار

بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت سید احمد المشہور بہ شاہ پیر علیہ الرحمہ حضرت شاہ عالم محبوب باری علیہ الرحمہ کے برادر حقیقی حضرت شاہ عالم کی بارگاہ میں رسول آباد باریاب ہوئے۔ اس وقت شاہ عالم کے دست مبارک میں ایک تلوار تھی جس کے دستے پر سونے چاندی کے پانی سے تہذیب کاری اور بیش قیمت جواہرات سے تکلیل کاری تھی۔ حضرت شاہ پیر علیہ الرحمہ کو وہ بیحد پسند آئی حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ نے اس تلوار کی جانب حضرت شاہ پیر علیہ الرحمہ کی رغبت دیکھی تو فرمایا اگر یہ تلوار آپ کو پسند ہے تو میں آپ کو بطور تحفہ پیش کرتا ہوں اسے اپنے پاس رکھئے حضرت شاہ پیر علیہ الرحمہ نے عرض کیا آپ کی ذرہ نوازی اور بندہ پروری کا شکریہ اور ساتھ ہی ساتھ یہ بات بھی عرض کی فی الحال اس تلوار کو آپ اپنے پاس رکھیں جب آپ کی تشریف آوری بٹوہ شریف ہو تو تمام بھائیوں کے روبرو اپنے دست مبارک سے مجھ کو عطا فرمائیں۔ یہ بات

میرے لئے مزید وجہ افتخار ہوگی۔اس بات کے چند دن بعد حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ اپنے والد گرامی کے مزار مبارک کی زیارت اور فاتحہ خوانی کی غرض سے بٹوہ شریف تشریف لے گئے۔ حضرت شاہ عالم محبوب باری رحمۃ اللہ علیہ کا دستور تھا کہ مزار مبارک کی زیارت کرنے کے بعد بٹوہ شریف میں آپ سب سے پہلے اپنے برادر معظم حضرت محمود دریا نوش علیہ الرحمہ کے یہاں دولت کدہ پر تشریف فرما ہوتے۔اس کے بعد دوسرے بھائیوں کے دولت کدہ پر فرداً فرداً قیام فرما ہوا کرتے تھے۔اس مرتبہ بھی آپ نے حسب معمول حضرت محمود دریا نوش علیہ الرحمہ کے دولت سرائے اقدس پر قیام فرمایا۔اس کے بعد حضرت شاہ پیر علیہ الرحمہ کی باری تھی۔اس طرح یکے بعد دیگرے دس دن برابر دسوں بھائیوں کے یہاں قیام ہوا کرتا تھا ہر ایک بھائی ایک ایک دن میزبانی کے فرائض انجام دیا کرتا تھا۔اس کے بعد آپ کی چودہ ہمشیرہ اپنے اپنے یہاں ایک ایک دن فرائض میزبانی انجام دیا کرتی تھیں۔اس طرح چوبیس دن گذر جاتے اس کے بعد تمام خواہران و برادران کی ضیافت و میزبانی کا سلسلہ حضرت شاہ عالم محبوب باری علیہ الرحمہ کی طرف سے ہوا کرتا تھا۔اس طرح جب کبھی شاہ عالم محبوب باری رحمۃ اللہ علیہ حضرت برہان الدین قطب عالم بخاری علیہ الرحمہ کے مزار مبارک پر فاتحہ خوانی کے لئے حاضر ہوتے تو بٹوہ شریف میں چالیس دن قیام کی نیت کرتے تھے اس مرتبہ جب آپ نے حضرت محمود دریا نوش کے یہاں قیام فرمایا تو آپ کے ہمراہ وہی تلوار تھی جس کا ذکر اوپر گذر چکا ہے جب اس تلوار کو حضرت محمود دریا نوش علیہ الرحمہ نے دیکھا تو بیحد پسند فرمایا۔حضرت شاہ عالم محبوب باری علیہ الرحمہ نے اس تلوار کی جانب برادر معظم کی طبیعت مائل دیکھ کر ان کو مرحمت فرمادی۔ایک شخص نے اس تلوار کو حضرت محمود دریا نوش علیہ الرحمہ کو عطا کر دینے کا تذکرہ حضرت شاہ پیر علیہ الرحمہ کے سامنے کیا۔آپ کو یہ سن کر بتقضائے بشریت بیحد افسوس ہوا۔اس لئے کہ آپ منتظر تھے۔بادشاہ بھائی میرے یہاں رونق افروز ہوں گے تو تمام بھائیوں کی موجودگی میں وہ تلوار وہ مجھ کو عطا فرمائیں گے۔حضرت شاہ عالم محبوب باری علیہ الرحمہ کو ان کے تمام بھائی از روئے محبت بادشاہ بھائی کہا کرتے تھے۔ جب آپ کو یہ بات معلوم ہوئی کہ وہ تلوار محمود دریا نوش علیہ الرحمہ کو عطا کر دی ہے تو رنج وغم کے عالم میں اپنے مکان کا دروازہ بند کر لیا اور خود لحاف اوڑھ کر لیٹ گئے آج حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ کے قیام کی باری حضرت شاہ پیر علیہ الرحمہ کے یہاں تھی۔جب خدامان حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ فرش و فروش بچھانے کے لئے آپ کے یہاں آئے تو دروازہ کو بند پایا۔دروازے پر خدام نے دستک پر دستک دی لیکن کوئی جواب نہیں ملا یہاں تک کہ شاہ عالم محبوب باری علیہ الرحمہ تشریف لے آئے دیکھا تمام خدام کا مجمع حضرت شاہ پیر کی دہلیز پر ہے اور خدام ڈیوڑھی پر

ایستادہ ہیں۔ حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ کو پہلے ہی بذریعہ کشف حضرت شاہ پیر علیہ الرحمہ کی ناراضگی کا سبب معلوم ہو چکا ہے آپ نے فوراً اپنے خلیفہ صاحب کنوز محمدی فرید الدین دولت شاہ علیہ الرحمہ کو گھوڑے پر سوار کر کے رسول آباد روانہ کیا اور فرمایا ہمارے حجرے میں ایک مقفل صندوق ہوگا جس کی چابی فلاں مقام پر ایک مصلے کے نیچے رکھی ہوگی اس صندوق کا تالا کھولنا اس میں بہت ساری تلوار اسی قسم کی ہوگی جیسی تلوار ہم اپنے برادر معظم حضرت محمود دریا نوش رحمۃ اللہ علیہ کو عطا کی ہے۔ اسی صندوق میں سے ایک تلوار نکال کر صندوق کو اسی طرح مقفل کر کے چابی اسی مصلے کے نیچے رکھ کر تلوار لے کر ہمارے پاس آؤ۔ شیخ فرید الدین دولت شاہ حسب الحکم بٹوہ شریف سے رسول آباد نہایت برق رفتاری سے گھوڑے پر سوار ہو کر آندھی کی طرح روانہ ہو کر طوفان کی طرح واپس آ گئے۔ ادھر شاہ عالم محبوب باری رحمۃ اللہ علیہ بذات خود حضرت شاہ پیر علیہ الرحمہ کے مکان کے دروازے پر دستک دی لیکن کوئی جواب نہ ملا بالآخر حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ ایک آدمی دیوار پھاند کر مکان کے اندر جائے اور دروازہ کھولے حسب ارشاد ایسا ہی کیا گیا دروازہ کھلنے پر حضرت شاہ عالم محبوب باری علیہ الرحمہ مکان میں داخل ہوئے اور حضرت شاہ پیر علیہ الرحمہ کے کمرے میں گئے تو دیکھا آپ لحاف اوڑھ کر لیٹے ہوئے ہیں۔ متعدد بار آواز دی لیکن کوئی جواب نہیں ملا تو آپ نے ان کے منہ سے لحاف ہٹا کر فرمایا آخر تم اتنے ملول خاطر کیوں ہو۔ اور روبرو ہو کر بیٹھے۔ جب حضرت شاہ عالم محبوب باری علیہ الرحمہ نے نہایت اصرار کے ساتھ ناراضگی کا سبب معلوم کیا تو آپ نے بمشکل تمام جواب دیا کہ آپ نے مجھے جس چیز کے عطا کرنے کا وعدہ کیا تھا وہ دوسرے کو کیوں عطا فرمادی۔ حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ نے شیخ فرید الدین دولت شاہ کے ہاتھ سے تلوار لے کر انہیں دیتے ہوئے فرمایا۔ تمہاری امانت تو یہ ہے شیخ فرید الدین دولت شاہ اسی دم تلوار لے کر حاضر بارگاہ شاہیہ ہو چکے تھے۔ حضرت شاہ پیر علیہ الرحمہ نے فوراً آنکھیں کھول دیں دیکھا تو وہی تلوار تھی اپنی ناراضگی پر بہت منفعل ہوئے اور اس شخص کی طرف رخ کر کے دریافت کیا جس نے تلوار کو حضرت شاہ محمود دریا نوش رحمۃ اللہ علیہ کو دینے کی خبر سنائی تھی تو نے مجھ سے جھوٹ کیوں بولا۔ حضرت شاہ عالم محبوب باری علیہ الرحمہ نے فرمایا اس نے جھوٹ نہیں کہا بلکہ وہ تلوار جہاں سے آئی تھی یہ بھی وہیں سے آئی ہے۔ اسی لئے وہ اور یہ آپس میں مشابہت رکھتی ہیں اور اس کے بعد آپ نے وہ تلوار حضرت شاہ پیر علیہ الرحمہ کو دے کر سرخرو اور سرفراز فرمایا۔ جامع کنوز محمدی بیان فرماتے ہیں اس غیبی صندوق کو نہ میں نے پہلے کبھی شاہ عالم علیہ الرحمہ کے حجرۂ مبارکہ میں دیکھا تھا نہ اس واقعہ کے بعد دیکھا۔ حالانکہ بارہا حجرہ مبارکہ میں آنا جانا ہوا۔ (صد حکایت فارسی، صفحہ ۹۹ تا ۱۰۲۔ ریحانۃ الابرار فارسی، صفحہ ۲۴۵)

باب دہم

آپ کے حلیہ شریف کے بیان میں

حضرت شاہ عالم محبوب باری علیہ الرحمہ کا حلیہ شریف

آپ کا چہرۂ مبارک نہایت روشن ومنور، پیشانی کشادہ، رنگت گندم گوں، ابرو باریک اور فراخ آنکھیں سرمگیں، پلکیں دراز، بنی مبارک استوار اور بلند، لبہائے مبارک باریک مائل بہ سرخی، دندان مبارک کشادہ موتیوں کے مثل، روشن ومنور، دہن مبارک فراخ، رخسار ہائے مبارک ہموار، آواز بلند لیکن باریک اور پرکشش، گوش مبارک مناسب، گردن پتلی اور صراحی دار، قد میانہ مائل بہ درازی جسم مبارک نہ لاغر نہ فربہ نہایت موزوں اور مناسب، سینہ مبارک کشادہ، داڑھی مبارک لمبی چوڑی سینہ مبارک پر پھیلی ہوئی بیحد نورانی، دست مبارک فراخ، روشن محبوبانہ گویا سر سے لے کر پاؤں تک قدرت کا شاہکار، ہم شبیہ حضور سید ابرار صلی اللہ علیہ وسلم۔

(ریحانۃ الابرار فارسی، صفحہ ۱۶۵)

ایک نظارے کا اثر

صاحب صد حکایت علیہ الرحمہ جامع کنوز محمدی بیان فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ چند تاجر آستانۂ عالیہ حضرت شاہ عالم محبوب باری علیہ الرحمہ پر حاضر ہوئے۔ انہوں نے بتایا کہ کسی بندرگاہ کے قریب ان کا جہاز طوفان میں پھنس گیا تھا۔ جہاز میں تمام سوار حضرات خوف سے مضطرب ہو گئے لوگوں نے آہ وزاری کرنا شروع کر دی۔ اس جہاز میں چند فقرا بھی سوار تھے۔ انہوں نے کہا گھبراؤ نہیں ہمارا جہاز انشاء اللہ تعالیٰ اب ڈوب نہیں سکتا اس لئے کہ از راہ نوازش ہمارے یاد کرنے سے حضرت خواجہ سید محمد سراج الدین شاہ عالم محبوب باری بخاری رحمۃ اللہ علیہ تشریف لے آئے ہیں۔ وہ دیکھو ہمارے جہاز کی بادبانی فرما رہے ہیں۔ جب ہم نے دیکھا تو واقعی ایک نہایت حسین وجمیل نورانی صورت بزرگ گرداب سے ہمارے سفینے کو کھے کر نکال رہے ہیں۔ اس سے پہلے ایسا حسین وخوبصورت انسان ہماری نظروں نے نہیں دیکھا تھا۔ جب ہمارا جہاز طوفان سے نکل گیا تو وہ نورانی پیکر ہماری نظروں سے غائب ہو گئے۔ ہم سفر فقرا سے پتہ معلوم کر کے ہم یہاں تک پہونچے ہیں۔ اور اسی جمال حق نما کے دوبارہ نظارے کی تمنا ہمیں یہاں تک کھینچ کر لائی ہے الحمد للہ کہ آج ہم لوگ پھر اسی جمال مبارک کے دیدار سے مشرف و سرفراز ہوئے۔ (صد حکایات فارسی ہشتاد وسوم حکایت صفحہ ۱۴۸ تا ۱۴۹)

چہرۂ منور سے انوار کی بارش

ملک پیر محمد بن قاضی اسحاق علیہ الرحمہ جو جید عالم اور نہایت عقلمند ودانا انسان تھے جو اپنی دانائی کی وجہ سے سلطان محمود بیگرے کے وزراء میں شامل تھے۔ وہ بیان کرتے ہیں میں اکثر حضرت شاہ عالم محبوب باری علیہ الرحمہ کے تعجب خیز حیرت انگیز حالات سنا کرتا تھا۔ لوگ بیان کرتے تھے آپ کا ایسا دبدبہ ہے کہ علماء کرام کی مجلس میں جو آپ فرما دیتے ہیں وہ انہیں تسلیم ہی کرنا پڑتا ہے ایک دن میں اس بات کو جانچنے کے لئے آپ کی خدمت عالیہ میں گیا کہ دیکھیں جو بات آپ کے حق میں کہی جاتی ہے وہ صحیح ہے یا غلط۔ جب میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا دیکھا کہ جہانسیل کی نقاب آپ کے چہرۂ مبارک پر پڑی ہوئی ہے اور آپ علماء کرام کے جھرمٹ

میں کھڑے ہوکر قواعد مناظرہ کمال شان کے ساتھ بیان فرمارہے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ دریائے فصاحت و بلاغت موجیں مار رہا ہے۔ میں نے سمجھ لیا کہ لوگوں کا کہنا غلط ہے کہ خواہ مخواہ آپ اپنی بات سے اتفاق کرنے پر مجبور کرتے ہیں۔ اتنے میں آپ نے اپنے رخ انور سے نقاب الٹ دی میں نے دیکھا کہ آپ کا چہرۂ مبارک بالکل صاف بے ریش تھا مجھے بڑا تعجب ہوا کہ ایسا عالی نسب سید ایسا جید عالم کہ بڑے بڑے فاضل زمانہ جس کے سامنے زانوئے ادب تہ کرتے ہیں خلاف سنت طریقہ پر قدم زن ہے میں اسی تحیر کے عالم میں تھا کہ کیا دیکھتا ہوں کہ آپ کے چہرۂ مبارک پر محاسن شریف موجود ہے اور آناً فاناً طویل ہوکر سنت نبوی کے مطابق ہوگئی اور چہرۂ مبارک سے انوار کی بارش ہورہی ہے میں سمجھ گیا۔ بے شک آپ محبوب خدا ہیں۔ میں نے اپنے سوئے ظنی سے توبہ کی اور دست بیعت دراز کردیا اور غلامی میں داخل ہوگیا۔

(ریحانۃ الابرار فارسی، صفحہ ۴۰ تا ۴۱)

مدینہ منورہ کا واقعہ

حضرت سید بڑھا دیاپوری علیہ الرحمہ بیان فرماتے ہیں میرے اوپر جوانی کے عالم میں جذب طاری ہوگیا اور اسی جذب کے عالم میں صحرا کی بادیہ پیائی کرتا ہوا حجاز مقدس پہونچ گیا۔ اسی حالت بیخودی میں بیت اللہ کا طواف کیا۔ موسم حج آیا تو فریضۂ حج ادا کیا۔ اس کے بعد جوار رسول مدینہ منورہ حاضر ہوا۔ حرم نبوی میں ایک محدث طلباء کے جھرمٹ میں بیٹھے طلباء کو شمائل ترمذی پڑھا رہے تھے۔ میں بھی مواجہ شریف کے سامنے بیٹھا تھا شمائل ترمذی کے اسباق ہورہے تھے۔ اسی عالم میں میں نے مواجہ شریف کے سامنے ایک نورانی پیکر دیکھا جس کی صورت میں تمام وہی آثار وصفات موجود تھے جو محدث صاحب حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے سراپائے اقدس کے بیان فرمارہے تھے۔ اس کے بعد ایک غیبی آواز سنی کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے تیرا کشود کار اسی مرد نورانی کے ہاتھوں ہوگا۔ اس کے بعد وہ نورانی صورت نظر کے سامنے سے غائب ہوگئی میں نے اس کی تلاش میں جہان چھان مارا لیکن نہ پاسکا۔ آخر مایوس ہوکر میں ہندوستان واپس چلا آیا۔ احمد آباد گجرات پہونچا اور حضرت مولانا میاں سید احمد مخدوم شاہی علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر ہوکر پڑھنا شروع کردیا۔ اور انہیں کے پاس مدرسہ کے بالا خانے پر رہنے لگا۔ اکثر خانقاہ شاہیہ کے خدام بھی مولانا صاحب کے درس میں شریک ہوا کرتے تھے۔ ہم سبق ہونے کے ناطے روابط ہوگئے وہ اکثر شاہ عالم محبوب باری علیہ الرحمہ کا ذکر کیا کرتے تھے اور مجھے ان کی

خدمت اقدس میں چلنے کے لئے کہا کرتے تھے میں اس کی طرف توجہ نہ دیا کرتا تھا۔ اس لئے کہ مجھے مدینہ منورہ میں بشارت ہو چکی تھی تمہارا کشود کار اسی مرد نورانی کے ہاتھوں ہوگا۔ جن کی صورت مجھے وہاں دکھائی گئی تھی۔ یوں تو دنیا میں مشائخ طریقت بے شمار ہیں۔ میں نے ارادہ کرلیا تھا کہ میں انہیں نورانی صورت بزرگ کے ہاتھ پر بیعت کروں گا جن کو میں دیکھ چکا ہوں۔ آخر ایک دن کا ذکر ہے کہ میں اپنے استاذ گرامی حضرت مولانا سید میاں مخدوم علیہ الرحمہ کے ہمراہ نماز جمعہ ادا کرنے کے لئے رسول آباد حاضر ہوا۔ خانقاہ شریف میں حاضر ہونے کے بعد جب حضرت خواجہ سید محمد سراج الدین شاہ عالم محبوب باری بخاری علیہ الرحمہ کے جمال حق نما پر نظر پڑی تو کیا دیکھتا ہوں کہ یہ تو وہی بزرگ ہیں جن کی زیارت سے مدینہ منورہ میں مواجہ شریف کے قریب کر چکا ہوں۔ بے ساختہ زبان سے نکل گیا واللہ حَصَلَ المقصود اور کثرت شوق و غلبۂ محبت سے آپ کی قدمبوسی کے لئے جھک گیا۔ آپ نے فرط رحمت و شفقت سے مجھے اٹھا کر سینے سے لگالیا۔ اور فرمایا۔

تا گم نہ شوی گم شدۂ خویش نیابی

ترجمہ:- جب تک گم نہ ہوگے اپنی گمشدہ چیز کو نہیں پا سکتے۔

اس کے بعد مجھے میرے استاذ مکرم حضرت سید احمد مخدوم علیہ الرحمہ نے بتایا کہ حضرت شاہ عالم محبوب باری علیہ الرحمہ پہلے ہی فرما چکے تھے مجھے ایک سید دیال پور کے حوالے کئے گئے ہیں۔

(از ریحانۃ الابرار فارسی، صفحہ ۶۲ تا ۶۳)

باب یازدہم

آپکے وصال اور خانقاہی عمارات کی تعمیرات کے بیان میں

ناظرین کرام! پچھلے اوراق میں پڑھ چکے ہیں کہ حضرت شاہ عالم محبوب باری علیہ الرحمہ کی ولادت کے وقت سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بشارت دی تھی کہ حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ کو ہم سے چار باتوں میں مماثلت اور مشابہت حاصل ہے (۱) یہ ہمارے ہم نام ہوں گے اور ان کا نام محمد رکھنا (۲) ہمارے ہم شکل ہوں گے (۳) جیسے ہمیں سارے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات کے زمرے میں مرتبۂ محبوبیت عطا ہوا ہے اسی طرح یہ ہماری امت کے ان اولیائے کرام میں سے ایک ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے مرتبۂ محبوبیت عطا فرمایا ہے (۴) یہ ہمارے ہم سن ہوں گے یعنی ان کو ہماری طرح ۶۳ رسال کی عمر عطا کی گئی ہے۔ تین باتیں جو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہت کی تھیں آپ مطالعہ فرما چکے ہیں۔ اس باب میں ہم آپ کے وصال شریف اور خانقاہ حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ کی عمارات کے تعمیر ہونے کا بیان کریں گے۔

وصال شریف

ناظرین کرام! اگر غور کریں تو معلوم ہوگا، مذکورہ بالا چیزوں کے علاوہ آپ کو وصال شریف میں حضور تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ائمہ طاہرین سے پوری پوری مطابقت کا شرف حاصل ہے اس لئے کہ آپ کا وصال شریف بھی زہر خورانی کی وجہ سے ہوا ہے جس کی تفصیل اس طرح پر ہے۔

حاجی ابن کالو نامی ایک شخص سلطان محمد زر بخش کا منہ چڑھا علام اور سلطان محمود بیگڑہ کے وزرا میں سے تھا۔ جب حضرت بی بی مغلئی علیہ الرحمہ آپ کے حبالۂ عقد میں آئیں تو یہ بات

حاجی بن کالو کو بیحد ناگوار معلوم ہوئی اور دل میں حضرت شاہ عالم محبوب باری علیہ الرحمہ سے کدورت رکھنے لگا ایک دن اس نے کسی تقریب میں شہر کے اکابر کو بلایا۔ یعنی دعوت کی تو اس میں حضرت شاہ عالم محبوب باری کو بھی مدعو کیا۔ حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ کو چولائی کا ساگ قیمہ میں جس میں آم کی قاشیں ڈالی گئی ہوں بیحد پسند تھا۔ جب آپ تشریف لائے اور کھانا کھانے کے لئے دستر خوان چنا گیا۔ حاجی بن کلو نے چولائی کا ساگ جس میں زہر شامل کردیا گیا تھا آپ کے سامنے کردیا۔ آپ اس کو دیکھ کر مسکرائے اور بلند آواز سے حسب معمول دعائے شفا پڑھی اور اسی رکابی میں صرف ساگ ہی کھایا جس میں زہر تھا۔ دوپہر کا وقت تھا مکان پر تشریف لائے اور قیلولہ فرمایا۔ جب بیدار ہوئے تو حرارت ہوگئی تھی۔ ٹھنڈے پانی سے غسل فرمایا اور نماز ظہر ادا فرمائی۔ جوں جوں زہر کے اثرات بڑھتے گئے حالت نازک ہوتی گئی۔ دن گذرا رات آئی۔ اہل خانہ نے علاج میں کوئی کسر اٹھانہ رکھی۔ گھر والوں کی پریشانی دیکھ کر ان کو تسلی دی صبر کی تلقین فرمائی اور فرمایا اب میں جانبر نہ ہوسکوں گا۔ قضاوقدر کے قانون نافذ ہوچکے ہیں میری وفات اسی مرض میں واقع ہوگی۔ بعد نماز تہجد صبح صادق کے طلوع سے پہلے کلمہ طیبہ بلند آواز سے پڑھتے ہوئے۔ ۶۳ر سال کی عمر شریف میں شنبہ کی رات ۲۰ر جمادی الآخر ۸۸۰ھ میں سرائے فانی سے عالم جاودانی کا سفر فرما کر وصال یزدانی فرمایا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ آپ کا مادۂ تاریخ وصال آخر الاولیاء سے نکلتا ہے۔ ایک شاعر نے حسب ذیل قطعہ سے تاریخ نکالی ہے۔

عین یا علی فماتیہ مائۃ	کان کاف من جمادی الآخر
عمرہ تابع بہ عمر بنی	راح فی لیل سبت وقت سحر

غسل شریف

آپ کو غسل آپ کے بیٹوں میں سے سید ناصر الدین محمد راجو ستار عالم علیہ الرحمہ فرزند اکبر اور حضرت سید نصیر الدین محمد عرف شیخ محمد فرزند ثانی اور حضرت سید میاں احمد مخدوم علیہ الرحمہ آپ کے خلیفۂ اعظم نے دیا۔ (از مرأت احمدی تاریخ اولیائے گجرات، صد حکایات)

نماز جنازہ

آپ کے خلیفہ حضرت قاضی سید اسماعیل ابن برہان الدین اصفہانی علیہ الرحمہ نے پڑھائی۔ نیز آپ کو آپ کی خانقاہ شریف کے جنوب مشرقی گوشہ میں سپرد خاک کیا گیا۔
(تاریخ اولیائے گجرات، صفحہ ۴۷)

حضرت شاہ عالم محبوب باری علیہ الرحمہ کے دور کے سلاطین گجرات

حضرت شاہ عالم محبوب باری علیہ الرحمہ نے چار سلاطین کا زمانہ پایا۔ آپ کی ولادت سے وصال شریف تک حسب ذیل سلاطین، گجرات کے تخت پر حکمراں رہے۔ ان کے اسماء اور سن جلوس و سن وفات نیچے ملاحظہ فرمائیں۔ مذکور ہیں۔

سلطان احمد شاہ علیہ الرحمہ کی ولی عہدی کا سن	۸۱۴ھ مطابق ۱۴۱۱ء
// // // // وفات	۸۴۶ھ // ۱۴۴۲ء
سلطان محمد شاہ کا سن تخت نشینی	۸۴۶ھ // ۱۴۴۲ء
// // // // وفات	۸۵۵ھ // ۱۴۵۱ء
سلطان قطب الدین احمد کی تخت نشینی	۸۵۵ھ // ۱۴۵۱ء
// // // // وفات	۸۶۳ھ // ۱۴۵۹ء
سلطان محمود بیگڑہ کا سن تخت نشینی	۸۶۳ھ // ۱۴۵۹ء
// // // // وفات	۹۱۷ھ // ۱۵۱۱ء

حضرت شاہ عالم محبوب باری بخاری علیہ الرحمہ نے سلطان محمود بیگڑے کے دور حکومت میں وصال الٰہی فرمایا۔ سلطان محمود بیگڑہ کو آپ کے وصال فرمانے کے بعد بھی ۳۷ سال تک بڑی کامیابی کے ساتھ حکومت کر کے واصل بحق ہوا۔

سلاطین دہلی

حضرت شاہ عالم محبوب باری بخاری علیہ الرحمہ کی ولادت شریف سے چار سال قبل گجرات کی آزاد خودمختار اسلامی مملکت کی داغ بیل سلطان اوّل ڈال چکا تھا۔ اس سے

پہلے گجرات بھی حکومت دہلی کا ایک صوبہ تھا۔ حضرت شاہ عالم محبوب باری بخاری علیہ الرحمہ کی ولادت ۸۱۷ھ مطابق ۱۴۱۴ء میں ہوئی۔ اور ۸۱۷ھ مطابق ۱۴۱۴ء میں حضر خان نے تخت دہلی پر خاندانِ سادات کی داغ بیل ڈالی اور وہ خاندان سادات کا پہلا حکمراں ہوا۔ اس طرح حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ نے اپنی حیات مبارکہ میں دہلی کے تخت پر خاندان سادات کے ۴؍ سلاطین کا دور حکومت دیکھا اور سلاطین کے اسماء اور سن جلوس وسن وفات ذیل میں مذکور ہیں۔

سلطان حضر خان جلوس	۸۱۷ھ مطابق ۱۴۱۴ء
// // // // وفات	۸۲۴ھ // ۱۴۲۱ء
سلطان مبارک شاہ جلوس	۸۲۸ھ // ۱۴۲۱ء
// // // // وفات	۸۳۷ھ // ۱۴۳۳ء
سلطان محمد شاہ جلوس	۸۳۷ھ // ۱۴۳۳ء
// // // // وفات	۸۴۹ھ // ۱۴۴۵ء
سلطان علاء الدین شاہ جلوس	۸۴۹ھ // ۱۴۴۵ء

حضرت شاہ عالم محبوب باری بخاری علیہ الرحمہ کے وصال شریف کے تین سال بعد ۷؍ سال چند ماہ حکومت کرنے کے بعد ۸۵۵ھ مطابق ۱۴۵۱ء میں معزول ہوگیا۔ سلطان علاؤالدین شاہ کو قبۃ الاسلام بدایوں شریف ایسا پسند آیا کہ دہلی کی سکونت ترک کر کے بدایوں میں سکونت پذیر ہوا اور معزول ہونے کے بعد بھی ۲۸؍ سال تک باقیماندہ زندگی اسی سرزمین میں بسر کر کے راہی ملک عدم ہوا۔

آپ کی اولاد اور ازواج کی تعداد

حضرت شاہ عالم محبوب باری علیہ الرحمہ کی تین ازواج تھیں جن کے اسمائے گرامی یہ ہیں (۱) بی بی رابعہ خاتون بنت ملک اسحٰق کھوکھر زمیندار نادوت (۲) حضرت بی بی میرگی بنت ملک جام جوناوالی سندھ (۳) بی بی مغلئ بنت ملک جام جوناوالی سندھ۔ ان کے علاوہ ایک لونڈی تھیں جن کا نام سونکلی تھا انہیں کے شکم سے آپ کے فرزند حضرت سلطان علیہ الرحمہ تولد ہوئے تھے۔

آپ کے لڑکوں کی تعداد

حضرت شاہ عالم محبوب باری علیہ الرحمہ کے پانچ فرزند مختلف بیویوں سے تھے (۱) حضرت سید ناصر الدین محمد المعروف راجو ستار عالم علیہ الرحمہ سجادہ نشین اول خانقاہ شاہیہ از بطن بی بی رابعہ بنت ملک اسحق زمیندار نادوت (۲) حضرت سید نصیر الدین محمد المعروف بہ شیخ محمد از بطن بی بی رابعہ بنت ملک اسحق زمیندار نادوت آپ کی اولاد جنوبی ہند گلبرگہ شریف، ہنا آباد، کرنول، حیدر آباد، کرناٹک، آندھرا پردیش اور تامل ناڈو کے علاقے میں پھیلی ہوئی ہے۔ جن میں بڑے بڑے عظیم المرتبت اولیائے کرام گزرے ہیں جن کے فیضان سے یہ زمین کے حصے جنت نگار ہے ہیں۔ (۳) حضرت سید برہان الدین محمد المعروف شاہ بدھن علیہ الرحمہ آپ کی اولاد کے حالات نہ مل سکے غالباً لاولد فوت ہوئے۔ (۴) حضرت سید محمد بیگ المعروف شاہ بھکن علیہ الرحمہ از بطن بی بی میرگی علیہا الرحمہ بنت جام جوناوائی سندھ آپ تقریباً بارہ سال کی عمر میں از بطن بی بی میرگی علیہ الرحمہ فوت ہوئے۔ ان کے واقعات پچھلے اوراق میں گزر چکے ہیں۔ (۵) حضرت سید سلطان المعروف بہ سلطان مصری علیہ الرحمہ از بطن سونگلی باندی آپ سے نسل چلی۔ آپ کو مصری بیحد پسند تھی۔ اس لئے سلطان مصری کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ کا پکا مزار مبارک روضہ مبارک شاہیہ کے بارے ایک چبوترے پر ہے جس کا بلند و بالا تعویذ سنگ مرمر کا بنا ہوا ہے جس پر غلاف پڑا رہتا ہے۔

(از:- ریحانۃ الابرار فارسی، ص:۸۰ تاریخ اولیائے گجرات، ص:۵۶)

آپ کی لڑکیوں کی تعداد

آپ کو بارگاہ الٰہی سے ۴ لڑکیاں عطا ہوئی تھیں جن میں ایک اپنے زمانہ کی زبردست عارفہ و شاغلہ تھی۔ ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں (۱) بی بی فاطمہ المعروف بی بی راجی از بطن بی بی رابعہ بنت ملک اسحاق (۲) بی بی زینب المعروف بی بی امۃ اللہ از بطن بی بی رابعہ بنت ملک اسحق (۳) بی بی خدیجہ المعروف بی بی بوالمال از بطن بی بی میرگی بنت جام جوناوائی سندھ (۴) بی بی صغریٰ المعروف بی بی مجھلی از بطن بی بی میرگی بنت جام جوناوائی سندھ۔

(از: ریحانۃ الابرار، ص:۸۰، تاریخ اولیائے گجرات ص:۶۵)

روضۂ مبارکہ کی تعمیر

حضرت خواجہ سید محمد سراج الدین شاہ عالم محبوب باری بخاری علیہ الرحمہ کے وصال کے اڑتالیس سال بعد آپ کے روضہ مبارکہ کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔ یہ عظیم کام حضرت میر سید تقی الدین عبدالغفور مظہر عالم علیہ الرحمہ التوفی ۹۷۹ھ کے عہد سجادگی میں ہوا۔ آپ حضرت شاہ عالم محبوب باری علیہ الرحمہ کے تیسرے سجادہ نشین ہیں۔ آپ کے ایک مرید تاج خاں نرپالی امیر الامراء تھے۔ جن کا شمار سلطان محمود بیگڑہ کے دربار کے صف اوّل کے امراء میں تھے وہ حضرت شاہ عالم محبوب باری علیہ الرحمہ کے ساتھ حسن اعتقاد میں اپنی نظیر نہ رکھتے تھے۔ اپنے مرشد گرامی حضرت میر تقی الدین عبدالغفور مظہر عالم علیہ الرحمہ سے اجازت لے کر ۹۲۸ھ میں اس کا سنگ بنیاد رکھا جس کے مکمل ہونے میں کامل دس لگے اس روضہ مبارکہ کی تعمیر پر زر کثیر خرچ کرنا پڑا۔ کہتے ہیں کچھ خاندانی افراد روضہ مبارکہ کی تعمیر سے ناراض تھے۔ لہذا وہ لوگ اس کام میں رکاوٹ پیدا کرنے کی غرض سے اچکوں کے ذریعہ روضہ مبارکہ کی تعمیر کا سامان لکڑیاں، بلیاں، شہتیر، نردبان وغیرہ رات میں اٹھوالیا کرتے سامان دوبارہ آتا تو پھر اٹھوالیتے دس سال متواتر ایسا ہی ہوتا رہا۔ تاج خاں نرپالی کے احباب نے مشورہ دیا کہ اس سے بہتر تو یہ ہے کہ سامان کی نگہبانی کے لئے کوئی محافظ بطور نوکر رکھ لیا جائے تاکہ سامان تو چوری نہ ہو۔ تاج خاں نے بڑی فراخ دلی سے جواب دیا۔ میرا مقصد پیر دستگیر کی خدمت کر کے سرخ روئی حاصل کرنا ہے۔ اس صورت میں تو مجھے مزید سرخ روئی کا شرف حاصل ہو رہا ہے۔ کہ پیر کے صدقے میں دوسرے بھی میرے مال سے فیض اٹھا رہے ہیں۔ غرض یہ ہے کہ یہ مبارک روضہ جس کا سنگ بنیاد ۹۲۸ھ میں رکھا گیا تھا دس سال بعد ۹۳۸ھ میں بن کر تیار ہوا۔ اس طرح بارگاہ شاہیہ میں تاج خاں نرپالی نے اپنی عقیدت کا انمول خراج پیش کیا۔ روضۂ مبارکہ مکمل ہونے کی تاریخ کا مادہ ہم چوں جنت الفردوس سے نکلتا ہے۔ (از: مناسب مخدوم قلمی، ص: ۱۱ تا ۱۳)

مزار مبارک کی خوش نما مرمریں جالیوں کی تعمیر

یہ مبارک دخوشنما خوبصورت جالی حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ کی خانقاہ شریف کے تیرہویں سجادہ نشین حضرت سید عبدالشکور منظوم عالم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دور سجادگی میں مزار شاہیہ کے

چہار اطراف بنوا کر خراج عقیدت پیش کیا ہے۔ جس پر یہ اشعار کندہ ہیں۔

برمرقد شریف شاہیہ معارف
کرد ایں بنا چو سید عبدالشکور عارف
تاریخ انتقالش درخواستم من ازعقل
گفت ضریح اقدس اے صاحب عوارف
سید عبدالشکور باکمال
چو بنا کردی ضریح بے مثال
وصف تاریخش چنیں آمد زعقل
آیۂ نورٌ علےٰ ذوالجلال

مسجد کی تعمیر

صاحب مناقب مخدوم علیہ الرحمہ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت شاہ عالم محبوب باری علیہ الرحمہ کے وصال شریف کے دس سال بعد ۸۹۰ھ میں آپ کے ایک مرید شہاب خاں جو امرائے گجرات میں سے تھے حضرت سید ناصر الدین محمد راجو ستار عالم علیہ الرحمہ کے عہد سجادگی میں ایک مسجد تعمیر کرائی جس میں اینٹ چونا اور لکڑی کا استعمال کیا گیا تھا۔ اس مسجد کا طول سات گز تھا جو ۲۷ چوکیوں پر مشتمل تھی ۹ چوکیاں طول میں اور تین چوکیاں عرض میں تھیں۔

کھرنی کے درخت کی کرامت

بیان کرتے ہیں کہ جب اس مسجد کی تعمیر شہاب خان نے شروع کی تو ایک کھرنی کا درخت جس کو حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دست مبارک سے لگایا تھا تعمیر میں مانع ہوا یہ درخت مسجد کے جماعت خانہ کے وسط میں آتا تھا۔ اٹھا کر دوسری جگہ لگایا بھی نہیں جاسکتا تھا، اس لئے کہ کافی بڑا ہو گیا تھا۔ اور ادبا کاٹ بھی نہیں سکتے تھے چونکہ حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ کے دست مبارک کا لگایا ہوا تھا بڑی مشکل درپیش تھی آخر کریں تو کیا کریں، شہاب خاں نے اسی پریشانی کے عالم میں حضرت سید ناصر الدین محمد ستار عالم سجادہ نشین خانقاہ شاہیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر سارا ماجرا بیان کیا۔ حضرت سید ناصر الدین محمد ستار عالم رحمۃ اللہ علیہ یہ سب سن کر

خاموش ہو گئے اور گردن مبارک مراقبہ میں جھکالی تھوڑی دیر مراقب رہنے کے بعد سر مبارک اٹھا کر فرمایا۔اس معاملے میں صبر سے کام لو آج تو یہ کام ایسے ہی رہنے دو کل آؤ تو معماروں کو ساتھ لے کر آنا دیکھو اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کیا کرشمہ دکھاتی ہے۔

دوسرے دن جب شہاب خاں آئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ کھرنی کا درخت جو کل تک حدود مسجد میں جماعت خانہ کے اندر تھا۔اب حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے روضۂ مبارکہ کے شمال و مغرب میں موجود ہے۔تمام حاضرین کو یہ بات دیکھ کر بڑی حیرت ہوئی اس کے بعد تعمیری کام شروع ہوا۔اس بات کو حضرت شاہ عالم محبوب باری علیہ الرحمہ کی کرامت کہا جائے یا حضرت ناصر الدین محمد ستار عالم کی کرامت کہا جائے ۸۹۰ھ سے لے کر آج تک یعنی ۱۱رشوال ۱۴۰۵ھ پانچ سو چودہ سال کا عرصہ گزر رہا ہے۔وہ درخت سرسبز و شاداب اسی مقام پر کھڑا ہے۔

(از مناقب مخدوم فارسی،ص:۲۰ تا ۳۰)

عظیم الشان سنگین جامع مسجد تعمیر

آج وہ شہاب خاں والی مسجد موجود نہیں ہے بلکہ اسی مقام پر حضرت شاہ عالم شاہ علیہ الرحمہ کی خانقاہ شریف کے چھٹے سجادہ نشین حضرت نظام الدین مقبول عالم شاہی بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی سجادگی میں موجودہ سنگین جامع مسجد کا سنگ بنیاد محمد صالح بدخشی نے رکھا۔محمد صالح بدخشی گجرات کے عظیم امراء میں سے تھے۔اور بڑے صاحب الاعتقاد مریدین میں سے تھے ان کو حضرت مقبول عالم علیہ الرحمہ سے بیعت کا شرف حاصل تھا۔یہ مسجد ۱۰۳۱ھ میں بن کر تیار ہوئی حضرت شاہ عالم محبوب باری رحمۃ اللہ علیہ کے ساتویں سجادہ نشین حضرت جلال الدین مقصود عالم بخاری علیہ الرحمہ نے اس مسجد کی تکمیل کا مادۂ تاریخ خیر محمد صالح سے نکالا ہے۔

اسی لفظ خیر محمد صالح کو حضرت سید نظام الدین مقبول عالم علیہ الرحمہ نے اس طرح اشعار کا جامہ پہنایا ہے۔قطعہ حسب ذیل ہے:

مسجد پر فیض پسندیدہ کہ کرد
تا جہاں راست بنا خیر محمد صالح
جانشین شہ عالم رضوی سیر جلال
گفت تاریخ بنا خبر محمد صالح

تاریخ دیگر:۔حضرت سید محمد نظام الدین مقبول عالم رحمۃ اللہ علیہ نے اس عظیم الشان

مسجد کی تکمیل کا مادہ تاریخ قرآن کریم کی آیت پاک سے نکالا ہے۔لمسجد اقویٰ اُسِسَ مَن التقوی

حضرت شاہ عالم محبوب باری علیہ الرحمہ کے آٹھویں سجادہ نشین حضرت سید محمد صفی الدین جعفر بدر عالم بخاری علیہ الرحمہ نے اس عظیم الشان مسجد کی توصیف میں ایک سوسولہ اشعار کا عظیم الشان قصیدہ کہا ہے آپ فارسی زبان کے بہترین شاعر تھے آپ کا تخلص صفا ہے۔ہم ان کے چند اشعار تبرکاً پیش کرتے ہیں۔

دراں روضۂ حرم خوش ہوا
موفق شدہ صالح بے ریا
بنا کرد مسجد ــ روئے نماز
کہ کردند ادا اندر آنجا نماز
بود طول وعرضش جہاں در جہاں
جہاں رانہ باشد بنائے جہاں
کہ فرشش گزشتہ زقعر زمین
سرش رفتہ برمکارم، ہفتمیں
نشیبش بود برتراز آسماں
فرازش نشاں دادہ از لامکاں
بنائے کہ گردد بہ نیکاں تمام
ملک اندر اوہست شاہان امام
چوں شد آسمان وزمیں بے نماز
بود حافظش از کرم بے نیاز

تعمیر مینار

اس عظیم الشان خوبصورت مسجد کے منقش حسین مینار کی تعمیر کرنے کی سعادت نجابت خاں کو ملی نجابت خاں صاحب حضرت اوّل کی اولاد سے تھے اور حضرت سید محمد جلال الدین بخاری علیہ الرحمہ سجادہ نشین ہفتم کے دست حق پرست پر بیعت تھے۔

تعمیر حوض

یہ شاندار حوض حضرت ملک قطب الدین شاہی رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ خاص حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ نے تعمیر کرایا اور اس کے شمالی اور جنوبی جانب چودہ دری بنوائی جو دیکھنے میں بھلی معلوم ہوتی ہے یہ حوض اور چودہ دری، ۹۰۵ھ میں مکمل ہوئی۔ (از مناقب مخدوم فارسی ۲۲ تا ۲۳)

رباط محمودی یعنی مہمان خانہ کی تعمیر

بیان کرتے ہیں کہ ایک رات سلطان بیگرہ نے خواب میں دیکھا کہ حضرت شاہ عالم محبوب باری بخاری فرما رہیں۔ مسجد کے شمال جانب علمائے کرام وفقرائے عظام کے آرام کے لئے ایک مہمان خانہ تعمیر کرادو لہذا سلطان محمود نے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے بارہ ستونوں پر مہمان خانہ کی عمارت تعمیر کرائی جو ہجری ۹۱۱ھ میں حضرت شاہ محبوب باری علیہ الرحمہ کے وصال کے اکتیس سال بعد کا واقعہ ہے۔ (از:- مناقب مخدوم فارسی قلمی، ص:۲۳)

آب انبار کی تعمیر

مخفی نہ رہے کہ حضرت سید نظام الدین مقبول عالم بخاری علیہ الرحمہ کی عہد سجادگی میں ان کے ایک راسخ الاعتقاد مرید مغر الملک اردستانی نے حضرت شاہ عالم بخاری علیہ الرحمہ کے روحانی اشارے سے ایک آب انبار تعمیر کرایا جس کو گجراتی لوگ ٹانکہ کہتے ہیں یہ عظیم الشان آب انبار بڑی مسجد کے صحن کے نیچے ہے جس کی تکمیل کا مادۂ تاریخ حضرت مقبول عالم الشاہی البخاری علیہ الرحمہ نے بذات خود سر کوثر آمدہ سے استخراج فرمایا۔

(از:- مناقب مخدوم فارسی قلمی، ص:۲۷ تا ۲۸)

سنگین فرش

خانقاہ شریف کے صحن میں حضرت سید جلال الدین مقصود عالم کے عہد سجادگی میں آپ نے سنگین فرش صحن کی زمین پر ۱۰۵۰ھ میں بچھوا کر سعادت ابدی حاصل کی۔

(از مناقب مخدوم فارسی قلمی، ص:۲۷ تا ۲۸)

دیوان خانہ کی تعمیر

خانقاہ شریف میں دیوان خانہ حضرت سید محمد جلال الدین مقصود عالم بخاری علیہ الرحمہ المتوفی ۱۰۵۹ھ کے عہد سجادگی میں آپ کی اجازت لے کر آپ کے عقیدت مند مرید یوسف خاں نے زر کثیر خرچ کر کے تعمیر کیا۔ (از مرأت محمدی، ص: ۱۷۷)

گنبد روضۂ شاہیہ پر سونے کا کلس

یہ سعادت بھی سیف خاں کے مقدر میں آئی کہ روضۂ مبارک شاہ عالم علیہ الرحمہ پر ۱۰۵۰ھ میں ایک عظیم الشان سونے کا کلس چڑھایا گیا اور گنبد شریف کو جواہرات سے مزین وآراستہ کیا گیا۔ (از:۔مرأت محمدی ص، ۱۷۷)

نوٹ:۔ سیف خان ۱۰۵۵ھ میں صفر کی پندرہ تاریخ کو گجرات کے صوبہ دار مقرر ہوئے سیف خاں سلطان شہاب الدین محمد شاہجہاں بادشاہ غازی علیہ الرحمہ کے ہمزلف سلطان نورالدین جہانگیر بادشاہ کے مورد عنایت تھے۔ سیف خاں بڑے سخی بڑے فیاض انسان تھے۔ جب خان جہاں گجرات کے صوبہ دار ہو کر آئے تو ان کی بڑی پر تکلف دعوت کی خوان اور برتن تک لنگر میں سونے چاندی کے استعمال کئے تھے۔ ۱۰۵۰ھ میں وفات پائی اور جوار شاہ عالم میں مدفون ہوئے۔ مادہ تاریخ وفات سیف خاں مردہ سے نکلتی ہے۔ (از: مرأت محمدی، ص: ۱۷۷)

تذہیب اوّل

حضرت سید محمد نظام الدین مقبول عالم بخاری علیہ الرحمہ المتوفی ۱۰۴۵ھ کے عہد سجادگی میں گجرات کے امیر الامراء خان اعظم نے جو آپ کے مرید تھے، حضرت شاہ عالم محبوب باری علیہ الرحمہ کے روضہ مبارکہ کے گنبد شریف کے اندرونی حصہ میں لاجوردی رنگ سے تذہیب کاری کی سعادت حاصل کی حضرت سید محمد جلال الدین مقصود عالم المتخلص بہ رضا علیہ الرحمہ نے حسب ذیل اشعار سے مادۂ تاریخ نکالا ہے۔

نقد آل رسول اعظم خاں
یافت توفیق ازدل آ گاہی
روضۂ اقدس شاہ عالم را
دادزینت چناں کہ می خواہی
روضہ کز بزرگی ورفعت
رفتہ شہرت زماہ تاماہی
بہر تاریخ اوخرد گفتا
کرد مذہیب گنبد شاہی

تذہیب ثانی

حضرت سید محمد جلال الدین مقصود عالم الشاہی البخاری علیہ الرحمہ کے مبارک زمانہ میں آصف خان نے جو سلطان نور الدین جہانگیر کا برادر نسبتی اور ملکہ عالم نور جہاں کا بھائی تھا۔ حضرت شاہ عالم محبوب باری کے روضہ مبارکہ کے گنبد شریف میں جواہرات جڑوائے، بیش قیمت جواہرات کی تابشوں نے روضہ شریف کے حسن کو دوبالا کر دیا تھا۔ دن کے علاوہ رات میں بھی روضہ شریف کا گنبد مبارک ستاروں کی جگمگاہٹ سے جگنو کی طرح چمکتا تھا لیکن افسوس مراہٹوں کے دورِ حکومت میں جب رسول آباد لٹا تو انمول ہیرے جواہرات مرہٹہ گردی کے نذر ہو گئے۔ آصف خاں احمد آباد میں دیوان کے منصب پر فائز تھے۔ انہوں نے زر کثیر امام ہشتم حضرت امام علی رضا علیٰ جدہٖ وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی نذر و ایصال ثواب کی نیت سے جمع کیا تھا۔ اور وہ اس فکر میں تھے کہ اس زر کو مشہد مقدس میں لے جائیں یا احمد آباد کے سادات رضویہ پر تقسیم کردیں۔ ایک رات ان کا مقدر جاگا خواب میں حضرت امام ہمام عرش مقام سیدنا سرکار علی رضا علی جدہ وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے دیدار سے مشرف ہوئے امام عالی مقام نے فرمایا مشہد مقدس آنے کی ضرورت نہیں ہماری خوشی اسی میں ہے کہ اس روپئے کو سید مقصود عالم رضوی البخاری علیہ الرحمہ کے پاس لے جاؤ۔ وہ جس طرح حکم دیں اس کے مطابق حضرت شاہ عالم محبوب باری علیہ الرحمہ کے روضہ مقدس کی تزئین وتذہیب کاری پر صرف کردو۔ آصف خاں آپ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا۔ اور اپنا خواب سنایا۔ حضرت سید جلال الدین مقصود عالم علیہ الرحمہ نے فرمایا امام عالی مقام کا حکم تزئین وتذہیب کا ہے اسی کے مطابق کرو۔ آصف خان نے گنبد کلاں کو ہیرے

جواہرات سے مرصع کیا اس کے علاوہ روضہ شاہیہ کے ۲۶ گنبد ہائے خورد کو سونے کے کلسوں سے مزین کیا اس کے علاوہ بٹوہ میں حضرت سید برہان الدین قطب عالم بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے روضۂ شریف کے گنبد شریف اور روضۂ قدم رسول کے بڑے گنبد اور ۲۶ چھوٹے گنبدوں پر سونے کے کلس پیش کئے۔ حضرت سید جلال الدین مقصود عالم المتخلص بہ رضا علیہ الرحمہ نے اس کی تاریخ ان اشعار سے نکالی ہے۔

صاحب سیف وقلم آصف خاں
کہ بہ نیکی است علم در عالم
سقف ایں گنبد فردوس نشاں
بافت زوزینت گلزار ارم
گفت من ایں پئے تاریخش
زینت گنبد شاہ عالم

(از:- مناقب مخدوم فارسی قلمی، ص:۱۶ تا ۱۷)

حضرت سید محمد سراج الدین شاہ عالم بخاری علیہ الرحمہ کے وصال شریف سے اس وقت تک پانچ سو پچیس سال کا عرصہ ہو رہا ہے۔ آپ کی مقبولیت ومحبوبیت کا یہ عالم ہے کہ صبح سے شام تک آپ کے آستانہ مقدسہ پر زائرین کا ازدحام لگا رہتا تھا۔ روزانہ زائرین اس کثرت سے آتے ہیں کہ تقریباً دو من ڈمراء گلاب آپ کے مزار اقدس پر چڑھایا جاتا ہے۔ آپ کے روضہ مقدسہ میں داخل ہوتے ہی زائرین کو عجیب روحانی سکون میسر ہوتا ہے۔ آپ کی روحانیت کے فیضان کی سب سے عجیب یہ بات دیکھی گئی ہے کہ زائر خود جس سلسلۂ طریقت سے منسلک ہے اسی سلسلہ کے انوار وبرکات آپ کی جانب سے زائرین پر سایہ فگن ہوتے ہیں اور زائر کو اجنبیت محسوس نہیں ہوتی اور وہ یہ محسوس کرتا ہے کہ اپنے کسی اشیاخ سلسلہ کے آستانۂ مقدسہ پر حاضری دے رہا ہے غالباً اس کا یہ سبب ہے کہ حضرت شاہ عالم محبوب باری علیہ الرحمہ کو جملہ مشہور و معروف سلاسل کا فیضان پہونچا ہے بعض سلاسل کا فیضان تو کئی کئی طریقوں سے آپ تک پہونچا ہے اس طرح باون ترپن اشیاخ طریقت سے اجازتیں وخلافتیں آپ تک پہونچی ہیں جس کا ذکر آپ کے والد گرامی حضرت سید برہان الدین قطب عالم بخاری علیہ الرحمہ نے اپنے دست مبارک سے اپنی مشہور تالیف جامع طرق میں قلمبند فرمایا ہے۔ جامع طرق آج آصفیہ لائبریری حیدر آباد دکن میں موجود ہے۔ یہاں ہم چند سلاسل مقدسہ کے شجرات پیش کرتے ہیں۔

شجرہ عالیہ حسینیہ بخاریہ

(۱) الٰہی بحرمت حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

(۲) الٰہی بحرمت جبرئیل ناصر انبیاء اللہ

(۳) الٰہی بحرمت حضرت میکائیل معین اہل طاعۃ اللہ

(۴) الٰہی بحرمت حضرت اسرافیل المنتظر لامر اللہ

(۵) الٰہی بحرمت حضرت عزرائیل القوی علی حکم اللہ

(۶) الٰہی بحرمت حضرت امیر المومنین ابوبکر الصدیق

(۷) الٰہی بحرمت امیر المومنین عمر الفاروق

(۸) الٰہی بحرمت امیر المومنین عثمان ذی النورین

(۹) الٰہی بحرمت حضرت امیر المومنین علی المرتضیٰ

(۱۰) الٰہی بحرمت حضرت الامام السید الحسن المجتبیٰ

(۱۱) الٰہی بحرمت حضرت الامام السید الحسین

(۱۲) الٰہی بحرمت حضرت الامام السید زین العابدین

(۱۳) الٰہی بحرمت حضرت امام السید محمد الباقر

(۱۴) الٰہی بحرمت حضرت الامام السید جعفر الصادق

(۱۵) الٰہی بحرمت حضرت الامام السید موسیٰ الکاظم

(۱۶) الٰہی بحرمت الامام السید علی الرضا

(۱۷) الٰہی بحرمت الامام السید محمد التقی

(۱۸) الٰہی بحرمت الامام السید محمد النقی

(۱۹) الٰہی بحرمت السید جعفر التواب الذکی

(۲۰) الٰہی بحرمت السید علی الاشقر

(۲۱) الٰہی بحرمت السید ابو احمد شہاب الدین عبداللہ

(۲۲) الٰہی بحرمت السید ناصر الدین احمد

(۲۳) الٰہی بحرمت السید محمود الغواص البخاری

(۲۴) الٰہی بحرمت السید محمد البخاری

(۲۵) الٰہی بحرمت السید جعفر الثالث

(۲۶) الٰہی بحرمت السید انیس الدین ابوالمویّد

(۲۷) الٰہی بحرمت السید جلال الدین ~~حسین مخدوم جہانیاں جہاں گشت~~

(۲۸) الٰہی بحرمت السید احمد الکبیر

(۲۹) الٰہی بحرمت السید جلال الدین حسین مخدوم جہانیاں جہاں گشت

(۳۰) الٰہی بحرمت السید ناصر الدین نوشہ البخاری

(۳۱) الٰہی بحرمت السید برہان الدین قطب العام البخاری

(۳۲) الٰہی بحرمت السید محمد سراج الدین شاہ عالم البخاری

شجرۂ عالیہ قادریہ

الٰہی بحرمت رحمت عالم حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

الٰہی بحرمت حضور سید الاولیاء اسد اللہ مولائے کائنات علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ

الٰہی بحرمت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ حبیب عجمی رضی اللہ عنہ

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ شیخ داؤد جلائی رضی اللہ عنہ

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ معروف کرخی رضی اللہ عنہ

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ سری السقطی رضی اللہ عنہ

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ السید الطائفہ ابوالقاسم جنید بغدادی رضی اللہ عنہ

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ شیخ ابوبکر شبلی رضی اللہ عنہ

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ عبدالواحد یمنی رضی اللہ عنہ

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ شیخ ابوالحسن علی ہنکاری رضی اللہ عنہ

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ شیخ ابوسعید مبارک علی بن حسین مخزومی

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ شیخ ابومحمد محی الدین سید عبدالقادر غوث اعظم جیلانی

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ شیخ علی حدادرضی اللہ عنہ

الٰہی بحرمت شیخ افلح رضی اللہ عنہ

الٰہی بحرمت حضرت شیخ قطب الیمین ابی الغیب ابن جمیل رضی اللہ عنہ

الٰہی بحرمت حضرت شیخ فاضل بن عیسیٰ
الٰہی بحرمت حضرت شیخ محمد عبید غیثی رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت شیخ جلال الدین حسین المشہو رمخدوم جہانیاں جہاں گشت
الٰہی بحرمت حضرت شیخ صدر الدین راجو قتال رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت شیخ برہان الدین قطب عالم بخاری رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت حضرت شیخ ابو البرکات سید محمد سراج الدین المشہور شاہ عالم بخاری رضی اللہ عنہ

شجرۂ عالیہ چشتیہ نظامیہ

الٰہی بحرمت سرور کائنات حضور احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم
الٰہی بحرمت امیر الاولیاء سید الاصفیاء مولائے کائنات علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ عبد الواحد بن زید رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ فضیل بن عیاض رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت سلطان ابراہیم ابن ادہم بلخی رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت حضرت سیدنا معروف کرخی رضی الہ تعالیٰ عنہ
الٰہی بحرمت حضرت سیدنا سقطی رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت حضرت سیدنا ابو القاسم جنید بغدادی رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت حضرت سیدنا شمشاد علی دینوری رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت حضرت سیدنا شیخ ابو عبد اللہ رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت حضرت سیدنا شیخ وجیہ الدین رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت حضرت سیدنا ضیاء الدین عبد القاہر ابو النجیب سہروردی رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت حضرت سیدنا شیخ الشیوخ شہاب الدین محمد عمر سہروردی رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت حضرت سیدنا شیخ بہاء الدین ذکریا ملتانی سہروردی رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت حضرت سیدنا جلال الدین حسین حیدر میر سرخ بخاری رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت حضرت سیدنا سلطان احمد الکبیر بخاری سہروردی رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت حضرت سیدنا جلال الدین حسین مخدوم جہانیاں جہاں گشت بخاری رضی اللہ عنہ

الٰہی بحرمت حضرت سیدنا ناصر الدین محمود نوشہ بخاری رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت حضرت سیدنا برہان الدین عبداللہ قطب عالم بخاری رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت حضرت سیدنا محمد سراج الدین المشہور شاہ عالم بخاری رضی اللہ عنہ

شجرۂ عالیہ احمدیہ مغربیہ

الٰہی بحرمت سرورِ عالم نورِ مجسم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم
الٰہی بحرمت مولائے کائنات حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت سیدنا امام حسن بصری رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت سیدنا حبیب عجمی رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت سیدنا داؤد طائی رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت سیدنا معروف کرخی رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت سیدنا ابوالحسن سری سقطی رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت سیدنا ابوالقاسم جنید بغدادی رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت سیدنا ابی علی رودباری رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ سعید الدین حذیفہ رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ امین الدین ہبیرۃ البصری رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ ابواسحٰق شامی چشتی رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ ابواحمد چشتی رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ ابومحمد ابدال چشتی رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ ابوناصر الدین ابویوسف چشتی رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ قطب الدین مودود چشتی رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ حاجی شریف زندنی رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ سلطان الہند معین الدین حسن غریب نواز چشتی رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ سید قطب الدین بختیار کاکی چشتی رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ شیخ الاسلام بابا گنج شکر رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ سید محمد نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ مخدوم نصیر الدین روشن چراغ دہلوی چشتی رضی اللہ عنہ

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ سید جلال الدین حسین مخدوم جہانیاں جہاں گشت رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت حضرت سید ناصر الدین نوشہ بخاری رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ سید برہان الدین قطب عالم بخاری رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ سید البرکات محمد سراج الدین شاہ عالم بخاری

شجرِ عالیہ سہروردیہ

الٰہی بحرمت حضرت سرورِ کائنات حضور احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم
الٰہی بحرمت حضرت مولائے کائنات حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت حضرت سیدنا حسن بصری رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت حضرت سیدنا حبیب عجمی رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت حضرت سیدنا داؤد طائی رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت سیدنا ابی عثمان مغربی طرابلسی رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت سیدنا ابو القاسم گرگانی رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت سیدنا ابو بکر نسّاج رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت سیدنا امام احمد غزالی رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت سیدنا ابو الفضل بغدادی رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت سیدنا ابو البرکات سمانی رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت سیدنا علی مسعود اندلسی رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت سیدنا شیخ ابی مدائن شعیب رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت سیدنا شیخ ابی محمد مغربی رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت سیدنا شیخ ابو العباس قریشی رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت سیدنا محمد یحیٰی مغربی رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت سیدنا شیخ بابا اسحاق کھٹوی مغربی رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت سیدنا شیخ الاسلام سراج الصدیقین مخدوم
شاہ احمد گنج بخش رضی اللہ عنہ مغربی سرخیزی
الٰہی بحرمت سیدنا افتخار الصالحین بدر العارفین سید محمد سراج الدین المشہور شاہ عالم محبوب
باری بخاری رضی اللہ عنہ

باب دوازدہم

عرس مبارک اور خانقاہ شریف کے سالانہ و ماہانہ اور روزانہ کے معمولات کے بیان میں

عرس مبارک حضرت شاہ عالم محبوب باری بخاری علیہ الرحمہ ہر سال بڑے تزک واحتشام سے جمادی الثانی کے مبارک مہینے میں منعقد ہوتا ہے جو تمام گجرات میں شان وشوکت کے اعتبار سے انفرادی حیثیت رکھتا ہے اس کا اندازہ آپ اسی وقت لگا سکتے ہیں جب خود بھی اس مبارک عرس کی بابرکت بزم میں شرکت فرما کر داخل حسنات ہوں۔

ماہ جمادی الثانی

یوں تو اسلامی تاریخی حیثیت سے بڑی خصوصیات کا حامل ہے اور اسلامی سال میں شمار کے اعتبار سے یہ چھٹا مہینہ ہے لیکن اہل گجرات میں یہ مہینہ شاہ عالم کے مہینہ کے نام سے جانا اور پہچانا جاتا ہے اور اہل عقیدت ومحبت حضرات اس کی آمد کا بڑی بے چینی سے انتظار کرتے ہیں۔

ماہ جمادی الثانی کی چاندرات

اس ماہ مبارک کی چاندرات کا منظر بھی لائق دیدنی ہوتا ہے جس میں ہزاروں کی تعداد میں لوگ سجادہ نشین صاحب مدظلہ العالی کے دست مبارک سے لڈو لینے کے لئے حاضر ہوتے ہیں۔ جمادی الثانی کی رویت ہلال ہوجانے پر صاحب سجادہ نشین خانقاہ حضرت شاہ عالم بعد

نمازمغرب اپنے دولت سرائے اقدس سے خرقۂ سجادگی اور عمامۂ شاہی زیب تن کر کے روضہ مبارکہ حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ میں جلوہ افروز ہوتے ہیں اور شجرۂ خاندانی پڑھا جاتا ہے۔اس کے بعد فاتحہ خوانی اور دعا سے فارغ ہوکر ہزاروں مشتاق دید عشاق اور جانثار پروانوں کے جلو میں خانقاہ شریف کے شمالی دروازہ پر رونق افروز ہوتے ہیں یہ مقام لڈو تقسیم ہونے کے لئے مخصوص ہے۔تمام خانقاہی ملازم وخدام سیکڑوں اہل عقیدت رضا کارانہ طریقہ سے اس انتظام میں شریک ہوتے ہیں۔ پولیس کے متعدد دستے مصروف کار ہوتے ہیں۔ جب کہیں یہ کام انجام پاتا ہے۔ ہر شخص فرداً فرداً لائن میں آتا ہے اور صاحب سجادہ کے متبرک ہاتھوں سے لڈو لے کر نکل جاتا ہے۔حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ کے وصال سے تادم قال یہ مبارک سلسلہ جاری ہے اور دعا ہے کہ خدائے پاک تا قیام قیامت یہ نورانی سلسلہ جاری وساری رکھے۔آمین ثم آمین ۔بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے پانچسو چوبیس عرس گذر چکے ہیں۔الحمدللہ تعالیٰ علیٰ ذلك ابھی تک سجادگی کا نورانی سلسلہ آپ کی نسل پاک میں نسلاً بعد نسل چلا آرہا ہے۔لڈو تقسیم کرنے کی خدمت ہر دور میں سجادہ نشین ہی انجام دیتے ہیں اس وقت موجودہ سجادہ نشین حضرت سید محمد موسیٰ بن امام حیدر بخش صاحب قبلہ رضوی ہیں جو خانقاہ حضرت شاہ عالم کے سجادہ نشین ہیں۔اس گرانی اور ہوش ربا مہنگائی کے دور میں بھی آپ اپنے بزرگوں کے اس طریقہ کو اپنائے اور برپا کئے ہوئے ہیں تقریباً سومن لڈو جمادی الثانی کی چاندرات کو تقسیم ہوتے ہیں یہ بات آپ کے مخیّر وجواد وباذل اور باحوصلہ ہونے کی کھلی نشانی ہے۔

تبرک کے لڈو

لوگ یہ تبرک کے لڈو بڑی عقیدت کے ساتھ اپنے گھروں کو لے جاتے ہیں اور خود اپنے اہل وعیال کے ساتھ کھاتے ہیں۔بعض افراد برکت حاصل کرنے کے لئے سال بھر تک اپنے گھر کے اناج میں رکھ دیتے ہیں۔بعض مقدمات میں اپنے ہمراہ لے کر شریک عدالت ہوتے ہیں، بعض بیماروں کو شفا ہونے کی نیت سے کھلاتے ہیں اور اپنے اس حسن اعتقاد کی بناء پر فیضیاب بھی ہوتے ہیں۔

عرس حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ

۱۶ر جمادی الثانی سے شروع ہوکر ۲۳ر جمادی الثانی کو ختم ہوتا ہے دور دراز سے کثیر تعداد میں لوگ آکر داخل حسنات ہوتے ہیں۔ سیکڑوں من گلاب روزانہ ہزاروں زائرین آپ کے مزار مبارک پر حاضر ہوکر پیش کرتے فاتحہ خوانی کرتے اور لوح مزار پر پروانہ وار نثار ہوتے نظر آتے ہیں۔ عرس کے ایام میں روضہ مبارکہ شاہیہ برقی قمقموں سے ایسا سجادیا جاتا ہے کہ بقعۂ نور نظر آتا ہے گویا رات میں دن کا ساں معلوم ہوتا ہے۔

عرس مبارک کے نظام الاوقات

۱۶ر جمادی الثانی کو بعد نماز عصر صاحب سجادہ محفل خانہ سے سماع کے ساتھ غلاف شریف لے کر خاص و عام کے جلو میں آستانۂ عالیہ پر حاضر ہوکر پیش کرتے ہیں اور بعد نماز مغرب پھر دوبارہ خرقہ پوش ہوکر سجادہ نشین صاحب روضۂ شاہیہ میں حاضری دیتے ہیں۔ شجرۂ خاندان پڑھا جاتا ہے دعا ہوتی ہے۔

صندل شریف

۱۷ر جمادی الثانی کا دن گذار کر حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ کے روضۂ مبارکہ کی جالیوں پر ٹولی سرخ پردے آویزاں کردیئے جاتے ہیں۔ بعد نماز عشاء شہر کے نامی گرامی قراء وحفاظ آتے ہیں اور تمام رات حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ کے روضۂ مبارکہ کی غلام گردش میں سرہانے جانب شمال تلاوت قرآن کریم مائک پر باآواز بلند کرتے رہتے ہیں۔ آدھی رات بعد سجادہ نشین صاحب مزار پاک پر صندل پیش کرنے کے لئے آستانۂ عالیہ میں داخل ہوتے اور روشنی گل کردی جاتی ہے۔ صندل رانی کا سلسلہ آدھی رات سے قبل طلوع فجر تک رہتا ہے۔ یہ خدمت سجادہ نشین صاحب قبلہ تنہا انجام دیتے ہیں۔ کوئی انسان آپ کے ساتھ اندر داخل نہیں ہوسکتا۔ ساڑھے چار بجے صبح صادق طلوع ہونے سے قبل آستانۂ عالیہ میں روشنی ہوتی ہے اور دروازہ کھلنے پر لوگوں کا عقیدت سے سرشار ٹھاٹیں مارتا سمندر روضۂ اقدس میں داخل ہوکر قدمبوسی کا شرف حاصل کرتا۔ وہ وقت بھی بڑا رقت انگیز ہوتا ہے۔ ہر انسان محو دعا ہوتا ہے اور اپنی حاجات آپ کے توصل سے

بارگاہ ایزدی میں پیش کرتا ہے۔ شجرہ خوانی ہوتی ہے۔ دعا کے بعد سجادہ نشین صاحب ہزاروں آدمیوں کے جلو میں روضۂ شاہیہ سے واپس ہوکر مسند شاہیہ پر رونق افروز ہوتے ہیں اور لوگوں سے مصافحہ کرتے ہیں۔

حفاظ وقراّء کی خدمت میں تحفہ

روضۂ پاک سے سجادہ نشین صاحب قبلہ کی واپسی کے بعد کھیر پر فاتحہ ہوتی ہے اور وہ کھیر کا تبرک عمدہ قسم کے نئے نئے برتنوں میں رکھ کر کھیر کے ساتھ برتن بھی حفاظ وقراّء حضرات کی خدمت میں بطور تحفہ پیش کردیئے جاتے ہیں۔

۱۸ر جمادی الثانی عرف عام میں چھوٹا صندل کا دن مشہور ہے لیکن صندل وغیرہ کی کوئی رقم ہوتی نہیں ہے البتہ چوبیس گھنٹے آستانہ عالیہ کھلا رہتا ہے۔ زائرین جوق در جوق حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ کے مزار پر حاضر ہوتے ہیں اور اہل عقیدت نیز مرادمند حضرات مزار مبارک پر غلاف پوشی وگل پاشی کرتے رہتے ہیں۔

۱۹ر جمادی الثانی عرس کا دن مشہور ہے اس دن بعد نماز مغرب حضرت سید برہان الدین قطب عالم بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے سجادہ نشین اپنے مخصوص لباس میں حاضری دیتے ہیں۔ فاتحہ خوانی کے بعد خانقاہ شریف کے محفل خانہ میں حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ کی خانقاہ کے سجادہ نشین صاحب ان کا استقبال کرتے ہیں اور ایک مسند پر دونوں بزرگوار رونق افروز ہوتے ہیں۔ خانقاہی قوال حاضر ہوکر چند کلام بزرگوں کے پیش کرتے ہیں اور دعا پر محفل برخاست ہوجاتی ہے کھانا نوشی کے بعد حضرت قطب عالم علیہ الرحمہ کے سجادہ نشین صاحب تشریف لے جاتے ہیں۔ بعد نماز عشاء پھر محفل سماع منعقد ہوتی ہے جس میں خانقاہ حضرت شاہ عالم کے سجادہ نشین بہ نفس نفیس شرکت فرماتے ہیں اور خانقاہی قوالوں کے علاوہ ہر سال عرس مبارک میں شرکت فرمانے والے قوالوں کو اپنے دست مبارک سے دستار عطا فرماتے ہیں اور دعا پر محفل اختتام پذیر ہوتی ہے۔ اور ۱۹ر جمادی الثانی کو بعد نماز عصر قدم رسول کے روضۂ مبارکہ میں زائرین حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ میں لوبان شریف سے فارغ ہوکر حاضر ہوتے ہیں۔ اور حضرت ابوالمجد سید محبوب عالم رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر پھولوں کی چادر پیش کرنے کے بعد فاتحہ خوانی کرتے ہیں دعا اور تقسیم تبرک ہوتا ہے حضرت سید محمد محبوب عالم رحمۃ اللہ علیہ خانقاہ شاہ عالم کے نویں سجادہ نشین ہیں آپ بروز چہارشنبہ بتاریخ ۱۹ر جمادی الثانی ۱۱۱۱ھ جب کہ حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے دو سو اکیسویں عرس کی تقریب منائی جارہی تھی خداوند قدوس کی تسبیح وتہلیل کرتے ہوئے واصل بحق

ہوئے تھے۔

محمد بود ثانی شاہ عالم (۱۱۱۱ھ)

سے آپ کی تاریخ وصال نکلتی ہے۔

۲۰؍ جمادی الثانی کو صبح ۴؍ بجے حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے آستانۂ مبارکہ پر شجرہ خوانی اور دعا ہوتی ہے۔ اس تقریب میں حضرت اقدس سجادہ نشین بھی تشریف فرما ہوتے ہیں۔ سبھی نہیں لیکن شجرہ خوانی حسب معمول ہوتی ہے بعد نماز مغرب سجادہ نشین صاحب آستانۂ عالیہ شاہیہ میں حاضری دیتے ہیں پھولوں کی چادر مزار اقدس پر پیش کرنے کے بعد فاتحہ خوانی کرتے ہیں اور پھر اپنے دولت سرائے اقدس میں رونق افروز ہوکر بعد فاتحہ شہر کے معززین اور مخصوص احباب کے ساتھ کھانا تناول فرماتے ہیں۔

محفل مشاعرہ

۲۱؍ جمادی الثانی کو بعد نماز عشاء خانقاہ شریف کے عظیم الشان محفل خانہ میں، نعت و منقبت میں طرحی محفل مشاعرہ منعقد ہوتی ہے جس میں ہر سال کثیر تعداد میں مقامی و بیرونی شعرائے کرام اور سامعین عظام شرکت فرما کر بارگاہ رسالت وولایت میں منظوم خراج عقیدت پیش کرتے ہیں سب سے پہلی محفل مشاعرہ حضرت قبلہ سجادہ نشین صاحب مدظلہ العالی نے چند شعرائے کرام کے مشورے سے بتاریخ ۲۰؍ جمادی الثانی ۱۳۹۳ھ مطابق ۲۲؍ جولائی ۱۹۷۳ء بروز اتوار بعد نماز عشاء منعقد فرمائی تھی جس میں حسب ذیل مصرعہائے مطروحہ دئے گئے تھے۔ مصرع طرح نعت شریف میں تھا۔

ہے کتنی حسیں محفل زیبائے مدینہ

شیدائے، صہبائے	مدینہ
قافیہ	ردیف

اور منقبت کا مصرعہ تھا۔

جسے وابستگی ہو بارگاہ شاہ عالم سے

محکم، پرچم	سے
قافیہ	ردیف

الحمدللہ یہ پہلا مشاعرہ تھا جو بڑا کامیاب ہوا اور اس کے بعد ہر سال عرس حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ پر طرحی مشاعرہ ہوتا ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ ہر سال کامیاب سے کامیاب تر محفلیں ہوتی ہیں۔ ۱۹۷۳ء سے ۱۹۸۴ء تک اسال ۱۱ر محفلیں منعقد ہو چکی ہیں۔ ہر سال بزم مشاعرہ کی محفلیں دن دونی رات چوگنی ہوتی جارہی ہیں اور انشاء اللہ بڑھتی ہی رہیں گی۔

۲۲ر جمادی الثانی کو درگاہ شریف کے پروگراموں میں کوئی پروگرام نہیں ہے اس تاریخ میں کوئی رسم نہیں ہے۔ البتہ روضۂ منورہ تمام رات کھلا رہتا۔ تشنہ گان دید آتے ہیں اور یہاں کے پر کیف نظاروں سے قلب وروح کو مسرور کرتے ہیں۔

بیبیوں کا میلہ

۲۳ر جمادی الثانی کو ہوتا ہے۔ اس تاریخ کو صبح دس بجے خانقاہ شریف کے دروازوں پر پردے، کیلے، قناطیں لگادی جاتی ہیں اور عصر کی اذان ہونے تک درگاہ شریف کی حدود میں سخت پردہ رہتا ہے۔ آج کی تاریخ میں کوئی مرد یا ۱۲ر سال کی عمر سے زیادہ کا لڑکا داخل نہیں ہوسکتا۔ آج کی تاریخ میں حدود خانقاہ میں دکانوں پر سودا فروش بھی سب عورتیں ہی ہوتی ہیں۔ حسن انتظام اور دیکھا بھالی کے لئے پولیس بھی سب لیڈیس ہی ہوتی ہے۔ بیبیوں کے میلے کا یہ دستور پہلے وقتوں سے ہی چلا آرہا ہے۔ غالبًا یہ طریقہ اس لئے مروج کیا ہوگا کہ پردہ نشین خواتین بھی پورے اطمینان وسکون اور دل جمعی کے ساتھ شرف اندوز زیارت ہوسکیں۔ یہ تھی مختصر رپورٹ ایام عرس شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی جو کہ ناظرین کی معلومات کے لئے سپرد قلم کردی۔ اب آئیے ہم آپ کو سال کے دیگر مہینوں میں خانقاہ شاہ عالم کے دستورات کا اجمالی خاکہ پیش کردیں۔

ماہ محرم الحرام: محرم میں عاشورہ محرم تک روزانہ شب میں خانقاہ شریف میں محفل ذکر شہادت حضرت سرکار امام حسین علی جدہ وعلیہ الصلوٰۃ والسلام منعقد ہوتی ہے جس میں حضرات علمائے اہل سنت وجماعت کی عظیم شخصیتیں تشریف لاکر اسوۂ سرکار امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرکے سینوں میں جذبۂ ایمانی وولولۂ عرفانی اجاگر کرتے ہیں یہ محفلیں بعد نماز عشاء منعقد ہوتی ہیں جن کا اختتام صلوٰۃ وسلام پر ہوتا ہے بعد میں خانقاہ کی طرف سے تبرک کا انتظام بھی کیا جاتا ہے۔

ربیع الاوّل: اس مبارک مہینے کو حضور احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت پاک سے نسبت کا شرف حاصل ہے۔ لہٰذا یکم ربیع الاوّل سے ۱۲ر ربیع الاوّل تک روز بروز بعد

نمازعشاء خانقاہ شریف کی مسجد میں وعظ کی محفلیں ہوا کرتی ہیں جس میں علمائے کرام تشریف لاکر حضور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سیرت کے مختلف گوشوں پر مختلف عنوانوں کے تحت تقریر کرتے اور سامعین کے دلوں کو منور کرتے ہیں ہر مجلس کا اختتام صلوٰۃ وسلام دعا اور تقسیم تبرک پر ہوتا ہے۔

مبارک راتیں

خاص طور سے ليلة المعراج، ليلة البرأة، ليلة القدر کے موقع پر خانقاہ شاہ عالم میں زائرین کا کثیر ازدحام ہوتا ہے۔ تمام رات خانقاہ شریف کھلی رہتی ہے اور برقی روشنی اس کثرت سے کی جاتی ہے کہ خانقاہ شریف کی مسجد بقعۂ نور نظر آتی ہے۔ ہزاروں کی تعداد میں لوگ آتے ہیں اور تمام رات مسجد میں عبادت کرتے اور روضۂ پاک کی زیارت سے شرف یاب ہوتے ہیں۔ ان راتوں میں کئی مرتبہ خانقاہ شریف کی طرف سے زائرین کو چائے نوشی کرائی جاتی ہے۔

رمضان المبارک

اس ماہ مقدس میں روزانہ خانقاہ شریف کی جانب سے روزہ داروں کی روزہ کشائی یعنی افطار کا سامان معقول طریقہ پر ہوتا ہے۔ سیکڑوں آدمی روزہ افطار کرتے ہیں۔

نماز تراویح

نماز تراویح کے لئے درگاہ شریف کی جانب سے حافظ کا انتظام کیا جاتا ہے روزانہ درگاہ شریف کی مسجد میں اعلیٰ پیمانہ پر برقی روشنی ہوتی ہے۔ کثیر تعداد میں نمازی آتے ہیں اور فریضۂ الٰہی ادا کرتے ہیں۔ تمام مہینے خانقاہ شریف کی جانب سے نمازیوں کے لئے وضو اور نمازوں کا نہایت عمدہ انتظام رہتا ہے۔ ۲۷/ویں شب قرآن پاک میں بعد ختم قرآن حافظ صاحب کی خدمت میں خانقاہ شریف کی طرف سے بطور نذرانہ خطیر رقم کے علاوہ عمدہ لباس بھی پیش کیا جاتا ہے۔ جس میں ٹوپی، کرتا، پجامہ اور رومال شامل ہوتے ہیں۔ مختصر تقریر کے بعد صلوٰۃ وسلام، دعا اور پھر حاضرین میں تبرک تقسیم ہوتا ہے۔

شبینہ

خانقاہ شریف کی مسجد میں رمضان المبارک کی ۱۹ر تاریخ گذار کر بیسویں رات میں شبینہ کا اہتمام ہوتا ہے۔ متعدد حفاظ کرام یکے بعد دیگرے حالت نماز میں قرآن کریم ایک رات میں ختم کرتے ہیں۔ بعد ختم قرآن حفاظ صاحبان کے لئے سحری کا نہایت عمدہ انتظام درگاہ شریف کی طرف سے ہوتا ہے۔

محافل میلاد ووصال

خانقاہ حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ میں سال کے مختلف مہینوں میں سلسلۂ عالیہ شاہیہ کے بزرگوار کے یوم ولادت و یوم وصال اور دوازدہ ائمہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے یوم ولادت و یوم شہادت ووصال پر محفلیں حسب ذیل مہینوں کی تاریخوں میں منعقد ہوا کرتی ہے۔

۱۲ر ربیع الاوّل کو محفل ذکر ولادت حضور احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

۱۳ر رجب المرجب کو 〃 〃 مولائے کائنات حضرت علی مرتضیٰ مشکل کشا کرم اللہ وجہہ الکریم

۱۵ر رمضان المبارک کو 〃 〃 حضرت امام حسن مجتبیٰ علی جدہ وعلیہ الصلوٰۃ والسلام

۳ر شعبان المعظم کو 〃 〃 حضرت امام حسین شہید کربلا علی جدہ وعلیہ الصلوٰۃ والسلام

۹ر شعبان المعظم کو 〃 〃 حضرت امام زین العابدین علی جدہ وعلیہ الصلوٰۃ والسلام

۳ر صفر المظفر کو 〃 〃 حضرت امام محمد باقر علی جدہ وعلیہ الصلوٰۃ والسلام

۱۷ر ربیع الاوّل کو 〃 〃 حضرت امام جعفر صادق علی جدہ وعلیہ الصلوٰۃ والسلام

۱۷ر صفر المظفر کو 〃 〃 حضرت امام موسیٰ کاظم علی جدہ وعلیہ الصلوٰۃ والسلام

۱۱ر ربیع الاوّل کو 〃 〃 حضرت امام علی رضا علی جدہ وعلیہ الصلوٰۃ والسلام

۱۰ر رجب المرجب کو 〃 〃 حضرت امام محمد تقی علی جدہ وعلیہ الصلوٰۃ والسلام

۱۴ر رجب المرجب کو 〃 〃 حضرت امام علی نقی علی جدہ وعلیہ الصلوٰۃ والسلام

۷ر ربیع الاوّل کو 〃 〃 حضرت امام حسن عسکری علی جدہ وعلیہ الصلوٰۃ والسلام

محفلہائے ذکر شہادت و ذکر وصال

۱۲؍ربیع الاوّل کو	محفل ذکر وصال پر ملال	حضور احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
۳؍رمضان المبارک کو	؍؍ ؍؍	حضور سیدہ طاہرہ فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا
۲۱؍رمضان المبارک کو	؍؍ ؍؍	مولائے کائنات حضرت علی مرتضیٰ مشکل کشا کرم اللہ وجہہ الکریم
۲۰؍صفر المظفر کو	؍؍ ؍؍	حضرت امام حسن مجتبیٰ علی جدہ وعلیہ الصلوٰۃ والسلام
۱۰؍محرم الحرام کو	؍؍ ؍؍	حضرت امام حسین شہید کربلا علی جدہ وعلیہ الصلوٰۃ والسلام

۷؍ذی الحجہ

کو حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ کی خانقاہ شریف سے آپ کے والد گرامی و پیر مرشد حضرت ابو محمد سید عبداللہ المشہور قطب عالم بخاری علیہ الرحمہ المتوفی ۸؍ذی الحجہ ۸۵۸ھ کے مزار مبارک کا غلاف بعد نماز عصر بڑے تزک و احتشام بڑے ادب و احترام سے لے کر حضرت سید موسیٰ میاں صاحب قبلہ رضوی سجادہ نشین خانقاہ حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ بٹوہ شریف لے جاتے ہیں۔ یہ غلاف رسول آباد سے بٹوہ شریف تک پاپیادہ لے جایا جاتا ہے اور خانقاہ شاہیہ میں شولہ کھچڑی پر فاتحہ ہوتی ہے اور تقسیم کی جاتی ہے۔

جمعہ کا دن

جمعہ کے دن خانقاہ حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ میں عجب رونق و بہار ہوتی ہے۔ حضرت شاہ عالم محبوب باری بخاری علیہ الرحمہ کی حیات ظاہری میں بھی جمعہ کے دن رسول آباد میں خلق خدا کا ازدحام ہوا کرتا تھا۔ اور آپ کے وصال الٰہی فرمانے کے بعد بھی جب کہ آپ کے وصال شریف کو پانچ سو چوبیس سال گذر چکے ہیں۔ رسول آباد کی اس خانقاہ کی شان و شوکت رجوعات خلق خدا شیدائیوں کا ہجوم بفضلہ تعالیٰ اسی طرح قائم و دائم ہے بلکہ روز بروز آپ کی شمع لحد کے پروانوں میں زیادتی معلوم ہوتی ہے اور انشاء اللہ ہوتی ہی رہے گی۔

جمعہ کے دن خانقاہ شاہیہ کے معمولات

نماز جمعہ کے لئے خانقاہ شریف کی مسجد میں ۱۲ر بج کر ۵۵ منٹ پر اذان ہوتی ہے اذان کے بعد خانقاہ شریف کی مسجد میں حافظ وقاری صاحبان مائک پر سورۂ کہف کی تلاوت یکے بعد دیگرے کرتے ہیں۔ سورہ کہف ختم ہونے پر فاتحہ کے بعد تقریباً ۱ر بج کر ۳۰ منٹ پر سنتوں کا اعلان ہوتا ہے۔ سنتوں سے فارغ ہوتے ہی مسجد کے خطیب کی تقریر ہوتی ہے جو ۱ر بجکر ۳۵ر منٹ پر شروع ہو کر ۲ر بجے ختم ہو جاتی ہے۔ ۲ر بجے خطبہ جمعہ ہوتا ہے اور اس کے بعد نماز جمعہ ہوتی ہے۔ اور بعد نماز جمعہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ بیکس پناہ میں ہدیہ صلوٰۃ وسلام پیش کیا جاتا ہے اور دعاء پر اختتام ہوتا ہے جمعہ کے دن خانقاہ شاہ عالم کی جامع مسجد میں کم وبیش چار پانچ ہزار آدمی جمعہ کی نماز ادا کرتے ہیں۔ آدمیوں کی کثرت کی بنا پر جمعہ کا دن چھوٹا موٹا عرس سا معلوم ہوتا ہے۔ اذان جمعہ کے بعد سے مغرب تک خانقاہ شریف میں بڑی رونق رہتی ہے۔

قرآن کریم کا دور شریف

جمعہ کے دن بعد نماز عشاء روضۂ مبارکہ میں قرآن کریم کا دور شریف حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے وصال شریف کے بعد سے اس وقت تک ہوتا چلا آ رہا ہے جس میں قرآن کریم کی تلاوت مائک پر یکے بعد دیگرے قاری صاحبان کیا کرتے ہیں۔ ۱۹۸۰ء سے پہلے شہر سے حفاظ کرام آ کر یہ خدمت انجام دیا کرتے تھے۔ یکم ستمبر ۱۹۸۰ء میں حضرت قبلہ سید موسیٰ میاں صاحب مدظلہ العالی نے دار العلوم کا قیام فرمایا ہے۔ جب سے یہ خدمت دار العلوم کے طلباء انجام دیا کرتے ہیں۔ قرآن کریم کے دور شریف میں آدمیوں کے علاوہ خواتین اور بچے بھی خاصی تعداد میں شریک ہوتے ہیں۔ قرآن کریم ختم ہونے کے بعد فاتحہ خوانی ہوتی ہے۔ اس کے بعد بارگاہ سیدنا شاہ عالم محبوب باری رحمۃ اللہ علیہ اور بارگاہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں ہدیہ صلوٰۃ وسلام پیش کیا جاتا ہے۔ دعا کے بعد تبرک میں تمام حاضرین کو جلیبیاں تقسیم کی جاتی ہیں۔

خانقاہ حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے روزانہ کے معمولات

روزانہ صبح صادق ہونے سے پہلے حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ کے روضۂ مبارکہ کا دروازہ کھولا جاتا ہے۔ روضۂ مبارکہ میں جاروب کشی کے بعد وہ گلاب کے پھول جو تمام رات مزار مبارکہ پر پڑے رہے تھے اتار لئے جاتے ہیں۔ یہ خدمت آستانۂ عالیہ کے مجاور صاحب انجام دیتے ہیں۔ مزار مبارک سے اترے ہوئے پھول ایک کنویں میں ٹھنڈے کئے جاتے ہیں۔ یہ کنواں صرف اسی مصرف کے لئے بنایا گیا ہے۔

لوبان شریف

حضرت سید محمد سراج الدین شاہ عالم محبوب باری بخاری علیہ الرحمہ کے مزار مبارک پر چوبیس گھنٹے میں دو مرتبہ لوبان شریف کی رسم انجام دی جاتی ہے۔ ایک تو صبح صادق طلوع ہونے سے پہلے اور دوسری مرتبہ نماز عصر ادا کرنے کے بعد فوراً یہ رسم پاک حضرت علیہ الرحمہ کے مزار پر انجام دی جاتی ہے۔ اس میں کثیر تعداد میں مرد و عورت بچے بوڑھے ہندو مسلمان اور دیگر قوموں کے لوگ بڑی عقیدت و نیاز مندی سے شرکت کرتے ہیں بعض افراد بڑی پابندی کے ساتھ ہر ایک موسم میں شرکت کر کے فیضیاب ہوتے ہیں، لوبان شریف کا نظارہ بڑا کیف بخش اور روح پرور ہوتا ہے۔ اس کا روحانی کیف و سرور الفاظ میں بیان نہیں کیا جاسکتا۔ باہر سے آنے والے علماء کرام اور مشائخ عظام بالقصد اس میں شریک ہو کر عرفانی سرور و روحانی لذت محسوس کرتے ہیں۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے...... کو مبلغ اعظم افریقہ و ایشیا فخر ملت حضرت علامہ مولانا الحاج حافظ قاری مفتی شاہ محمد نذیر الاکرم صاحب قبلہ مرادآبادی علیہ الرحمہ اس رسم میں پہلی مرتبہ شریک ہو کر بیحد مسرور ہوئے شرکت کے بعد فرمانے لگے کہ لوبان شریف کے وقت تو حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ کے مزار مبارک پر معلوم ہوتا ہے کہ در دولت پر بھکاری دست بستہ کھڑے ہیں اور آپ مزار اقدس سے دست کرامت دراز فرما کر سائلوں کی جھولیاں بھرا ہی چاہتے ہیں پھر فرمانے لگے کہ لوبان شریف کے وقت فی الحقیقت حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ کی صفت شاہی کا ظہور اجلال ہوتا ہے۔ کتنی سچی بات فرمائی ہے اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رحمۃ اللہ علیہ نے۔

آنکھ والا ترے جلوؤں کا تماشہ دیکھے
دیدۂ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

سچ ہے جن حضرات کواللہ تعالیٰ نے چشم بصیرت عطا فرمائی وہ اہل اللہ کے مراتب جلیلہ اسی شان سے مشاہدہ کرتے ہیں ورنہ ہم نے ایسے بھی بگڑے دل بدعقیدہ دیکھے ہیں اگر وہ بحالت مجبوری آستانۂ عالیہ پر آبھی گئے ہیں تو ان کے دست بستہ کھڑا ہونے کا یہ نرالا طریقہ دیکھنے میں آیا ہے کہ بجائے آگے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونے کے وہ پیچھے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہوتے ہیں۔ اور جیسے ہی چوبدار نے نقارے پر چوب ماری اور مجاور صاحب نے لوبان پھرانا شروع کیا تو ایسا معلوم ہوتا ہے چوبدار نے چوب نقارے پر نہیں ماری بلکہ ان کے...... پر رسید کی تھی جو بلبلا اٹھے اور پیچھے ہاتھ باندھے ہوئے نو دو گیارہ ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو عقائد فاسدہ، خصائل باطلہ سے بچائے اور اہل اللہ سے سچی عقیدت والفت عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین بجاہ حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

لوبان شریف کا طریقہ

لوبان شریف کا مبارک طریقہ یہ ہے کہ آستانۂ عالیہ شاہیہ کے مجاور صاحب لوبان دان میں لوبان سجا کر لوبان دان کو باادب سر پر رکھ کر روضۂ عالیہ کے اندر داخل ہو کر مزار پاک حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ کی جالی شریف کی مغربی محراب کی طرف رکھ دیتے ہیں پھر خطیب مسجد خانقاہ شاہیہ پر دست بستہ مزار پاک شاہیہ کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو کر تعوذ وتسمیہ پڑھنے کے بعد سورۂ اخلاص تین مرتبہ، سورہ فلق ایک مرتبہ، سورۂ ناس ایک مرتبہ اور سورۂ الحمد شریف ایک مرتبہ پڑھتے ہیں آیت پاک غیر المغضوب علیهم ولا الضالین سنتے ہی تمام حاضرین جو مزار پاک کے چاروں جانب دست بستہ کھڑے ہوتے ہیں آمین بلند آواز سے کہتے ہیں پھر خطیب صاحب بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اور بارگاہ سیدنا حضرت شاہ عالم میں ہدیہ سلام بایں الفاظ پیش کرتے ہیں۔

الصلوٰۃ و السلام علیك یا رسول الله
الصلوٰۃ و السلام علیك یا حبیب الله
الصلوٰۃ و السلام علیك یا نبی الله
الصلوٰۃ و السلام علیك یا خیر خلق الله
الصلوٰۃ و السلام علیك یا نوراً من نور الله

السلام اے شاہ عالم السلام
نور چشم قطب عالم السلام
السلام اے ہم شبیہ مصطفٰے
السلام اے عکس حسن مرتضٰی

بردرت حاضر شدن اھل مراد
گر قبول افتد زہے قسمت سلام

سلام ختم ہوتے ہی مجاور صاحب لاالــہ الا الـلـہ کی ضرب بآواز بلند لگاتے ہوئے لوبان دان کو جھپٹ کر اٹھاتے ہیں۔اور مزار شریف کی جالیوں کے چاروں جانب گھوم کر کے مزار پاک لوبان کے دھوئیں میں اتنا بساتے ہیں کہ زائرین اور مزار مبارک کے درمیان اتنا دھواں حائل ہو جاتا ہے کہ تھوڑی دیر کے لئے مزار مبارک آنکھوں سے اوجھل ہو جاتا ہے اور برقی روشنی میں یہ دھواں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مزار شریف اور زائرین کے درمیان ایک نور کی چادر قائم ہو گئی ہے پھر دھیرے دھیرے دھواں ختم ہو جاتا ہے اور مزار مبارک دھندلا دھندلا نظر آ کر صاف نظر آنے لگتا ہے۔مجاور صاحب کی الا الـلـہ کی ضرب سن کر چوبدار جو پہلے ہی سے منتظر رہتا ہے نقارے پر چوب کی ضرب لگاتا ہے اور اس وقت تک برابر لگاتا رہتا ہے جب تک دوبارہ مجاور صاحب لاالــہ الا الـلـہ محمد رسول الله کی صدا نہ سنے۔مجاور صاحب یکے بعد دیگرے تین چکر میں مزار شریف کو خوب لوبان سے بسا کر پائیں کے دروازے سے باہر نکل جاتے ہیں اور باہر کے مزارات پر لوبان پیش کر کے دوبارہ مغربی دروازے سے روضہ شریف کے گنبد میں داخل ہو کر مزار مبارک کو مزید دو چکروں میں لوبان بساتے ہیں اور لاالــہ الا الـلـہ محمد رســول الـلــہ کا بلند آواز سے ورد کرتے ہوئے مشرقی دروازے سے نکل جاتے ہیں اور کلمہ شریف کی آواز سن کر چوبدار نقارے پر ضربیں لگانا موقوف کر دیتا ہے اس کے بعد حسب ذیل دعاء ہاتھ اٹھا کر پڑھی جاتی ہے حاضرین بلند آواز سے آمین کہتے ہیں۔

دعا

یــا الـــٰه الـعـٰلـمیـن رب الانــام
بارگاہ شاہ عالم میں تمام
اہل حاجت زائرین خاص و عام
صاحب سجادہ و در کے غلام

کر مقاصد سب کے پورے ذوالمنن
بر آل مصطفٰے و پنج تن

امین ثم اٰمین بجا حضور سیدالمرسلین صلی اللہ علیہ و اٰلہ و اصحابہ و سلم اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْ عَلَیْہِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِیْماً۔

اللھم صل علی محمد و علی اٰل محمد و بارک و سلم علیہ سُبْحَانَ رَبّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ o وَ سَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ o وَ الْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَo

باب سیزدہم

خانقاہ حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ کے سجادہ نشینان کے بیان میں

ذکر حضرت سید ناصر الدین محمد راجو ستار عالم علیہ الرحمہ

آپ حضرت سیدنا شاہ عالم محبوب باری علیہ الرحمہ کے فرزند اکبر خلیفہ و جانشین اور خانقاہ شاہ عالم کے پہلے سجادہ نشین ہیں آپ کی ولادت ۱۵/ربیع الاوّل ۸۳۵ھ ہے۔ حضرت شاہ عالم محبوب باری علیہ الرحمہ نے آپ کی ولادت کا مادہ تاریخ وارث حسین سے نکالا ہے۔ آپ کو بیعت و ارادت اور خرقۂ خلافت اپنے جد اکرم حضرت سید برہان الدین قطب عالم بخاری علیہ الرحمہ سے حاصل تھا اسی لئے آپ کے والد گرامی حضرت شاہ عالم محبوب باری رحمۃ اللہ علیہ آپ کا بڑا ادب و احترام کرتے تھے۔ اور اکثر آپ کو برادر طریقت فرمایا کرتے تھے۔ حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ اپنے طلباء و مریدین کی اجازت و خلافت کی تکمیل آپ ہی کے دست مبارک سے کراتے تھے۔ حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ نے حضرت سید ناصر الدین محمد راجو ستار عالم علیہ الرحمہ کو اپنی جانب سے بھی خرقۂ سجادگی اور سند اجازت و خلافت مرحمت فرمایا تھا۔ آپ ولی مادرزاد تھے عہد طفلی ہی سے تصرفات و کمالات کا ظہور آپ کی ذات پاک سے ہونے لگا تھا۔

کرامت

آپ کے بچپن کا واقعہ ہے کہ آپ کے ہم سن ایک لڑکے نے جس کا نام عبداللہ تھا ایک بکری پال رکھی تھی اس بکری سے عبداللہ کو بڑی محبت تھی سوئے اتفاق کہ ایک دن وہ بکری مرگئی بکری کے مرنے سے عبداللہ بیحد بے چین اور اشکبار تھا۔ اس کے گھر والوں نے مری ہوئی بکری

کو کوڑے پر ڈلوا دیا۔ اسی اثناء میں سید محمد راجو ستار عالم علیہ الرحمہ کھیلتے ہوئے اپنے ہم سن لڑکے عبداللہ کے گھر آ نکلے دیکھا کہ عبداللہ اشکبار ہے۔ آپ نے اس سے رونے کا سبب پوچھا۔ لڑکے نے بکری کے مرنے کا واقعہ آپ کو رو رو کر سنایا۔ آپ کو عبداللہ کو رنجیدہ خاطر دیکھ کر صدمہ ہوا۔ اور آپ اپنے ہمراہ عبداللہ کو لے کر اس مقام پر پہونچے جہاں بکری کی لاش پڑی تھی آپ نے طفلانہ انداز میں بکری سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تو ابھی سے کیوں مر گئی دیکھتی نہیں کہ عبداللہ تیری وجہ سے رو رہا ہے۔ یہ کہنا تھا فوراً مردہ بکری اپنے کان جھاڑتی ہوئی کھڑی ہوگئی۔ اور عبداللہ اپنی بکری کو ہنسی خوشی لے کر اپنے گھر چلا گیا۔ (ریحانۃ الابرار فارسی قلمی، صفحہ ۱۴۰)

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے بے واسطہ فیض

حضرت سید ناصر الدین محمد راجو ستار عالم رحمۃ اللہ علیہ کے تحصیل علم کے زمانہ کا واقعہ ہے کہ ایک مرتبہ حضرت شاہ عالم محبوب باری علیہ الرحمہ ایک عشرہ تک بیمار رہے آپ کی علالت کے ایام میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم تخت شاہیہ پر جلوہ افروز ہو کر درس دیتے رہے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے حالت درس میں اکتساب فیض کرنے والے طلباء کی جماعت میں آپ بھی شریک تھے صاحب ریحانۃ الابرار علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ بچپن میں آپ کی زبان میں لکنت تھی جب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے عبارت پڑھنے کو فرمایا تو آپ اٹک اٹک کر پڑھتے تھے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے از راہ کرم خسروانہ آپ کو اپنا لعاب دہن چٹا دیا تو آپ کی زبان کی لکنت جاتی رہی۔ نہایت صاف شیریں فصیح انداز میں کلام کرنے لگے جملہ علوم از بر ہو کر آپ کا سینۂ فیض گنجینہ عرفان الٰہی کا خزینہ بن گیا۔ (ریحانۃ الابرار فارسی قلمی، صفحہ ۱۴۰)

آپ کے خصائل حمیدہ

حضرت سید ناصر الدین محمد راجو ستار عالم علیہ الرحمہ صورتاً و سیرتاً اپنے والد بزرگوار کے مظہر جمیل تھے۔ آپ بڑے کثیر العبادت بزرگ تھے۔ روزانہ فرائض و سنن کے علاوہ ایک ہزار رکعت نفل پڑھا کرتے تھے آخر عمر میں جب ضعیف ہو گئے تھے تو پانچ سو رکعت بیٹھ کر باقی کھڑے ہو کر پڑھا کرتے تھے نیز فرماتے تھے کہ میں اپنے بزرگوں کے روبرو شرمندہ ہوں کہ انہوں نے ایک ہزار ساری کی ساری رکعتیں کھڑے ہو کر پڑھی ہیں۔ (تاریخ اولیائے گجرات، صفحہ ۵۶)

آپ کا وصال اور جائے مدفن

آپ ۴۵ سال کی عمر شریف میں سجادہ نشین ہوئے اور ۲۴ سال کامل اپنے قدموں سے سجادہ شاہیہ کو زینت بخشتے رہے اور ۳۷ سال کی عمر مبارک میں یکم محرم الحرام جمعہ کے دن واصل بحق ہوئے آپ کا مزار مبارک اپنے والد کے بائیں علیحدہ سنگین مجر کے اندر چار مزاروں کی صف میں پہلا مزار ہے۔ (تذکرہ سادات، صفحہ ۴۴)

آپ کی شادی اور اولادیں

حضرت سید ناصرالدین محمد راجو ستار عالم علیہ الرحمہ کے بچپن ہی میں صرف حضرت شاہ عالم محبوب باری علیہ الرحمہ نے ملک نعمون علیہ الرحمہ بن محمود خاں کی دختر نیک اختر حضرت بی بی صبیحہ خاتون کو آپ کے ساتھ عقد کیلئے مانگ لیا تھا۔ یہ واقعہ باب الکرامت میں ناظرین حیات شاہ عالم مطالعہ فرما چکے ہیں پھر بھی یاددہانی کیلئے دوبارہ نقل کررہے ہیں۔ ملک نعمون بن محمود خاں گجرات کے نامور امراء میں سے تھے اور حضرت قطب عالم علیہ الرحمہ کے راسخ الاعتقاد مرید تھے لیکن ان کے یہاں کوئی اولاد نہیں تھی ایک مرتبہ یہ حضرت قطب عالم علیہ الرحمہ کی خدمت عالیہ میں بہر زیارت وقدمبوسی حاضر ہوئے۔ قطب عالم علیہ الرحمہ نے ان کو تخلیہ میں بلایا اور ایک نارنگی عطا کی انہوں نے اس کو جیب میں رکھ لیا جب چلنے لگے تو بارگاہ قطب عالم سے سردہ پھل عنایت ہوا۔ یہ نہایت مسرور وشاداں تخلیہ کے کمرے سے باہر نکلے۔ حسن اتفاق سے حضرت شاہ عالم محبوب باری علیہ الرحمہ سے ملاقات ہوئی۔ شاہ عالم علیہ الرحمہ نے انہیں مسرور دیکھ کر خوشی کا سبب پوچھا نعمون بن محمود نے جواب دیا کہ مجھے میرے مرشد گرامی کی بارگاہ سے سردہ پھل عطا ہوا ہے اس سے میں نے یہ نیک فال لی ہے کہ انشاءاللہ میرے گھر لڑکا پیدا ہوگا۔

حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ پر یہ حالات پہلے ہی منکشف ہو چکے تھے آپ نے از راہ مزاح فرمایا، نعمون تم بھول رہے ہو تمہیں قطب عالم کی بارگاہ سے پہلے نارنگی پھر سردہ عطا ہوا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ انشاءاللہ پہلے لڑکی پھر لڑکا ہوگا۔ ایک عارف ربانی کی زبان کا نکلا بھلا غلط بھی کیسے ہوسکتا تھا۔ یہی ہوا کہ ۹ مہینے کے بعد نعمون بن محمود کے گھر لڑکی پیدا ہوئی۔ لڑکی کی ولادت کے بعد نعمون بن محمود حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر ہوئے

اور بطور شکوا کہا کہ حضرت یہ سب آپ کی زبان کی تاثیر کا کرشمہ ہے۔ جو لڑکی پیدا ہوئی، ورنہ میرے لڑکا ہی پیدا ہوتا۔ حضرت شاہ عالم محبوب باری علیہ الرحمہ نے یہ بات سن کر فرمایا۔ رنجیدہ کیوں ہوتے ہو تمہیں معلوم نہیں کہ یہ بچی کیسی نصیب والی ہے اس کے شکم مبارک سے انشاء اللہ پانچ اولیاء پیدا ہوں گے لہٰذا تمہاری اس خوش بخت بیٹی کو اپنے فرزند اکبر سید ناصر الدین محمد راجو ستار عالم کے حبالۂ عقد کے لئے منتخب کرتا ہوں اور بڑے ہونے کے بعد انہیں بی بی صبیحہ خاتون کو حضرت ناصر الدین محمد راجو ستار عالم علیہ الرحمہ کی شریکۂ حیات ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ اور ان کے مبارک بطن سے حسب ذیل پانچ فرزند پیدا ہوئے جو ولی مادر زاد تھے ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

۱۔ حضرت سید کبیر الدین احمد المعروف علی بزرگ پناہ عالم علیہ الرحمہ۔
المتوفی ۹/ جمادی الثانی ۹۳۵ھ

۲۔ سید عبد القادر بخاری علیہ الرحمہ

۳۔ حضرت سید موسیٰ محمد کاظم بخاری علیہ الرحمہ

۴۔ حضرت سید علی رضا بخاری علیہ الرحمہ

۵۔ حضرت سید محمد بخاری علیہ الرحمہ

حضرت شاہ عالم محبوب باری علیہ الرحمہ کی پیشگوئی کے مطابق زیور علم ظاہری و باطنی سے آراستہ و پیراستہ ہوئے اور مرجع خواص و عوام بنے۔ نعمون بن محمود خاں مرحوم اپنی وصیت کے مطابق رسول آباد کی عیدگاہ کے عظیم الشان مقبرہ میں مدفون ہوئے یہ مقبرہ انہوں نے اپنی حیات ہی میں اپنے دفن ہونے کے لئے تیار کرایا تھا۔ ملک نعمون بن محمود خاں کے بعد ان کے فرزند مسعود الملک محمد مسعود بھی بعد انتقال اپنے باپ کے پہلو میں آسودۂ خواب ہوئے اور انہیں کی نسبت سے یہ عوام میں ماموں کا مقبرہ مشہور ہوا۔

(ریحانۃ الابرار، صفحہ ۱۰۵۔ صد حکایت فارسی قلمی، صفحہ ۵۶)

نوٹ:۔ یہ مقبرہ چند سال ہوئے شدید بارش میں منہدم ہو چکا ہے البتہ مزار شریف موجود ہے۔ اس منہدم شدہ مقبرہ کے مغرب میں عیدگاہ اور مشرق دی تیواہرہ اسکول کی عمارت ہے یہ اسکول حضرت شاہ عالم محبوب باری علیہ الرحمہ کے موجودہ سجادہ نشین حضرت قبلہ سید موسیٰ میاں صاحب رضوی البخاری مدظلہ العالی کی سرپرستی میں قائم ہوا ہے۔ نیز حضرت سید محمد حسین صاحب بخاری مدظلہ کی ذمہ دار قیادت میں منازل ترقی طے کر رہا ہے۔

سجادہ نشین دوم حضرت سید کبیر الدین احمد المعروف علی بزرگ پناہ عالم علیہ الرحمہ ہوئے۔

// // سوم حضرت سید رضاء الدین عبدالغفور مظہر عالم علیہ الرحمہ ہوئے۔
// // چہارم حضرت سید کمال الدین حسن متجلیٰ نور عالم علیہ الرحمہ ہوئے۔
// // پنجم حضرت سید جلال الدین حسن ماہ عالم علیہ الرحمہ ہوئے۔
// // ششم حضرت سید ابوالفتح محمد نظام الدین مقبول عالم علیہ الرحمہ ہوئے۔
// // ہفتم حضرت سید جلال الدین مقصود عالم علیہ الرحمہ ہوئے۔
// // ہشتم حضرت سید صفی الدین جعفر بدر عالم علیہ الرحمہ ہوئے۔
// // نہم حضرت سید ابوالمجد محمد محبوب عالم علیہ الرحمہ ہوئے۔
// // دہم حضرت سید جلال الدین حمید عالم علیہ الرحمہ ہوئے۔
// // یازدہم حضرت سید عظیم الدین جعفر مجید عالم علیہ الرحمہ ہوئے۔
// // دوازدہم حضرت سید وصی الدین موسیٰ انوار عالم علیہ الرحمہ ہوئے۔
// // سیزدہم حضرت سید عبدالشکور منظور عالم علیہ الرحمہ ہوئے۔
// // چہاردہم حضرت سید محمد موسیٰ رضا منور عالم علیہ الرحمہ ہوئے۔
// // پانزدہم حضرت سید حیدر بخش نجیب عالم علیہ الرحمہ ہوئے۔
// // شانزدہم حضرت سید احمد علی غریب عالم علیہ الرحمہ ہوئے۔
// // ہفدہم حضرت سید موسیٰ رضا خطیب عالم علیہ الرحمہ ہوئے۔
// // ہزدہم حضرت سید امام حیدر بخش رضی اللہ البخاری علیہ الرحمہ ہوئے۔
// // نوزدہم حضرت سید محمد موسیٰ میاں صاحب قبلہ رضی بخاری مدظلہ العالی

موجودہ بقید حیات ہیں اللہ تعالیٰ آپ کا اقبال مزید بلند فرمائے اور آپ کی عمر مبارکہ میں برکتیں مرحمت فرمائے۔آپ کے بابرکت عہد سجادگی میں بڑی ایمان افروز اصلاحات وترقیاں نیز تعمیر وتوسیع کے عظیم کارنامے ظہور پذیر ہوئے ہیں جن کے تحریر کرنے کے لئے علیحدہ ایک مبسوط کتاب درکار ہے۔آپ کے کارنامے انشاء اللہ مستقبل قریب میں زریں حروف میں لکھے جائیں گے۔

خانقاہ شاہیہ کے چند مشاہیر سجادگان کا ذکر

ذکر حضرت سید جلال الدین حسن الملقب بماہ عالم بخاری علیہ الرحمہ

آپ خانقاہ شاہ عالم کے پانچویں سجادہ نشین ہیں۔ آپ کی کنیت ابومحمد، نام جلال الدین حسن، اور لقب ماہ عالم ہے۔ آپ کے والد گرامی سید کمال الدین حسن متجلی نور عالم بن سید رضا الدین عبدالغفور مظہر عالم بن سید کبیر الدین احمد المعروف علی بزرگ پناہ عالم بن سید ناصر الدین محمد راجو ستار عالم رحمۃ اللہ علیہم اجمعین ہیں۔

آپ کی والدہ ماجدہ :- خواندہ گوہر بنت ملک حضر رحمۃ اللہ علیہا ہیں۔ آپ کی ولادت شریف ۶/ ذوالقعدہ ۹۵۹ھ میں ہوئی۔ آپ نے علم ظاہری و باطنی اپنے والد گرامی حضرت سید علامہ ابی الحسین کمال الدین حسن متجلی نور عالم علیہ الرحمہ سے حاصل کیا۔ نیز شرف تلمذ حضرت علامہ سید وجیہ الدین علوی گجراتی علیہ الرحمہ سے بھی حاصل ہے جب اکبر بادشاہ نے ۹۸۰ھ مطابق ۱۵۷۲ء میں احمد آباد فتح کیا تو خان اعظم کے توسط سے خانقاہ شاہ عالم کی سجادہ نشینی آپ کو عطا کی آپ نے مسند سجادگی پر رونق افروز ہوکر سلسلۂ عالیہ شاہیہ کے شیرازے کو پھر سے منظم و مستحکم فرمایا۔ آپ کی ذات اس سلسلہ عالیہ کے لئے رونق اور تابندگی کا ذریعہ ہے آپ کو بیعت وارادت نیز خلافت کا شرف حضرت علامہ مولانا شیر محمد صاحب علیہ الرحمہ سے حاصل تھا ان کا شجرۂ طریقت اس طرح پر ہے۔ حضرت علامہ سید شیر محمد بن سید عرف شاہ بخاری بن سید محمد زاہد بخاری مرید وخلیفہ و برادر حضرت سید محمد سراج الدین شاہ عالم محبوب باری بخاری رحمہ اللہ علیہم اجمعین۔

آپ بڑے سخی و جواد تھے اس سلسلہ میں ایک واقعہ نذر ناظرین کرتے ہیں ایک مرتبہ حضرت میر سید ابوتراب والی شیرازی چشتی علیہ الرحمہ نے شہر کے عمائدین کے ساتھ آپ کو شرکت دعوت دی وہ موسم سردی کے شباب کا تھا سخت سرد تیز ہوائیں چل رہی تھیں آپ جب دعوت میں شرکت کے ارادے سے چلے تو راستہ میں ایک برہنہ انسان ملا جو سردی سے تھر تھر کانپ رہا تھا۔ اس نے آپ سے کپڑے کا سوال کیا آپ اس وقت گرم شال اوڑھے ہوئے تھے فوراً اتار کر سائل کے حوالے کردی اور دعوت میں تنہا کپڑوں کے ساتھ شریک ہوئے۔ حاضرین مجلس اور سید میر ابوتراب ولی شیرازی چشتی علیہ الرحمہ نے اس اشارے سے اپنے خادم سید محمد امین سے کہا کہ

شاہ صاحب علیہ الرحمہ کے لئے دوشالہ لائیں مگر اس وقت شیرازی صاحب علیہ الرحمہ کے یہاں بھی کوئی فاضل دوشالہ نہ تھا آخر کیا کریں اسی پریشانی کے عالم میں سید محمد امین گھر کے دروازے سے باہر نکلے تو دیکھا کہ ایک مرید حضرت کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے اور وہ دوشالہ پیش خدمت کر کے اوڑھنے کی درخواست کی جسے آپ نے شرف قبولیت بخشا۔ کچھ دنوں کے بعد لوگوں کو سخت سردی میں اپنے جسم کا دوشالہ سائل کو عطا کر دیتے اور دعوت میں اس صورت سے آنے کا حال معلوم ہوا تو لوگ بیحد متاثر ہوئے۔ آپ کی سخاوت اور ایثار کا یہ عالم تھا کہ اکثر گھر کے برتن اور تن کے کپڑے تک حاجت مندوں کو عطا فرما دیا کرتے تھے۔

اولاد:- آپ کی اولاد میں صرف دو فرزند تھے۔ فرزند اکبر آپ کے خلیفہ و جانشین ہوئے جن کا نام سید ابوالفتح محمد نظام الدین مقبول عالم الشاہی البخاری علیہ الرحمہ ہے۔

دوسرے فرزند سید عبدالغفور بخاری علیہ الرحمہ تھے ان کے فرزند سید گوہر بخاری تھے جو لاولد فوت ہوئے۔

وصال مبارک

حضرت سید جلال الدین حسن المقلب بماہ عالم علیہ الرحمہ نے ۱۴/ ذیقعدہ ۱۰۰۳ھ میں آدھی رات گذرنے کے بعد داعیٔ اجل کو لبیک کہہ کر واصل بحق ہوئے۔ وصال کے وقت آپ کی عمر مبارک ۴۴/ سال ۸/ ماہ تھی۔ آپ کے وصال شریف کا مادۂ تاریخ "نور راز جہاں رفت" سے نکلتا ہے۔ آپ حضرت شاہ عالم محبوب باری بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے پائیں علیحدہ ایک سنگین حجرہ میں مدفون ہیں۔

آپ کی ولادت شریف کے وقت تخت گجرات پر سلطان مظفر حلیم المتوفی ۹۳۲ھ مطابق ۱۹۲۹ء کا پوتا سلطان محمود شاہ ثانی گجراتی حکمراں تھا جو تقریباً ۱۸/ سال حکومت کرنے کے بعد اپنے غلام برہان کے ہاتھ سے قتل ہوا۔ یہ واقعہ ۹۶۱ھ مطابق ۱۵۵۶ء کا ہے۔ اس وقت حضرت سید جلال الدین ماہ عالم علیہ الرحمہ کی عمر مبارک ۲/ سال کی تھی۔ اس کے بعد تخت گجرات پر سلطان احمد شاہ ثانی بیٹھا وہ بھی قتل کر دیا گیا۔ سلطان احمد شاہ ثانی کے قتل کا واقعہ ۵/ شعبان المکرم ۹۶۸ھ اس وقت آپ کی عمر شریف ۹/ سال تھی اس کے بعد تخت گجرات کا آخری تاجدار سلطان مظفر شاہ نے عنان حکومت سنبھالی اور یہ ابھی کل ۱۳/ سال حکومت کر پایا تھا کہ شہنشاہ اکبر نے ۹۷۹ھ مطابق ۱۵۷۱ء میں گجرات کو فتح کر کے مغل سلطنت میں شامل کر لیا۔ سلاطین گجرات نے بڑی شان بڑے کروفر سے گجرات کے وسیع علاقہ میں پونے دو سو سال تک

حکومت کی بالآخر اس دبدبہ والی سلطنت کا جاہ وحشم سلطان جلال الدین محمد اکبر کے ہاتھوں ختم ہوا۔ جو آپ کا ہم نام تھا۔

حضرت ماہ عالم علیہ الرحمہ کے دور میں دہلی اور وہاں کے سلاطین

حضرت سید جلال الدین ماہ عالم علیہ الرحمہ کی ولادت کے وقت تخت دہلی پر سوری پٹھان خاندان کا قبضہ تھا۔ سلطان ظہیر الدین محمد بابر کے بعد اس کا بیٹا سلطان نصیر الدین محمد ہمایوں ۲۴؍ سال کی عمر میں ۹؍ جمادی الاوّل ۹۳۷ھ مطابق ۲۹؍ جنوری ۱۵۳۰ء کو آگرہ میں تخت نشین ہوا اور دس سال کامل بڑے رعب وداب کے ساتھ حکومت کرنے کے بعد ۹۴۷ھ مطابق ۱۵۴۰ء میں شیر شاہ سوری سے شکست کھا کر تخت حکومت چھوڑ کر پنجاب وسندھ، کشمیر وافغانستان وایران وغیرہم میں ۱۶؍ سال بھٹکتے رہنے کے بعد ۹۶۲ھ مطابق ۱۵۵۵ء دوبارہ تخت حکومت پر قبضہ کرنے کے بعد ۹۶۳ھ مطابق ۱۵۵۶ء میں ایک سال بعد ایک دن نماز مغرب ادا کرنے کے لئے اذان سن کر کتب خانہ سے اتر رہا تھا۔ جلدی میں زینہ سے پاؤں پھسلا تو نیچے آگیا اور اسی چوٹ کے صدمہ سے واصل بحق ہوگیا۔ اس وقت حضرت سید جلال الدین ماہ عالم کی عمر مبارک ۴؍ سال تھی۔ ہمایوں بادشاہ کے انتقال کے بعد اکبر ۱۲؍ برس کی عمر میں بیرم خاں کی اتالیقی میں تخت پر بٹھایا گیا۔ شروع میں بیرم خاں نے اور جوان ہوکر اکبر خاں نے سلطنت کا کام اس خوبی سے چلایا کہ تقریباً سارا ہندوستان مغلوں کے قبضہ میں آگیا۔

اکبر اور دین الٰہی کا فتنہ

۹۹۰ھ مطابق ۱۵۸۲ء میں دربار اکبری سے دین الٰہی کا فتنہ رونما ہوا جس نے ہندوستان کے طول وعرض میں اہل دین صاحب ایمان افراد کے دلوں میں ایک عجیب ہیجان برپا کردیا تھا۔ ہر جگہ اپنے اپنے مقام پر علمائے حقانی اور صوفیائے ربانی اس فتنۂ عظیم کے فنا ہونے کے لئے کوشاں ومحو دعا تھے۔ صاحب ریحانۃ الابرار علیہ الرحمہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت سید جلال الدین ماہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے اکبر کے دین الٰہی کا فتنہ آیا۔ تو لوگوں نے حضرت سید جلال الدین ماہ عالم علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں درخواست کی کہ حضور اکبر کی ہلاکت وبربادی مغلیہ حکومت کے فنا ہونے کے لئے بددعا فرمائیں تو آپ نے فرمایا کہ بارگاہ الٰہی سے خیر کی ہی

طلب کرنا چاہئے اگر خدائے تعالیٰ ہلاک کرنے پر قادر ہے تو اسے یہ بھی قدرت حاصل ہے کہ وادی ضلالت وگمراہی میں بھٹکنے والے انسان کو ہدایت عطا فرمادے لہٰذا حد امکان ہدایت ہی کی دعا کرنا چاہئے۔ آپ نے اپنے دست مبارک اٹھا کر اس فتنۂ عظیمہ سے مسلمانوں کے محفوظ رہنے اور اکبر کے لئے رجعت سوئے ایمان اور استقامت بردین کے لئے دعا فرمائی۔ اکبر کو ایک خط پند ونصیحت سے لبریز تحریر فرمایا جس میں آپ نے اکبر کی توجہ کو اس حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب مبذول فرمایا کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ رعایا کی بہ نسبت راعی کے لئے حسنات میں دونا اجر ہے۔ ایک بذات خود حسن عمل کرنے کا۔ دوسرے اس بات کا کہ راعی کو اچھائی کے راستہ پر دیکھ کر رعایہ بھی اچھائی کا طریقہ اختیار کرے گی۔ حضرت جلال الدین ماہ عالم علیہ الرحمہ نے اپنے اس نامۂ مبارک میں اکبر بادشاہ سے وعدہ کیا کہ اگر تم نے کمترین کی ہدایت پر عمل کیا اور راہ صواب اختیار کی تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کروں گا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے اقبال کو تابہ زیست قائم ودائم رکھے اور تمہیں رعب وداب والی سلطنت عطا کر کے تمہاری نسل میں سلاطین اخیار پیدا فرما کر تادیر ان کی حکومت اس خطۂ ہند پر قائم وسلامت رکھے ۔دیکھئے (ریحانۃ الابرار فارسی، صفحہ ۱۵۵)

دُعا

اللہ تعالیٰ نے حضرت سید جلال الدین ماہ عالم علیہ الرحمہ کی اس پرتاثیر دعا کو امام ربانی حضرت شاہ بدرالدین احمد المعروف بہ مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کی صورت میں رونما فرمایا جن کی باجرأت وباہمت شخصیت نے دین الٰہی کے پرخچے اڑا کر اطراف ہند میں ملت محمدی کے پرچم لہرا دیئے۔ اور اکبر کو دوبارہ دولت ایمان سے بھی شرف یاب کیا۔ ملا عبدالقادر بدایونی علیہ الرحمہ[1] اپنی کتاب منتخب التواریخ میں تحریر فرماتے ہیں کہ ۱۶۰۵ء مطابق ۱۰۱۴ھ میں جب اکبر ایسا شدید

---

[1] حضرت ملا عبدالقادر بدایونی علیہ الرحمہ اکبری دور کے جید عالم اور عظیم مورخ ہیں۔ آپ کی پیدائش موضع ٹونڈہ بسا ور ضلع بدایوں میں ۹۴۷ھ میں ہوئی تھی۔ آپ کے والد ماجد بھی اپنے دور کے جید عالم تھے۔ ملا عبدالقادر صاحب خود اپنے والد گرامی کے حق میں تحریر فرماتے ہیں کہ وہ بحر علم معدن احسان اور کان فضل تھے۔ ان کا نام نامی اسم گرامی مولانا ملوک شاہ صاحب علیہ الرحمہ تھا۔ ملا عبدالقادر بدایونی علیہ الرحمہ تحریر کرتے ہیں کہ جب میری عمر ۱۲ ارسال کی ہوئی تو میرے والد صاحب مجھے تعلیم کے لئے اپنے ہمراہ لے کر مولانا علامہ حاتم سنبھلی علیہ الرحمہ

کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ مولانا حاتم سنبھلی علیہ الرحمہ بہت بڑے عالم اور صوری و معنوی کمالات کے جامع تھے۔ مولانا حاتم سنبھلی رحمۃ اللہ علیہ کو طریقت میں شیخ عزیز اللہ طلبنی علیہ الرحمہ سے بیعت کا شرف حاصل تھا۔ ملا عبدالقادر علیہ الرحمہ نے انہیں کی خانقاہ میں رہ کر قصیدہ بردہ شریف کا درس لیا اور حنفی فقہ کی مشہور کتاب کنز کے چند اسباق بھی تبرکاً پڑھے۔ نیز بعد تعلیم سنبھل سے رخصت کے وقت مولانا حاتم سنبھلی علیہ الرحمہ نے آپ کو شرف بیعت سے مشرف فرمایا اور حضرت عزیز اللہ طلبنی علیہ الرحمہ کی طرف سے کلاہ و شجرہ بھی عطا کیا تاکہ علوم ظاہری کے ساتھ ساتھ آپ کو فیضان باطنی سے بھی فائدہ ہو۔ ملا عبدالقادر علیہ الرحمہ نے حضرت سید میر کی علیہ الرحمہ سے قرآن کریم کا درس لیا جو سات قرأتوں کے قاری تھے۔ آپ کے نانا حضرت مخدوم اشرف علیہ الرحمہ سے آپ کو عربی تعلیم ملی تھی۔ (منتخب التاریخ جلد دوم، صفحہ ۲۱)

کافیہ۔ آپ نے شیخ سعداللہ نحوی علیہ الرحمہ سے۔ شرح تسمیہ مرزا سمرقندی علیہ الرحمہ اور وقایہ قاضی ابوالمعالی علیہ الرحمہ سے کلام تحقیق وغیرہ، شیخ عبداللہ بدایونی علیہ الرحمہ سے پڑھیں۔

(منتخب التاریخ جلد سوم، صفحہ ۱۴۸ تا ۱۴۹)

نیز آگرہ جا کر آپ نے اپنے شیخ ملا مبارک ناگوری سے چند اسباق پڑھے تھے ملا مبارک ناگوری فیضی کے والد ہیں ان کو حضرت مولانا علامہ محمد عماد الدین طارمی شیرازی علیہ الرحمہ سے شرف تلمذ تھا۔ یہ مولانا عماد الدین طارمی شیرازی علیہ الرحمہ شیخ احمد طارمی علیہ الرحمہ سوداگر کے لڑکے تھے جو نولکھی خیمہ برائے فروخت بادشاہ دہلی کے پاس اور وہاں سے گجرات کے بادشاہ کے دربار میں حاضر ہوئے تھے لیکن دونوں جگہ سے مایوس لوٹا ہوا تھا جب حضرت شاہ عالم محبوب باری بخاری کے دربار عالیہ میں حاضر ہوئے تو آپ نے ان کی منہ مانگی رقم نولاکھ ادا کر دی اور خیمہ کو غرباء و مساکین میں لٹوا دیا تھا۔ شیخ احمد سوداگر نے حضرت شاہ عالم محبوب باری علیہ الرحمہ کی عطا و سخا دیکھ کر دعا کی درخواست کی تھی کہ ان کے گھر کوئی اولاد نہیں ہے۔ حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ نے بعد مراقبہ انہیں بشارت سے سرفراز فرمایا تھا کہ انشاء اللہ عنقریب تمہارے یہاں ایک فرزند پیدا ہوگا جو دین کا ستون ہوگا۔ اس کا نام ہمارے نام پر محمد رکھنا۔ حسب بشارت یہ پیدا ہوئے اور نام محمد رکھا گیا۔ بڑے ہو کر جید عالم ہوئے یہاں تک کہ علمائے شیراز نے انہیں عماد الدین کا لقب عطا کیا۔ مولانا عماد الدین طارمی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کو بڑے ہو کر حضرت شاہ عالم محبوب باری کی زیارت کا شوق اور ارادت کا جذبہ پیدا ہوا۔ اور وہی جذبہ و شوق گجرات کے سفر کا سبب بنا اور وارد احمد آباد ہوئے لیکن حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ کا اس وقت وصال ہو چکا تھا۔ اس وقت گجرات پر سلطان محمود بیگڑہ حکمراں تھا۔ ان کے شایان شان بادشاہ نے ان کی توقیر و عزت کی اور گجرات ہی میں سکونت اختیار کر کے درس و تدریس کا سلسلہ جاری کرنے کی استدعا کی جس کو آپ نے شرف قبولیت بخشا اور سرزمین گجرات پر علم دین کے چشمے بہائے۔ آپ کے علم کا شہرہ سن کر قریب و بعید کے تشنگان علم دین آ آ کر حسب وسعت ظرف فیضیاب و سرشار ہونے لگے انہیں آنے والوں کے زمرے میں ملا شیخ مبارک ناگوری بھی ہیں جو حضرت علامہ وجیہ الدین علوی گجراتی کے ہم سبق و ہم درس تھے لیکن اپنی تلون مزاجی کی بدولت ملا شیخ مبارک کو بزرگوں کے نقش قدم پر استقامت نہ مل سکی۔ علامہ مولانا عماد الدین طارمی شیرازی علیہ الرحمہ کا وصال ۱۴ رجب المرجب ۹۷۰ھ میں سرزمین کاسر میں ہوا۔ اور اسی مقام پر دفن ہوئے۔ (حاشیہ ختم ہوا)

بیمار پڑا کہ زندگی کی امید منقطع ہوگئی تو بادشاہ نے اپنے بیٹے سلیم کو بلایا۔ اپنی تلوار، دستار اور خلعت شاہانہ عطا کر کے بادشاہ بنایا۔ اور مولانا صدر جہاں کو بلا کر اپنے غیر مذہبی عقائد و خیالات سے توبہ کی اور گواہ بنا کر بلند آواز سے کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھا اور ۶۳ رسال کی عمر میں وفات پائی۔ سکندرہ آگرہ میں مدفون ہوا۔ (تاریخ سلاطین ہند، صفحہ ۵۶۵)(منتخب التاریخ قلمی، صفحہ ۳۹۸، جلد دوم)

(نوٹ) ۹۹۰ھ میں جب دین الٰہی کا فتنہ بپا ہوا۔ اس وقت حضرت سید جلال الدین ماہ عالم بخاری علیہ الرحمہ کی عمر مبارک ۳۱ رسال کی تھی۔

سلاطین خیر پیدا ہوئے

حضرت سید جلال الدین ماہ عالم بخاری علیہ الرحمہ نے شہنشاہ اکبر کے ہدایت نامہ میں جو کلمات و دعاء کے تحت ارشاد فرمائے تھے ان کے اثرات مستقبل قریب میں ظہور پذیر ہو کر رہے۔ لوگوں نے اس کا مشاہدہ سر کی آنکھوں سے کیا اور ان کے تذکرہ سے آج تک زریں حروف تاریخی اوراق پر تابندہ ہیں۔ اکبر نے بڑے رعب و داب سے حکومت بھی کی۔ وادیٔ گمراہی و ضلالت میں بھٹکنے کے بعد ہدایت اور ایمان کی دولت میسر آئی اور یہ بالیقین حضرت جلال الدین ماہ عالم علیہ الرحمہ کی دعا ہی کا ثمرہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اکبر کی نسل میں سلطان شہاب الدین محمد شاہجہاں اور سلطان محی الدین محمد اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہما جیسے بیٹے اور پوتے پیدا کئے جن کے ذریعہ بہت سے کارہائے خیر ظہور پذیر ہوئے اور جنہیں آج تک خیر سے یاد کیا جاتا ہے۔ شاہجہاں بادشاہ کے لئے اس سے بڑھ کر اور کیا عظمت و بزرگی ہو سکتی ہے کہ وہ بارگاہ رسول انام علیہ الصلوٰۃ والسلام میں اپنے حسنات کی بنا پر ایسے مقبول تھے کہ ۱۶ ر مرتبہ حضور تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار سے خواب میں مشرف ہوئے۔ اور حضرت عالمگیر نور اللہ مرقدہ کو تو علمائے ملت اسلامیہ نے دین مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مجددین کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں شمار کیا ہے۔

تفسیر بے تاثیر

حضرت سید محمد ہاشم بخاری بن سید کمال الدین حسن متجلی نور عالم علیہ الرحمہ ریحانۃ الابرار میں تحریر فرماتے ہیں کہ ۱۰۰۳ھ میں حضرت سید جلال الدین عالم علیہ الرحمہ کے وصال شریف

سے چند ماہ پہلے ایک شخص آگرہ سے آئے اور آپ کی خدمت اقدس میں قرآن کریم کی تفسیر سواطع الالہام نامی پیش کی اور اس کی بہت زیادہ تعریف کی اور کہا کہ اس کے مصنف فیضی نے کمال کر دیا ہے کہ اس کی ضخامت ۷۵ جز ہے اور ننانوے فقروں پر مشتمل ہے لیکن اس کا کوئی حرف نقطہ والا نہیں ہے اس کے چند نسخے فیضی نے لکھ کر بلاد اسلام عرب وعجم میں بھجوائے ہیں۔ حضرت جلال الدین ماہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے چند مقام سے تفسیر سواطع الالہام کا مطالعہ کرنے کے بعد فرمایا یہ تفسیر غیر منقوطہ ہونے کے ساتھ ساتھ بے تاثیر بھی ہے اور جیسا آپ نے فرمایا وہ دانشمندان عالم کے نزدیک ایسی ہی ثابت ہوئی۔ (ریحانۃ الابرار فارسی، صفحہ ۱۵۷)

اسلام ہی خدا کا پسندیدہ اور آخری دین ہے

حضرت مولانا سید ہاشم بخاری علیہ الرحمہ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت سید جلال الدین ماہ عالم رحمۃ اللہ علیہ اپنے مریدین ومتوسلین نیز جمیع مسلمین کو اسی بات کی تاکید فرماتے کہ یہ وقت فتنوں کے ظہور کا وقت ہے نہایت استقامت کے ساتھ دین اسلام پر قائم رہنے اور اس کے احکام پر عمل کرنے ہی میں نجات اخروی ہے اکبر کے دین الٰہی کے فتنوں کے استیصال کے لئے خاص طور سے آپ نے اپنے ایک عزیز حضرت سید مرتضیٰ بخاری علیہ الرحمہ کو تیار کیا تھا۔ جنہوں نے بڑی خوش اسلوبی سے اس کار عظیم کو حضرت جلال الدین شاہ عالم بخاری علیہ الرحمہ کے بعد حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کے ساتھ مل کر انجام دیا بلکہ یہ کہا جائے کہ اکبر کے بعد جہانگیر اور مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کے درمیان اصلاح وہدایت کے سلسلہ میں رابطہ کی کڑی حضرت شیخ فرید الملقب بہ مرتضیٰ خاں بخاری علیہ الرحمہ کی ذات گرامی تھی تو غلط نہ ہوگا۔ اس سلسلہ میں حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کے وہ خطوط جو آپ نے حضرت سید مرتضیٰ خاں بخاری علیہ الرحمہ کو تحریر کئے ہیں انشاء اللہ اسی کتاب میں آئندہ کسی اور موقع پر نظر ناظرین کریں گے جس سے آپ حضرات کو اندازہ ہوگا کہ حضرت سید محمد سراج الدین شاہ عالم محبوب باری علیہ الرحمہ کے وصال کے بعد بھی ان کی صفت سراجیت کی کرنیں ان کے آل اطہار کی صورت میں اہل دنیا کو انوار ہدایت کا خزانہ پیش کرتی رہی ہیں۔

وصال کی طرف اشارہ

حضرت سید محمد ہاشم بخاری علیہ الرحمہ بیان فرماتے ہیں ۹۹۸ھ میں جب حضرت سید وجیہہ الدین علوی گجراتی علیہ الرحمہ کا وصال ہوا۔ جو آپ کے استاد گرامی تھے تو اسی وقت آپ نے فرما دیا تھا کہ اب ہمارے بھی چل چلاؤ کا زمانہ ہے اس کے ۵ رسال بعد حضرت سید جلال الدین ماہ عالم علیہ الرحمہ بھی ۱۰۰۳ھ میں واصل بحق ہوئے۔

(ریحانۃ الابرار فارسی، صفحہ ۱۵۸)

ذکر حضرت سید محمد نظام الدین مقبول عالم المتخلص بہ جلالی علیہ الرحمہ

حضرت سید محمد نظام الدین مقبول عالم المتخلص بہ جلالی علیہ الرحمہ۔ آپ کا نام نامی اسم گرامی سید محمد علیہ الرحمہ، ابوالفتح کنیت، نظام الدین لقب، مقبول عالم خطاب اور جلالی تخلص تھا۔

آپ ۱۴ر رجب المرجب ۹۸۹ھ مطابق ۱۵۸۱ء کو سرزمین احمد آباد میں پیدا ہوئے آپ نے ولادت کا مادۂ تاریخ حسب ذیل مصرعہ سے خود نکالا ہے۔

من و دست ودامان آل رسول

آپ کے والد گرامی کا نام حضرت سید جلال الدین حسن ماہ عالم علیہ الرحمہ ہے۔ آپ کی والدہ ماجدہ کا نام نامی حضرت بی بی آمنہ خاتون رحمۃ اللہ علیہا ہے جو حضرت سید نصر اللہ علیہ الرحمہ کی صاحبزادی تھیں۔

آپ کی ولادت سے پہلے شب ولادت میں حضرت شاہ عالم محبوب باری علیہ الرحمہ نے آپ کی ولادت کی خوشخبری سنائی تھی اور سید محمد نام رکھنے کی ہدایت فرمائی تھی جس کو صاحب صد حکایت علیہ الرحمہ نے اس طرح تحریر فرمائی کہ سید تقی الدین بخاری علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے شب دوشنبہ کو حالت خواب میں حضرت سید محمد سراج الدین شاہ عالم محبوب باری علیہ الرحمہ کو دیکھا کہ نہایت زرق برق لباس پہن کر ایک تخت پر رونق افروز ہیں اور میں آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوں۔ آپ نے مجھ سے فرمایا آج رات ہمارے فرزند سید جلال الدین ماہ عالم علیہ الرحمہ کے یہاں ایک فرزند تولد ہوگا۔ تم جلال الدین ماہ عالم کو ہمارا سلام پہونچانے کے بعد کہنا کہ اس کا نام ہمارے جدامجد کے نام پر سید محمد رکھنا۔ اور کہہ دینا کہ اس پیدا ہونے

والے فرزند کے مراتب جلیلہ کو ملحوظ رکھنا۔ اس لئے کہ وہ شیخ الاولیاء ہوگا جب بیدار ہو کر کمرے کے باہر آیا تو دیکھا کہ ایک پہر رات ابھی باقی ہے۔ خانقاہ شریف کے حوض پر آیا وضو کیا اور مسجد کے صحن میں دو رکعت نماز شکرانہ ادا کر کے پھر دو رکعت نماز نفل پڑھ کر حضرت شاہ عالم محبوب باری علیہ الرحمہ کی روح مبارک کو ایصال ثواب کیا اور حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ کے روضۂ مبارکہ کے دروازے کے آگے آکر بیٹھ گیا چونکہ روضہ شریف کا دروازہ بند تھا وہیں بیٹھ کر درود خوانی میں مصروف ہو گیا یہاں تک سفیدۂ سحر نمودار ہوا۔ موذن نے اذان دی اور روضہ شریف کا دروازہ کھلا اندر حاضر ہو کر مزار مبارک شاہیہ پر فاتحہ خوانی کی اور نماز فجر با جماعت ادا کرنے کے ارادے سے روضہ مبارکہ سے باہر آیا تو دیکھا کہ حضرت سید جلال الدین ماہ عالم علیہ الرحمہ صحن مسجد میں جلوہ افروز ہیں فوراً آپ کے روبرو حاضر ہو کر بعد سلام وقدمبوسی کے حضرت شاہ عالم محبوب باری علیہ الرحمہ سلام و پیغام اور فرزند پیدا ہونے کی خوشخبری اور مبارکباد پیش کی اور رات کا خواب بیان کیا۔ خواب سن کر حضرت سید جلال الدین ماہ عالم علیہ الرحمہ فرحت و مسرت سے مجھ سے بغلگیر ہو گئے اور ارشاد فرمایا کہ حضور مخدومی جدی شاہ عالم علیہ الرحمہ کی برکت سے آج رات میرے یہاں فرزند پیدا ہوا ہے میرے دل میں خیال پیدا ہوا تھا کہ اس فرزند کا نام اپنے والد گرامی کے نام پر رکھوں گا۔ الحمدللہ کہ حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے بذات خود اس کا نام سید محمد تجویز کر دیا۔ اور زہے قسمت کہ یہ سعادت پیغام رسانی آپ کو حاصل ہوئی اس کے بعد آپ مسجد کے جماعت خانہ میں رونق افروز ہو کر نماز اشراق کی ادائیگی میں مصروف ہو گئے اور بعد ادائے نماز اشراق مراقبہ اور خاندانی اوراد و وظائف حسب معمول ادا فرمائے۔ اس کے بعد میرا ہاتھ اپنے دست مبارک میں تھام کر دولت سرائے اقدس میں تشریف لائے مجھے یہ دیکھ کر بڑا تعجب ہوا کہ حضرت جلال الدین ماہ عالم جس تخت پر رونق افروز ہیں رات کو اسی تخت پر خواب میں حضرت شاہ عالم محبوب باری علیہ الرحمہ کو جلوہ افروز دیکھا تھا۔ حضرت ماہ عالم علیہ الرحمہ کے دوش مبارک پر اس وقت سبز رنگ کی اونی شال پڑی ہوئی تھی جس میں نہایت خوبصورت سفید بوٹے تھے اتار کر بطور انعام مجھے عنایت فرما دی اور خادم کو زنان خانہ میں بھیج کر روٹی روغن اور شہد منگایا اور ایک ہی رکابی میں مجھ کمترین کو بھی اپنے ساتھ کھانے میں شریک کیا اور کھانے سے فارغ ہو کر ہاتھ دھوتے ہوئے مجھ سے ارشاد فرمایا تو نے اس بات پر غور نہیں کیا کہ حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ نے اس بچے کا نام تو تجویز فرمایا ہی ہے لیکن اپنے فرمائے ہوئے الفاظ سے تاریخ ولادت بھی پیش کر دی ہے اس بچے کے حق میں آپ نے شیخ اولیا فرمایا ہے اور شیخ الاولیاء ہی سے اس کی تاریخ ولادت کا ۹۸۹ھ مادۂ تاریخ نکلتا ہے حضرت سید محمد نظام الدین مقبول عالم بخاری علیہ الرحمہ کی

ولادت شریف حضرت شاہ عالم محبوب باری علیہ الرحمہ کے وصال پاک سے ایک سونو سال بعد ہوئی اور حسب بشارت شاہیہ آپ اپنے دور میں شیخ الاولیاء ہی تسلیم کئے گئے۔

(صد حکایت فارسی قلمی، صفحہ ۱۶۱ تا ۱۶۴)

آپ کا علمی مقام

صاحب مرأت احمدی آپ کے لئے رقمطراز ہیں، جامع کمالات، معنوی وصوری، حاویٔ علم ظاہری و باطنی بودہ اند۔ یعنی آپ کی شخصیت صوری و معنوی کمالات سے آراستہ اور علم ظاہری و باطنی پر حاوی گذری ہے۔ آپ اپنے والد حضرت جلال الدین حضرت ماہ عالم علیہ الرحمہ کے وصال سے دو سال قبل خرقۂ سجادگی اور خلافت سے مشرف ہوئے اور والد کے وصال کے بعد مسند سجادگی پر رونق افروز ہو کر آپ نے ہزاروں انسانوں کو ہدایت فرمائی۔ صاحب مرأۃ احمدی تحریر فرماتے ہیں بعد از پدر عالمے را ارشاد فرمودہ واصل ساختند۔ ترجمہ۔ آپ نے اپنے والد کے وصال کے بعد رشد و ہدایت فرما کر ایک زمانے کو واصل بحق کیا۔ (مرأت احمدی فارسی، صفحہ ۲۷)

آپ جہانگیر بادشاہ کی نظر میں

سلطان نورالدین جہانگیر نے آپ کی تبحر علمی سے متاثر ہو کر آپ سے درخواست کی تھی کہ آپ قرآن کریم کا ترجمہ اس انداز میں فرمائیں جس کی عبارت تصنع اور تکلف سے خالی ہو اور ہر ایک آیت کا شان نزول شرح وسط کے ساتھ بیان کیا گیا ہو۔ زبان آسان اور ریختہ ہو اور قرآن کریم کے ہر ہر لفظ کا ترجمہ تحت اللفظ ہو۔ (دیکھئے تزک جہانگیری، صفحہ ۲۴۴)

قرآن کریم کے ترجمہ کی تکمیل

حضرت نظام الدین مقبول عالم علیہ الرحمہ نے جہانگیر بادشاہ کی اس تمنا کو قرآن کریم کا ترجمہ پایۂ تکمیل تک پہونچا کر پورا فرمادیا۔ جہانگیر بادشاہ خود رقمطراز ہیں۔ بعد از تمام آں مصحف مصحوب فرزند خویش سید جلال الدین محمود عالم روانہ درگاہ بسازد۔ یعنی آپ نے مصحف مصحوب کا ترجمہ مکمل ہو جانے کے بعد اپنے فرزند سید جلال الدین مقصود عالم علیہ الرحمہ کی معرفت میری خدمت میں روانہ کیا۔ (تزک جہانگیر، صفحہ ۲۴۴)

آپ کا ترجمہ مآثر الامراء کی نظر میں

صاحب مآثر الامراء ترجمہ کی تعریف کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں۔
ترجمہ قرآن شریف بہ عبارت خوب ترتیب دادہ۔
ترجمہ: قرآن شریف کا ترجمہ آپ نے بہترین عبارتوں کے ساتھ ترتیب دیا ہے۔
(مآثر الامراء، صفحہ ۴۴۸۔ جلد سوم)

جہانگیر بادشاہ کو آپ کے والد کے چچا سے شرف تلمذ تھا

جہانگیر بادشاہ کو اس بناء پر بھی حضرت سید محمد نظام الدین مقبول عالم بخاری علیہ الرحمہ اور آپ کے خاندان سے عقیدت تھی آپ کے والد کے چچا حضرت سید احمد بخاری [1] المعروف بہ شریف خاں بن سید عبدالشکور بن سید کبیر الدین احمد المعروف علی بزرگ پناہ عالم رحمۃ اللہ علیہم اجمعین سے شاگردی کا شرف حاصل تھا۔ (سیر المنازل فارسی، صفحہ ۸۴)

---

[1] حضرت سید احمد بخاری المعروف شریف خاں حضرت سید کمال الدین حسن متجلی نور عالم بخاری سجادہ نشین چہارم حضرت شاہ عالم کے عم زادے تھے۔ حضرت سید احمد بخاری المعروف شریف خاں کے والد حضرت سید عبدالشکور اور حضرت سید کمال الدین حسن متجلی نور عالم بخاری کے والد حضرت سید رضاء الدین عبدالغفور مظہر عالم دونوں حقیقی بھائی تھے۔ ان دونوں کے والد کا نام حضرت سید کبیر الدین احمد المعروف علی بزرگ پناہ عالم تھا جو خانوادہ شاہ عالم کے سجادہ نشین دوم تھے۔ سید عبدالغفور بڑے اور سید عبدالشکور چھوٹے تھے۔ حضرت سید جلال الدین ماہ عالم علیہ الرحمہ المتوفی ۱۰۰۳ھ نے اپنے چچا حضرت سید احمد المعروف شریف خاں کو جہانگیر بادشاہ کی تعلیمی تربیت قبول کرنے کا مشورہ دیا تھا اس لئے کہ اکبر کی خواہش تھی کہ وہ شہزادہ سلیم جہانگیر کو زیور تعلیم سے آراستہ و پیراستہ فرمائیں۔ حضرت ماہ عالم علیہ الرحمہ کے مشورہ کے تحت آپ نے اس بار عظیم کو قبول فرما کر اس خوبی سے انجام دیا کہ دین الٰہی کے عقائد کی گرد و غبار آپ نے جہانگیر کے ذہن و فکر سے دور رکھنے کی حتی الامکان کوشش کی۔ نیز اپنے فرزند ارجمند حضرت سید فرید مرتضٰی خاں بخاری علیہ الرحمہ کی ذات میں ایسی عمدہ اصلاحی صلاحیتیں پیدا فرمادیں۔ جن کا اعتراف امام ربانی حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مکتوبات میں فرمایا ہے۔
صاحب سیر المنازل تحریر فرماتے ہیں۔ در زمانِ دولت حضرت عرش آشیان جلال الدین اکبر بادشاہ غازی شیخ فریدالدین سید احمد بخاری بعنایات الٰہی و آں ممتاز بود۔
عبارت کا خلاصہ ترجمہ۔ جلال الدین اکبر بادشاہ کے عہد حکومت میں شیخ فریدین سید احمد بخاری بادشاہ

کے الطاف سے سرفراز تھے۔(سیر المنازل فارسی، صفحہ۲۴۲)

دعاؤں بھرا خط

حضرت شیخ المعروف مرتضیٰ خاں علیہ الرحمہ کی دینی وملی خدمات سے متاثر ہوکر حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی پاکیزہ دعاؤں سے سرفراز فرماتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں خدا کرے آپ کے ذریعہ شریعت غرا کے ارکان اور ملت روشن کے احکام قوت پکڑیں اور رواج پائیں اپنی تمام بلند ہمت اس بات پر لگائیں تاکہ آپ کو یہ بڑی سعادت حاصل ہوجائے خدا کے فضل سے آپ کو جاہ وجلال اور عظمت وشوکت سب کچھ حاصل ہے ذاتی شرف عزت کے ساتھ ساتھ اگر یہ بات بھی شامل ہوجائے تو سبقت کا گنبد سعادت کے چوگان کے ساتھ آگے لے جائیں گے۔ (مکتوبات امام ربانی مکتوب، صفحہ۵۱۔۶۸)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرنے والے محبوبیت کے درجہ پر پہونچ جاتے ہیں۔ایک مکتوب میں آپ حضرت شیخ فرید بخاری علیہ الرحمہ کو تحریر فرماتے ہیں۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خداوند تعالیٰ کے محبوب ہیں تو آپ کی اتباع کرنے والے آپ کی اتباع کی بدولت محبوبیت کے درجہ تک پہنچ جاتے ہیں۔کیوں کہ محب اور عاشق اس آدمی کو بھی جس میں اپنے محبوب کی عادتیں اور خصلتیں دیکھتا ہے اپنا محبوب جانتا ہے۔ (مکتوبات امام ربانی مکتوب نمبر۴۴۔صفحہ۶۱)

اکبر بادشاہ کے انتقال کے بعد حضرت سید فرید بخاری علیہ الرحمہ کی غیر معمولی اعانت اور سعی جمیل سے جہانگیر بادشاہ تخت نشین ہوا تھا اور جہانگیر نے آپ کو مرتضیٰ خاں کا خطاب عطا کیا تھا۔سیر المنازل میں ہے۔ در عہد نورالدین جہانگیر بادشاہ ابن اکبر بادشاہ بخطاب مصطفیٰ خاں سرفراز گرید۔ترجمہ:۔نورالدین جہانگیر کے عہد حکومت میں آپ مرتضیٰ خاں کے خطاب سے نوازے گئے۔(سیر المنازل فارسی، صفحہ۲۴۲)

جہانگیر کی تخت نشینی سے مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کو خوشی

آپ اپنے مکتوب گرامی میں سید بخاری علیہ الرحمہ کو تحریر فرماتے ہیں۔

بادشاہ کی نسبت دنیا کے ساتھ ایسی ہے جیسی دل کی نسبت بدن کے ساتھ ہے اگر دل صالح ہے تو بدن بھی صالح ہے۔اگر دل بگڑ جائے تو بدن بھی بگڑ جائے گا۔دنیا کی بہتری بادشاہ کی بہتری میں ہے اور اس کے بگڑنے پر دنیا کا بگڑنا بھی ضروری ہے اس دور میں (اکبر کے زمانے کی طرف اشارہ ہے) اگر لکم دینکم ولی دین پر عمل ہوتا تو کوئی خرابی نہ پیدا ہوتی۔یعنی ہندو مسلمان دونوں کو اپنے اپنے مذہب پر کاربند ہونے کی اجازت ہوتی۔لیکن مسلمان اسلام کے احکام جاری کرنے سے عاری تھے اور اگر کرتے تو قتل کئے جاتے۔مسلمان زخمی دلوں کے ساتھ اسلام کی ماتم پرسی کرتے اور دشمن کی ماتم پرسی کرتے اور دشمن اس پر تمسخر واستہزا کرکے ان کے زخموں پر نمک چھڑکتے ہدایت کا آفتاب گمراہی کے پردے میں چھپا ہوا تھا اور حق کا نور باطل کے پردوں میں آگیا ہے۔بادشاہ اسلام کی تخت نشینی کی خوش خبری خاص وعام تک پہونچی۔اہل اسلام کے لئے لازم ہے کہ بادشاہ اسلام کے مددگار اور معاون ہوں۔شریعت کے رواج دینے اور مذہب کو تقویت پہونچانے میں اس کی رہنمائی کریں خواہ یہ امداد تقویت زبان سے ہو یا عمل سے ہو ضروری کام یہ ہے کہ کتاب سنت واجماع امت کے طریقہ پر شرعی مسائل بیان کئے جائیں تاکہ بدعتی اور گمراہ درمیان میں آکر راستے سے نہ بہکا دے اور کام خراب نہ کرے

پر شرعی مسائل بیان کئے جائیں تا کہ بدعتی اور گمراہ درمیان میں آکر راستے سے نہ بہکاوے اور کام خراب نہ کرے اس قسم کی امداد علمائے حق کی مدد سے لی جائے جو آخرت کی طرف توجہ رکھتے ہیں۔ علمائے دنیائے دنی کی صحبت زہر قاتل ان کا فساد متعدی ہوتا ہے۔ گذشتہ زمانہ میں اسلام پر بلا اسی جماعت کی بدولت آئی انہوں نے بادشاہوں کو بہکایا۔ (مکتوبات امام ربانی جلد اوّل مکتوب نمبر ۴۷)

حضرت سید فرید بخاری علیہ الرحمہ کو حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کی ہدایتیں

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ ایک خط میں حضرت فریدالدین بخاری علیہ الرحمہ کو ہدایتیں فرماتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔ سنا گیا ہے کہ بادشاہ اسلام نے مسلمان کی نیت سے جو وہ اپنی ذات میں رکھتا ہے آپ سے فرمایا ہے کہ چار دیندار علماء کو فراہم کریں تا کہ وہ دربار میں ملازم رہ کر مسائل شرعیہ کو بیان کرتے رہیں اور کوئی بات شرع کے خلاف نہ ہونے پائے۔ الحمد لله سبحانه على ذلك۔ مسلمانوں کے لئے اس سے بڑھ کر اور کیا بشارت ہوسکتی ہے اور ماتم زدگان کے لئے اس سے بڑھ کر اور کیا خوشخبری ہوسکتی ہے۔ یہ حقیر اس کام کے لئے آپ کو توجہ دلاتا رہا ہے اور کئی بار اس کا خواہاں ہوا ہے اسی لئے اس سلسلہ میں اس کے کہنے اور لکھنے سے اپنے آپ کو باز نہ رکھ سکے گا۔ آپ بھی اس کے لئے معذور سمجھیں غرض کا بندہ باولا ہوتا ہے۔ اس لئے عرض ہے کہ ایسے دیندار علماء کرام بہت تھوڑے ہیں جو حب جاہ وریاست نہ رکھتے ہوں اور شریعت کی ترویج وملت کی تائید کے سوا اور کوئی غرض ان کے سامنے نہ ہو۔ جب جاہ کی خاطر ہر عالم بادشاہ کو اپنی طرف کھینچنے کی کوشش کرے گا اور اپنی فضیلت ظاہر کرنا چاہے گا، اختلاف پیدا کر کے بادشاہ کی قربت حاصل کرنے کی کوشش ہوگی جس کے سبب فہم دین کا سوال بگڑتا جائے گا۔ گزشتہ عہد میں علماء کے اختلاف ہی نے دنیا کو بلا میں ڈال دیا اور اب بھی وہی بات پیدا ہوئی تو شریعت کی ترویج کیا ہوسکے گی دین کی تخریب پھر ہوگی علمائے سو کے فتنے سے اللہ تعالیٰ پناہ دے اس کے لئے اس غرض سے اگر ایک عالم کا انتخاب کیا جائے تو بہتر ہوگا۔ اگر علمائے آخرت میں کوئی مل جائے تو اس سے بڑھ کر اور کیا سعادت ہوگی کہ اس کی صحبت کبریت احمر ہوگی اور اگر ایسا کوئی عالم نہ ملے تو غور وفکر کے بعد اس قسم کے علماء میں کسی بہتر کو منتخب کرلیا جائے مالا يدرك كله لا يترك كله

میں نہیں جانتا کہ کیا لکھوں جس طرح مخلوق کی خلاصی علماء کے وجود سے وابستہ ہے اسی طرح دنیا کا خسارہ بھی ان ہی سے مربوط ہے۔ بہترین علماء دنیا کی بہترین مخلوق ہیں اور تمام دنیا کی ہدایت اور گمراہی ان ہی پر موقوف ہے کسی بزرگ نے ابلیس لعین کو دیکھا کہ وہ فارغ اور بیکار بیٹھا ہے۔ اس کا سبب پوچھا جواب دیا میرا کام علماء کررہے ہیں۔ بہکانے اور گمراہ کرنے کے لئے وہی کافی ہیں۔

عالم کہ کامرانی و تن پروری کند
او خویشتن گم است کرا رہبری کند
وہ عالم کہ جو ہر وقت تن کو پالے
وہ خود گمراہ ہے کس کو رہ بتائے

(مکتوب نمبر ۵۳۔ جلد اوّل)

یہ چند سطریں ہم نے اس لئے نذر ناظرین کرام کردیں تا کہ واضح ہوجائے۔ دین الٰہی کے اثرات کو نیست ونابود کرنے میں اور ترویج واشاعت ملت محمدیہ میں آل سیدنا شاہ عالم محبوب باری علیہ الرحمہ نے کچھ کم

خدمات نہیں انجام دی ہیں۔ حضرت سید فرید بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے مزید حالات ناظرین کرام اسی کتاب کے اندر اولاد شاہ عالم مانگرول میں عنوان والے مضمون مطالعہ کر سکتے ہیں۔

تغلق آباد کے قلعہ میں شیخ فرید کی مسجد

صاحب سیر المنازل تحریر فرماتے ہیں اندرون قلعہ تغلق آباد ایک مسجد از شیخ بخشی جہانگیر بادشاہ کہ فرید آباد در ۱۰۰۶ھ را بنا کردہ است بر مسجد مذکور ایں کتبہ نوشتہ۔

اللہ اکبر دراں ایاّمے کہ نورالدین جہانگیر بادشاہ خلد اللہ ملکہ وسلطانہ بنائے ایں مسجد استاد زادہ شیخ فرید مخاطب بخاطب مرتضیٰ خاں بخاری شیخ عبداللہ انصاری عمارت فرمودہ سنہ الف عشرین وسبع تاریخ دویم ماہ رجب سائی کار عمارت امین الدولہ۔

ترجمہ:- قلعہ کے اندر جہانگیر بادشاہ کے بخشی شیخ فرید کی مسجد ہے۔ انہیں شیخ فرید نے ۱۰۰۶ھ میں شہر فرید آباد کی بنیاد رکھی تھی۔ اس مسجد پر یہ کتبہ لکھا ہوا ہے (کتبہ تحریر ہو چکا) اس کا ترجمہ یہ ہے۔

سلطان نورالدین جہانگیر کے عہد سلطنت میں شیخ فرید تعمیر کرائی جو ۲/ رجب المرجب ۱۰۲۷ھ میں امین الدولہ کے اہتمام سے تعمیر ہوئی۔ (سیر المنازل فارسی، صفحہ ۲۴۱)

حضرت سید فرید بخاری کی وفات اور ان کا مقبرہ

سیر المنازل میں ہے، متصل مسجد بیگم پور مرقد شیخ فرید است و بر سنگ بالیں قبر شیخ فرید مرقوم کندہ است۔

یا اللہ سبحان الملک الحی الذی لا یموت ولا یفوت۔ در زبان دولت حضرات عرش آشیانی جلال الدین اکبر بادشاہ غازی شیخ فرید الدین احمد سید احمد بخاری بعنایات الٰہی و آل حضرت ممتاز بود، در عہد دولت نورالدین جہانگیر بادشاہ ابن اکبر بادشاہ بخطاب مرتضیٰ خاں سرفراز گردید۔ بتاریخ سنہ ۹ جلوس و مطابق ۱۰۲۵ھ برحمت الٰہی پیوست۔

لکھنے کا ماحصل جلال الدین اکبر بادشاہ کے عہد حکومت میں شیخ فرید ابن سید احمد بخاری بادشاہی القاب سے سرفراز تھے اور یہ نورالدین جہانگیر بادشاہ کے عہد سلطنت میں مرتضیٰ خان کے خطاب سے نوازے گئے۔ جہانگیر کے نویں سال جلوس مطابق ۱۰۲۵ھ کو فوت ہوئے۔ اور یہ اشعار بھی سر بالیں کندہ ہیں۔

مرتضیٰ خاں چوں بحق واصل شد
گشت اقلیم بقا مفتوحش
بہر تاریخ ملائک گفتند
باد بر نور الٰہی روحش

۱۰۲۵ھ ۱۶۱۶ء

(سیر المنازل فارسی، صفحہ ۲۴۲)

(حاشیہ ختم ہوا)

حضرت سید مقبول عالم بخاری علیہ الرحمہ صاحب تصانیف کثیرہ تھے

حضرت مقبول عالم بخاری علیہ الرحمہ کے متعلق صاحب مرأت احمدی تحریر کرتے ہیں
توالیف وتصانیف بسیار دارند۔ (صفحہ ۲۷)
قرآن کریم کے ترجمہ کے علاوہ اور بہت سی کتابیں تصنیف وتالیف فرمائی ہیں جن میں:

۱) جمعات شاہیہ — بیس جلدوں پر مشتمل ہے۔

۲) لطائف شاہیہ — یہ حضرت شاہ عالم محبوب باری علیہ الرحمہ کے اوراد ووظائف کا مجموعہ ہے اس میں ترسٹھ لطائف کو آپ نے حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ کی عمر شریف کی مطابقت سے جمع فرمایا ہے۔

۳) اذکار الاطہار — اس تالیف منیف میں آپ نے آباواجداد کے حالات طیبات جمع کئے ہیں۔

۴) جامع المنی — اسمائے الٰہی کی عربی زبان میں شرح بیان فرمائی ہے۔

۵) احصاء الاسماء — اسمائے الٰہی کی فارسی زبان میں شرح بیان فرمائی ہے۔

٦) دیوان شریف فارسی — جو آپ کے کلام کا مجموعہ ہے۔

آپ ایک عظیم عارف، عالم، حافظ، قاری، کاتب ہونے کے ساتھ ساتھ قادر الکلام شاعر بھی تھے۔ یہ دیوان شریف حمد ومناقب نیز صوفیانہ اشعار کا بہترین مجموعہ ہے۔ آپ جلالی، تخلص فرماتے تھے۔ ایک شعر میں حضرت جلال الدین رومی اور حضرت تبریز رحمۃ اللہ علیہما کا تذکرہ اس انداز سے فرماتے ہیں۔

باجلال و شمس تبریزی مگوئی — از جلالی وصف مولانا مپرس

آپ کو اہل بیت نبوت سے غایت درجہ کا عشق تھا اور ان کی ولائے پاک پر ناز بھی فرماتے تھے۔
ایک رباعی میں ارشاد فرماتے ہیں۔

دریا بہ شمیم عنبر تر نازد — صحرا بہ نسیم مشک از فر نازد
صوفی بہ صفا شاعر بہ سخن — بندہ بولائے آل حیدر نازد

حضرت بابا فریدالدین گنج شکر علیہ الرحمہ کی مدحت سرائی کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

او گنج شکر بود و ما خاک خرابیم — او بحر محیط آمد و ما عیش سرابیم
در بادہ کشی او ہمہ خمخانہ تہی کرد — ما بے خبر از بوئے شفا لیز شرابیم

حضرت سیدنا شیخ احمد گنج گیر سرخیزی علیہ الرحمہ کی توصیف بایں الفاظ فرماتے ہیں۔

ضیف شاہ رسل علیہ السلام　　　شیخ احمد مروج اسلام
مرشد شاہ عالم است ازاں　　　مدح گوید جلالش بہ مدام

بارگاہ حضرت سید برہان الدین قطب عالم بخاری علیہ الرحمہ میں خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

ازو بہ سید برہان و قطب عالمیاں　　　کہ بود منبع انوار مجمع اسرار

اور اپنے جد طریقت حضرت شاہ عالم محبوب باری علیہ الرحمہ کے دربار گہربار میں نغمہ سنج ہوتے ہیں تو اس طرح فرماتے ہیں۔

شد جلالی مبتلائے درد عشق　　　المدد یا شاہ عالم المدد

ایک مقام پر فرماتے ہیں۔

مناز اے مدعی بر ملک دنیا　　　تو عالم داری و من شاہ عالم

ایک جگہ اس طرح مدحت سرائی فرماتے ہیں۔

شفاعت کند شاہ عالم اگر　　　خدا بر جلالی کرم می کند

ایک شعر میں یوں مدح گو ہیں۔

رہ رود رہنمائے من بہ خدا　　　شاہ عالم حبیب ذوالمنن است

آپ اپنے والد ماجد و پیر مرشد علیہ الرحمہ سے اس طرح اظہار عقیدت فرماتے ہیں۔

والد و پیر من ز اولادش　　　میر سید جلال الدین حسن است

حضرت شاہ عالم محبوب باری بخاری علیہ الرحمہ کے خلیفہ اجل حضرت مولانا شیخ احمد میاں مخدوم علیہ الرحمہ سے اپنی عقیدت و محبت کا تأثر اس منقبت کے اشعار میں آشکار فرماتے ہیں۔

من بلائے تو گیرم اے مخدوم　　　زیر پائے تو میرم اے مخدوم
من مجنوں بسل مہرت　　　پائے تا سراسیرم اے مخدوم
گرشگافی بہ تیغ فرق مرا　　　وربدوزی بتیرم اے مخدوم
ہم خاکہ درت کے می نہ رود　　　مہر توزمیرم اے مخدوم
شاہ عالم ترا تونگر کرد　　　من بسوئے تو فقیرم اے مخدوم

بر جلالی نظر برحمت کن
کز غلامان پیرم اے مخدوم

آپ صرف مخدوم علیہ الرحمہ کی ذات گرامی ہی سے اظہار عقیدت نہیں فرماتے بلکہ آپ کی

مبارک نظر میں وہ محلہ، وہ خطہ وہ سرزمین کیسی عظمت واحترام والی ہے جس کو تاجپور کہتے ہیں یہ وہ تاجپور ہے جس کو مخدوم علیہ الرحمہ کا مدفن ہونے کا شرف حاصل ہے۔ یہ رباعی ملاحظہ فرمائیں۔

تاج سرسلاطیں مخدوم تاجپور است
از خاک کفش پایش عالم تمام نور است
من وصف اوچہ گویم کز گفت شاہ عالم
از لطف تو جہاں را آبادی و سرور است

آپ بڑے عالم فاضل اور عارف حق نگر تھے نسبی اعتبار سے آپ کا تعلق سادات رضویہ سے تھا یعنی آپ کا سلسلۂ نسب آٹھویں امام حضرت سیدنا امام علیٰ رضا علی جدہ وعلیہ الصلوٰۃ والسلام (المتوفی جمعۃ المبارکہ ۲۱؍رمضان المبارک ۲۰۲ھ) سے جاملتا ہے اور آپ کو اس نسبت پاک پر ناز بھی تھا۔ جس کا اظہار آپ نے ایک شعر میں فرمایا ہے وہ شعر حسب ذیل ہے۔

جلالیا بہ قضا و رضا اگر خلفی
کہ جد ماجد تو امام رضا ست

آپ کے کلام مبارک سے چند اشعار بطور نمونہ پیش کردیئے گئے ہیں۔

آپ کی کرامت

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ چند آدمی آپ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے آپ کا دستور تھا کہ ہر ایک آنے والے کو بالخصوص ہر ایک حاجت مند کو کچھ نہ کچھ ضرور عنایت فرماتے تھے۔ حسب دستور آپ نے اپنے خادم خاص مولانا عبدالشکور صاحب کو حکم دیا کہ ان کو کچھ دو۔ حضرت سید مقبول عالم بخاری علیہ الرحمہ کی عادت تھی کہ جمعہ کے دن پانچ سو محمودی تقسیم فرمایا کرتے تھے۔ ہر شخص کو دو محمودی عنایت فرمایا کرتے تھے۔ اتفاق کی بات اس وقت زیادہ رقم موجود نہ تھی۔ آپ کے خادم مولانا عبدالشکور صاحب نے عرض کیا اس وقت بارہ محمودی موجود ہیں۔ آپ نے فرمایا چھ آدمیوں کو خاموشی سے دے کر رخصت کردو مگر یہ بات آپ کی فیاض طبیعت کے خلاف تھی کہ چند کو ملے، اور چند آپ کی دہلیز سے محروم جائیں اس لئے قلب پر ایسا ہونا سخت بار گذرا۔ اس لئے انہیں طلب فرما کر فرمایا ذرا ٹھہرو اور صبر کرو۔ دیکھو خدا کیا کرتا ہے۔ یہ کہا اور مراقبہ میں مشغول ہوگئے۔ ابھی چند ساعتیں ہی گذری تھیں آپ کے فرزند ارجمند حضرت سید جلال الدین مقصود عالم علیہ الرحمہ حاضر خدمت ہوئے اور دو ہزار روپئے اور ایک خط پیش خدمت کرتے

ہوئے گوش گذار کیا کہ یہ خواجہ ابوالحسن حملہ الملک نے نذرانہ بھیجا ہے۔ آپ نے فرمایا بابا یہ تو تمہاری کرامت ہے۔ جلد لاؤ کہ عادت کے موافق ان حاجتمندوں کو دیدوں۔ اسی قسم کی آپ کی ذات گرامی سے بے شمار کرامتیں سرزد ہوئی ہیں آپ نے ۱۲؍رجب المرجب ۱۰۴۵ھ میں وصال الٰہی فرمایا۔ آپ اپنے والد گرامی سید جلال الدین ماہ عالم علیہ الرحمہ کے وصال کے بعد ۴۲؍سال مسند سجادگی پر رونق افروز ہو کر تشنگان معرفت الٰہی کو سیراب فرماتے رہے۔ آپ کی ولادت کے وقت اکبر کو گجرات فتح کئے ہوئے ۱۰؍سال گذر چکے تھے۔ آپ نے اکبری دور کے نشیب و فراز دیکھے، جہانگیری جاہ و حشم کا مشاہدہ کیا اور سلطان محمد شہاب الدین شاہجہاں بادشاہ کے عہد سلطنت میں شاہجہاں کی تخت نشینی کے ۸؍سال بعد جام وصال الٰہی نوش فرمایا اور خانقاہ شاہ عالم کے جنوب و مغرب گوشہ میں مدفون ہوئے۔ آپ کے مزار مبارک پر آپ کے مرید سیف خاں نے شاندار روضہ تعمیر کرایا تھا۔ اس روضۂ مبارکہ کو عرف عام میں قدم رسول کی درگاہ یا قدم رسول کا روضہ کہتے ہیں۔ نقش قدم رسول صلی اللہ علیہ وسلم یہ ایک مٹیالے رنگ کے پتھر پر حضور جان نور جناب احمد مجتبیٰ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں قدموں کے نشان ہیں۔ یہ مبارک نشان قدم حضرت شاہ عالم محبوب باری علیہ الرحمہ پر دادا حضرت مخدوم سید جلال الدین حسین جہانیان جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ (اوچ شریف پاکستان) لائے تھے۔ حضرت قطب عالم بخاری رحمۃ اللہ علیہ گجرات تشریف لائے منجملہ دوسرے تبرکات کے یہ نقش قدم پاک بھی آپ کے حصہ میں آیا تھا جو آپ کو آپ کے عم محترم حضرت صدرالدین راجو قتال علیہ الرحمہ نے گجرات روانہ کرتے وقت عطا فرمایا تھا۔ قطب عالم علیہ الرحمہ کے وصال کے تبرکات آپ کی اولاد میں تقسیم ہوئے تو یہ مبارک نقش قدم حضرت شاہ عالم محبوب باری علیہ الرحمہ کے حصہ میں آیا۔ اور حضرت سید محمد نظام الدین مقبول عالم علیہ الرحمہ کے زمانہ تک یہاں کے سجادہ نشین کی تولیت میں رہا جس کی زیارت سال کے مخصوص ایام میں چند مرتبہ کرائی جاتی تھی لیکن حضرت سید مقبول عالم علیہ الرحمہ کے وصال کے بعد آپ کی وصیت کے مطابق آپ کے مزار مبارک کے اوپر نصب کر دیا گیا۔

(تحفۃ الابرار، صفحہ ۵۵)

تین مرتبہ مزار شریف شق ہو گیا

صاحب تحفۃ الابرار بیان کرتے ہیں کہ حضرت سید محمد نظام الدین مقبول عالم علیہ الرحمہ نے اپنے مرض وفات میں اپنے فرزند اکبر حضرت سید جلال الدین مقبول عالم علیہ الرحمہ کو وصیت

فرمائی تھی کہ نقش پائے رسول کو بعد انتقال میری تربت پر نصب کر دینا یہ میری دلی تمنا ہے۔ لیکن حضرت کے وصال کے بعد یہ بات حضرت جلال الدین مقصود عالم بخاری علیہ الرحمہ کو فراموش ہوگئی مزار مبارک پختہ بنادیا لیکن دوسرے دن بعد ادائے نماز فجر جب حضرت جلال الدین مقصود عالم بخاری علیہ الرحمہ اپنے والد گرامی و پیرومرشد کے مزار مبارک پر فاتحہ خوانی وقدمبوسی کے لئے حاضر ہوئے تو دیکھا کہ سینہ پاک سے ہر چہار اطراف مزار مبارک چٹخا ہوا ہے۔ بڑی حیرت ہوئی بہر حال آپ نے راج مزدور طلب فرمائے اور اپنی نگرانی میں مزار شریف درست کروایا لیکن جب دوسرے دن بعد ادائے نماز فجر برائے فاتحہ مرقد حضرت سید محمد نظام الدین مقبول عالم علیہ الرحمہ پر حاضر ہوئے تو دیکھا کہ مزار مبارک کی وہی کیفیت ہے جو کل تھی بلکہ اس سے بھی زیادہ جابجا شگاف پڑے ہوئے تھے آپ نے تمام خانقاہیوں کو بلا کر اس سلسلہ میں تفتیش کی لیکن ہر ایک نے اس کے بارے میں لاعلمی اور تعجب کا اظہار کیا۔ بہر حال پھر معمار بلائے گئے اور ہدایت کی گئی کہ نہایت عمدہ اور مضبوط مسالے استعمال کئے جائیں تاکہ آئندہ مزار مبارک نہ چٹخے لہٰذا حسب ہدایت ایسا ہی کیا گیا۔ اسی دن کا ذکر ہے بعد نماز عشاء جب حضرت سیدنا جلال الدین مقصود عالم بخاری علیہ الرحمہ سوئے تو خواب میں آپ حضرت سید محمد نظام الدین مقبول عالم بخاری علیہ الرحمہ کے دیدار سے مشرف ہوئے آپ نے حضرت مقصود عالم بخاری علیہ الرحمہ کو مخاطب ہو کر فرمایا آخر کیوں روزانہ راج مزدور بلا کر تربت درست کرا کر سعی لاحاصل کرتے ہو تمہیں معلوم نہیں یہ ہمارے اضطراب قلبی کی کیفیت ہے جب تک وصیت کے مطابق ہمارے سینہ پر نقش قدم رسول صلی اللہ علیہ وسلم نصب نہیں کرو گے۔ اس وقت تک فراق نقش قدم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمارا مرقد اسی طرح چٹختا رہے گا۔ دوسرے ہی دن حضرت سید جلال الدین مقصود عالم علیہ الرحمہ نے بڑے اعزاز و اکرام کے ساتھ آپ کے مزار مبارک پر نقش قدم رسول صلی اللہ علیہ وسلم نصب کرادیا۔ اور اپنی اس بھول پر بارگاہ میں معذرت خواہ ہوئے۔ اس تاریخ سے آج کی تاریخ تک بفضلہٖ تعالیٰ وہ نشان قدم رسول الثقلین نبی الحرمین جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے مرقد اطہر پر نصب ہے اور شب و روز مرجع خلائق ہے۔

آپ کی ازواج واولاد

آپ کی پہلی بیوی عالم خاتون بنت سید احمد بخاری القطبی ہیں جو حضرت سید شاہ زاہد بخاری علیہ الرحمہ کی نسل پاک سے تھیں۔

دوسری بیوی اَمَۃ الحبیب بنت شیخ فتح محمد غزنوی قپچاق تھیں۔

آپ کے چھ صاحبزادے تھے جن کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔(۱) سید جلال الدین مقصود عالم بخاری (۲) سید کمال الدین بخاری (۳) سید حافظ الدین احمد بخاری (۴) سید عبدالغفور بخاری (۵) سید محمد رضا بخاری (۶) سید محمد تقی الدین بخاری۔

آپ کی صاحبزادیاں چار تھیں ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں (۱) بی بی راجی رقیہ (۲) بی بی راجی رابعہ (۳) بی بی جی (۴) بی بی اَمَۃ الاسلام۔

(دیکھئے تذکرۃ السادات، صفحہ ۸۴)

ذکر حضرت سید جلال الدین مقصود عالم بخاری علیہ الرحمہ

المتخلص به رضا

آپ خانقاہ حضرت شاہ عالم محبوب باری علیہ الرحمہ کے آٹھویں سجادہ نشین ہیں۔ آپ کا نام نامی اسم گرامی سید جلال الدین ہے کنیت ابوجعفر اور مقصود عالم خطاب ہے۔ آپ اپنے دور کے فارسی زبان میں صف اوّل کے شعراء میں شمار کئے جاتے تھے۔ آپ صاحب دیوان شاعر ہیں۔ آپ کا دیوان شریف حمد و نعت و مناقب و رباعیات کا نہایت بہترین مجموعہ ہے۔ آپ رضا تخلص فرماتے تھے۔

آپ سنیچر کی رات ۱۵ر جمادی الآخر ۱۰۰۳ھ کو پیدا ہوئے۔ آپ کے جد امجد حضرت سید جلال الدین حسن ماہ عالم بخاری علیہ الرحمہ نے آپ کے کان میں اذان کہی اور وارث رسول سے آپ کی ولادت کی تاریخ کا مادہ نکالا۔

جلال الدین اکبر کا عہد حکومت تھا اس وقت اکبر بادشاہ کو تخت ہند پر جلوس کا چالیسواں سال تھا۔ آپ کو تلمذ و بیعت ارادت و خلافت اپنے والد گرامی حضرت محمد نظام الدین مقبول عالم بخاری علیہ الرحمہ سے حاصل ہے۔ آپ کی والدہ ماجدہ کا نام نامی اسم گرامی سیدہ عالم خاتون بنت سید احمد بخاری القطبی ہیں جن کا سلسلہ نسب حضرت سید شاہ محمد زاہد بن سید برہان الدین قطب عالم بخاری علیہ الرحمہ سے ملتا ہے۔

گیارہ سال کی عمر میں حافظ قرآن

آپ بچپن ہی سے بڑے عقلمند و ذہین تھے ابھی آپ کی عمر مبارک ۱۱ر سال کی تھی کہ آپ نے قرآن کریم حفظ کرلیا تھا۔ آپ قرآن کریم کے بہترین قاری تھے۔ آپ نے قرآن کریم کو ہفت قرأت میں حفظ فرمایا تھا۔ کہتے ہیں یہ سب آپ کے جد امجد کی دعاؤں کی برکت کا اثر تھا۔ ایک مرتبہ آپ کو حضرت سید جلال الدین ماہ عالم علیہ الرحمہ نے گود میں لے کر دعا فرمائی تھی کہ اے بارالٰہ میرے بچہ کو اصفیاء میں ممتاز اور علماء میں سرفراز کرنا۔ (تحفۃ الابرار، صفحہ ۵۷)

آپ کے اساتذہ کرام

آپ نے درسیات کی ابتدائی کتابیں حضرت مولانا بیتانی علیہ الرحمہ سے اور منتہی کتابیں حضرت مولانا شیخ عبدالعزیز علیہ الرحمہ سے پڑھی تھیں۔ مذکورہ بالا دونوں بزرگوار حضرت سید محمد نظام الدین مقبول عالم علیہ الرحمہ آپ کے والد گرامی کے ارشد تلامذہ میں سے تھے۔

(تحفۃ الابرار، صفحہ ۵۷) (مرأت احمدی فارسی، صفحہ ۲۷)

والد گرامی سے عشق

آپ کو اپنے والد گرامی سید محمد نظام الدین مقبول عالم علیہ الرحمہ سے غایت درجہ کا عشق تھا حالانکہ آپ اپنے والد کے نہایت اطاعت شعار، خدمت گذار فرزند تھے اور والد ماجد کی جانب سے بھی آپ پر از حد شفقت و عنایت لطف و مہربانی تھی لیکن پھر بھی آپ کا یہ عالم تھا کہ جب آپ کسی بزرگ یا فقرائے حق سے ملتے تو ان کی خدمت میں درخواست پیش کرتے کہ وہ دعا فرمائیں کہ والد بزرگوار ناچیز سے ہمیشہ خوش رہیں۔ (مرأت احمد فارسی، صفحہ ۲۷)

اپنے والد ماجد جو آپ کے مرشد راہ طریقت بھی تھے ان کی ذات پاک اور ان کے عشق و قرب پر ہر چیز کو فوقیت دیتے تھے۔ اس بات پر بصد افتخار۔ اپنی ایک رباعی میں ارشاد فرماتے ہیں۔

از کسب و ہنر مراد مال است اے دل
وز علم و عمل غرض کمال است اے دل
مطلوب ز عاشقی وصال است اے دل
مقصود نہ ہستیم جلال است اے دل

(مرأت احمدی فارسی، صفحہ ۲۷)

ایک دوسری رباعی میں فرماتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں کیا عشق آپ کو والد مرشد سے تھا۔

(رباعی)

سید ہمیشہ در دل شادم اوست
انجام او واصل بنیادم اوست
معشوق و مصاحب خداوندیم
پیر پدر عاشق و استادم اوست

آپ کی نظر میں خرقہ درویشی کیا چاہتا ہے

ایک رباعی میں آپ سے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں۔ مرشد پاک کے عشق کے خم پہ خم پیتے رہو اور اسرار عشق ظاہر کرنے سے اے رضا خاموش رہو اور اگر تاجدار مدینہ حضور احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ کا خرقۂ فقر پہننے کی تمنا رکھتے ہو تو حضور مولائے کائنات مشکل کشا شیر خدا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کی طرح لوگوں کی عیب پوشی کی صفت پیدا کر دے اور وہ رباعی اس طرح پڑھی۔

خم خم مئی عشق رانیاں نوش رضا
و ز گفتن سر عشق خاموش رضا
گر خرقۂ فقر مصطفیٰ می خواہی
عیب ہمہ را چوں مرتضیٰ پوش رضا

(مرأۃ احمدی فارسی، صفحہ ۲۷)

ولایت کی پردہ داری

آپ کی ذات گرامی صرف عیب پوش عاصیاں ہی نہیں تھی بلکہ اپنے مقامات ولایت کی بھی بڑی پردہ داری فرماتے تھے۔ اسی لئے آپ نے اپنی فقیری پر عمارت کا پردہ ڈال رکھا تھا۔ آپ امرائے شاہجہانی سے تھے۔ شش ہزاری منصب اور خدمت اور صدارت آپ کو بادشاہ کی جانب سے سپرد تھے۔ اور کئی مرتبہ وارد شاہجہاں آباد (دہلی) ہوئے۔ شاہجہاں بادشاہ آپ کا اور آپ کے والد گرامی حضرت سید نظام الدین مقبول عالم کا بڑا معتقد تھا۔ شاہجہاں اپنی شہزادگی کے ایام میں جب اس کا شاہی باغ احمد آباد میں قیام تھا۔ حضرت مقبول عالم علیہ الرحمہ کے اوصاف حمیدہ سے متاثر ہو کر خانقاہ حضرت شاہ عالم محبوب باری علیہ الرحمہ میں آپ کی زیارت کیلئے حاضر ہوا تھا۔ شاہجہاں کے اصرار سے اپنے مقامات فقر کی پرداری نیز مقتضائے اطاعت اولوالامر اور برائے انتفاع خلق اللہ اس منصب جلیل کو قبول فرمالیا تھا۔ آپ کے صاجزدگان میں حضرت سید علی رضوی خاں بخاری اور حضرت سید موسیٰ بخاری بھی شاہی منصب دار تھے۔

(تحفۃ الابرار فارسی، صفحہ ۵۸) (اولیائے دکن جلد اوّل، صفحہ ۲۳۵)

وصال مبارک

آپ نے شاہجہاں بادشاہ کی تخت نشینی کے بائیسویں سال ۵٦ سال کی عمر شریف میں جام وصال الٰہی نوش فرمایا۔ آپ اپنے والد حضرت سید محمد نظام الدین مقبول عالم علیہ الرحمہ کے وصال کے بعد ۱۴ سال خانقاہ حضرت شاہ عالم محبوب باری علیہ الرحمہ کے سجادہ نشین رہے۔

آپ نے دور جلال الدین اکبر المتوفی ۱۰۱۴ھ دیکھا۔ جب اکبر کا انتقال ہوا۔ اس وقت آپ کی عمر مبارک ۱۱ سال تھی اس کے بعد آپ نے نور الدین جہانگیر بادشاہ المتوفی ۱۰۳۷ھ کا زمانہ تخت نشینی سے انتقال تک ۲۴ سال مکمل دیکھا اور اس کے بعد شہاب الدین محمد شاہجہاں بادشاہ کی تخت نشینی میں انتقال فرمایا آپ کا وصال شریف ۲ ربیع الثانی ۱۰۵۹ھ میں ہوا۔ تاریخ وصال کا مادہ جانشین حیدر کرار بود۔ سے نکلتا ہے۔

(تحفۃ الابرار فارسی، صفحہ ۵۸) (مرأۃ احمدی فارسی، صفحہ ۲۷)

آپ کی ازواج کی تعداد اور اسماء نہ معلوم ہو سکے البتہ آپ کی اولاد کی تعداد حسب ذیل ہے۔

۱) حضرت سید صفی الدین جعفر بدر عالم بخاری علیہ الرحمہ المتخلص بہ رضا

۲) حضرت سید محب الدین علی رضوی خاں بخاری

۳) حضرت سید کبیر الدین موسیٰ بخاری

۴) حضرت سید محمد باقر بخاری

۵) سیدہ بی بی رقیہ۔

(تذکرۃ السادات، صفحہ ۸۵)

کرامت

آپ کا وصال ۲۰/ربیع الثانی ۱۰۵۹ھ لاہور میں ہوا تھا۔ آپ نے وصیت فرمائی تھی مجھے لاہور میں بطور امانت سپرد زمین کردیں۔ جب میرے فرزند جانشین احمد آباد سے لاہور آئیں تو انہیں میرا اسلام کہنا اور میرا یہ پیغام ان تک پہونچا دینا کہ وہ مجھے جنت کے دروازے پر دفن کریں جب حضرت سید صفی الدین جعفر بدر عالم علیہ الرحمہ لاہور پہونچے تو یہ پیغام آپ کو سنایا۔ تو آپ نے اشکبار ہوکر فرمایا کہ انہیں اپنے والد ومرشد سے غایت درجہ کا عشق تھا اور حدیث پاک میں والد کو جنت کا دروازہ فرمایا گیا ہے۔ اور اس وصیت میں یہی ہدایت ہے کہ انہیں ان کے والد گرامی کے قدموں میں دفن کیا جائے اسی بات کی تمنا کا اظہار وہ اکثر اپنی حیات ظاہری میں کیا کرتے تھے۔ لہٰذا ۲۷/رجب المرجب ۱۰۵۹ھ میں آپ کا جسد خاکی تین ماہ پانچ دن بعد لاہور سے احمد آباد لاکر سپرد خاک کیا گیا لیکن آپ کا جسم مبارک تین ماہ بعد بھی ویسے ہی تروتازہ تھا یہ کرامت نہیں تو اور کیا ہے۔ (تحفۃ الابرار فارسی، صفحہ ۵۸ تا ۵۹)

ذکر مبارک حضرت سید صفی الدین جعفر بدر عالم بخاری علیہ الرحمہ

المتخلص به صفا

آپ کا نام نامی اسم گرامی سید جعفر لقب محی الدین خطاب بدر عالم اور تخلص صفا ہے۔ آپ کی ولادت ۱۲/شعبان المعظم ۱۰۲۳ھ میں ہوئی۔ اس وقت نور الدین جہانگیر بادشاہ کو تخت ہند پر جلوس کئے۔ نواں سال چل رہا تھا۔ آپ کی ولادت کی تاریخ کا مادہ وارث شاہی سے نکلتا ہے۔ آپ کو بیعت وخلافت وارادت کا شرف اپنے والد گرامی حضرت جلال الدین مقصود عالم علیہ

الرحمہ سے حاصل تھا۔

آپ کو۲۲؍سال تک اپنے جد اکرم حضرت سید محمد نظام الدین مقبول عالم علیہ الرحمہ سے اکتساب فیض کرنے کا شرف حاصل کیا۔ باپ اور دادا کی عارفانہ تعلیم و تربیت نے کشور ولایت کا گوہر انمول بنا دیا تھا۔

آپ کے جد امجد حضرت سید نظام الدین مقبول عالم بخاری علیہ الرحمہ نے اپنی حیات ظاہری ہی میں آپ کے والد حضرت جلال الدین مقبول عالم بخاری علیہ الرحمہ سے کہہ کر ان کے بعد جانشینی کے لئے نامزد فرمادیا تھا۔ حضرت صفی الدین جعفر بدر عالم علیہ الرحمہ کی عمر ان کے والد کے وصال کے وقت ۳۵ سال تھی۔ آپ اپنے والد کے وصال کے بعد ۱۶؍سال مسند سجادگی پر رونق افروز ہو کر مخلوق الٰہی کو رشد و ہدایت فرماتے رہے۔ حضرت مقصود عالم علیہ الرحمہ کے وصال کے وقت آپ کی عمر ۲۶؍سال کی تھی۔

(مرأۃ احمدی فارسی، صفحہ ۲۸) تحفۃ الابرار فارسی، صفحہ ۲۹) تاریخ سلاطین ہند صفحہ ۵۶۸)

کمالات علمیہ

آپ کے حق میں صاحب مرأت احمدی تحریر کرتے ہیں، آں در علوم ظاہری و باطنی کمال داشتند خصوصاً حدیث و تفسیر و مصنفات بسیار دارند آنجملہ روضات شاہی کہ مشتمل بر بست و چہار جلد است، جلد اوّل متضمن اقوال بزرگان و در ضمن آں فوائد بسیار است و چہار جلد آخر مشتمل بر احادیث و تفسیر و مصنفات بسیار در فوائد دیگر است۔

ترجمہ :- آپ کو علوم ظاہری و باطنی میں کمال حاصل تھا۔ خاص طور سے فن حدیث و تفسیر میں آپ کی تصنیفات کثیر ہیں ان میں روضات شاہیہ بہت مشہور ہے جو کہ ۲۴ جلدوں پر مشتمل ہے۔ اوّل جلدوں میں بزرگوں کے حالات و واقعات ہیں اور آخری چار جلدوں میں تفسیر و حدیث کے عقائد بے شمار بیش بہا فوائد کی باتیں درج ہیں۔

(مرأۃ احمدی فارسی، صفحہ ۲۸) (حالات اولیائے گجرات، صفحہ ۶۱)

کرامت آفریں خطاطی اور زود نویسی

آپ بہترین خطاط تھے آپ کے دست مبارک کی تحریر کی ہوئی بے شمار کتابیں آج بھی کتب خانوں کی زینت ہیں آپ کی زود نویسی کا یہ عالم تھا کہ آپ اٹھارہ پہر میں مکمل قرآن کریم

تحریر فرمالیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ آپ نماز تہجد کے بعد اپنے جد امجد حضرت سید سراج الدین شاہ عالم محبوب باری بخاری علیہ الرحمہ کے آستانہ مبارکہ پر فاتحہ خوانی کے ارادے سے اپنے دولت کدے سے باہر نکلے۔ راستہ میں آپ کو ایک سائل ملا جس نے آپ کی خدمت میں درخواست پیش کی کہ اسے ایک قرآن کریم تلاوت کے لئے چاہئے۔ آپ نے فرمایا، صبح کتب خانہ میں آنا تو تلاش کر کے دوں گا اس وقت آپ کے دست مبارک کا مخطوطہ قرآن پاک تھا۔ سائل نے اس کی طرف اشارہ کر کے کہا یہی دیجئے تا آپ نے بغیر تامل وہ قرآن کریم اس کو عنایت فرمادیا اور وہ بھی لے کر ایسا غائب ہوا کہ پھر نظر نہیں آیا۔

(مرأت احمدی فارسی، صفحہ ۲۸) (تاریخ اولیائے گجرات، صفحہ ۶۱)

کاتب الحروف پر آپ کی چشم عنایت

کمترین نے جب حضرت شاہ عالم محبوب باری علیہ الرحمہ کے حالات وواقعات بصورت حیات شاہ عالم جمع کرنے کا ارادہ کیا اس سلسلہ میں بڑی مایوسیوں سے ہم کنار ہونا پڑا اس لئے کہ آپ کے حالات کمیاب و نایاب تھے۔ بڑی تلاش اور کھوج کے بعد مرأت احمدی ہاتھ آئی تو اس میں صرف اٹھارہ سطروں پر مشتمل آپ کے واقعات تھے۔ ایک دن کا واقعہ ہے کہ جمعرات کی شب میں مورخہ ۱۹ رجب المرجب ۱۳۹۳ھ مطابق ۳۰ اگست ۱۹۷۲ء حالت خواب میں حضرت سید صفی الدین جعفر بدر عالم علیہ الرحمہ کے دیدار پر انوار سے مشرف ہوا۔ میں نے دیکھا کہ ایک عظیم الشان کتب خانہ میں ایک مسند پر رونق افروز ہیں اور کسی کتاب کا مطالعہ فرمارہے ہیں۔ آپ کی رنگت سانولی ہے اور اس میں بڑی ملاحت ہے چشمان مبارک بہت بڑی چہرہ مبارک کتابی، بینی مبارک بلند اور باریک، نہایت مناسب، سر مبارک پر عنابی عمامہ اور دوش مبارک پر بشر کا ہی دوشالہ تھا۔ سفید کوٹ جس میں سرخ رنگ کے باریک باریک پھول تھے مجھے نہ کسی نے بتایا نہ کسی نے تعارف کرایا۔ مگر میں نے آپ کو پہچان لیا کہ آپ حضرت سید صفی الدین جعفر بدر عالم علیہ الرحمہ ہیں، میں نے سلام قدم بوسی کا شرف حاصل کیا۔ آپ نے اپنے دست مبارک سے بڑے لطف وعنایت بھرے انداز میں ایک کتاب مرحمت فرمائی جو میں نے آپ کے دست مبارک سے لے لی اس کے بعد آنکھ کھل گئی گھڑی دیکھی تو ساڑھے چار بجنے والے تھے، طبیعت بیحد مسرور تھی بعد ادائے نماز فجر حسب معمول فاتحہ خوانی کے لئے آستانہ عالیہ شاہیہ پر حاضر ہوا اس کے بعد قدم رسول کی درگاہ میں حاضر خدمت ہو کر حضرت سید صفی الدین جعفر

بدر عالم اور آپ کے اجداد گرامی کے مزارات مقدسہ پر فاتحہ خوانی کی۔ یک بیک دل میں خیال آیا کہ حضرت شیخ احمد کھٹو مغربی علیہ الرحمہ کے آستانہ عالیہ پر حاضری دی جائے، گھر آیا، ناشتہ کیا اور سرخیز شریف کے لئے روانہ ہوا۔ پہلے حضرت سیدنا بابا شیر علی چشتی نظامی علیہ الرحمہ کے آستانہ جنت نشان میں باریاب ہوکر فاتحہ خوانی کا شرف حاصل کیا اس کے بعد حضرت شیخ احمد کھٹو مغربی سرخیزی علیہ الرحمہ کے روضۂ عالیہ میں داخل ہوکر فاتحہ خوانی کی بعد فاتحہ جب روضۂ پاک سے باہر آیا تو ایک صاحب منتظر کھڑے تھے آگے بڑھے اور کہا کہ آپ کو جناب رسول خانصاحب نے یاد کیا ہے وہ آپ کا انتظار درگاہ شریف کے آفس میں کررہے ہیں۔ رسول خاں روضہ شیخ احمد کھٹو علیہ الرحمہ کی کمیٹی کے آفس منیجر ہیں۔ جو پہلے ہمارے یہاں حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ کی بارگاہ شریف کے آفس میں بھی کارکن رہ چکے ہیں۔ جب میں دفتر میں گیا تو بڑے پرتپاک انداز میں ملے اور بڑے تواضع سے چائے پلائی اور بولے کہ ہم نے درگاہ میں ایک کتب خانہ قائم کیا ہے۔ جس میں ہم نے کچھ کتابیں تو لوگوں کے مشورے سے منگائی ہیں اور کچھ کتابیں ہمیں بعض حضرات سے پرانی بھی دستیاب ہوئی ہیں۔ آپ ان کتابوں کو دیکھیں کیسی ہیں اور ہمیں مشورہ بھی دیں کہ کون کون سی کتابیں منگانا چاہئیں اور وہ کتابیں ہمیں کہاں اور کن کتب خانوں سے دستیاب ہوسکتی ہیں۔ میں نے دیکھا تو زیادہ تر کتابیں جماعت اسلامی اور علمائے دیوبند کی تصنیف و تالیف کردہ تھیں میں نے انہیں سنی کتب خانوں کے پتے اور علمائے اہل سنت کی تصنیف وتالیف کردہ کچھ کتابوں کے نام تحریر کرادیئے جو وہاں کے لئے مناسب وانسب تھیں۔ نیز اس بات کا تذکرہ حضرت قبلہ سید محمد موسیٰ میاں صاحب مدظلہ العالی سجادہ نشین خانقاہ حضرت شاہ عالم محبوب باری بخاری علیہ الرحمہ سے کیا تو آپ بہت خوش ہوئے اور فرمایا پانچ سو روپے کی کتابیں جو آپ مناسب سمجھیں منگوا کر وہاں بھجوادیں لہٰذا میں نے آپ کے حکم کے مطابق ترجمہ قرآن کریم اعلیٰ حضرت امام اہل سنت رضی اللہ عنہ اور بہت سارے مشاہیر علمائے اہل سنت کی مفید و کارآمد کتابیں منگوا کر سرخیز شریف کے کتب خانہ میں پہونچادیں۔ ہاں وہ بات تو ادھوری ہی رہ گئی جس کو سنانے کے لئے یہ داستان چھیڑی تھی۔ آمدم برسرے مطلب! دوران گفتگو میں کتب خانے کے انچارج صاحب نے مجھ سے ایک پرانی قلمی کتاب جو فارسی میں تھی دکھاتے ہوئے فرمایا۔ دیکھئے مولانا صاحب اس کتاب کا سرورق ندارد ہے پتہ نہیں چلتا اس کا نام کیا ہے۔ البتہ اس کے ہر ورق، ہر صفحہ پر حضرت شاہ عالم بابا علیہ الرحمہ کا نام لکھا ہوا ملتا ہے میں نے اسے لے کر دیکھا تو پہلے صفحہ پر حضرت سید صفی الدین جعفر بدر عالم علیہ الرحمہ کا نام نامی اسم گرامی تحریر تھا۔ اور یہ ان کی تالیف ''صد حکایت'' تھی جس میں انہوں نے اپنے جد امجد حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ

کے حالات وواقعات وتصرفات پر مشتمل چالیس حکایتیں جمع فرمائی تھیں یہ دیکھ کر میں خوشی سے اچھل پڑا اور بے ساختہ منھ سے نکلا کرامات اولیاء حق ہیں گذشتہ رات آپ نے دیدار پرانوار سے مشرف فرما کر خواب میں کتاب عنایت فرمائی تھی اور اس کے چند گھنٹے گذرنے کے بعد سرخیز کے کتب خانہ سے بغیر تلاش وتجسس کے آپ کے ذریعہ یہ کتاب مرحمت فرمادی۔ سچ فرمایا ہے سرکار امام السالکین محبوب حق راز بریلوی علیہ الرحمہ نے

تیری عطا کی خوبیاں میری طلب میں بھی نہیں
بندگی خود پکار اٹھی بندہ نواز ہے یہی

منصب صدارت کی پیش کش

حضرت جلال الدین مقصود عالم بخاری علیہ الرحمہ کے وصال کے بعد محی الدین محمد اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ نے آپ کو منصب صدارت کی پیشکش کی لیکن آپ نے قبول نہ فرمایا اور اپنے برادر خورد حضرت سید محب الدین علی المخاطب بہ رضوی خاں کو صدارت دلوادی اور خود درویشانہ و متوکلانہ زندگی بسر فرمائی۔

(مرأت احمدی فارسی، صفحہ ۲۸)

آپ کی تصانیف

آپ صاحب تصانیف تھے۔

۱) روضات شاہیہ ۲۴ جلدوں میں تحریر فرمائی۔
۲) دیوان فارسی
۳) مختلف رسائل پر آپ کے حواشی تحریر ہیں۔ نیز آپ کو خط نسخ ونستعلیق میں ید طولیٰ حاصل تھا، مکمل قرآن کریم دو دن میں تحریر فرمالیتے تھے۔

(تحفۃ الابرار فارسی، صفحہ ۶۰)

کلام بلاغت نظام

حضرت سید صفی الدین جعفر بدر عالم علیہ الرحمہ کا دیوان حمد ونعت ومناقب رموز حقائق کا گنجینہ ہے یہاں پر ہم آپ کے کلام مبارک سے صرف ایک قصیدہ مبارکہ کے چیدہ چیدہ اشعار پیش کریں گے۔

قصیدہ مبارکہ

سید آل محمد دان علی کا ندر حقش
گشت نازل بر نبی از حق تعالیٰ ہل اتی

بعد ازاں سبط نخستیں نور چشم فاطمہ
قرۃ العین محمد سید آل صفا

باوجود آنکہ باوے می کشندندی گستل
بست بار او رفتہ سوئے خانہ حق مانسیا

سرور سردار دیں شد بعد ازاں سبط دوم
قرۃ العین محمد جانشین مصطفےٰ

آنکہ او مظلوم و مرحوم و شہید و پاک بود
آنکہ او مغفور بود از رحمت خاص خدا

آنکہ او مقبول شد در روز عاشورہ بہ خاک
آنکہ او کردند مدفوں در زمین کربلا

بعد ازاں زین عبادت زینت عباد کو
در عبادت بود بہر حق نہ از بہر ریا

بعد زاں ہم نام جد خود محمد آنکہ او
باقر علم نبی بود و علی مرتضیٰ

بعد ازاں جعفر کہ اہل صدق را آموخت صدق
بود چوں راس و رئیس صادقان باصفا

بعد ازاں موسیٰ کاظم آنکہ پیش علم او
کوہ تقصیرات آمد کمتر از برگ گیا

بعد زاں ہمچناں جد خود علی سلطان دیں
در رضائے حق تعالیٰ بود کم او را رضا

بعد زاں ہمنام جد خود محمد ثالث است
آں کہ در خلق آمدہ ظل نبی الانبیاء

بعد زاں ہادی گمراہاں امت شد علی
آں کز و صورت پذیر فتیش معنی ہدی
بعد ازاں ہمنام سبط اکبر آمد عسکری
کو مقدم بود اندر شکر دین خدا
بعد زاں مہدی محمد خاتم اثنا عشر
آنکہ بعد از وے قیامت رونما شد باخدا
بعد زاں ہمنام شاہ انبیاء عالم پناہ
آنکہ بود از حلۂ صفوت جہاں را پیشوا
قرۃ العین نبی کز حضرت حقش خطاب
شاہ عالم شد بلطف شافع روز جزا
صد مناقب گر بگویم بہر آں آل رسول
اشرف از ایں منقبت یک منقبت نبود صفا

حضرت صفی الدین جعفر بدر عالم علیہ الرحمہ کے ہمعصر سلاطین

حضرت سید صفی الدین جعفر بدر عالم بخاری علیہ الرحمہ نے حسب ذیل سلاطین کا عہد حکومت دیکھا ہے۔

۱) نورالدین جہانگیر بادشاہ التوفی ۱۰۳۷ھ
۲) شہاب الدین محمد شاہجہاں نظر بند التوفی ۱۰۶۷ھ
۳) محی الدین محمد اورنگ زیب عالمگیر التوفی ۱۱۱۷ھ

جہانگیر بادشاہ کے انتقال کے وقت حضرت بدر عالم علیہ الرحمہ کی عمر مبارک ۱۴ر سال تھی شاہجہاں بادشاہ کا عالم شہزادگی تاجداری وشہر یاری اور اسیری کے ایام بھی دیکھے آپ ہی کے مبارک دور میں آگرہ کا تاج محل، دہلی کا لال قلعہ اور جامع مسجد شاہجہانی منازل تعمیرات سے گذر کر منشۂ شہود پر جلوہ گر ہوئے۔شاہجہاں بادشاہ کی نظر بندی کے وقت آپ کی عمر ۴۴ر سال کی تھی۔
اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ کی تخت نشینی کے سترہویں سال آپ نے ۹ر ذی الحجہ ۱۱۸۵ھ میں جام وصال الٰہی نوش فرمایا۔اور قدم رسول کے روضہ مبارکہ میں مدفون ہوئے۔آپ کا مزار حضرت مقبول عالم علیہ الرحمہ کے بائیں جانب مغرب میں پہلا ہے۔

آپ کی اولاد اور ان کی تعداد

آپ کے صرف دو فرزند تھے۔ فرزند اکبر جو آپ کے سجادہ نشین و جانشین ہوئے۔ ان کا نام نامی و اسم گرامی حضرت ابوالمجد سید محمد محبوب عالم بخاری علیہ الرحمہ۔

دوسرے فرزند حضرت سید عبدالشکور بخاری علیہ الرحمہ ہیں ان کے صرف ایک فرزند سید ابوالحسن نامی تھے جو لاولد فوت ہوئے۔

(مرأت احمدی فارسی، صفحہ ۲۸) (تحفۃ الابرار فارسی، صفحہ ۲۹)

(تاریخ اولیائے گجرات، صفحہ ٦) (تاریخ سلاطین ہند، صفحہ ۵٦۸ تا ۵۷۱)

ذکر حضرت سید محمد محبوب عالم بخاری علیہ الرحمہ

آپ کا نام نامی اسم گرامی سید محمد کنیت ابوالمجد خطاب محبوب عالم ہے۔ آپ خانقاہ حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ کے نویں سجادہ نشین ہیں۔ آپ عالم، فاضل، کامل تھے۔ آپ کو بیعت و ارادت و خلافت کا شرف اپنے پدر بزرگوار حضرت سید صفی الدین جعفر بدر عالم سے حاصل تھا۔ آپ کی ولادت شریف، ۲۰ ربیع الاوّل ۱۰۴۷ھ میں ہوئی۔ اس وقت تخت ہند پر شاہجہان بادشاہ حکمراں تھا۔

آپ کے کان میں اذان آپ کے جد امجد حضرت سید جلال الدین مقصود عالم بخاری علیہ الرحمہ نے کہی۔ آپ کو ۱۳ سال کامل اپنے جد بزرگوار کے زیر سایہ زندگی گزارنے اور تعلیم و تربیت پانے کا موقع ملا۔ حضرت مقصود عالم علیہ الرحمہ کا وصال ۱۰۵۹ھ میں ہوا تو آپ کی عمر شریف کا بارہواں سال تھا۔

آپ نے تعلیم اپنے دادا اور والد سے حاصل کی تھی۔ آپ کی طبیعت کا میلان بچپن سے ہی خداطلبی کی طرف تھا۔

(تحفۃ الابرار فارسی، صفحہ ۳۰) (مرأت احمدی فارسی، صفحہ ۲۸)

(تذکرہ اولیائے گجرات، صفحہ ٦۲)

تصنیفات وتالیفات

آپ کی تصنیفات دینی علوم میں بڑی مفید وکارآمد ہیں کچھ کے نام حسب ذیل ہیں۔

۱) تفسیر قرآن کریم بروایت اہل بیت

۲) تفسیر قرآن مختصر بطرز جلالین

۳) زینت النکات شرح مشکوۃ شریف

(تحفۃ الابرار فارسی، صفحہ ۳۰) (مرأت احمدی فارسی، صفحہ ۲۸)
(تذکرہ اولیائے گجرات، صفحہ ۶۲)

۹ رسال کی عمر میں شاہجہاں بادشاہ کی طرف سے خلعت

آپ کو اپنے والد گرامی حضرت سید صفی الدین جعفر بدر عالم علیہ الرحمہ کی طرح فن خطاطی اور خوش نویسی میں ید طولیٰ حاصل تھا۔ اور آپ نے اس فن کو بہت کم عمری میں حاصل کرلیا تھا۔ آپ اپنے زمانے میں خط نسخ و نستعلیق کے ماہرین میں سے تھے۔ شاہجہاں بادشاہ ۱۰۵۶ھ میں جب احمد آباد آئے تو آپ کے والد کی ملاقات اور حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ کے مزار مقدسہ کی زیارت وقدمبوسی کے لئے وارد خانقاہ شاہیہ ہوئے۔ اس وقت آپ کی عمر شریف ۹ رسال کی تھی۔ شاہجہاں بادشاہ نے جب تولیت نامہ پر اپنے دستخط کئے تو آپ اس وقت وہاں موجود تھے۔ اس کو دیکھ کر بڑے مسرور وخوش ہوئے۔ شاہجہاں بادشاہ نے آپ کو مسرور دیکھ کر آپ سے مخاطب ہوکر کہا شہزادہ دیکھ کر اس کو بہت خوشی ہوئی تو آپ نے جواب دیا کہ شاہانہ عنایات سے ہمارا دامن سونے سے بھرا ہوا ہے۔ یہ خوشی تو حضور کے خط مبارک کی پاکیزگی کو دیکھ کر ہوتی ہے شاہجہاں بادشاہ آپ کی اس کم سنی میں ایسا عقلمندانہ اور مودبانہ جواب سن کر بھڑک اٹھے اور خوش ہوکر آپ کو اپنی جانب سے خلعت خاص عطا کیا۔

(تحفۃ الابرار فارسی، صفحہ ۳۰) (مرأت احمدی فارسی، صفحہ ۲۸)
(تذکرہ اولیائے گجرات، صفحہ ۶۲)

رمضان شریف میں روزانہ چالیس پارے تلاوت

صاحب تحفۃ الابرار رقم طراز ہیں کہ آپ بچپن ہی سے بڑے ذہین و عقلمند تھے آپ نے ۷ر سال کی عمر مبارک میں قرآن کریم حفظ کرلیا تھا۔ بڑے ہوکر آپ نے اپنے بزرگوں کے اطوار اپنائے درس و تدریس اور مطالعہ کے بعد اگر کچھ وقت فاضل بچ رہتا تو اس کو ریاضت و عبادت میں مصروف رہ کر گذارتے تھے۔ قرآن کریم کی تلاوت سے آپ کو عشق تھا۔ رمضان المبارک میں کثرت تلاوت کا یہ عالم تھا کہ روزانہ چالیس پارے تلاوت فرمایا کرتے تھے۔

(تحفۃ الابرار فارسی، صفحہ ۳۱)

وصال سے پہلے وصال کی خبر

حضرت مخدوم العالم المولانا شیخ نورالدین الشاہی علیہ الرحمہ بیان فرماتے ہیں جو حضرت سید محمد محبوب عالم علیہ الرحمہ کے مخصوص مریدین اور خلفاء میں سے ہیں فرماتے ہیں جس سال سید محبوب عالم علیہ الرحمہ کا وصال ہوا میں جمادی الآخر میں مبارکبادی اور زیارت و قدمبوسی کے لئے حاضر خدمت ہوا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ کی فاتحہ خوانی کے دن میری بھی باری ہے۔ چنانچہ اسی شب میں مرض میں اضافہ ہوا جب ۱۹ر جمادی الاخریٰ کا دن آیا تو تمام دن عصر تک تسبیح و تہلیل میں مشغول رہے اور بار بار معلوم کرتے رہے کہ مجلس شروع ہوئی کہ نہیں لوگ کہتے کہ مشائخ کرام اور علمائے عظام جمع ہو جائیں تو شروع ہوگی جب مجلس شروع ہونے کی آپ کو خبر دی گئی تو اس خاکسار سے فرمایا کہ ہمارے نور نظر، لخت جگر سید جعفر مجید عالم علیہ الرحمہ کو مجلس میں مسند پر بٹھائیں لہٰذا حکم کے مطابق ایسا ہی کیا گیا اور خود تسبیح و تہلیل کرتے ہوئے واصل بحق ہو گئے یہ بدھ کے دن ۱۹ر جمادی الآخر ۱۱۱۱ھ کا واقعہ ہے۔ آپ کی تاریخ وصال کا مادہ محمد بود ثانی شاہ عالم سے نکلتا ہے۔

آپ کے دور کے حکمراں سلاطین

آپ نے حسب ذیل سلاطین ہند کو پایا ان کے اسماء گرامی حسب ذیل ہیں۔

۱) شاہجہاں بادشاہ کی نظر بندی کے وقت ۷؍۱۰۶۷ھ میں آپ کی عمر بیس سال تھی۔

۲)اورنگ زیب عالمگیر کی تخت نشینی کے تینتالیسویں سال ۱۱۱۱ھ میں جام وصال الٰہی نوش فرمایا اس وقت آپ کی عمر مبارک ۶۳ر سال کی تھی۔قدم رسول کے روضۂ مبارکہ میں حضرت مقبول عالم علیہ الرحمہ کے بائیں جانب مشرق میں مدفون ہوئے۔پہلا مزار شریف آپ ہی کا ہے۔

ذکر حضرت سید جلال الدین حمید عالم بخاری علیہ الرحمہ

آپ کا نام نامی اسم گرامی سید جلال الدین، لقب حمید عالم ہے۔آپ کے والد گرامی کا نام حضرت سید محبوب عالم علیہ الرحمہ ہے۔

۲ر جمادی الاوّل ۱۰۶۲ھ میں آپ کی ولادت ہوئی۔آپ نے اپنے والد ہی سے تعلیم و تربیت پائی اور انہیں سے بیعت ہو کر اجازت خلافت پائی چند سال تک ضعف ہاضمہ کے سبب صرف میوہ جات پر گذر فرماتے رہے غلہ بالکل ترک فرمادیا تھا۔۲۰ر ذی الحجہ ۱۱۱۴ھ میں واصل بحق ہوئے بڑے پائے کے عارف وعالم تھے۔

آپ کی تصانیف

(۱) مرأۃ الرویا تعبیر خواب میں ہے (۲) مفتاح الحاجات شغل اوراد میں ہے آپ کا مزار مبارک روضۂ قدم رسول میں قبہ شریف کے باہر والد بزرگوار کے مزار شریف کے مقابل ہے۔

(مرأت احمدی فارسی، صفحہ ۲۹)

ذکر حضرت سید جعفر مجید عالم بخاری علیہ الرحمہ

آپ کا نام نامی اسم گرامی حضرت سید جعفر علیہ الرحمہ، لقب مجید عالم ہے۔آپ حضرت سید جلال الدین حمید عالم علیہ الرحمہ کے بیٹے اور حضرت سید محمد محبوب عالم علیہ الرحمہ کے پوتے ہیں۔آپ کی ولادت ۱۸ر ربیع الثانی ۱۰۸۱ھ میں ہوئی۔آپ کو تعلیم وتربیت اپنے والد گرامی اور جد بزرگوار سے ملی نیز ارادت بیعت وخلافت اپنے جد امجد حضرت سید محمد محبوب عالم علیہ الرحمہ سے حاصل تھی آپ ۱۹ر جمادی الثانی ۱۱۱۱ھ خاص حضرت شاہ عالم محبوب باری علیہ الرحمہ کے وصال شریف کی تاریخ میں اپنے دادا حضرت محبوب عالم کے حکم سے مسند سجادگی پر رونق افروز

ہوئے اور اسی دن حضرت محبوب عالم علیہ الرحمہ نے وصال بھی فرمایا۔ آپ بڑے سیف اللسان بزرگ تھے۔ زبان فیض ترجمان سے جو فرمادیتے فوراً ظہور پذیر ہو جاتا۔ آپ کا وصال ۱۸ محرم الحرام ۱۱۲۹ھ میں ہوا۔ آپ ۱۸ سال مسند سجادگی پر رونق افروز رہے۔ آپ قدم رسول کی درگاہ میں مدفون ہوئے گنبد شریف سے باہر آپ کے والد کے بائیں آپ کا مزار مبارک ہے۔ حضرت سید جعفر مجید عالم علیہ الرحمہ اورنگ زیب عالمگیر کی تخت نشینی کے تیسرے سال پیدا ہوئے اور فرخ سیر بادشاہ کی تخت نشینی کے پانچویں سال واصل بحق ہوئے۔ آپ کے زمانے میں اورنگ زیب عالمگیر کی وفات کے بعد مغلیہ حکومت کا زوال شروع ہو چکا تھا۔ اور دہلی کے تخت پر طوائف الملوک کا دور دورہ تھا۔ آپ کے سامنے یکے بعد دیگرے یہ بادشاہ ہوئے۔

۱) محی الدین اورنگ زیب عالمگیر المتوفی ۱۱۱۸ھ کی وفات کے وقت آپ کی عمر ۲۲ سال تھی۔

۲) شاہ عالم بہادر شاہ اوّل المتوفی ۱۱۲۳ھ میں ۱۶ سال حکمراں ہو کر فوت ہوا۔ اس وقت آپ کی عمر مبارک ۴۲ سال تھی۔

۳) جہاندار شاہ المتوفی ۱۱۲۴ھ صرف ۹ ماہ حکومت کی۔ اس کی شکست کے وقت آپ کی عمر شریف ۴۳ سال تھی۔

۴) فرخ سیر شاہ المتوفی ۱۱۳۱ھ کے جلوس کے پانچویں سال آپ نے وصال فرمایا۔

(تحفۃ الابرار فارسی، صفحہ ۳۰) (مرأت احمدی فارسی، صفحہ ۲۹) (تذکرہ اولیائے گجرات، صفحہ ۶۳) (تاریخ سلاطین ہند، صفحہ ۵۷۱ تا ۵۷۳)

ذکر حضرت سید محمود عالم بخاری علیہ الرحمہ

آپ کا نام نامی اسم گرامی سید محمد اور لقب محمود عالم ہے۔ شروع میں آپ لہو ولعب میں مشغول رہے لیکن بعد میں توبہ کرلی۔ اور جذبۂ محبت الٰہی پیدا کرلیا۔ آپ لاولد تھے اس لئے سلسلہ خلافت آپ کے برادر خورد سید وصی الدین موسیٰ انوار عالم بن سید جعفر مجید عالم علیہ الرحمہ کی طرف منتقل ہو گیا۔

(مرأت احمدی فارسی، صفحہ ۲۹)

باب چہاردہم

دربیان خلفائے شاہیہ وعلماء ومشائخ سلسلہ عالیہ شاہیہ

ذکر حضرت سید محمد زاہد بخاری الشاہی علیہ الرحمہ

آپ حضرت سید برہان الدین قطب عالم بخاری علیہ الرحمہ کے فرزند اور حضرت سید محمد سراج الدین شاہ عالم محبوب باری علیہ الرحمہ کے عظیم المرتبت خلیفہ ہیں۔ آپ کی ولادت شریف ۲ رجب ۸۴۸ھ کو ہوئی آپ نے جملہ منازل سلوک اپنے والد گرامی اور حضرت شاہ عالم محبوب باری علیہ الرحمہ کے زیر سایہ طے کئے یہاں تک کہ خلافت سے سرفراز کئے گئے۔ آپ کے زہد وورع کی بناپر حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ نماز میں جماعت کے وقت شرف امامت آپ ہی کو عطا فرماتے تھے۔ کمال طہارت کے خیال سے استنجا کے وقت ایک سلائی کے ساتھ کپڑا لپیٹ کر اندر داخل فرماتے تاکہ کوئی قطرہ رہ نہ جائے جو وضو کے بعد ٹپک کر قطرہ نہ آئے حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ فرمایا کرتے تھے آپ کے استنجاء کو دوسروں کے مجاہدے پر فوقیت حاصل ہے۔ حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ نے اپنے وصال کے وقت اپنے قریب بلا کر ارشاد فرمایا تھا۔ اے زاہد ادھر آ و غیبی خزانہ کی کنجیاں جو میرے پاس بندھی ہیں تم کو عنایت کروں یہ کہہ کر شاہ عالم علیہ الرحمہ نے اپنے پائے مبارک کو جنبش دی تو حاضرین نے کنجیوں کی آواز سنی اس کے بعد آپ نے اپنی زبان آپ کے دہن مبارک میں ڈال کر فیضان عرفان الٰہی سے سرفراز فرمایا تھا حضرت سید محمد زاہد علیہ الرحمہ نے ۶ رشعبان المعظم ۸۹۳ھ کو وصال فرمایا۔ قرۃ عین نبی۔ سے تاریخ وفات نکلتی ہے۔ آپ کی عمر جلوہ سے نکلتی ہے۔ مزار مبارک بٹوہ شریف میں علیحدہ ایک شاندار روضہ شریف میں ہے۔

(مرأت احمدی فارسی، ص:۲۹)

ذکر حضرت مولانا شیخ احمد میاں مخدوم علیہ الرحمہ

حضرت مولانا شیخ احمد میاں مخدوم علیہ الرحمہ سلطان معز الدین غوری کے خاندان سے ہیں آپ کا نسب نامہ اس طرح ہے حضرت میاں مخدوم بن شیخ برہان بن ابو محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن محمد خاں غوری سلطان دہلی کی طرف سے ناگور کے قاضی تھے۔ آپ کے والد شیخ برہان الدین کے کوئی اولاد نہیں تھی۔ دعا کے ارادے سے شیخ احمد گنج گیر مغربی سرخیزی علیہ الرحمہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ آپ نے بشارت دی کہ اللہ تعالیٰ تمہیں فرزند نرینہ عطا فرمائے گا۔ اس کا نام ہمارے نام پر احمد رکھنا وہ بلند مرتبہ ولی ہوگا۔ آپ نے ظاہری علم صدر جہاں سے حاصل کیا بارہ سال کی عمر میں شاہ عالم علیہ الرحمہ سے بیعت ہوئے۔ بارہ سال آپ کی خانقاہ میں رہ کر مجاہدات کیے۔ بیعت کے وقت جو ہاتھ حضرت شاہ عالم محبوب باری علیہ الرحمہ کے ہاتھ میں دیا تھا ادب کے خیال سے تاحیات کبھی زیر ناف نہیں لگایا رات کو سوتے تھے تو اس ہاتھ کو گردن سے باندھ لیتے تھے اور باوجودیکہ آپ رسول آباد میں سکونت رکھتے تھے لیکن ادب کا یہ عالم تھا کہ کبھی رسول آباد میں استنجا نہیں کرتے تھے۔ حضرت شاہ عالم محبوب باری علیہ الرحمہ کے وصال کے دس سال بعد تک آپ حیات رہے بالآخر ۲۲ ربیع الاوّل ۸۹۰ھ میں آپ نے وصال فرمایا خیر الاولیاء سے بعض لوگوں نے تاریخ نکالی ہے۔ احمد آباد کے محلہ تاج پور میں آپ کا مزار مبارک مرجع خاص و عام ہے جس پر ایک گنبد ہے اور اس کے ساتھ ہی مسجد اور خانقاہ ہے۔

(مرآت احمدی فارسی، ص: ۳۰)

ذکر حضرت سلطان شاہ غزنی علیہ الرحمہ

آپ حضرت شاہ عالم محبوب باری علیہ الرحمہ سے بیعت ہونے سے پہلے لوٹ مار کا پیشہ کرتے تھے۔ راستہ میں لوگوں کا مال زبردستی چھین لیا کرتے تھے۔ لٹیروں کی جمعیت ساتھ رکھتے تھے ایک مرتبہ حضرت میاں احمد مخدوم علیہ الرحمہ خانقاہ حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ کا سارا سامان خریدنے بازار جارہے تھے ان کے پاس ۸۴ راشرفیاں تھیں۔ سب چھین لیں آپ نے حضرت شاہ عالم محبوب باری علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر ہو کر فریاد کی تو آپ نے مسکرا کر فرمایا۔ جاؤ اس کے دل میں ہم نے محبت الٰہی کا بیج بو دیا ہے اس کے بعد سودا خریدنے کے لئے

اوردام عطا فرمائے۔

ایک مرتبہ حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ گھوڑے پر سوار گزر رہے تھے۔ سامنے سے حضرت شاہ غزنی آنکلے۔ غرور جوانی اور تکبر میں ایسے چور تھے کہ سلام تک نہیں کیا۔ آپ کو دیکھ کر حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ نے ملتانی زبان میں فرمایا۔ جیوراجن جی کا او نہایا ہوئے تو تجھ جیسے فقیروں کے برسوں تین کناسی کرے۔ یہ فرمانے کے ساتھ ہی وہ گھوڑے پر سے گرے۔ اور بعد میں آپ کی خدمت میں ترک دنیا کے ارادے سے حاضر ہوئے اور مرید ہو گئے۔ حضرت شاہ عالم محبوب باری علیہ الرحمہ نے تزکیۂ نفس کے لئے باورچی خانہ کی دیگ دھونے کے لئے مقرر فرمایا اور تربیت باطنی میاں مخدوم علیہ الرحمہ کے سپرد کی۔ حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ کے وصال کے بعد بھی حضرت میاں مخدوم علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر ہو کر تزکیۂ نفس اور مجاہدہ کرتے رہے اور اس طرح حضرت شاہ عالم محبوب باری علیہ الرحمہ کی پیشین گوئی ظہور میں آئی۔ آپ کی کرامت بہت مشہور ہیں حضرت شاہ غزنی علیہ الرحمہ کو حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ سے خرقۂ خلافت بھی عطا ہوا آپ کے مشہور خلفاء میں حضرت فضل اللہ کاشانی علیہ الرحمہ بڑے پائے کے بزرگ گزرے ہیں حضرت شاہ غزنی علیہ الرحمہ نے ۶۳ سال کی عمر شریف میں دوشنبہ کے دن ۲۰ رصفر المظفر ۹۲۲ھ میں وصال فرمایا۔ آپ کا مزار شریف جمال پور روڈ پر دارالعلوم شاہ عالم قریب ہے۔ (مرآت احمدی فارسی، ص: ۳۱)

ذکر ملک حضرت قطب الدین شاہی علیہ الرحمہ

آپ حضرت شاہ عالم محبوب باری علیہ الرحمہ کے عظیم المرتبت خلفاء میں سے ہیں، آپ کی ولادت ۸۵۸ھ میں ہوئی آپ حضرت سلطان ابراہیم بن ادہم بلخی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد سے ہیں آپ کو اپنے مرشد گرامی حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ سے غایت درجہ کا عشق تھا۔ خانقاہ شاہ عالم کی مسجد اور دیوان خانہ کے بیچ میں جو وضو کرنے کا حوض ہے۔ آپ ہی کا تعمیر کردہ ہے جسے بنا کر آپ نے اپنے مرشد گرامی کی خدمت میں خراج عقیدت پیش کیا ہے۔ حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ نے جب آپ کو خلافت عطا فرمائی تو اپنے سر مبارک سے دستار اُتار کر آپ کے سر پر رکھ دی اور اپنے دست مبارک سے اس کے کونے پر تحریر فرمایا۔ یہ خرقۂ خلافت واجازت وہدایت ہے اور حضرت میاں احمد مخدوم کو اپنے سامنے بلا کر آپ کو ان کے حوالے کر دیا حضرت قطب الدین علیہ الرحمہ اپنا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن آپ حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ کی خدمت اقدس

میں حاضر ہوئے۔ یہ واقعہ آپ کے بیعت ہونے سے پہلے کا ہے بغیر تعارف کے آپ نے مجھے مخاطب ہو کر فرمایا۔ یہاں قطب الدین اگر محکمہ شریعت کا کوئی آدمی قاضی صاحب کے حکم سے آپ کے پاس آئے تو اس کی عزت کرنا اور اس کو فرستادۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سمجھنا آپ فرماتے ہیں جب رسول آباد سے اپنے گھر پہونچا تو دیکھا کہ قاضی کا پیادہ کھڑا ہے اور وہ قرض خواہ بھی موجود ہے جس سے اس زمانے میں جب کہ میں سپاہ گری کرتا تھا کچھ قرض لیا تھا اب قاضی صاحب کے پیادوں کو لے کر آدھمکا تھا پیادہ دیکھتے ہی برا بھلا کہنے لگا۔ اس وقت حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ کی بات مجھے یاد آ گئی اور میں نے ان کی بڑی عزت کی حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ کے مریدوں کا دستور تھا کہ شریعت کے فرمان کو تمام امور پر مقدم رکھتے تھے آپ نے ۸۷ سال کی عمر شریف میں ۲۰ ر جمادی الثانی ۹۴۳ھ میں وصال الٰہی فرمایا آپ کا مزار شریف جو نے پاور ہاؤس کے قریب مرزاپور اور شاہوار کے درمیان ہے۔ (ریحانۃ الابرار، ص:۸۷) (مرأت احمدی، ص:۳۱ تا ۳۲)

ذکر حضرت شاہ حمید صاحب عباسی بیر پوری علیہ الرحمہ

آپ حضرت شاہ عالم محبوب باری علیہ الرحمہ کے خلفائے نامدار ہیں۔ آپ کی ولادت ۸۵۱ھ میں ہوئی آپ کے والد گرامی حضرت محمد عباس علیہ الرحمہ حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ کے مرید و خلیفہ ہیں اور دادا حضرت شاہ قطب محمود کارنٹوی علیہ الرحمہ جو کہ حضرت سید برہان الدین قطب عالم علیہ الرحمہ کے مشاہیر خلفائے کرام میں سے ہیں۔ حضرت شاہ حمید علیہ الرحمہ کے والد حضرت شاہ محمد علیہ الرحمہ ایک مرتبہ حضرت شاہ عالم محبوب باری علیہ الرحمہ کی خدمت عالیہ میں اس ارادے سے حاضر ہوئے کہ کافی عرصہ شادی کو ہو گیا ابھی تک گھر میں کوئی اولاد نہیں ہے۔ حضرت مرشد گرامی سے دعا کرا کر دلی مقصد حاصل کیا جائے لہٰذا جس ارادہ سے حاضر ہوئے یہ بات عرض کر دی ان کی گفتگو سن کر حضرت شاہ عالم محبوب باری نے فرمایا آئندہ شب جمعہ کو جب حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار نصیب ہو تو یہ معروضہ آپ کی خدمت اقدس میں پیش کرنا۔ حسب ارشاد قاضی شاہ محمد علیہ الرحمہ سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دیدار پر انوار سے مشرف ہوئے اور اپنا معروضہ بارگاہ بے کس پناہ میں پیش کیا تو آپ نے سیدھے ہاتھ کی انگشت شہادت سے الٹے ہاتھ کی ہتھیلی پر تین مرتبہ ح ح ح تحریر فرمایا صبح کو جب یہ خواب بارگاہ شاہ حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ میں پیش کیا تو آپ نے فرمایا کہ اس کی تعبیر یہ ہے کہ انشاء اللہ تمہارے

یہاں تین فرزند تولد ہوں گے اور تینوں کے ناموں کا پہلا حرف ح ہوگا یعنی بڑے کا نام حمید اور منجھے کا نام حماد اور چھوٹے کا نام حامد ہوگا گویا ان مبارک فرزندگان میں پہلے حمید ہیں۔ آپ بڑے زبردست ولی ربانی ولی حقانی گزرے ہیں آپ کا لقب قاضی جالندہ تھا۔ قائم اللیل، صائم الدھر تھے۔ ہزاروں انسان آپ کی بارگاہ کی رہنمائی سے حق رسیدو برگزیدہ ہوگئے۔ آپ نے اپنے والدگرامی کی سرپرستی میں اپنے دونوں بھائیوں کے ساتھ بارگاہ حضرت سید محمد سراج الدین شاہ عالم بخاری علیہ الرحمہ میں حاضر ہوکر ۱۲ سال کی عمر میں بیعت وارادت کا شرف حاصل کیا تھا باوجود اس کے کہ ولی مادرزاد تھے۔ مجاہدات کثیرہ کی منزلوں سے گزر کر سند خلافت حاصل کی آپ کے علوئے مرتبت کا اندازہ اس بات سے بھی کیا جاسکتا ہے کہ آپ کے نورنظر لخت جگر زبدۃ الکاملین برہان العارفین حضرت قاضی محمود دریائی علیہ الرحمہ ہیں آپ نے ۹۱۲ھ میں جام وصال الٰہی نوش فرمایا۔ بیرپور میں اپنے فرزند حضرت قاضی محمود دریائی علیہ الرحمہ کے پہلو میں مدفون ہوئے۔ (از ریحانۃ الابرار فارسی، ص:۷۹) (تذکرہ اولیائے گجرات، ص:۶۸)

ذکر حضرت شاہ حماد عباسی علیہ الرحمہ

آپ حضرت شاہ قاضی محمد علیہ الرحمہ کے فرزند ثانی اور حضرت شاہ حمید علیہ الرحمہ کے منجھلے بھائی ہیں اور حضرت قاضی محمود دریائی علیہ الرحمہ کے چچا ہیں۔ آپ بھی حضرت قاضی شاہ محمد عباس علیہ الرحمہ کے ان خوش نصیب فرزندوں میں سے ایک ہیں جن کی ولادت سے پہلے حضور جان نور صلی اللہ علیہ وسلم نے پیدا ہونے اور نام کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اپنے سیدھے ہاتھ کی ہتھیلی پر ح لکھ کر بشارت سے سرفراز فرمایا تھا۔ آپ کی ولادت ۸۵۲ھ میں ہوئی اور ۲۰ سال کی عمر شریف میں حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ کے دست حق پرست پر بیعت کا شرف حاصل کیا۔

آپ عالم بے بدل عارف حق نگر تھے۔ آپ کے تقوے کا یہ عالم تھا کہ کبھی کوئی مشتبہ چیز نہیں کھائی۔ اتفاقاً یا دوستوں کی ترغیب سے ہاتھ لمبا کرتے تو دراز نہ ہوتا تھا۔ ہمیشہ حلال لقمہ ہی استعمال کرتے۔ تمام زندگی حرام چیز کو ہاتھ نہ لگایا۔ آپ کے تقویٰ کا اثر آپ کی سواری کے گھوڑے میں بھی اثر پذیر ہوگیا تھا کہ اس نے کبھی دوسرے کے کھیت میں یا گھاس، دانہ میں منہ نہ ڈالا۔ حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ سے بیعت ہونے کے بعد آپ نے شدید سے شدید تر مجاہدات کئے۔ آپ بہت کم سوتے تھے آپ نے بارہ سال تک فی سبیل اللہ جہاد کیا ۱۲ سال تک خلوت میں یاد الٰہی میں مصروف رہے کثرت عبادت ومجاہدات سے آپ پر جذب طاری ہوگیا تھا

اسی حالت میں حضرت شاہ عالم علیہ الرحمۃ کا وصال شریف ہوگیا۔ بعد وصال شریف شاہ عالم علیہ الرحمہ آپ مزار مبارک پر حاضر ہوئے روح شاہیہ کی متابعت میں بارگاہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے اور خطاب قاضی العالم پانے کے متعلق باب الکرامت میں مطالعہ فرمائیں آپ کا وصال شریف ۶۲ سال کی عمر ۹۱۶ھ میں ہوا آپ کا مزار مبارک خانقاہ حمادیہ سرس پور چھوٹی لائن کے ریلوے اسٹیشن کے سامنے ہے۔

(از ریحانۃ الابرار فارسی، ص: ۸۰) (تاریخ اولیائے گجرات، ص: ۶۸ تا ۶۹) (مرأت احمدی فارسی، ص: ۳۲)

ذکر حضرت شاہ عبداللطیف داور الملک علیہ الرحمہ

حضرت داور الملک علیہ الرحمہ حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ کے بڑے نامور خلفاء میں سے ہیں۔ آپ کا نام عبداللطیف، خطاب داور الملک ہے اور عوام میں شاہ داول مشہور ہیں آپ بارگاہ حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ میں وضو کرانے اور پانی گرم کرنے کی خدمت پر فائز تھے۔

ایک مرتبہ جب کہ حضرت شاہ عالم محبوب باری علیہ الرحمہ نماز تہجد کی ادائیگی کے لئے وضو فرما رہے تھے۔ آپ نے دکن کے راجہ کے ایک ایسے لڑکے کو آپ کی خدمت عالیہ میں پیش کیا جو کوڑھ کے مرض میں مبتلا تھا۔ حضرت شاہ عالم علیہ لرحمہ نے حکم فرمایا اس کے زخموں اور اس کے جسم پر وضو کا باقی ماندہ پانی بہاؤ۔ ایسا ہی کیا گیا اور جو چند قطرے بچا پلادیا گیا۔ لڑکا فوراً اچھا ہو گیا۔ اس وقت حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ نے آپ کو مخاطب ہو کر فرمایا۔ آج تم کو حضرت سالار مسعود غازی علیہ الرحمہ کا درجہ خدائے برتر سے عطا ہوا۔

آپ کے والد ملک قریشی تھے جو سلطان محمود بیگرہ کے امراء میں سے تھے، جب آپ سلطان محمود بیگڑا کے امراء میں شامل ہوئے تو آپ کو داور الملک کا خطاب عطا ہوا۔ باوجود دنیاوی شان وشوکت کے آپ ہمیشہ اصلاح نفس اور عبادت الٰہی میں مصروف تھے، جب آپ کے گھر پر لوگوں کا ازدحام رہنے لگا تو آپ نے اپنے پڑوسیوں سے فرمایا میرا مکان خرید لو۔ لوگوں نے تعجب کیا اب تو آپ صاحب دولت ہو گئے ہیں۔ چاہئے تو یہ تھا کہ ہم لوگ اگر فروخت کریں تو آپ خریدیں گے غرض آپ دوسرے مکان میں چلے گئے تو فرمایا کہ میرے یہاں رہنے سے لوگوں کی آمد ورفت زیادہ تھی پس ممکن تھا کہ اس بات سے ہمسایوں کو تکلیف پہونچتی ہو۔

(مرآت احمدی، ص: ۳۲)

رعایہ کے ساتھ حسن معاملہ

جب آپ کو امرون کا فوجدار بنایا گیا تو آپ اپنی جاگیر میں ہر ایک کے ساتھ حسن معاملہ سے پیش آتے جس کی بنا پر ہر ایک انسان آپ سے خوش رہتا۔ آپ اکثر جہاد کی نیت سے آس پاس کنارے سے جنگ میں مصروف رہتے۔ ایک مرتبہ اتفاقاً بھج کی طرف رن کو عبور کر کے تیسرے دن ایک موضع میں قیام کیا اور ایک سایہ دار درخت کے نیچے آرام فرمانے لگے آنکھ کھلی تو دیکھا کہ سپاہیوں کے گھوڑے جو کے کھیت میں چر رہے ہیں۔ آپ نے انہیں بلا کر فرمایا دوستو! خدا سے نہیں ڈرتے کہ گھوڑوں کو کھیت میں چرنے کے لئے بھیج دیا ہے۔ اس وقت لوگوں نے اظہار کیا کہ تین دن سے ہم لوگ اور گھوڑے بے آب ودانہ ہیں ہم لوگ تو صبر کر سکتے ہیں مگر یہ تو جانور ہیں آپ نے ان کو ہدایت کرتے ہوئے فرمایا، اگر تمہارا صبر خالص اللہ کے لئے ہے تو یقیناً جانور بھی تمہاری پیروی کریں گے یہ کہہ کر گھوڑے کی لگام ادھر سے کھینچ لی، گھوڑا کھڑا ہو گیا اور چرنے سے باز رہا۔ الغرض اس ملک کا معقول انتظام ہو گیا اور امرون کے راجپوت مطیع ہو گئے۔

(مرأت احمدی، ص: ۲۴)

آپ کی شہادت کا واقعہ

راجپوتوں میں سے ایک شخص جو بڑا فتنہ پرداز تھا حضرت شاہ عبداللطیف داور الملک علیہ الرحمہ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ فلاں راجپوت کے پاس بے مثل تلوار ہے وہ جب آپ کے پاس آئے تو اس کی تلوار نیام سے نکلوا کر ضرور دیکھئے گا اور ادھر اس راجپوت سے جا کر کہا داور الملک علیہ الرحمہ تمہیں قتل کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں اور اس کی نشانی یہ ہے کہ جب تم ان سے ملنے آؤ گے تو وہ تمہاری تلوار کو نیام سے نکلوا کر دیکھنے کے بہانے سے مانگیں گے اور تلوار کو قبضہ میں کرنا چاہیں گے یہی بات تمہارے قتل کی طرف اشارہ ہو گی۔ راجپوت یہ بات سن کر غصہ میں آپے سے باہر ہو گیا اور فوراً اپنی تلوار حمائل کر کے آپ کے پاس امتحاناً آیا۔ اس فریب سے حضرت شاہ عبداللطیف داور الملک ناواقف تھے۔ آپ نے اس کی تلوار کمر میں حمائل دیکھ کر دیکھنے کے لئے نکالنی چاہی راجپوت کے ساتھ اور بھی اس کے ساتھی تھے جن کو یہ بات پہلے سے

بتادی گئی تھی فوراً اپنی اپنی تلواریں نیام سے نکال کر سونت لیں اور چاروں طرف سے آپ پر حملہ کر کے آپ کو شہید کر ڈالا۔ یہ واقعہ ۱۳ ذو القعدہ ۸۷۹ھ میں رونما ہوا۔ آپ کا مزار مبارک اسی قصبہ امرون میں ہے۔ جس پر ایک عظیم الشان گنبد اور بارگاہ ہے۔ جو مرجع ہر خاص و عام ہے۔ (مرأت احمدی فارسی، ص: ۳۳ تا ۳۴)

ذکر حضرت خواجہ احمد بن دوسن علیہ الرحمہ

آپ کا نام نامی اسم گرامی خواجہ احمد بن دوسن ہے خطاب شیخ الاسلام حضرت شاہ عالم محبوب باری علیہ الرحمہ کے جلیل القدر خلفاء کی فہرست میں آپ کا نام نامی بھی سر فہرست ہے آپ کو اپنے مرشد گرامی حضرت شاہ عالم محبوب باری علیہ الرحمہ کی بارگاہ سے مسکین اللہ کا لقب عطا ہوا۔ جب آپ کو شیخ کی بارگاہ سے خلافت نامہ عطا ہوا تو حضرت شاہ عالم محبوب باری علیہ الرحمہ نے اس میں اپنے دست مبارک سے مسکین اللہ تحریر فرمایا۔

فنائیت کا عالم

ایک دن حضرت شاہ عالم محبوب باری علیہ الرحمہ نے آپ کے مناقب بیان کرتے ہوئے فرمایا خواجہ احمد اپنی حاجت کے وقت کسی کو زندہ نہیں سمجھتے ہیں سوائے ذات واحد کے اور یہی مردوں کا طریقہ ہے اور جو شخص اس راستہ پر چلتا ہے اور کامیاب بزدل ناکام مایوس رہ جاتا۔ اس کے بعد کچھ عربی شعر پڑھے اور فرمایا کہ محتاجی کی تلوار کھانا کچھ آسان نہیں۔ سچا ارادہ چاہئے تا کہ ذات واحد کے نزدیک یکتا ہو۔ پھر دو شعر پڑھے جس کا مطلب یہ ہے کہ جب معشوق اپنی خوبیوں کے سبب دونوں جہاں میں یکتا ہو تو عاشق کو بھی دونوں جہاں میں فرد ہونا چاہئے۔ عشق کے ہر راستہ پر چلنے سے بہتری نہیں ہوتی ہے بلکہ عشق کے راستہ پر چلنے والا بہادر اور مرد ہونا چاہئے۔ آپ کا وصال مبارک ۱۳ر شوال المکرم ۸۹۹ھ میں ہوا مزار مبارک محلہ شاہ پور دروازہ کے نزدیک ہے۔ (مرأت احمدی فارسی، ص: ۳۵) (ریحانۃ الابرار فارسی، ص: ۸۱) (تذکرہ اولیائے گجرات، ص: ۷۲ تا ۷۳)

ذکر حضرت قاضی سید اسماعیل اصفہانی علیہ الرحمہ

آپ کا نام سید اسماعیل ہے والد گرامی کا نام سید برہان الدین ہے، آپ کے جد گرامی قدر اصفہان کے رہنے والے تھے، آپ شہر بھڑوچ کے قاضی تھے۔ زہد وتقویٰ میں اپنی مثال آپ تھے جس زمانہ میں حضرت شاہ عالم محبوب باری نظر باد تشریف لے گئے تھے حضرت قاضی سید اسماعیل اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ آپ کو دیکھ کر ایسے گرویدہ ہوئے کہ زمرۂ مریدین میں داخل ہو گئے ایک مرتبہ پیر ومرشد کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دریافت کیا کہ شراب طہور جس کا ذکر قرآن کریم میں ہے اس سے مراد محبت ومعرفت الٰہی ہے یا خارج میں بھی اس کو پیا جاتا ہے۔ آپ نے عرض کیا اگر اس کا پینا ممکن ہے تو ایک گھونٹ خادم کو بھی عنایت فرمایا جائے۔ حضرت شاہ عالم محبوب باری علیہ الرحمہ نے فرمایا چند رات اہتمام کے ساتھ نماز تہجد کے وقت میرے ساتھ رہو۔ قاضی صاحب علیہ الرحمہ نے اس کی تعمیل کی ایک دن مقصد بر آیا۔ حلق میں شراب طہور کا ایک قطرہ ٹپکا۔ اس روح افزا شراب کے پیتے ہی قاضی صاحب علیہ الرحمہ کا فرمانا ہے کہ بہشت ودوزخ کا حال مجھ پر منکشف ہو گیا۔ عہدۂ قضا سے دست بردار ہو گیا عبادت الٰہی میں مصروف ہوئے سلطان نے ایک ہفتہ بعد عرض کیا خدارا عہدۂ قضا قبول کر لیں ورنہ شہر خراب ہو جائے گا۔ نیز بادشاہ نے ایک مرتبہ حضرت شاہ عالم محبوب باری علیہ الرحمہ سے بھی اس معاملہ میں سفارش کرنے کو کہا۔ حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ نے حضرت قاضی صاحب علیہ الرحمہ سے تاکیداً فرمایا کہ عہد قضا قبول کر لیں، قاضی صاحب نے عرض کیا کہ حکم منظور ہے مگر مرنے سے پہلے پھر یہی کیفیت مجھ پر طاری ہو۔ حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ نے تھوڑے تامل کے بعد فرمایا خدا سے درخواست کی گئی ہے انشاء اللہ یہ بھی حاصل ہو گا۔ اور فقرائے حق کے ساتھ محشور ہوں گے۔ آپ کو حضرت شاہ عالم محبوب باری کے تمام خلفا میں یہ فخر وشرف حاصل ہے کہ آپ ہی نے اپنے مرشد گرامی حضرت شاہ عالم محبوب باری کے جنازہ مبارک کی نماز پڑھائی ہے۔ آپ کا وصال مبارک بتاریخ ۲۸ ربیع الاوّل ۹۰۰ھ کو ہوا۔ آپ کا مزار مبارک استوریہ چکلہ کے قریب بدربول چکلہ میں ہے۔ جس کا تلفظ آج کل بگڑ کر بدوپول ہو گیا ہے آج وہاں سب اہل ہنود آباد ہیں لیکن مزار شریف لب سڑک محفوظ ہے ایک مجاور خدمت کرتے ہیں۔ (مرأت احمدی فارسی، ص:۳۵)(ریحانۃ الابرار فارسی، ص:۸۱)(تذکرہ اولیائے گجرات، ص:۳۷)

ذکر حضرت مولانا محمود ملتانی الشاہی علیہ الرحمہ

آپ کا نام محمود ہے، آپ کی ولادت ملتان میں ہوئی۔ آپ ٹھٹھ کے قریب لار میں رہتے تھے۔ حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ۔ سے مرید ہو کر خلافت پائی۔ والی سندھ اور جام جونا اور ان کے والد انہیں کے مرید تھے۔ بلکہ جام جونا آپ ہی کے مشورے سے اپنی دونوں شہزادیوں بی بی میر گی اور بی بی مغلئی کو لے کر گجرات آیا تھا۔ ایک مرتبہ آپ نے والی سندھ جام جونا کو ہدایت کی تھی۔ جاہلیت کے رسوم تمہارے خاندان سے اس وقت تک دور نہ ہوں گی۔ جب تک تم گجرات، نہ جاؤ۔ جیسا کہ تمہارے چچا فتح خاں نے اپنی لڑکی قطب عالم علیہ الرحمہ کے عقد میں دی تھی۔ تم بھی اسی طرح اپنی لڑکی حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ کے عقد میں دے کر سعادت ابدی حاصل نہ کرو۔ آپ کے حکم کے مطابق والی سندھ جام جونا احمد آباد آیا۔ اور اپنی دونوں شہزادیاں بھی ساتھ لایا تھا۔ بڑی شہزادی بی بی میر گی حضرت شاہ عالم محبوب باری علیہ الرحمہ کے عقد میں آئیں اور چھوٹی شہزادی بی بی مغلئی سلطان محمد زر بخش المتوفی ۸۵۵ھ کے عقد میں آئیں جس کا مکمل حال مرأت سکندری میں مذکور ہے۔ جام جونا نے مستقل حکومت احمد آباد میں اختیار کر لی اس لئے کہ پیر کا قرب حاصل رہے اور قدیم اساول سابرمتی کے کنارے ایک قلعہ کی بنیاد رکھی جو لکڑکوٹ کے نام سے مشہور تھا۔ بعد میں مولانا ملتانی علیہ الرحمہ بھی احمد آباد تشریف لے آئے اور جام جونا کے پاس مقیم ہوئے۔ مولانا محمود ملتانی علیہ الرحمہ کا وصال ۱۴ ذی الحجہ ۸۷۷ھ میں ہوا اور لکڑکوٹ کے قلعہ کے اندر مدفون ہوئے۔ والی سندھ جام جونا بھی اپنی وصیت کے مطابق آپ کے قدموں میں دفن ہوا۔ نیز حضرت بی بی میر گی علیہ الرحمہ حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ کی اہلیہ محترمہ بھی وصال کے بعد اپنے والد کے مغربی پہلو میں دفن ہوئیں۔ جب حضرت سید محمد بیگ بھیکن علیہ الرحمہ بن حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ کا وصال ہوا۔ تو وہ بھی اپنے نانا کے مشرقی پہلو میں دفن ہوئے۔ چونکہ اس وقت تک سادات بخاریہ کا کوئی مقبرہ علیحدہ نہیں تھا۔ حضرت مولانا نورالدین علیہ الرحمہ خلیفہ حضرت سید محمد محبوب عالم بخاری علیہ الرحمہ جن کا مزار شریف قاضی کے دھابہ مدرسہ والی مسجد سے متصل) اپنی خانقاہ میں ہے۔ مولانا شیخ محمود ملتانی کی اولاد میں سے تھے۔ (ریحانۃ الابرار فارسی، ۸۳) (تذکرہ اولیائے گجرات، ص: ۷۴ تا ۷۵)

ذکر حضرت قاضی محمود دریائی عباسی علیہ الرحمہ

آپ کا نام نامی اسم گرامی شاہ محمود ہے۔ آپ کا وطن مبارک بیر پور ہے جس کا فاصلہ احمد آباد سے چالیس کوس ہے۔ آپ کا لقب دریائی ہے۔ آپ کے والد گرامی حضرت قاضی شاہ حمید جالندہ علیہ الرحمہ حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ کے مرید وخلیفہ ہیں اور دادا بزرگوار حضرت قاضی شاہ محمد علیہ الرحمہ حضرت قبلہ عالم علیہ الرحمہ کے مرید وخلیفہ ہیں۔ حضرت قاضی شاہ محمود دریائی علیہ الرحمہ مرید اپنے والد کے تھے لیکن حضرت شاہ عام محبوب باری علیہ الرحمہ کی روح مبارک سے آپ کو اویسہ طریقہ پر فیض حاصل تھا۔

جب آپ کے والد حضرت قاضی شاہ محمود علیہ الرحمہ کی عمر شریف آخر ہوئی ایک دن حضرت شاہ محمود دریائی علیہ الرحمہ نے حضرت غوث الثقلین عبدالقادر محی الدین جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا کہ آپ فرماتے ہیں۔ اگر چہ میری طرح تم بھی محبوبیت کے درجہ کو پہونچ گئے ہو مگر اپنے والد سے مرید ہو جاؤ یہ بات اہل سلسلہ کے لئے لازمی ہے، صبح بیدار ہو کر یہ خواب اپنے والد گرامی کی خدمت میں بیان کیا۔ آپ کے والد نے فرمایا مجھے بھی اس کی اطلاع دی گئی ہے، میری زندگی بھی اب آخر ہوگئی ہے اپنے انتقال سے ایک دن پہلے انشاء اللہ تمہیں مرید کر کے خرقۂ خلافت عطا کروں گا دوسروں نے جب یہ بات سنی تو کثیر تعداد میں اور لوگ بھی آپ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے اس کے بعد اسی دن حضرت قاضی شاہ محمود دریائی علیہ الرحمہ کو ان کے لڑکے سمیت بلا کر سلسلہ میں داخل کیا اور دوسرے افراد کو بھی اپنی بیعت سے مشرف فرمایا اور حضرت قاضی شاہ محمود دریائی علیہ الرحمہ کو خلافت عطا کرتے ہوئے ارشاد فرمایا اب میرا کام تمام ہو چکا اور اس کے دوسرے دن انتقال فرمایا اور اپنے والد کی مسند سجادگی پر رونق افروز ہوئے۔ اہل بصیرت کا کہنا ہے کہ آپ کو عالم خاک کی خدمت کے ساتھ ساتھ عالم آب کی بھی خدمت سپرد تھیں اسی لئے آپ کا لقب محمود دریائی ہے آپ کے نام پاک کی کرامت وبرکت ہے کہ گرداب میں پھنسی کشتی نام پاک کی برکت سے ساحل مراد سے لگ جاتی ہے آپ کی کرامتیں بے حد مشہور ہیں۔

ایک مرتبہ آپ حضرت شاہ عالم محبوب باری کی خدمت عالیہ میں اپنے والد گرامی کے ہمراہ تشریف لائے تو آپ کو دیکھ کر حضرت نے فرمایا کہ قاضی کا شملہ بہت لمبا ہے۔ اس سے مراد آپ کا تبحر علمی اور فضیلت وکمال کی طرف اشارہ تھا جو زبان ترجمان سے نکلا وہ پورا ہو کر رہا۔

اپنی عمر کے ۱۲ سال دوسرے کو دے دیئے

آپ کے ایک مرید جو بیحد اعتقاد رکھتے تھے جو امرائے گجرات سے تھے عماد الملک خطاب تھا کسی ایسے مہلک مرض میں مبتلا ہوئے کہ سارے اطباء نے لاعلاج کر دیا۔ آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور شفا کی دعا کی درخواست کی۔ آپ نے درگاہ قاضی الحاجات میں دعا کی۔ حکم ہوا کہ اس کا وقت ختم ہو گیا ہے۔ آپ نے بارگاہ الٰہی میں اصرار کیا حکم ہوا کہ اچھا تمہاری عمر میں ابھی ۱۲ سال باقی ہیں، وہ تم بخش دو آپ نے قبول فرمالیا جب مریدوں کو اس بات کا علم ہوا تو وہ بہت گھبرائے اور عرض کیا کہ حضرت کی زندگی کے تمام فیوض باقی و جاری ہیں۔ آپ کے بعد یہ دروازہ بند ہو جائے گا۔ اور مخلوق ان سے محروم رہ جائیں گے۔ آپ نے فرمایا میں نے قبول کرلیا ہے واپس نہیں لے سکتا۔ غرض عماد الملک صحت مند ہو گئے اور حضرت قاضی محمود دریائی علیہ الرحمہ کا وصال ہو گیا۔

واقعہ وصال شریف

دعا کے بعد لوگوں کو بلا کر وصیت فرمائی۔ آپ پر غلبۂ شوق طاری ہوا۔ ۱۳ ربیع الثانی ۱۹۴۱ھ کو قوالوں کو طلب فرمایا اور گانے کا حکم دیا۔ کیفیت طاری ہوئی۔ اسی کیفیت وجد کے عالم میں رقص کرتے کرتے سجدے میں تشریف لے گئے اور روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ لوگ بیان کرتے ہیں کہ وصال شریف کے بعد جب کبھی بھی قوالی ہوتی ہے تو آپ کے مزار مبارک پر ایک قسم کا عرق برآمد ہو جاتا ہے چنانچہ اکثر بزرگوں نے یہ ماجرا دیکھ کر رومال تر کر لیا۔ آپ کا مزار مبارک بیر پور شریف میں زیارت گاہ خاص و عام ہے۔
آپ پر گیارہ سال کی عمر ہی سے طلب الٰہی کا غلبہ تھا۔ اپنے والد حضرت قاضی شاہ حمید علیہ الرحمہ سے اجازت لے کر آبادی سے ایک صحرا میں ایک زاویہ میں مقیم ہو گئے تھے۔ کبھی کبھی اپنے والد کی زیارت و قدم بوسی کرتے تھے۔ اسی طرح ۵۶ سال ہونے تک کے لئے تشریف لایا کرتے اور پھر اسی زاویہ تنہائی میں تشریف لے جایا کرتے تھے، اسی طرح ۵۶ سال اسی زاویہ تنہائی میں گزارے ۶۸ سال کی عمر مبارک میں واصل بحق ہوئے۔

ذکر حضرت مولانا محمد نورالدین بن شاہی علیہ الرحمہ

حضرت مولانا شیخ محمد نورالدین شاہی علیہ الرحمہ ۱۰ر جمادی الاوّل ۱۰۶۰ھ میں پیدا ہوئے آپ کا نام نامی اسم گرامی محمد نورالدین ہے۔ مخدوم العالم خطاب اور استاد الکل لقب ہے۔ بچپن ہی سے آپ پاک طینت نیک خصلت تھے اور آثار بزرگی آپ کی پیشانی سے ظاہر تھے۔

تعلیمات

گلستان سعدی علیہ الرحمہ آپ نے سات دن میں اپنے والد گرامی حضرت علامہ مولانا حاجی شیخ صالح علیہ الرحمہ سے پڑھ ڈالی تھی۔ اور دیگر علوم وفنون کی کتابیں حضرت علامہ مولانا احمد بن سلیمان کردی علیہ الرحمہ سے پڑھیں۔ نیز علم قرأت وتجوید اور علم حدیث حضرت مولانا سید محبوب عالم رضوی البخاری سجادہ نشین نہم خانقاہ شاہ عالم علیہ الرحمہ سے حاصل کیا تھا اور انہیں سے بیعت وخلافت کا شرف حاصل تھا۔ حضرت سید محبوب عالم علیہ الرحمہ نے آپ کو جمیع سلاسل مقدسہ کی اجازت سے مشرف فرمایا تھا اور علم ظاہری میں بھی آپ کو جملہ فنون میں ید طولیٰ حاصل تھا۔ آپ اپنے دور کے بے نظیر عالم اور مدرس تھے۔ آپ کے علم کا غلغلہ سن کر لوگ دور نزدیک سے جوق درجوق آتے اور آپ کے چشمۂ علم سے سیراب ہوتے تھے۔ (مرأت احمدی فارسی، ص: ۳۷) (تذکرہ اولیائے گجرات، ص: ۷۵)

آپ کا مدرسہ

اپنے زمانے کا ایک عظیم الشان دارالعلوم تھا۔ جہاں ہزاروں تشنگانِ علوم نے آکر اپنی علمی تشنگی کو بجھایا اور ملک کے کونے کونے میں جاکر علم وفن کی شمعیں روشن ومنور کیں، اس ادارے کی شاندار عمارت اور مسجد آج بھی موجود ہے جو اپنی بربادی پر خود نوحہ کناں ہے جو آستوریہ چکلہ کے متصل قاضی کا دھابہ سے چند قدم کے فاصلہ پر مدرسہ اور مدرسہ والی مسجد کے نام سے موسوم ہے۔

یہ مدرسہ حضرت مولانا علامہ محمد اکرام الدین شیخ الاسلام صدر صوبہ علیہ الرحمہ نے ایک لاکھ چوراسی ہزار روپئے کی کثیر رقم کی لاگت سے تعمیر کرا کر اپنے مرشد گرامی کی خدمت میں نذر کیا تھا۔

شیخ الاسلام علیہ الرحمہ کو حضرت مولانا نورالدین شاہی علیہ الرحمہ سے شرف خلافت وارادت تھا اس مدرسہ کی بنیاد ۱۱۰۲ھ میں مکمل ہوئی۔ جس کے ساتھ ایک شاندار مسجد بھی ہے جس کی تکمیل کا...... ھُوَ الْمَسْجِدُ اُسِسَ عَلَی التَّقْوٰی مِنْ اَوَّلِ یَوْمٍ اَحَقُّ سے نکلتا ہے۔ اور موضع منسوڑہ حضور تاجدار مدینہ جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی میلاد مبارک کے اخراجات کے لئے وقف کیا اور موضع میٹھا اور موضع تاسن کے طلباء کے اخراجات کے لئے وقف کیا گیا۔ (مرأت احمدی فارسی، ص: ۳۷)

تصنیفات وتالیفات

مختلف علوم وفنون پر حضرت علامہ مولانا نورالدین شاہی علیہ الرحمہ کی کل ایک سوستر کتابیں تصنیف کی ہوئی ہیں۔ آپ نے ایک قرآن کریم کی سورۂ پاک سورہ فاتحہ کی تفسیر لکھی ہے جو بارہ سو سطروں پر مشتمل ہے اور تفسیر پارۂ عم لکھی ہے۔ چھ ہزار سطروں پر مشتمل ہے۔ (مرأت احمدی فارسی، ص: ۳۵) (تذکرہ اولیائے گجرات، ص: ۶۷)

عبادات ومجاہدات

مخدوم العالم حضرت علامہ مولانا نورالدین شاہی علیہ الرحمہ اپنی زندگی کے شب وروز اس طرح گزارتے۔ درس وتدریس کے بعد جو وقت بچتا نماز پنجگانہ اور اوراد ووظائف سے فارغ ہوکر تلاوت قرآن کریم میں مصروف ہوجاتے آپ ہر روز ایک قرآن کریم ختم فرمالیا کرتے تھے اور ہر شب میں دو مرتبہ بیدار ہوکر دو مرتبہ نماز تہجد ادا فرمایا کرتے تھے۔ سوتے وقت ایک پہلو پر ایک ہزار مرتبہ تسبیح وتہلیل پڑھتے اور دوسرے پہلو پر ایک ہزار مرتبہ درود شریف بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں پیش فرماتے تھے۔ آپ کا پندرہ سال کی عمر مبارک سے رمضان المبارک میں اعتکاف تادم وفات کبھی ناغہ نہیں ہوا۔

باوجود پیش کرنے کے آپ نے سلاطین کا عطیہ وظیفہ کبھی قبول نہیں کیا۔ اور باوجود اسباب

ظاہری کے آپ نے چاندی سونے کو کبھی ہاتھ نہیں لگایا۔ آپ کی عمر مبارک ۹۱ سال ہوئی ۹ر شعبان المعظم ۱۱۵۵ھ میں بروز دوشنبہ بوقت دوپہر جام وصال الٰہی نوش فرمایا آپ کی تاریخ وصال کا مادہ وارث اہل بیت سے نکلتا ہے آپ کا مزار مبارک آپ کے مدرسہ کے متصل آپ کی خانقاہ شریف میں موجود ہے۔ (مرأت احمدی فارسی ص:۳۷) (تذکرہ اولیائے گجرات، ص:۷۶تا۷۷)

ذکر حضرت مولانا محمد صالح نوری شاہی علیہ الرحمہ

آپ کا نام نامی شیخ محمد صالح ہے۔ عرفیت پیر بابا ہے مولانا نورالدین شاہی علیہ الرحمہ کے فرزند و جانشیں ہیں۔ آپ کی ذات جامع علوم ظاہری و باطنی اور اہل تقویٰ ہے۔ آپ نے ابتداء سے لے کر آخر تک جملہ علوم کی تکمیل اپنے والد گرامی سے کی۔

سات سال کی عمر میں ہفت قرأت سے قرآن کریم حفظ

آپ نے صرف سات سال کی عمر شریف میں قرآن کریم حفظ کرلیا تھا اور وہ بھی ہفت قرأت کے ساتھ۔ چنانچہ محمد اعظم شاہ صوبہ دار کو جب یہ بات معلوم ہوئی تو سن کر بڑا تعجب کیا اور اپنے پاس بلا کر سورۂ رحمٰن شریف سننے کی خواہش کی اور جب آپ نے نہایت خوش گلوئی سے جملہ فنون قرأت کی رعایت کے ساتھ سورۂ رحمٰن کی تلاوت کی اعظم خاں سراپا حیرت بنا رہ گیا اور بہت زیادہ خوش ہوا اور خلعت و نقد کے علاوہ موضع تاجپور متعلقہ ویرم گام عطا فرمایا اور فرمان تحریر کیا۔

لعل قلعہ کے دربار میں تشریف بری

آپ کے علم و قرأت کی شہرت سن کر سلاطین دہلی نے دو مرتبہ آپ کو اپنے لال قلعہ کے دربار میں بلانے اور آپ کی قرأت سننے کا شرف حاصل کیا۔ فرخ سیر بادشاہ المتوفی ۱۱۳۱ھ نے آپ کو ۱۱۲۸ھ میں محمد شاہ بادشاہ المتوفی ۱۱۶۱ھ نے آپ کو ۱۱۳۶ھ میں دہلی کے لال قلعہ کے دربار میں بلا کر آپ کی قرأت سن کر شرف یاب ہوئے اور ہر دو سلاطین نے اپنے اپنے زمانے میں آپ کی خدمت میں دو دو ہزار روپے نقد مع خلعت اور ہاتھی نذر کیا اور اس دور کے تمام اہل

علم حضرات آپ کی قابلیت کا اعتراف کرتے تھے۔ ۱۶ر جمادی الثانی ۱۱۴۷ھ میں آپ نے بمقام دہلی وصال فرمایا۔ آپ کے دادا حضرت مولانا محمود علیہ الرحمہ نے دہلی سے تابوت لاکر آستور یہ مدرسہ والی مسجد کے صحن میں دفن کیا۔ آپ کی وفات کی تاریخ کا مادہ عجب اتفاق سے نکلتا ہے آپ کے فوت ہونے کے بعد آپ کے والد مولانا نور الدین شاہی علیہ الرحمہ نے آپ کو خواب میں دیکھا کہ شیخ محمد صالح عرض کرتے ہیں کہ مجھ کو مراد بخش کا خطاب ملا ہے۔ میری فاتحہ کے لئے میٹھی تھولی مقرر ہوئی ہے جو شخص مراد مانگے وہ میری قبر پر میٹھی تھولی پکا کر فاتحہ کرے۔ انشاء اللہ مراد حاصل ہوگی۔ بیدار ہونے کے بعد آپ نے مراد بخش کے اعداد نکالے۔ تو اس سے آپ کی تاریخ وصال کے اعداد ۱۱۴۷ھ نکلے۔ (ریحلتہ الابرار، ص:۹۰)

(مرأت احمدی، ص:۳۸)

باب پانزدہم

اولاد حضرت شاہ عالم محبوب باری علیہ الرحمہ کے بیان میں

حضرت خواجہ سید محمد سراج الدین شاہ عالم محبوب باری علیہ الرحمہ کی اولاد میں اللہ تعالیٰ نے بڑی برکت وکثرت عطا فرمائی ہے۔ جس طرح حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ کے عظیم المرتبت خلفائے نے فیضان شاہی کے انوار سے ارض ہند کا چپہ چپہ روشن ومنور فرمایا ہے۔ اسی طرح آپ کی نسل پاک میں بڑے بڑے اولیائے کرام گزرے ہیں جن کے سینۂ فیض گنجینہ کی عرفانی مہک سے زمین وزمن معطر ہو گئے اور کیوں نہ ہو۔ آخر ہیں کس شاخ کے گل اس بات کی ترجمانی حضرت علامہ مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے یہ اشعار بھی کر رہے ہیں فرماتے ہیں:

محمد گل است وعلی برگ گل
ازاں گل بود فاطمہ بوئے گل
چوعطرش برآمد حسین وحسن
ازوشد معطر زمین وزمن

احمد آباد گجرات میں سادات شاہیہ کا جمال پور کے علاقہ میں ایک محلہ ہی سید واڑہ کے نام سے آباد ہے۔ اس کے علاوہ دھندوقہ پڈانہ چھوٹا ادے پور، بڑودہ وغیرہ کے علاوہ دوسرے خطوں میں بھی سادات شاہیہ آباد ہیں۔

اولادِ شاہیہ مانگرول[1] میں

کاٹھیاواڑ کی مشہور مردم خیز اسلامی ریاست (جواب بھارت ورش کا ایک حصہ ہے) میں حضرت شاہ عالم محبوب باری علیہ الرحمہ کی اولاد میں سب سے پہلے حضرت شیخ فرید مرتضٰی خان بخاری علیہ الرحمہ وہاں جاکر آباد ہوئے۔ حضرت سید مرتضٰی خان بخاری کی شادی بھی مانگرول حضرت سکندر[2] مخدوم جہانیاں ترمذی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۸۲۵ھ کے خاندان میں حضرت سکندر ثانی ترمذی علیہ الرحمہ کی صاحبزادی بی بی سیدہ دولت صاحبہ علیہا الرحمہ کے ساتھ ہوئی تھی حضرت سید سکندر ثانی علیہ الرحمہ اور ان کے خاندان کے افراد حضرت سید برہان الدین قطب عالم بخاری اور حضرت سید محمد سراج الدین شاہ عالم محبوب باری رحمۃ اللہ علیہما سے ارادت رکھتے تھے ایک مدت سے ان حضرات کی آرزو تھی کہ کاش سادات شاہیہ میں سے کسی پیرزادہ کی شادی ہمارے خاندان میں ہو۔ سید مرتضٰی خاں بخاری علیہ الرحمہ کے رشتہ کے بعد ان کی دیرینہ آرزو پوری ہوگئی۔ شادی کے بعد آپ نے مستقل مانگرول میں سکونت اختیار کرلی اور آپ کا وصال بھی وہیں ہوا۔ آپ کا مزار مبارک حضرت سید سکندر جہانیاں ترمذی علیہ الرحمہ کے مزار کے متصل ہے۔

---

[1] مانگرول کاٹھیاواڑ ھے کی مشہور ریاست تھی اس کا پرانا نام منگلاپور تھا۔ پہلے یہاں ایک ہندو راجہ کنور پال حکمراں تھا جو بہت ظالم تھا۔ سلطان فیروز تغلق کے عہد حکومت ۷۷۰ھ میں فتح ہوا۔ مسلمانوں نے بدل کر اس کا نام مانگرول کردیا۔ فتح کی یادگار کے طور پر ایک مسجد تعمیر کی جو پندرہ برس میں بن کر تیار ہوئی جو آج بھی جامع مسجد کی صورت میں موجود ہے۔ ملک عزیز الدین آرام شاہ ۷۷۰ھ میں پہلے حکمراں ہوئے۔ اس خاندان میں ۳۹۷ سال تک حکومت رہی پھر ۱۱۶۷ھ سے شیخ خاندان حکمراں ہوا جو سو سال تک حکمراں رہا ۱۹۴۷ء میں اس کا چراغ بھی گل ہوگیا۔ ملک خاندان اور شیخ خاندان مجموعی طریقہ پر ۵۹۷ سال حکمراں رہے اس طرح مانگرول کی سرزمین پر ۵۹۷ سال تک پرچم اسلام لہراتا رہا۔)

[2] حضرت سید سکندر مخدوم جہانیاں ترمذی علیہ الرحمہ حضرت سید جلال الدین جہانیاں جہاں گشت علیہ الرحمہ کے خلیفہ ہیں ۷۵۰ھ میں اوچ شریف میں پیدا ہوئے چودہ سال تک مخدوم جہانیاں جہاں گشت کی والدہ ماجدہ حضرت بی بی مریم رحمۃ اللہ علیہا کی خدمت کی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے اشارے سے خلافت عطا ہوئی اور مجاہدین اسلام کے ساتھ مانگرول روانہ کیا گیا۔ آپ ہی کی دعا سے مانگرول فتح ہوا۔ ۷۵ سال کی عمر شریف میں ۱۰ ربیع الثانی ۸۲۵ھ میں جام وصال الٰہی نوش فرمایا اور سمندر کے کنارے اپنی بنائی ہوئی خانقاہ شریف میں مدفون ہوئے۔

حضرت سید مرتضیٰ بخاری کی اولاد میں حضرت سید حیدر علی باپو بخاری مشہور بزرگ گزرے ہیں گونڈل اسٹیٹ کا ایک گاؤں واساواڑپورا...... کا پورا مرید تھا۔ آج بھی وہاں آپ سے منسوب ایک لائبریری اور مسافر خانہ موجود ہے۔ آپ بھی مانگرول میں مدفون ہیں۔ سید فرید مرتضیٰ خاں بخاری کو مرتضیٰ خان کا خطاب جہانگیر بادشاہ نے دیا تھا۔ جہانگیر کی تخت نشینی میں آپ جہانگیر کے معاون مددگار رہے تھے۔ حضرت سید مرتضیٰ خاں بخاری ۱۰۱۵ھ سے ۱۰۱۸ھ تک گجرات کے صوبیدار رہے۔ آپ نے جہانگیر کی رسم تاجپوشی کے وقت ایک انگوٹھی جس کا نگینہ اور حلقہ ایک ہی لعل بدخشانی سے تراشا گیا تھا جو نہایت خوش رنگ اور آبدار لعل سے تیار کیا گیا تھا۔ آپ نے جہانگیر بادشاہ کو تحفہ میں پیش کی تھی جس کی قیمت ۲۵ ہزار روپے تھی ۱۰۱۸ھ میں آپ نے قصبہ کڑھی کے قدیم قلعہ کی مرمت کرائی جو شکستہ ہوگیا تھا۔ آپ کو آپ کے دادا کی ہدایت تھی کہ سلطان کی طرف سے سادات کرام کی مدد معاش کے جو وسائل ہیں اختیار نہ کریں بلکہ سپاہیانہ زندگی گزار کر مجاہدانہ شعور پیدا کریں۔ ترقی کر کے آپ پنج ہزاری منصب تک پہونچے۔ آپ کی فیاضی کی بے شمار حکایتیں تاریخ گجرات میں منقول ہیں آپ کے دروازے پر لباس اور نقدی کی تقسیم کا سلسلہ ہر روز برابر جاری رہتا تھا۔ ایک شخص ایک دن میں سات مرتبہ سائل بن کر آیا اور سمجھا کہ آپ نے مجھے پہنچانا نہیں ہے جب آٹھویں مرتبہ آیا تو بھی اس کا سوال تو پورا کر دیا لیکن مسکرا کر فرمایا کہ کسی کو خبر نہ کرنا ورنہ لوگ تیرا مال تجھ سے چھین لیں گے۔ ایک مرتبہ احمد آباد کے تمام سیدوں کے فرزندوں کی شادی کے اخراجات اپنے خزانہ سے ادا کئے۔ اور جس قدر عورتیں حاملہ تھیں ان کے حصے علیحدہ دیئے تا کہ ولادت کے وقت خرچ کریں۔ آپ کے نوکروں میں جو فوت ہو جاتا اس کی اولاد کی تعلیم و تربیت کی ہمیشہ فکر و نظر رکھتے ہر سال اپنے نوکروں کو ایک خلعت اور پیادوں کو ایک ایک کمبل اور حلال خوروں کو چادر دیتے تھے۔ بعض رفقاء کا ایک لاکھ روپیہ سالانہ مقرر تھا۔ تین ہزار سوار خوش اسپہا ہمیشہ آپ کی رکاب میں رہتے تھے ایک ہزار آدمیوں کا کھانا دو وقت آپ کے باورچی خانہ میں پکتا تھا۔ ایک مرتبہ ایک نوکر شیر خاں رخصت لے کر گجرات سے باہر اپنے وطن گیا اور چھ برس کے بعد کانگڑہ کے مقام پر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو آپ نے اپنے بخشی دوارکا داس کو حکم دیا کہ اس کو خرچ دو۔ اس نے تاریخ کے لئے فرد پیش کی تو آپ نے بخشی پر سخت برہمی کا اظہار کیا اور فرمایا یہ تو قدیم نوکر ہے اس کو پوری تنخواہ ملنا چاہئے چنانچہ سات ہزار روپے اس کو دلوائے۔ آپ صرف ایک امیر و صوبیدار ہی نہ تھے بلکہ آپ ایک جید عالم، عظیم صوفی اور ممتاز مدبر بھی تھے۔ آپ نے متعدد سرائیں اور مسافر خانہ بنوائے۔ حضرت شاہ وجیہہ الدین علوی گجراتی علیہ الرحمہ کے روضہ شریف کے قریب مسجد

آپ ہی نے تعمیر کرائی ہے۔احمد آباد میں محلہ بخارا آپ ہی نے آباد کرایا ہے۔۱۰۱۸ھ میں آپ پنجاب کے صوبیدار مقرر ہوئے۔زندگی کے آخری ایام دہلی میں گزارے وہیں مدفون ہوئے لیکن صاحب برکات الابرار رقم طراز ہیں کہ چھ ماہ بعد آپ کے فرزند حضرت سید فتح اللہ بخاری علیہ الرحمہ نے آپ کے تابوت کو دہلی سے مانگرول منتقل کیا لیکن دہلی والوں نے بھی ابدی آرام گاہ کو بطور نشان برقرار رکھا۔(دیکھئے برکات الابرار،ص:۱۲۱)

مانگرول میں آج بھی آپ کی نسل سے اولاد شاہیہ موجود ہے جو بخاری سید کہلاتے ہیں۔

(از مرأت محمدی،ص:۱۵۹تا۱۶۲،مطبوعہ مصطفائی پریس ممبئی)(مولفہ شیخ غلام محمد مرحوم)

حضرت سید مرتضیٰ حسین بخاری علیہ الرحمہ کی اولاد میں سید شوکت حسین صاحب بخاری مرحوم تھے جو ۱۸رشعبان المعظم ۱۴۰۶ھ مطابق ۲۸راپریل ۱۹۸۶ء کو بروز دوشنبہ بعد نماز عشا واصل الٰہی ہوئے اور جوار حضرت شاہ عالم محبوب باری علیہ الرحمہ میں درگاہ قدم رسول کے پائیں تدفین ہوئی۔

اولاد حضرت شاہ عالم علیہ الرحمہ بریلی شریف میں

بفضلہ تعالیٰ یہ شرف سرزمین اترپردیش کو بھی حاصل ہے کہ حضرت شاہ عالم محبوب باری بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی نسل پاک یہاں مختلف اضلاع میں بڑی شان وشوکت سے سکونت پذیر ہوئی۔پھلی پھولی۔بریلی شریف،مراد آباد،بلرام پور،فرخ آباد،پیلی بھیت، جلیسر وغیرہ میں سادات شاہیہ کے مقدس گھرانے آج بھی شادوآباد ہیں۔مذکورہ بالا شہروں میں ماضی قریب کے اندر سادات شاہیہ میں جلیل القدر علمائے کرام ومشائخ عظام گزرے ہیں۔جن کی جلالت شان کا ڈنکا صدیاں گزرجانے پر آج تک بج رہا ہے یہاں ہم صرف بریلی شریف میں آرام فرما بارہویں صدی ہجری کے ایک عظیم عارف ربانی کا ذکر کریں گے جن کی نسل مراد آباد،رامپور،پیلی بھیت،نیز پاکستان کے مختلف شہروں میں پھیلی ہوئی ہے ان کا نام نامی اسم گرامی ہے۔

حضرت خواجہ علامہ مولانا سید بدیع الدین محمد عمر المعروف شاہ ابدال محمد بریلی علیہ الرحمہ

آپ کی ولادت باسعادت ۲۸ رجب المرجب ۱۰۲۸ھ میں کمپل ضلع فرخ آباد میں ہوئی، آپ کا نام سید محمد عمر کنیت ابوالبرکات لقب بدیع الدین اور خطاب شاہ ابدال ہے۔ آپ کے والد گرامی حضرت علامہ سید محمد بخاری الشاہی علیہ الرحمہ کو حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی کے ارشد تلامذہ میں ہونے کا شرف ہے۔

حضرت علامہ سید بدیع الدین محمد عمر محدث بریلوی علیہ الرحمہ کا نسب شریف ۱۲ واسطوں سے حضرت سید محمد سراج الدین شاہ عالم محبوب باری بخاری علیہ الرحمہ سے جاملتا ہے شجرۂ نسبی حسب ذیل ہے۔

حضرت علامہ سید بدیع الدین محمد عمر المعروف بہ شاہ ابدال محدث بریلوی بن سید محمد فاضل بخاری بن سید عبدالحکیم بخاری بن سید عبداللہ المدنی بخاری بن سید علی ہمنام مرتضیٰ بخاری بن سید شاہ عالم ثانی بخاری بن سید نظام الدین ثانی المعروف بہ محمد فاضل بخاری بن سید جلال الدین ماہ عالم بخاری بن سید کمال الدین حسن متجلیٰ نور عالم بخاری بن سید رضاء الدین عبدالغفور مظہر عالم بخاری بن سید کبیر الدین احمد علی بزرگ پناہ عالم بن سید ابوالفضل ناصر الدین محمد راجو ستار عالم بخاری بن سید محمد سراج الدین شاہ عالم محبوب باری بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔
(از:- تذکرہ سادات ص: ۴۷ تا ۴۸)

آپ کی عمر شریف ابھی صرف چار سال تھی کہ آپ کے والد گرامی حضرت سید محمد فاضل بخاری علیہ الرحمہ کا وصال ہوگیا جو موضع کمپل ضلع فرخ آباد میں مدفون ہیں۔ آپ کی تعلیم و تربیت اب آپ کے ماموں حضرت حافظ قاری سید علی بخاری کے سپرد ہوئی جن کی اعلیٰ تربیت نے آپ کو سات سال کی عمر میں قرآن کریم کا ہفت قرأت کا حافظ و قاری بنادیا۔ قرآن کریم حفظ کر لینے کے بعد آپ ہمہ تن علوم رسمیہ کی تحصیل میں مصروف ہوگئے۔ ابھی آپ کی عمر شریف گیارہ سال ہوئی تھی ایک دن کا واقعہ ہے کہ آپ اپنے ہم سن بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے کہ آپ کے ماموں جان کو یہ بات ناگوار معلوم ہوئی۔ آپ کو سخت وست فرمایا اور تحصیل علم کے سلسلہ میں تنبیہ فرمائی۔ ماموں جان کی یہ نصیحت آپ کے دل کو لگ گئی۔ اسی مقام سے دہلی روانہ ہوگئے۔ یہ واقعہ ۱۵ ربیع الاول

۱۰۳۵ھ میں ہوا۔ دہلی تشریف لے جانے کے بعد آپ شیخ محقق حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ (المتوفی ۱۰۵۱ھ) کی بارگاہ میں حاضر ہوکر جملہ علوم وفنون کی تحصیل بالخصوص درس حدیث میں شریک ہوکر فارغ التحصیل ہوئے۔ آپ نے پانچ سال کامل حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ کی خدمت اقدس میں رہ کر خوب خوب جواہر علمی سے اپنے دامن مراد کو گوہر مراد سے بھرتے رہے۔ حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمہ کی پانچ سالہ صحبت پاک نے آپ کو عالمانہ وعارفانہ رنگ میں ایسا رنگ دیا کہ آپ تاجدار کشور علم وہدایت بن گئے۔ رخصتی کے وقت سند حدیث کے علاوہ حضرت مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے بیعت وارادت سے مشرف فرما کر چودہ سلاسل مقدسہ کی اجازت وخلافت مرحمت فرمائی۔ (برکات الابرار فارسی، ص:۸۲)

حضور محبوب الٰہی علیہ الرحمہ کی بارگاہ کی ایک نورانی رات

حضرت شاہ بدیع الدین محمد عمر المعروف شاہ ابدال محدث بریلوی علیہ الرحمہ بیان فرماتے ہیں کہ ۱۰۳۹ھ کا واقعہ ہے جس وقت میں دہلی میں وارد ہوا۔ ۱۷ ربیع الثانی کو میں بارگاہ خواجہ خواجگان سلطان المشائخ حضرت سید محمد نظام الدین محبوب الٰہی علیہ الرحمہ میں تلاوت قرآن کریم میں مصروف تھا یک بیک میں نے اپنی جانب ایک سراپا نورانی پیکر کو متوجہ پایا اور انہوں نے مجھے مخاطب ہوکر فرمایا روزے چناں بودے کہ انشاء اللہ آفتاب خواہی شد۔ ترجمہ:- عنقریب انشاء اللہ ایک دن ایسا ہوگا کہ تم آفتاب ہدایت بن کر چمکو گے۔

میں بعجلت تمام اٹھا سلام وقدمبوسی کا شرف حاصل کیا، بعدہٗ وہ ذات گرامی لوگوں کے مجمع میں نظروں سے روپوش ہوگئی۔ (برکات الابرار فارسی، ص:۸۲)

دہلی کے شب وروز

دہلی کے دوران قیام میں آپ ہمہ تن تحصیل علم میں مصروف ہوگئے۔ پڑھنے سے جو وقت بچتا اس کو عبادت وریاضت اور تلاوت قرآن کریم میں گزارتے آپ روزانہ ایک قرآن کریم ختم فرمالیا کرتے تھے۔ آپ نے اپنا معمول بنالیا تھا کہ ہر مہینے پہلی شب جمعہ کو آپ بارگاہ فلک وقار غوث السالکین قطب العارفین حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۶۳۳ھ) میں حاضر ہوکر تمام رات میں ایک قرآن کریم تلاوت کرتے۔ حضرت قطب

الاقطاب علیہ الرحمہ کی روح مبارک کو ایصال ثواب کرتے۔

اور مہینے کی دوسری شب جمعہ کو دربار بابرکت فخر المتقدمین خیر المتوکلین حضرت خواجہ شیخ نجیب الدین متوکل رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۷ر رمضان المبارک ۶۶۹ھ میں حاضر ہو کر ایک شب میں مکمل قرآن کریم ختم فرما کر آپ کی مبارک روح کو ایصال ثواب فرماتے۔

اس کے علاوہ ہر مہینے میں کسی ایک دن حضرت مخدوم سماء الدین سہروردی علیہ الرحمہ (المتوفی ۱۷ر جمادی الاوّل ۹۰۱ھ) کے آستانہ عالیہ پر اور کبھی حضرت خواجہ سید محمد رضی الدین باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۲۵ر جمادی الثانی ۱۰۱۲ھ) کے روضہ منورہ پر حاضر ہوتے اور تمام شب تلاوت کلام پاک ربانی کر کے خواجہ خواجگان دہلی کے ارواح کو ایصال ثواب کرتے اور ان کے فیوض و برکات سے پانچ سال کامل فیضیاب ہوتے رہے۔

دوران قیام دہلی میں آپ نے حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ کے علاوہ حضرت علامہ حسن علیہ الرحمہ اور حضرت عظیم الدین حنفی علیہ الرحمہ سے بھی اکتساب فیض فرمایا اور ۱۰۴۳ھ میں سند فراغت و سند حدیث لے کر دہلی سے اپنے وطن اپنی والدہ ماجدہ اور ماموں جان کی خدمت میں باریاب ہوئے اس وقت آپ کی عمر مبارک ۱۶ سال کی تھی۔

خیرآباد شریف اور بانسہ شریف کے آستانوں پر حاضری

دہلی سے واپسی کے بعد چند ماہ آپ اپنی والدہ ماجدہ سیدہ رحمت بی بی رحمۃ اللہ علیہا اور ماموں جان حضرت قبلہ حافظ قاری سید علی بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہے لیکن زیادہ دن تک جذبہ تحصیل علم نے وہاں ٹھہرنے نہیں دیا لہٰذا حضرت علامہ الحاج شاہ صفت اللہ صاحب قبلہ محدث خیرآبادی علیہ الرحمہ کی بارگاہ عالیہ میں حاضر ہو کر فیضیاب ہوئے اور سند حدیث حاصل کی اور وہاں سے بانسہ شریف حضرت قطب دوراں شاہ عبدالرزاق بیکر بانسوی علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر ہو کر دیدار پر انوار سے مشرف ہوئے۔ آپ کو دیکھتے ہی حضرت قطب دوراں شاہ عبدالرزاق بیکر بانسوی علیہ الرحمہ نے فرمایا آیئے ہم کب سے آپ کے منتظر تھے۔ ہم نے آپ کی نعمت حضرت علامہ نظام الدین صاحب فرنگی محلی علیہ الرحمہ کو عطا کر دی ہے اس لئے آپ جیسے علم ظاہری سے آراستہ و پیراستہ ہیں۔ آپ کو نعمت بھی ویسی ذات سے ملنا چاہئے جو خود بھی شہر یار علم و فضل ہو۔ جایئے لکھنؤ جا کر اپنا حصہ حضرت علامہ مولانا نظام الدین صاحب فرنگی محل سے اپنا حصہ لے لیجئے۔ آپ مولانا موصوف کی خدمت میں آئے اور مذکورہ بالا نعمت کو حاصل

کیا۔ حضرت مولانا علامہ نظام الدین صاحب فرنگی محلی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی امانت آپ کو سپرد کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے فرزندار جمند مولانا عبدالعلی صاحب کو آپ کی خدمت میں تعلیم وتربیت کے لئے سپرد کیا۔ حضرت علامہ مولانا سید بدیع الدین محمد عمر محدث بریلوی علیہ الرحمہ نے ان کو بقیہ علوم پورے کرائے اور سند فراغت عطا فرمائی۔ نیز اپنی طرف سے خرقۂ خلافت بھی عنایت فرمایا اور علوم ظاہری وباطنی سے ان کے سینہ کو ایسا روشن ومنور فرمایا کہ جہاں علم وفن میں علامہ عبدالعلی بحر العلوم کے نام مشہور ہوئے حضرت علامہ مولانا بدیع الدین محمد عمر محدث بریلوی علیہ الرحمہ کو جو نعمت باطنی حضرت علامہ نظام الدین فرنگی محلی سے پہونچی ہے اس کا سلسلہ اس طرح ہے۔ ان کو حضرت سید عبدالرزاق بیکر بانسوی علیہ الرحمہ سے ان کو حضرت شاہ عبدالصمد علیہ الرحمہ خدانما احمد آبادی گجراتی سے۔ ان کو حضرت شاہ ہدایت اللہ گجراتی علیہ الرحمہ سے۔ ان کو حضرت سید جلال الدین حسن ماہ عالم بخاری علیہ الرحمہ سجادہ نشین پنجم خانقاہ حضرت شاہ عالم محبوب باری علیہ الرحمہ سے اس کے علاوہ آپ کو کالپی شریف کے عظیم بزرگ حضرت سید محمد علیہ الرحمہ سے بھی نعمت باطنی فیضان طریقت اور خرقہ خلافت عطا ہوا۔ دیکھئے

(تذکرہ سادات ص: ۴۸ تا ۴۹)

والئ فرخ آباد نواب احمد خاں بنگش کی عقیدت

حضرت مولانا مفتی سید ولی اللہ صاحب زینی علیہ الرحمہ اپنی مولفہ تاریخ فرخ آباد کے صفحہ ۲۵۵ پر تحریر فرماتے ہیں۔ تکمیل سلوک کے بعد آپ جب وارد فرخ آباد ہوئے تو والی ریاست فرخ آباد نواب احمد خان بنگش کی جنگ نول رائے نائب صفدر جنگ سے ہوئی اور نواب صاحب مقابلہ کے لئے جانے لگے تو نواب صاحب نے آپ کے مبارک ہاتھوں سے اپنے سر پر عمامہ بندھوایا تھا اور آپ نے ان کے حق میں دعائے خیر کی تھی اور فتح کی بشارت سنائی تھی چنانچہ حسب پیشین گوئی نواب خان بنگش نے ۹ ر رمضان المبارک ۱۱۶۴ھ مطابق یکم اگست ۱۷۵۰ء شب جمعہ خدا کا نام لے کر حملہ آور ہوئے اور نول رائے پر فتحیاب ہوئے۔ اس وقت حضرت شاہ بدیع الدین محمد عمر محدث بریلوی علیہ الرحمہ کی عمر مبارک ۱۳۶ سال تھی۔ لیکن آپ کسی بنا پر نواب احمد خاں بنگش سے ناراض ہو گئے اور فرخ آباد کی سکونت ترک فرما کر بریلی شریف تشریف لے آئے اور وہیں پر وصال فرمایا۔

(از۔ تاریخ فرخ آباد موسوم بہ لوح تاریخ قلمی ص: ۱۴۷، مولفہ میر بہادر علی)

قیام بریلی شریف

جب آپ بریلی شریف تشریف لائے اور آپ کی آمد کی خبر والی روہیلکھنڈ حافظ الملک حضرت حافظ رحمت خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو ہوئی جو خود بھی عالم باعمل، حافظ کلام باری، ولی صفت انسان تھے۔ سچے عاشق رسول اور سادات کرام کا بڑا احترام وادب کرنے والے تھے جس کا ثبوت سادات نومحلہ کے نومحل کا تذکرہ اور آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عقیدت مندی کے وہ واقعات ہیں جو آج بھی تاریخ کے اوراق میں زریں حرفوں میں لکھے ہوئے ہیں۔ المختصر یہ کہ حافظ رحمت خان صاحب آپ کی آمد کی خبر پاکر اپنے محل سے باہر تشریف لے آئے اور بیرون شہر سے استقبال کرتے ہوئے شہر میں لائے۔ آپ کی پالکی کو کاندھا دیا اور قدمبوسی کا شرف حاصل کیا اور مستقل بریلی شریف میں قیام کی درخواست کی جو منظور ہوئی۔ نواب حافظ رحمت خاں صاحب نے آپ کی خانقاہ اور مدرسہ کے اخراجات کے لئے ۲۲ گاؤں بطور نذرانہ پیش کئے۔ آپ نے ایک عظیم الشان خانقاہ مدرسہ اور مسجد تعمیر کی اور فیض رسانی خلق میں مصروف ہوگئے۔ (برکات الابرار، ص:۸۳)

حضرت سید شاہ آل محمد مارہروی سے آپ کی ملاقات

صاحب برکات الابرار بیان کرتے ہیں کہ بریلی تشریف لاتے ہوئے حضرت سید محمد عمر شاہ ابدال محدث بریلوی علیہ الرحمہ خانقاہ برکاتیہ مارہرہ میں قیام فرمایا تھا۔ آپ راستہ ہی میں تھے کہ حضرت ابوالبرکات سید شاہ آل محمد قادری علیہ الرحمہ کو حضرت سرکار غوث اعظم عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا روحانی اشارہ ہوا کہ وہ آپ کا خیر مقدم کریں۔ اور ہماری جانب سے دستار عطا کریں حضرت ابوالبرکات سید شاہ آل قادری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۲۱ر رمضان المبارک ۱۱۶۴ھ) اس وقت بستر علالت پر دراز تھے۔ لیکن قطب ربانی، غوث صمدانی سرکار عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا حکم پاتے ہی تعمیل حکم بجالائے اور اپنی خانقاہ شریف کے باب معلی سے بصد تعظیم وتکریم خانقاہ میں لائے اور تین دن فرائض مہمانی ادا کرنے کے بعد بوقت رخصت بحکم غوثیت مآب رحمۃ اللہ علیہ آپ کے سر مبارک پر دستار فضیلت باندھ کر بصد اکرام واحترام آپ کو رخصت فرمایا۔ (برکات الابرار فارسی، ص:۸۶)

آپ کی چند مشہور کرامتیں

ایک مرتبہ آپ کی خانقاہ شریف میں کچھ مہمان آئے آپ اس وقت ایک سنگین مصلّے پر انگور کی بیل کے نیچے شغل خاندانی میں مشغول تھے۔ مہمانوں کے دل میں خیال آیا کاش انگور کا موسم ہوتا تو اس انگور سے تبرکا کچھ انگور کھاتے۔ مہمانوں کے دل کا خیال فوراً آپ پر منکشف ہوگیا اور آپ نے اپنی نگاہ کرامت بیل کی طرف اٹھائی تو ہر شاخ میں انگور ہی انگور آویزاں تھے۔ آپ نے دست مبارک بڑھا کر ایک خوشہ انگور توڑا اور مہمانوں کے سامنے رکھ دیا۔ (برکات الابرار فارسی، ص:۸۶)

بریلی میں بیٹھ کر دہلی کی سیر

آپ کی ایک مریدہ سعیدہ خاتون نامی تھیں جن کے صرف ایک ہی لڑکا تھا۔ جس کا نام اکبر علی تھا۔ ایک مرتبہ سعیدہ خاتون نے کسی بات پر اکبر کو ڈانٹ دیا۔ اکبر ناراض ہوکر گھر سے نکل گیا بیٹے کے فراق میں رو رو کر چند دن میں ماں کی حالت تباہ ہوگئی۔ بالآخر ایک دن زار وقطار روتی ہوئی سعیدہ آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا۔ اگر میرا بیٹا گھر واپس نہیں آیا تو میں اس کے غم میں رو رو کر ہلاک ہوجاؤں گی۔ خدارا میری حالت زار پر رحم فرمائیں۔ آپ کو بھی سعیدہ کی حالت پر بڑا ترس آیا۔ آپ نے سعیدہ سے فرمایا بھلا اتنا روتی کیوں ہے صبر سے کام لے اچھا یہ بتا کہ تو اپنے بیٹے کو پہچانتی ہے؟ سعیدہ نے عرض کیا بھلا میں ماں ہوکر اپنے بیٹے کو نہیں پہچانوں گی۔ آپ نے فرمایا اچھا آنکھیں تو بند کر۔ مرشد کا حکم پاتے ہی سعیدہ نے اپنی آنکھیں بند کرلیں۔ آپ نے اپنا وہ رومال جس سے وضو کرنے کے بعد ہاتھ منہ پوچھا کرتے تھے سعیدہ کے سر پر رکھتے ہوئے فرمایا۔ دیکھ پہچان اپنے بیٹے کو اور تھام لے کس کے اس کا ہاتھ۔ رومال مبارک سر پر آنا تھا کہ دیکھا اکبر علی دہلی کی جامع مسجد کی سیڑھیوں پر چند لوگوں کے ساتھ بیٹھا ہوا ملائی کے برف کی قلفی کھا رہا ہے۔ سعیدہ کے دیکھتے ہی بڑھ کر بیٹے کی کلائی کس کے تھام لی اور شور مچانے لگی۔ میرا بیٹا مل گیا۔ میرا بیٹا مل گیا۔ آنکھ کھلی تو سعیدہ نے اپنے آپ کو اپنے بیٹے اکبر علی کے ساتھ دہلی کی جامع مسجد کی سیڑھیوں کی بجائے بریلی میں حضرت کی خانقاہ میں پایا۔ حضرت نے مسکرا کر فرمایا۔ چپ کیوں فضول شور مچاتی ہے جالے جا اپنے بیٹے کو اپنے گھر۔ (برکات الابرار، ص:۸۷)

اینٹ سونے کا ڈلا بن گئی

ایک مرتبہ آپ کی خانقاہ شریف میں حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کے آستانہ مقدسہ کے قوال حاضر ہوئے اور حضرت امیر خسرو علیہ الرحمہ کی غزل ،بخوبی ہچومہ تابندہ باشی سنانا شروع کی آپ کو اس پر کیفیت طاری ہوئی اور اسی کیفیت و مستی کے عالم میں قریب پڑی ہوئی اینٹ اُٹھا کر قوال کی جھولی میں ڈال دی جو آپ کا دست مبارک لگتے ہی فوراً سونے کا ڈلا بن گئی۔(برکات الابرار فارسی ،ص:۸۷)

وحدۃ الوجود کا منکر وجودی بن گیا

ایک مرتبہ ایک وحدۃ الوجود کا منکر شخص آپ کی خانقاہ عالیہ میں مسئلہ وحدۃ الوجود کی نفی میں مناظرہ کرنے کے لئے آیا۔آپ رونق افروز ہوئے اور اس سے مخاطب ہو کر فرمایا۔میاں مسئلہ وحدۃ الوجود پر مناظر کرنے آئے ہو۔ناچیز کی رائے ہے کہ مناظرہ سے بہتر مشاہدہ ہوگا۔اس لئے کہ یہ چیز قالی نہیں حالی ہے۔اس وقت آپ کے دست مبارک میں چند تنکے تھے۔وہ آپ نے اس کے سر پر ڈال دیئے تنکوں کے سر پر پڑتے ہی منزل عین الیقین حاصل ہوگئی۔کافی دیر تک بیخودی طاری رہی۔آپ کی توجہ سے وہ کیفیت دور ہوگئی ہوش میں آتے ہی آپ کے قدموں میں گر پڑے۔معافی کے خواستگار ہوئے اور تائب ہو کر رخصت لی۔

(برکات الابرار ،ص:۸۷)

بادہ نوش پارسا بن گیا

ایک مرتبہ چند افراد ایک ایسے شخص کو لے کر آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے جس کو بادہ نوشی کی عادت تھی اور بڑی کوشش کرنے کے بعد بھی اس کی یہ بری عادت کسی طرح نہیں چھوٹتی تھی۔اس کی یہ کیفیت آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر ان لوگوں نے عرض کی۔اس وقت آپ نماز ظہر کے لئے وضو فرما رہے تھے۔وضو سے فارغ ہونے کے بعد آپ نے اس کو وضو کا بچا ہوا پانی پینے کے لئے عنایت کیا اور فرمایا جا آئندہ شراب نہ پینا،اس کا اس پر ایسا اثر ہوا فوراً غسل

کرکے آپ کی معیت میں نماز ادا کی اور شراب نوشی سے توبہ کرکے ہمیشہ کے لئے پارسا بن گیا۔
(برکات الابرار، ص:۸۷)

کند ذہن حافظ قرآن بن گیا

بیان کرتے ہیں کہ آپ کے مدرسے میں عبداللہ نامی ایک لڑکا نہایت کند ذہن تھا لیکن اس کو قرآن کریم حفظ کرنے کا بیحد شوق تھا۔ اسی لئے دن رات محنت کرتا۔ درسگاہ میں بھی سبق یاد نہ ہونے پر استاذ کا اس پر روزانہ عتاب ہوتا تھا۔ ایک مرتبہ آپ شب میں نماز تہجد ادا کرنے کے لئے اٹھے تو دیکھا عبداللہ نے دیوار کی لگی کھونٹی پر رسی باندھ کر اس کا دوسرا سرا اپنے سر کے بالوں میں باندھ رکھا ہے اور قرآن کریم یاد کرنے میں مصروف ہے۔ بار بار نیند کا غلبہ ہوتا ہے نیند کا جھونکا آتا ہے تو سر کے بال چونکہ کھونٹی سے بندھے ہیں کھینچنے پر عبداللہ فوراً بیدار ہوکر پڑھنے میں مصروف ہو جاتا ہے۔ آپ کو یہ منظر دیکھ کر اس کی حالت پر بڑا ترس آیا۔ اس کے پاس جاکر اپنے دست مبارک سے اس کے سر کے بال کھولے اور اپنا دست کرم اس کے سینے پر رکھ کر ایک ایسی نگاہ کرم ڈالی کہ عبداللہ اسی وقت حافظ قرآن ہو گیا۔ (برکات الابرار، ص:۸۸)

وصال شریف

بریلی شریف میں رونق افروز ہوکر عظیم الشان مدرسہ اور مسجد تعمیر کرکے آپ فیض رسانی خلق میں مصروف ہوگئے اور ۳۲ سال کامل سرزمین بریلی شریف کو اپنے قدموں سے مشرف فرماتے رہے۔ آخر عمر میں استغراق کیفیت طاری رہتی تھی۔ آپ بہت کم دنیا اور اہل دنیا کی طرف متوجہ ہوتے تھے۔ بالآخر آپ نے ۸؍شوال المکرم ۱۱۹۲ھ میں ایک سو تریسٹھ سال دو ماہ دس دن کی عمر پاکر جام وصال الٰہی نوش فرمایا آپ کی تاریخ وصال کا مادہ حسب ذیل اشعار سے نکلتا ہے۔

محمد عمر مقتدائے زماں
چو بربست محمل بسوئے صمد
بتاریخ زد طبع شائق ندا
زشوال ہشتم بہ یوم الاحد
۱۱۹۲

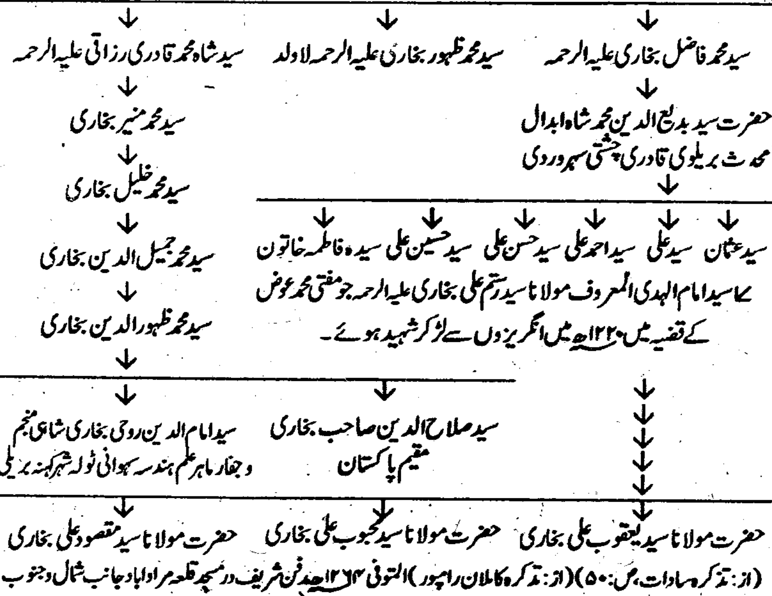
آج حضرت ابوالبرکات سید محمد عمر المعروف شاہ ابدال محدث بریلوی علیہ الرحمہ کی خانقاہ

شریف اور مدرسہ کی عمارتیں تو منہدم ہو چکی ہیں لیکن ایک عظیم الشان تین گنبد والی مسجد موجود ہے۔اسی کے شمال جانب آپ کا مزار مبارک موجود ہے۔آپ کے قریب ہی آپ کی اہلیہ اور صاحبزادیوں کے مزارات میں اسی مسجد کے جنوبی حصہ میں درخت کے نیچے آپ کے عم محترم حضرت سید شاہ محمد بخاری قادری رزاقی رحمۃ اللہ علیہ کا مزار شریف ہے جو حضرت سید عبد الرزاق بیکر بانسوی علیہ الرحمہ کے مرید وخلیفہ ہیں حضرت سید بدیع الدین محمد عمر المشہور بہ شاہ ابدال بخاری محدث بریلوی رحمہ اللہ علیہ کے مزار شریف پر اس طرح حاضری دی جاسکتی ہے۔سیلانی کی پلیہ سے کھیر شمس احمد صاحب محلہ نوادہ شیخان میں آیئے جو عظیم الشان تین گنبد والی مسجد نظر آئے اسی میں ہو کر سیدھے ہاتھ پر آپ کا مزار پاک ہے۔آپ کے عم محترم کا مزار شریف مسجد کے جنوب میں درخت کے نیچے ہے۔

حضرت ابوالبرکات سید بدیع الدین محمد شاہ ابدال محدث بریلوی علیہ الرحمہ کا فوقی تحتی شجرۂ مبارکہ یہ ہے۔

حضرت مولانا عبدالحکیم عرف سید حکیم علی بخاری شاہی

مدفون در کمپل ضلع فرخ آباد، جد بزرگوار حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمہ



(از: تذکرہ سادات، ص:۵۰)(از: تذکرہ کاملان رامپور) التوفی ۱۲۶۴ھ دفن شریف در مسجد قلعہ مراد آباد جانب شمال وجنوب

اولاد حضرت شاہ عالم جنوبی ہند میں

جنوبی ہند میں حضرت شاہ عالم محبوب باری رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد مدراس میں کرناٹک کے علاقہ ہمناد باد گلبرگہ، کرنول دکن اور حیدر آباد میں آسودۂ خواب ہیں۔ اس علاقہ میں حضرت شاہ عالم محبوب باری کے چھوٹے فرزند حضرت شاہ نصر الدین محمد المعروف بہ شیخ محمد رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۹۱۴ھ کی نسل پاک خوب پھلی پھولی۔ اور ان کے فیضان علم و عرفان سے ہر ایک علاقہ خوب سیراب ہوا اور آپ کی اولاد کی کاوش و کوشش سے اسلام کی اشاعت کے راستے ہموار ہوئے۔ اور صحیح معنی میں اسلام کو فروغ حاصل ہوا۔ یہاں ہم ان تمام ہستیوں کے نام اور ذکر تحریر کرتے ہوئے گزر جائیں گے اوراق میں بالکل گنجائش نہیں ہے۔ انشاء اللہ زندگی بخیر رہی تو آئندہ ایڈیشن میں اجمالی حالات بھی دیئے جائیں گے۔

حضرت شاہ قبول اللہ حسینی بخاری شاہی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کے فیض سے سرزمین شاہ پور سگر ضلع گلبرگہ، کرناٹک مفتخر ہے۔ آپ کے اجداد اور آپ اس سرزمین میں محو خواب ہیں۔ آپ کا شجرۂ نسب اس طرح ہے۔ حضرت شاہ قبول اللہ حسینی ابن سید شاہ خداوندی بخاری بن سید مجاہد الدین ثانی بخاری بن سید شاہ سلیمان بخاری بن سید مجاہد الدین اول بن سید شاہ شیر الملک بخاری بن سید شاہ کبیر الحق بخاری بن سید شاہ سالار غازی بخاری بن سید شاہ محمود بخاری بن شاہ صدر الدین بخاری بن سید شاہ نصیر الدین محمد المعروف بہ شیخ محمد بن سید محمد سراج الدین شاہ عالم محبوب باری بخاری شاہ عالم تک گیارہ واسطے ہیں۔ (از شرف الانساب نازی، ص: ۸۸ لائبریری آصفیہ حیدر آباد)

حضرت سید قطب الدین حسینی بخاری بت شکن علیہ الرحمہ

کثرت بت شکنی کی وجہ سے آپ کا لقب ہی بت شکن ہے۔ آپ نے کفر کی پیٹھ توڑ کر رکھ دی تھی اس لئے جہاں آپ کا مزار ہے اس مقام کا نام کفر توڑا ہے۔ آپ کا نسب تین واسطوں

نماز جنازہ

آپ کے خلیفہ حضرت قاضی سید اسماعیل ابن برہان الدین اصفہانی علیہ الرحمہ نے پڑھائی۔ نیز آپ کو آپ کی خانقاہ شریف کے جنوب مشرقی گوشہ میں سپرد خاک کیا گیا۔
(تاریخ اولیائے گجرات، صفحہ ۷۴)

حضرت شاہ عالم محبوب باری علیہ الرحمہ کے دور کے سلاطین گجرات

حضرت شاہ عالم محبوب باری علیہ الرحمہ نے چار سلاطین کا زمانہ پایا۔ آپ کی ولادت سے وصال شریف تک حسب ذیل سلاطین، گجرات کے تخت پر حکمراں رہے۔ ان کے اسماء اور سن جلوس و سن وفات نیچے ملاحظہ فرمائیں۔ مذکور ہیں۔

سلطان احمد شاہ علیہ الرحمہ کی ولی عہدی کا سن — ۸۱۴ھ مطابق ۱۴۱۱ء
// // // // وفات — ۸۴۶ھ // ۱۴۴۲ء
سلطان محمد شاہ کا سن تخت نشینی — ۸۴۶ھ // ۱۴۴۲ء
// // // // وفات — ۸۵۵ھ // ۱۴۵۱ء
سلطان قطب الدین احمد کی تخت نشینی — ۸۵۵ھ // ۱۴۵۱ء
// // // // وفات — ۸۶۳ھ // ۱۴۵۹ء
سلطان محمود بیگرہ کا سن تخت نشینی — ۸۶۳ھ // ۱۴۵۹ء
// // // // وفات — ۹۱۷ھ // ۱۵۱۱ء

حضرت شاہ عالم محبوب باری بخاری علیہ الرحمہ نے سلطان محمود بیگرے کے دور حکومت میں وصال الٰہی فرمایا۔ سلطان محمود بیگرہ کو آپ کے وصال فرمانے کے بعد بھی ۲۷ سال تک بڑی کامیابی کے ساتھ حکومت کر کے واصل بحق ہوا۔

سلاطین دہلی

حضرت شاہ عالم محبوب باری بخاری علیہ الرحمہ کی ولادت شریف سے چار سال قبل گجرات کی آزاد خود مختار اسلامی مملکت کی داغ بیل سلطان اوّل ڈال چکا تھا۔ اس سے

میں ہے۔ چوتھی صاحبزادی حضرت سید تسلیم حسینی بخاری رحمۃ اللہ علیہ واعظ وامام مکہ مسجد حیدرآباد کے حبالۂ عقد میں آئیں وہیں مدفون ہیں۔ مذکورہ بالا تمام حضرات جنوبی ہند کے کاملین اور اہل اللہ میں سے گزرے ہیں۔ حضرت شاہ عالم محبوب باری رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے سلسلے اور اولاد کے حالات جہاں تک ہوسکا ہے بڑی چھان بین اور تحقیق کے ساتھ سپرد قلم کئے گئے ہیں اگر پھر بھی سہوا کوئی غلطی رہ گئی ہو اور اہل علم کی نظر سے گزرے تو مطلع فرمائیں انشاء اللہ آئندہ ایڈیشن میں تصحیح کردی جائے گی۔ یہ کام میں نے ۱۹۷۷ء میں شروع کیا تھا۔ الحمد للہ ستمبر ۱۹۷۹ء میں پایۂ تکمیل کو پہونچا بارہ سال خانقاہ شاہ عالم محبوب باری کی نمک خواری کرتے ہوئے گزر گئے سوچا اسی بہانے حق نمک خواری ادا کیا جائے۔

حضور خواجہ سید محمد سراج الدین شاہ عالم کی بارگاہ ولایت میں گزارش ہے کہ میری اس سعیٔ سعید کو شرف قبولیت عطا فرمائیں اور میرا خاتمہ ایمان پر ہو اور میرے والدین کو شرف نجات ومغفرت نصیب ہو۔ آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

-:تمت:-

سلام

بہ حضور خواجۂ خواجگان حضرت خواجہ سید محمد سراج الدین شاہ عالم محبوب باری بخاری رحمۃ اللہ علیہ

از:- جناب مولانا محمد نذیر احمد نظر نیازی فاضل شاہی

شاہ عالم کی صولت پہ لاکھوں سلام ۔۔۔ تاجدار ولایت پہ لاکھوں سلام

آفتاب شریعت پہ لاکھوں سلام ۔۔۔ ماہتاب طریقت پہ لاکھوں سلام

اولیا میں ملا شاہ عالم لقب

آپ سادات میں ہیں حسینی نسب
آپ تنویر رخسار شاہ عرب
پیکر ہاشمیت پہ لاکھوں سلام

نام نامی محمد خدا کے سراج شاہ عالم ہیں عالم میں ہے ان کا راج
زیر سر آپ کے ہے ولایت کا تاج آپ کی شان عظمت پہ لاکھوں سلام

آپ سے اے ولایت کے مہر مبیں
احمد آباد کی ہے منور جبیں
آپ کا پاک روضہ ہے کیسا حسین
اجلے گنبد کی نزہت پہ لاکھوں سلام

سرو بستاں ذیشان زہرا بتول آپ باغ ولایت کے ہیں تازہ پھول
حسن ایسا کہ ہیں ہم شبیہ رسول خوشنما پاک صورت پہ لاکھوں سلام

صحن گجرات فیضان سے ہے چمن
آپ کے پاک جلوے ہیں سایہ فگن
شاہ عالم ولی دلبر پنجتن
آپ کی حسن سیرت پہ لاکھوں سلام

روح پرور یہاں کے یہ لمحات ہیں ہر گھڑی آشکارا کرشمات ہیں
نازش ہند میں شان گجرات ہیں آپ کے فیض تربت پہ لاکھوں سلام

ان کے روضے کا منظر وقار نظر
ان کی سیرت کا نقشہ بہار نظر
ان کی صورت کا جلوہ قرار نظر
اے نظر ان کی رویت پہ لاکھوں سلام

ناظرین کرام کی دلچسپی اور محبت شاہ عالم کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم حیات شاہ عالم میں کچھ صفحات کو بڑھاتے ہوئے حضرت علامہ مولانا صوفی الحاج نذیر احمد نیازی نعیمی مرادآباد کے قلم سے حضرت شاہ عالم محبوب باری کی شان میں لکھے ہوئے صلوٰۃ وسلام کا ذخیرہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کررہے ہیں۔ اور اس کے علاوہ حضرت شاہ عالم محبوب باری کی شان میں ایک منقبت از قلم صوفی نذیر احمد نیازی پیش کرنے کی سعادت حاصل کررہے ہیں۔ اور بطور نذرانہ ایک سلام حضرت سید برہان الدین قطب عالم کی بارگاہ میں دلوں کی گہرائیوں کے ساتھ پیش کررہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے دوستوں کے راستے پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور انہیں کے زمرے میں ہمارا حشر ہو۔ آمین

یہ سلام جو آپ لوگوں کے سامنے پیش کئے گئے ہیں۔ یہ حضرت علامہ مولانا الحاج صوفی محمد نذیر احمد نیازی نعیمی مرادآبادی کے دیوانے مبارک "فردوس نظر" حصہ دوم سے لئے گئے ہیں۔

دعا کا طلب گار

فقیر رضوان احمد نذیری

سلام اوّل در شان

حضرت سید سراج الدین شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ

شاہ عالم مرحبا ہو آپ پر لاکھوں سلام
آپ ہیں ذی مرتبہ ہوں آپ پر لاکھوں سلام
اے ولی کبریا ہوں آپ پر لاکھوں سلام
تاجدار اولیاء ہوں آپ پر لاکھوں سلام

اے سراج دین و ملت آپ ہیں آل رسول
دلبر حسنین بھی ہیں اور فرزند بتول
رکھنا میرے حال پر لطف و رحمت کا نزول
ہے یہی عرض گدا ہوں آپ پر لاکھوں سلام

شاہ عالم مرحبا ہوں آپ پر لاکھوں سلام
آپ ہیں ذی مرتبہ ہوں آپ پر لاکھوں سلام

خوبیاں کیسی نمایاں ہیں تمہاری ذات میں
تم نقیب مصطفےٰ ہو خطۂ گجرات میں
تم نگہباں ہو ہمارے آفتوں خطرات میں
صاحب عقدہ کشا ہوں آپ پر لاکھوں سلام

شاہ عالم مرحباہوں آپ پر لاکھوں سلام
آپ ہیں ذی مرتبہ ہوں آپ پر لاکھوں سلام

شاہ عالم در حقیقت فضل باری آپ ہیں
سیدی عالی سب ہیں اور بخاری آپ ہیں
حیدری فیضان کی اک نہر جاری آپ ہیں
نور چشم سیداں ہوں آپ پر لاکھوں سلام

شاہ عالم مرحبا ہوں آپ پر لاکھوں سلام
آپ ہین ذی مرتبہ ہوں آپ پر لاکھوں سلام

خیمۂ نو لاکھ تم نے نذر فقراء کردیا
گوہر مقصود دل سے سب کا دامن بھر دیا
سائل درنے جو مانگا آپ نے سرور دیا
مخزن جود و عطاء ہوں آپ پر لاکھوں سلام

شاہ عالم مرحبا ہوں آپ پر لاکھوں سلام
آپ ہیں ذی مرتبہ ہوں آپ پر لاکھوں سلام

اولیا میں شاہ عالم آپ ہیں وہ ذی حشم
ہیں خزانے فضل رب سے آپ کے زیر قدم
اہل غربت کا ہمیشہ آپ نے رکھا بھرم
اے میرے مشکل کشا ہوں آپ پر لاکھوں سلام

شاہ عالم مرحبا ہوں آپ پر لاکھوں سلام
آپ ہیں ذی مرتبہ ہوں آپ پر لاکھوں سلام

سیّد برخوردار کو مظہر عالی صفات
آپ نے زندہ کیا ہے مرحبا بعد وفات
یہ کرامت ہیں انوکھی فخر کے قابل ہے بات
زندہ کردو دل میرا ہوں آپ پر لاکھوں سلام

شاہ عالم مرحبا ہوں آپ پر لاکھوں سلام
آپ ہیں ذی مرتبہ آپ پر لاکھوں سلام

ٹھنڈی آنکھیں ہیں میری اور محو تسکین ہے جگر
ہے گھڑی صلی علیٰ یہ کس قدر فرحت اثر
ہے جمال شاہ عالم میری نظروں میں نظر
خانۂ دل کی ضیاء ہوں آپ پر لاکھوں سلام

(از:۔فردوس نظر حصہ دوم)

سلام دوم در شان

حضرت شاہ عالم محبوب باری رحمۃ اللہ علیہ

سراج دنیا سراج عقبیٰ ہو شاہ عالم سلام تم پر
سلام تم پر سلام تم پر ہو شاہ عالم سلام تم پر

ہیں تاج والے یہاں بھکاری ہے فیض ایسا یہاں سے جاری
عطاء کے سورج سخا کے دریا ہو شاہ عالم سلام تم پر
سلام تم پر سلام تم پر سلام تم پر سلام تم پر

تمہیں تو حسنین کے رتن ہو ضیائے رخسار پنجتن ہو
تمہاری بستی ہو کیوں نہ اعلیٰ ہو شاہ عالم سلام تم پر
سلام تم پر سلام تم پر سلام تم پر سلام تم پر

ہے فقر میں بھی ادا شہانہ ہو احمد آباد میں یگانہ
علی کے گل مصطفےٰ کا نقشہ ہو شاہ عالم سلام تم پر
سلام تم پر سلام تم پر سلام تم پر سلام تم پر

ہے حسرت دل اسے مٹا دو ہمیں بھی شکل حسین دیکھا دو
کریم آقا کریم مولا ہو شاہ عالم سلام تم پر
سلام تم پر سلام تم پر سلام تم پر سلام تم پر

تمہارے در پر جو کوئی آیا جہاں کی آفات کا ستایا
تو اس کو تم نے گلے لگا ہو شاہ عالم سلام تم پر
سلام تم پر سلام تم پر سلام تم پر سلام تم پر

نظر کے دل کا سرور ہو تم نظر کی آنکھوں کا نور ہو تم
نظر کو ہے کس قدر نوازا ہو شاہ عالم سلام تم پر
سلام تم پر سلام تم پر سلام تم پر سلام تم پر

از:- فردوس نظر حصہ دوم

سلام سوم در شان

حضرت شاہ عالم محبوب باری رحمۃ اللہ علیہ

شاہ عالم ولی السلام السلام
ہم شبیہِ نبی السلام السلام
نونہال علی السلام السلام
ہو کرن نور کی السلام السلام

شاہ عالم ولی السلام السلام
نونہال علی السلام السلام

فیضیاب عطاء درِ ذوالجلال
پیکر نور و عرفان و فضل و کمال
مظہر حسن خیر الوریٰ ہے جمال
جلوۂ دل کشی السلام السلام

شاہ عالم ولی السلام السلام
نونہال علی السلام السلام

اے چمکتے و مکتے درِ پنجتن
ہے ولایت کی تم سے سجی انجمن
تم میں رنگ حسینی ہے بوئے حسن
ہو مہکتی کلی السلام السلام

شاہ عالم ولی السلام السلام
نو نہال علی السلام السلام

شان قدرت بھی ہو جان عترت بھی ہو
سیدہ کے گھرانے کی نکہت بھی ہو
خوب سیرت بھی ہو خوب صورت بھی ہو
پرتوے حیدری السلام السلام

شاہ عالم ولی السلام السلام
نونہال علی السلام السلام

مرجع اولیاء آستاں آپ کا
شاہ عالم سراج زماں آپ کا
حسن ہے ذوفشاں ذوفشاں آپ کا
مخزن روشنی السلام السلام

شاہ عالم ولی السلام السلام
نونہال علی السلام السلام

شاہ عالم عطاء ہو سکوں قلب کو
اک نگاہِ عنایت ادھر بھی تو ہو
قطب عالم کے صدقہ میں ہم کو بھی دو
بادۂ سرمدی السلام السلام

شاہ عالم ولی السلام السلام
نونہال علی السلام السلام

روضۂ پاک ہے مسکن اصفیاء
کرتے لوگوں کے دل کو ہیں یہ پُرضیاء
در سے سائل بھی کوئی نہ خالی گیا
قاسم ہر خوشی السلام السلام

شاہ عالم ولی السلام السلام
نونہال علی السلام السلام

ان کے جلوے نظر میں بسالے نظر
ان کے در پے جھکالے عقیدت سے سر
ان کے فیضان کو اپنے سینے میں بھر
ہیں غذا روح کی السلام السلام

شاہ عالم ولی السلام السلام
نونہال علی السلام السلام

(از:۔فردوس نظر، حصہ دوم)

سلام چہارم در شان
حضرت محبوب باری شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ

میرے شاہ عالم سلامٌ علیک
ولی مکرم سلامٌ علیک
غریبوں کے ہمدم سلامٌ علیک
نوازش ہو پیہم سلامٌ علیک
میرے شاہ عالم سلامٌ علیک
غریبوں کے ہمدم سلامٌ علیک

ہے باب عطاء آپ کا باب عالی
درِ پاک پر ہے زمانہ سوالی
نہیں ہے کسی کا یہاں ہاتھ خالی
عطائیں ہیں ہر دم سلامٌ علیک
میرے شاہ عالم سلامٌ علیک
غریبوں کے ہمدم سلامٌ علیک

سر روضہ جس نے بھی جھولی پساری
سکوں مل گیا مٹ گئی بیقراری
دکھی کی محبت سے قسمت سنواری
زمانہ تھا برہم سلامٌ علیک
میرے شاہ عالم سلامٌ علیک
غریبوں کے ہمدم سلامٌ علیک

ولیٔ خدا ہادیٔ حق نما ہو
قبول جہاں مرجع اولیا ہو
سراپا حسیں مظہر مصطفٰے ہو
جمال مجسم سلامٌ علیک

میرے شاہ عالم سلامٌ علیک
غریبوں کے ہمدم سلامٌ علیک

روش دلبرانہ ادا عارفانہ
برنگِ فقیری بہ شانِ شہانہ
سراج محبت سراج زمانہ
لبوں پہ تبسم سلامٌ علیک

میرے شاہ عالم سلامٌ علیک
غریبوں کے ہمدم سلامٌ علیک

وہ پُرنور دربار پھر چاہتیں ہیں
وہ گنبد وہ مینار پھر چاہتیں ہیں
مدینے کا دربار پھر چاہتیں ہیں
میری چشم پُرنم سلامٌ علیک

میرے شاہ عالم سلامٌ علیک
غریبوں کے ہمدم سلامٌ علیک

یہیں نخل دل میرا پھر سے کھلے گا
یہیں سے مجھے میرا مقصد ملے گا
چراغ محبت یہیں سے جلے گا
ہو تم حق کے محرم سلامٌ علیک

میرے شاہ عالم سلامٌ علیک
غریبوں کے ہمدم سلامٌ علیک

مشرف بہاروں سے ہو دل کا گلشن
نظرؔ ہو نظر کو اگر ان کا درشن
بنے میرا سینہ تجلی کا مسکن
مٹے ہجر کا غم سلامٌ علیک

میرے شاہ عالم سلامٌ علیک
غریبوں کے ہمدم سلامٌ علیک

سلام پنجم در شان

حضرت سراج الدین شاہ عالم محبوب باری رحمۃ اللہ علیہ

شاہ عالم ولی حق کے پیارے سلام
بارگاہِ نبی کے دلارے سلام
اے نگاہِ علی کے نکھارے سلام
لیجئے لیجئے یہ ہمارے سلام

شاہ عالم سراج حبیب زمن
اے گل بوستانِ حسین و حسن

خلق پر آپ ہو رحمتوں کا گگن
کرنے آئیں ہیں تم کو تمہارے سلام

شاہ عالم ولی حق کے پیارے سلام
بارگاہ نبی کے دلارے سلام

مرحبا کیسا نورانی دربار ہے
روضۂ عالیہ بحرا انوار ہے
جس کے دیدار سے قلب سرشار ہے
باادب پڑھ رہے ہیں نظارے سلام

شاہ عالم ولی حق کے پیارے سلام
بارگاہِ نبی کے دلارے سلام

ساقیا آج گردش میں پھر جام ہو
ہر گدا پر نوازش ہو انعام ہو
کام منگتوں کا ہو آپ کا نام ہو
کہہ اٹھے خود عطاؤں کے دھارے سلام

شاہ عالم ولی حق کے پیارے سلام
بارگاہِ نبی کے دلارے سلام

حسن والا کوئی اور تم سا نہیں
مظہر حسن خیرالوریٰ ہو تمہیں
سیدی نازش بزم دین متین
چرخ عظمت کے تم ہو ستارے سلام

شاہ عالم ولی حق کے پیارے سلام
بارگاہِ نبی کے دلارے سلام

نورِ عرفاں سے سینوں کو بھر دیجئے
مفلسوں بے نواؤں کو زر دیجئے
اک نگاہِ کرامت ادھر کیجئے
کر انہیں شاد ہیں غم کے مارے سلام

شاہ عالم ولی حق پیارے سلام
بارگاہِ نبی کے دلارے سلام

ہر ادا ان کی ہے دلبرانہ نظر
ان کی نظروں کا دل ہے نشانہ نظر
مختصر ہے میرا یہ فسانہ نظر
رات دن لب پہ ہیں پیارے پیارے سلام

شاہ عالم ولی حق پیارے سلام
بارگاہِ نبی کے دلارے سلام

سلام ششم در شان

حضرت شاہ عالم محبوب باری رحمۃ اللہ علیہ

السلام اے شاہ عالم سب کے ہمدم السلام
اے ضیاء پنجتن یا شاہ عالم السلام

ہم شبیہِ مصطفٰے ہستی ہے کیسی آپ کی
تم ہو سر سے پاؤں تک نورِ مجسم السلام

ہر ادا ہے دلربا سرکار عالی آپ کی
آپ ہی ہیں جانشینِ قطب عالم السلام

میں مریض لادوا تھا مل گئی مجھ کو دوا
جب کیا نادِ علی کا آپ نے دم السلام

مجھ سے کترا کر مصائب ہوگئے آقا فرار
نام نامی ورد رکھتے ہیں سدا ہم السلام

آپ کا پُرنور روضہ راحت عشاق ہے
ہے یہاں پر خلد کا ہر وقت موسم السلام

پھر مدینے کے نظارے آنکھ کو مطلوب ہیں
کعبہ حج و کربلا آب زمزم السلام

جلوہ دکھلانا نظرؔ کو نزع میں اپنا حضور
پتلیوں میں آئے کھنچ جب شہا دم السلام

حضرت مولانا الحاج صوفی نذیر احمد نیازی نعیمی کے اس "سلام" کو ہم حضرت قطب عالم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں پیش کرنے کا شرف حاصل کررہے ہیں اللہ کرے یہ سلام قطب عالم کی بارگاہ میں قبولیت کا درجہ پائے۔ اور صاحب سلام حضرت مولانا صوفی نذیر احمد رحمۃ اللہ علیہ کے درجات کو اور اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ اور آپ کے بھی مزار اقدس پر قیامت تک صلوٰۃ وسلام پیش کئے جاتے رہیں۔ آمین ثم آمین

سلام در شان بحضور حضرت سید برہان الدین عبداللہ ابو محمد یعنی قطب عالم بخاری رحمۃ اللہ علیہ

قطب عالم ولی خدا پر سلام
ہم غلاموں کی جانب سے ہر صبح و شام
دل کی گہرائیوں سے ہے لب پر مدام
السلام السلام السلام

آپ پر اہلِ الفت ہیں پیہم نثار
گلشن پنجتن کی ہو عالی بہار
غمزدوں کے دلوں کا ہو تم ہی قرار
زمرۂ اولیائے جہاں کے امام

قطب عالم ولی خدا پر سلام
ہم غلاموں کی جانب سے ہر صبح و شام

رحمتوں کا گگن شفقتوں کا چمن
برکتِ ذوالمنن نسبت پنجتن
شہر یار زمن اے علی کے رتن
شرق سے غرب تک آپ کی دھوم دھام

قطب عالم ولی خدا پر سلام
ہم غلاموں کی جانب سے ہر صبح و شام

اصفیائے زمانہ ہیں در کے غلام
کشورِ معرفت کے ہو ماہِ تمام
کلفتوں میں بنا اسم اعظم ہے نام
تم نے بگڑے بنائے ہمارے ہیں کام

قطب عالم ولی خدا پر سلام
ہم غلاموں کی جانب سے ہر صبح و شام

جانتے ہیں کرامت تمہاری سبھی
عالم سکر میں کہہ دیا جو کبھی
بن گیا جل کنوئیں کا وہ پانی بھی گھی
ہے فنا میں وہ عالی تمہارا مقام
قطب عالم ولی خدا پر سلام
ہم غلاموں کی جانب سے ہر صبح و شام

ہے تصور میں روضہ میرے آپ کا
ضوفگن ضوفگن خوشنما خوشنما
اے نظر اپنی قسمت پہ قربان جا
پڑھ سلام ان کے عرفان کے پی کے جام
ہم غریبوں کی جانب سے ہر صبح و شام
قطب عالم ولی خدا پر سلام

منقبت در شان

حضرت شاہ عالم محبوب باری

از قلم حضرت علامہ مولانا صوفی نذیر احمد نیازی نعیمی مرادآبادی

اوج پر اپنے مقدر کا ستارہ ہوگیا
بارگاہِ شاہ عالم کا نظارہ ہوگیا

جب تصور میں وہ آئے نور برساتے ہوئے
رشک جنت باخدا یہ دل ہمارا ہوگیا

ہم شبیہِ مصطفٰے شان تجلی مرحبا
خیرہ آنکھیں ہوگئیں جب جلوا آرا ہوگیا

عرس کی دانائیوں پر خلق پروانہ بنی
ہر نظارہ اہلِ دل کے حق میں پیارا ہوگیا

قرب حق قرب نبی قرب علی اس کو ملا
جس کو ان کی مست آنکھوں کا اشارہ ہوگیا

اس کی خوش بختی پہ آتا ہے شہنشاہوں کو رشک
صدق دل سے بندۂ در جو تمہارا ہوگیا

چاہتا ہے دل کہ اس نسبت پہ کردوں جاں فدا
تم ہمارے ہوگئے یہ دل تمہارا ہوگیا

اب نوازے اسکو یا ٹھکرائیں جو چاہیں کریں
آپ کی الفت میں یہ دل پارہ پارہ ہوگیا

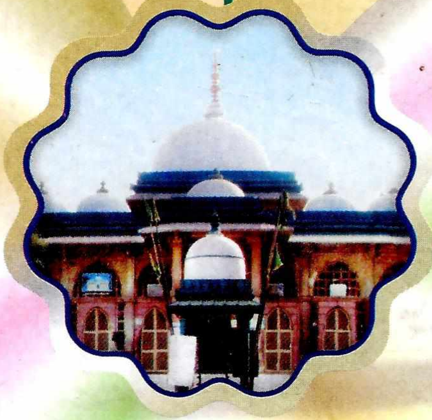
المدد یا شاہ عالم جب بھی لب پر آگیا
یورشِ گرداب میں ظاہر کنارہ ہوگیا

اے نظر ہم سوختہ دامانِ دل آئے نظر
ضوفگن جب عشق کا دل میں شرارہ ہوگیا

مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام

مصطفےٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام — شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام
شہر یار ارم تاجدار حرم — نوبہار شفاعت پہ لاکھوں سلام
عرش تا فرش ہے جس کے زیر نگیں — اس کی قاہر ریاست پہ لاکھوں سلام
ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود — ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام
دور و نزدیک کے سننے والے وہ کان — کانِ لعل کرامت پہ لاکھوں سلام
جس کے ماتھے شفاعت کا سہرا رہا — اس جبین سعادت پہ لاکھوں سلام
جس کے آگے سرِ سروراں خم رہیں! — اس سرتاج رفعت پہ لاکھوں سلام
جس طرف اٹھ گئی دم میں دم آگیا — اس نگاہ عنایت پہ لاکھوں سلام
جس سے تاریک دل جگمگانے لگے — اس چمک والی رنگت پہ لاکھوں سلام
پتلی پتلی گل قدس کی پتیاں — ان لبوں کی نزاکت پہ لاکھوں سلام
کل جہاں مِلک اور جو کی روٹی غذا — اس شکم کی قناعت پہ لاکھوں سلام
جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند — اس دل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام
ایک میرا ہی رحمت میں دعویٰ نہیں — شاہ کی ساری امت پہ لاکھوں سلام
کاش محشر میں جب ان کی آمد ہو اور — بھیجیں سب انکی شوکت پہ لاکھوں سلام
مجھ سے خدمت کے قدسی کہیں ہاں رضا — مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام

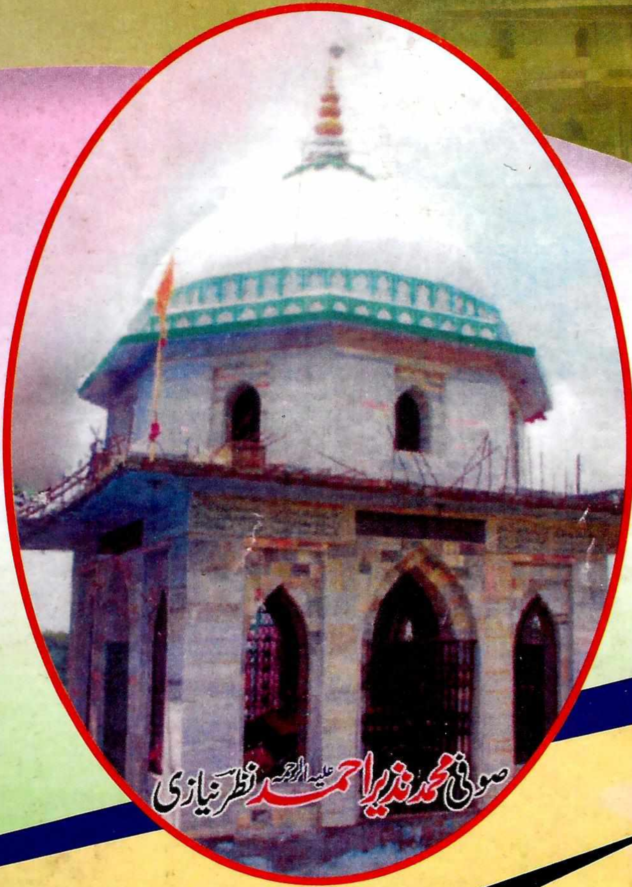
حیاتِ حضرت شاہ عالم



صوفیٔ ملت الحاج حضرت مولانا علامہ محمد نذیر احمد نذر نعیمی نیازی مرادآبادی علیہ الرحمہ

شائع کردہ

خانقاہ شاہ عالم احمد آباد ۲۲ گجرات



مناسب قیمت پر، ہول سیل ریٹیل اس پتہ پر طلب فرمائیں

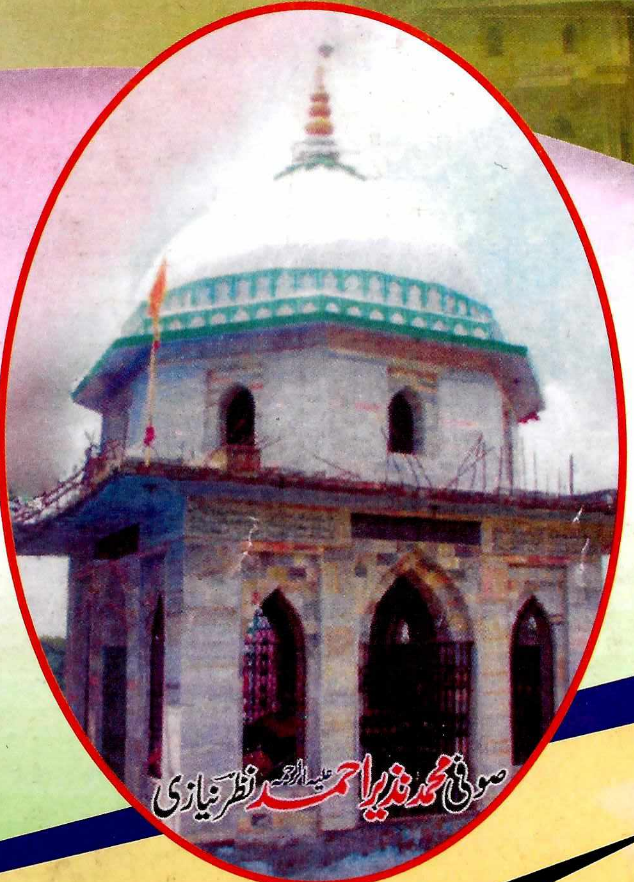
QADRI KITAB GHAR

Dukan No. 7, Roel Nawab Complex,
Shah Alam, Ahmedabad-380028

قادری کتاب گھر

دکان نمبر ۷، روئل نواب کمپلکس شاہ عالم، احمد آباد 380028

Rs. 200/-



مناسب قیمت پر، ہول سیل ریٹیل اس پتہ پر طلب فرمائیں

قادری کتاب گھر

دکان نمبر ۷، روئل نواب کمپلکس شاہ عالم، احمد آباد 380028

QADRI KITAB GHAR

Dukan No. 7, Roel Nawab Complex,
Shah Alam, Ahmedabad-380028

Rs. 200/-

حیات حضرت شاہ عالم

صوفی ملت الحاج حضرت مولانا علامہ محمد نذیر احمد نعیمی نیازی مرادآبادی علیہ الرحمہ

شائع کردہ

خانقاہ شاہ عالم احمد آباد

حیات حضرت شاہ

صوفی ملت الحاج حضرت مولانا علامہ محمد نذیر احمد نعیمی نیازی

شائع کردہ

خانقاہ شاہ عالم احمد آباد